

ماشاہد لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ رب العالمین کا مقابلہ مع شہادت بعض عوام میں جو لوٹندی غلام میں کلام کرتے ہیں

روالشقاق فی جوار الاسترقاق

پہلے امیر غفران محمد عبدالرحمن بن حاجہ محمد شوشان نام غفور و تربیہ علیہ السلام

مطبع نظامی واقع کانپور میں

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَىٰ فَضْلِهِ وَتَوَالِهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنْ أَرْسَلَهُ لِنَهْتِنَا بِأَفْعَالِهِ  
 وَنَقْتَدِي بِأَفْعَالِهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَآحِبَّائِهِ الَّذِينَ تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِهِ وَاقْتَبَسُوا مِنْ نُورِهِ  
 بِجَلَالِهِ بَعْدَ حَمْدِ صَلَواتِهِ كِتَابُ هَدْيٍ كَرِيمٍ كَرَّمَ وَبَابُ حُرْمَتِ اسْتِرْقَاقِ نَظَرِ طَرَاوُكِهِ دُكْنِيهِ  
 وَرِيفَاتِهِ بِوَاقِعِ نَافِقَانِ عُلُومِ عَقْلِيَّةٍ وَنُفُوسِيَّةٍ تَوْبَهَاتِ دُكْنِ دُونِ اور گِرْمِيُولِ شَارِبِ اور  
 مَسْتَرِدِّهِمْ وَغَيْرِهِمْ اور تَوَانِينَ حَجَرِ دِيكَامِ وَقْتُ كَوْنِهِ كَمُحْكَمِ النَّاسِ عَلَى دِينِ الصَّلَاةِ جَاهِ كَ  
 اسْتِرْقَاقِ كَوْنِ مُحَمَّدِي مِينَ نَصُوصِ اسْتِرْفَاقِ عَلَيْهِ اور بِالْإِجْمَاعِ ثَابِتِ بِمُتَابِعِ تَقْلِيدِ تَوْهَمِ سِتْنِ  
 اور اَمْرِ اَوْقَاتِ كَوْنِهِ جَوَازِ مِينَ كَلَامِ كَرِيمِ چِنَا نَحْدِ اِيكِ سَالِ مَوْسُومِ بِتَبِيرَةِ الْإِسْلَامِ عَنِ شَيْنِ الْاُمَةِ  
 وَالْعِلَامِ اس بَابِ مِينَ تَالِيْفِ كَرَكِ اُپْنِي صَدَفِ طَبِيعَتِ جَھُوْٹِ مَوْقِي كَحَالِ كِرَانِ پَرِ دُكْنِ  
 عِيَالِ اور اَوْخُوْشِ اَفْتِخَارِ اُنْپَا دَرَةِ التَّاجِ بِنَايَا اور بِاِجْمَاعِ الْإِسْلَامِ كِ اُسْمِ اِيْسِي مَضَائِنِ كَحْجِ  
 مِينَ كَمُجَنِّ صِرَاحَةِ اور اَشَارَةِ الزَّوَامِ شُرَكَ اور فُسْكَ اَكَا بَرْدِينِ اور عِيَالِ اَعْلَامِ اَوْ اَنْبِيَا عِلَامِ بِرِ  
 عَالَمِ مَوْتَا بِرِ اور اَنْبِيَا الْغُرَمِ سِي لِيكِرِ عَوَامِ اَبْلِ الْإِسْلَامِ تَكِ كَوْنِي مَطْعُونِي سِي نَهْدِينِ بِسَجِّ سَكْتَا بِكِي  
 اَبِ يَزْمَانِهِ وَهِي كَمُخَوِّشِ عِلْمِ بِرْدِهِ مِينَ اَكِيَا اور اَنْدَهِيْرِ اَجَلِ كَالَمِ مِينَ حِجَا كِيَا بِرِ مَحْزَبِ صَادِقِ كِي  
 جَوْشِ بِرِ پَرِ اَنْ لَمْ يَكُنْ اَللّٰهُ لَا يَقْبُضُ الْعِلْمَ اَنْتَزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ الْعِبَادِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ



بقبض العلماء حتی اذا الحیق عالمًا اتخذ الناس رؤسًا جها لا فستلوا فافقه تعبیراً  
 علم فضلو او اضلوا بتحقیق اللہ قبض نہ کر لیکھا علم کو چھین لینے کی طرح پر کہ چھین لے اوس کو  
 بند و کج دونوں میں سے لیکن قبض کر لیکھا علم کو سبب قبض کر لینے علماء کے یہاں تک کہ جب ان پر قبضہ کر لیا  
 کسی علم کو تو چھراوینگے آجی بزرگ جابلوں کو تو سوال کیے جاوینگے واپس فتوہ دینگے بغیر علم  
 پھر خود گاہ ہونگے اور دن کو نوٹ لگا لہ کرینگے لہذا بہت خوف اللہ کا پڑا ہوا کہ چھینیں کہ اکثر نیم خام خرفات ہوتی  
 پر محض ازراہ عقیدہ کے ایمان لا کر گمراہ ہو جاوین لہذا اس خاکسار ذرہ ہر بقیدار نے اس کے شبہات  
 و اہم کی رو میں یہ رسالہ مختصر لکھا و نام اس کا روال شفاق فی جواز الاسترقاق رکھا  
 واللہ الموفق الی الہدایت ومنہ البدایت والیہ النہایت

### \* مقدمہ \*

جاننا چاہیے کہ انسان ایک نوع جو جنس حیوان کے روح انسانی کہ جس کو نفس نامطہ اور جوہر ملکی اور  
 مد رک کلیات کہتے ہیں اسنے اسکو سائر انواع حیوانیہ سے جدا کر دیا ہے اور خصائص ہمہ جہت سائر  
 حیوانات میں میں بسبب اشتراک جنس کے آئین بھی موجود ہیں جبکہ احترام کو حاصل جو وہ کیا جاسکے  
 انسانی ہی کے حاصل جو آزادی جو اسکی صفت ہو وہ بھی صرف بسبب روح انسانی ہی کے جو غور کرو  
 کہ اگر آزادی منجملہ صفات جنسیہ کہ ہوتی تو سب حیوانات کا یہی حال ہوتا لیکن باتفاق موافق و مخالف  
 لازم پائل جو فالملن و مسئلہ پس ظاہر ہوا کہ آزادی منجملہ خصائص نفس ملکی کے جوہر نفس بھی  
 اور اس کے تعلقات کے اور جاننا چاہیے کہ اوس جوہر ملکی کو خدا تعالیٰ نے حاکم نفس ہمیدہ کا بنا یا جو  
 نفس بھی اور جو اس عشرہ کو جو متعلق نفس بھی ہے کہ میں ہر واسطہ نفس بھی کی تابع اسکا کیا ہو پس صفت  
 آزادی جو انسان کو حاصل ہو یہ نتیجت و اطاعت نفس ملکی کے جوہر قدرت زیادہ بعیت و اطاعت نفس ملکی کی  
 ہوگی جو کہ زیادتی آزادی میں ہوتی ہوگی یا ان کی انانیت اعتدال سے خودیہ غفلت کی کھمبہ تصدیف ہو جاوے  
 تو ممکن ہو و نقصانہ ممکنات علیاً و صاف قلوا یقیناً بل لعلہ الیہ  
 کہنا خدا کی شان قات ہو سیرت او ادنیٰ ما یزال عبدی یتقرب الی بالتواقل

حتیٰ احبته فاذا احبته كنت مع الله الذي يسمع به وبصره الذي يبصره ويده التي  
 يبسط بها ورجله التي يمشي بها لیکن جب نفس میں نبی نبوات غیا کر کے نفس ملک کو غلبہ کیا اور وہاں  
 ہو گیا تو جہد آخرت میں اور اعتقاد میں باطنی طاعت نفس ملک اور کمال حاصل تھا یا ممکن الحصول اور متوقع  
 الحصول تھا سب سے محروم ہو گیا اور دیگر انبیا میں جس کے ساتھ ملحق ہو گیا ملک اور اسے بھی بدر ہو گیا  
 کہ جو استعداد اس میں تھی اور میں فی الاصل تھی ہی نہیں پس وہ تو معذور ہیں مگر اسے خود اسے متنبہ ہو کر  
 زائل کر دیا پس اسے کلام حکمت الیتام میں ایسے نبیاء کے حق میں وارد ہوا ان ھم لا کلام

بل ھم افضل سبب لفظ اور اسی سبب سے ان کو بکثرت شرا و اب تعبیر کیا گیا ان ھم لا کلام عند اللہ  
 الذین کفروا فھم لا یؤمنون اور جب دیگر انواع جنس یعنی حیوانات کے ساتھ ملحق ہو گیا  
 تو وہ صفت آزادی جو خصوصاً نفس ملک سے ہوا نہاد اور صفات کمال کے اس سے زائل ہو گیا اور نیز دیگر

حیوانات کے بموجب کلام حکمت الیتام والذین کفروا ھم لا یؤمنون کما تأکل لا تغام  
 تمتع محسوسات اور خورد و نوش کا منہ ہو کر قابل تکلف ہو گیا اور جملہ پرک اور حیوانات بسبب اخذ  
 اور قید کے ملوک پکڑ نیوالے اور قید کر نیوالے کے ہوتے ہیں اس طرح پر قید اور اخذ اور تسلیم اور  
 ملوک ہو جائیں گے سبب کامل ہو گیا غرض کہ بسبب نبوات اور غلبہ نفس ہمیں اور غلبہ ہو گیا  
 جو ہر ملک کے جو جو صفات کہ جو ہر ملک کے جو حیوانی میں موثر ہو کر موجب حرمت و عصمت تھیں وہ  
 کنارہ گر گئیں اور بعد ان کے زوال اور کنارہ کرنے کے یہ صورت نوعیہ بھی تہا متشرشل دیگر انواع  
 جنس کے قابل تکلف ہو گئی اور بسبب وال عصمت حریت کے استرقاق اور کاعضا و نقلاً اندر موزوں

اور یہی ایسی ہی انبیا غیظام کی بموجب حی خالق انواع موجودات کے قل ھایعیا ینکھون کون  
 دعا کو اور یہی ایسی ہی حکما اور علما اہل اسلام کی اور یہی ایسی ہی کافر و منافق و شرارتین و شرارتین کی اور خدا  
 پہلے ہی ایسی تھی جو ہر عصر کی بھی کہ کسان بہند کو کتر مینڈک اور کتر سے مکوڑی سے تصویر فرما کر  
 سبب تہا تہا علیک دھکی سوتھی کے اجزاء میں چھپوایا تھا مگر انشاف فرق تھا کہ انھوں نے نبی نبی  
 کے علوم محسوسات میں نوعی ایسا تجویز فرمایا تھا ہم پر نبی جمل مغفلت کے علوم آئینہ و معارف و توحید کے

ایا تجویز کرتے ہیں مصرع  
عنکبوت ار طبع عفا و آشتی  
آن فرشتہ است بزرگوار و بخود  
این سوم هست آدمی و بشر  
نیم دیگر مائل علوی بود  
عقل غالب و پس فزون  
از با علم این بشران کابرست  
یک گرو مستغرق مطلق شده  
رست از خشم و هوا و قال قیل  
قسم دیگر با خزان ملحق شدند  
تنگ بود آسمان و آن صفت  
زانکه گرد و چون لے در خان رود  
این سخن حق است تصوفی گفته است  
مکر و تبیسی کہ او تا ندیند  
دور از فقر دریا نیستند  
کہ تعلق باہمین نیستند  
کہ عباد بود و گاو و کسرت  
علم راہ حق و علم تر نشد  
ترک او کن لا احب الا فلین  
باز حیوان را چو استعداد نیست  
ہر غفلانی کو خور و مغر و ترست

نگہ کبر کس بقدر رحمت اوست  
از کھال خیمہ کے انفرشتی  
یک گروہ دیگر از دانش تھی  
از فرشتہ نبی ہمیشہ بر سر  
تا کلامی غالب آید و بر سر  
از ملائکہ این بشر و آرمون  
این بشر ہم ز امتحان قصت شدند  
بچو عیسیٰ بالک طعن شدہ  
از ریاضت و تہجد و جہاد  
خشم مخم و شہوت مطلق شدند  
مردہ گرد و شخص کو بی جان شود  
جسم گرد و جان چو و حیوان شود  
از حیوانات جان افزون کنند  
آن ز حیوان و گرناید پدید  
خود کار بیامی علم ہند  
رہ ہفتم آسمان نیستش  
بہر استقامت حیوان چند روز  
صاحب دل ماند از یاد و شش  
زانکہ استعداد پیدا نہ ہو  
عذر را و اندر ہمیں روشنی است  
کہ بلا و خور و آن ایوان شود

نظم

یک گرو را جملہ علم و عقل موجود  
بچو حیوان از عطف و زفری  
نیم خود مائل سطح بود  
زین دو گانہ تا کلامی بر فرد  
شہوت را غالب و پس کسرت  
آدمی شکل اند و سہ امت شدند  
نقش آدم یک سنی جبریل  
گوینا اذ آدمی خود او نزاد  
وصف جبریل و اشیان رفت  
خورشود چون جان و بی آن خود  
زانکہ جانی کان ندارد بہت  
در جان باریک کلامی کند  
یا ہمای زگرشی را بہت  
یا نجوم و طب و علم فلسفہ  
انہمہ علم نبائی خدست  
خواندہ علمش امتحان بفرزد  
لاجرم اسفل بود از اقلین  
بودش از پستی و آن فوت کرد  
از چو استعداد و شکان بہت  
سکتہ و عقلش افزون شود

جب یہ امور مرد ہو چکے تو اب ہم دلائل عقلیہ و نقلیہ مجتہد دہر کی طرف توجہ ہوتے ہیں اور ان بات کو  
 جاننے پر کہ ان دونوں میں جس قدر دلائل عقلیہ کھے ہیں آئی کچھ بھی سطاقت تو ان عقلیہ پر استدلالات  
 معقولہ سے رکھتے ہیں یا سب لغو و زحل اور بے بڑا از قسم تو بہات و تضلیات ہیں واللہ الموفق  
 الی الحق والصواب **قال** خلیفہ انسان کو ایک بتی بنایا جو کہ جسکی فطرت میں کہ زادی رکھی  
**اقول** ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ازادی ذاتیات انسان میں اور یہ خاص صفتی سے جو  
 بلکہ خاصہ صفت جو ہر ملک سے ہو کر اس کے ذریعہ سے بحالت بعیت کے جسم حیوانی پر مشور ہوتی ہے اور بسبب  
 بنات کے دلائل ہوجاتی ہے **قال** اسکو ذی عقل و ذی شعور پیدا کیا **اقول** عقل سے کیا مراد ہے  
 اگر مراد کلیات مراد ہے جو کہ ہر نفس ملکی تعبیر کیا ہے تو مغلوب ہو جائے عقل کا اور غالب ہو جائے نفس  
 بہیمیہ کا کہ اگر تہذیب و تمدن اسکا ہو کہ یہ صورت نوعیہ بھی مورد احکام بہائم ہو دیں بلکہ ان سے زیادہ اور  
 تشدد کیا جاوے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور ذی شعور ہونا کیسے حیران ملک نہیں جس قدر حیوان  
 شہید ہیں اور شاعر عشرہ سب میں موجود ہیں مالا کہ سب قابل تمکین **قال** اسکو تمام  
 قوی ظاہری اور باطنی عطا کیے ہیں **اقول** یہ بھی کچھ خاصہ صفت انسانی سے نہیں کل حیوانات کو  
 حواس ظاہری اور باطنی عطا فرمائے گئے ہیں **قال** ان کے استعمال کی انکو قدرت بخشی ہے **اقول** کل  
 حیوانات کا یہی حال ہے کچھ خصوصیت انسان کی نہیں **قال** ہر کام کے شروع کرنے کی سمجھ اور اس کے  
 انجام کی سوچ اسکو دی ہے تاکہ ہر کام کا آغاز اور انجام خود سوچے **اقول** اگر یہ تضلیہ نہیں  
 کیا جاوے جیسا کہ لفظ مرادلات کرتا ہے تو غلط محض ہے کہ چونکہ بعض امور کے آغاز کی سمجھ اور اس کے انجام  
 سوچ کچھ بھی انسان کو نہیں دیا گیا چنانچہ پیام بدیہی ہے اور اگر تضلیہ مذکورہ کہ جزئیہ سمجھا جاوے گا تو ہر ایک  
 حیوان پر صادق آتا ہے کچھ مخصوص ساتھ انسان کے نہیں ہے بعض امور کا آغاز و انجام ہر ایک حیوان کو  
 سمجھا سوجھتا ہے بلکہ بعض امور کے اور ان میں بعض حیوان انسان پر فائق ہیں **قال** اسکو اسی  
 فطرت پر بنایا ہے کہ وہ خود اپنے لیے تمام چیزوں کے مہیا کرے چنانچہ **اقول** یہ بھی بھیہی البطلان  
 ہے کہ انسان نفس کل اشیا ہی موجودہ کی طرف محتاج ہے نہ ان کے مہیا کرنے کی احتیاج رکھتا ہے اور یہ تضلیہ

تسلیم تھیں مخلقہ ہونا لازم آتا ہے کہ ایسا تھیں انحققہ ہو کہ محتاج ہو بطریق تمام اشیای موجودہ ممکنہ  
 کی برخلات سارہ حیوانات کہ وہ اکثر اشیای موجودہ یا ممکنہ سے متغنی ہیں اور اگر الفاظ سے قطع نظر  
 کر کے یہ سمجھا جاوے کہ معانی ہو کہ انسان ایسی خلقت پر بنایا گیا ہے کہ جو چیزیں کر کے واسطے ضروری ہیں  
 اور کمزور دنیا کر سکتا ہے تو یہ بات کچھ خصائص نوع انسانی سے نہیں ہر حیوان کا ایسا ہی حال ہے  
**قال** خود خدا نے فرمایا **الکبر للانسان** لکھا اسے انسان کے لیے مجرا کے حکم کے وہ خود کو خوش کرتا ہے  
 کچھ نہیں ہے **اقول** مخفی نہیں کہ آیت تلوہ میں قصر الموصوف علی الصفہ ہے کہ جس کچھ دعا ستار کا  
 حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس مقام میں شرح معانی آیت کی ضرورت نہیں **قال** پس یہ تمام باتیں اس پر  
 دلالت کرتی ہیں کہ اس پتے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پہلا خود اپنا آپ مالک ہے **اقول** جن  
 مقدمات پر کہ مؤلف نے نتیجہ ترتیب دیا وہ سب مقدمات ہل ہیں اولین سے ایک مقدمہ بھی نتیجہ  
 نتیجہ کا نہیں نہ بطریق قیاس اتقونی نہ بطریق قیاس اتقانی پس ہر ترتیبات اور تجلیات کے کمال  
 کسی دعا کے نہیں ہو سکتے مقدمات نتیجہ کو اور کسی امر پر جمع مول نہیں کر سکتے اور اگر یہ امور مذکورہ  
 نتیجہ پر ہر اول کے ہوں تو سب حیوانات کا ایسا ہی حال ہو کہ پہلا ہونا ان کے جنس کی ذاتیات سے  
 ہو اور عوارض مذکورہ از قسم عرض عام کے ہیں جیسا کہ مذکور ہوا ہم بھی کہتے ہیں کہ حیرت از نظری ہو  
 کیونکہ پیدائش انسان کی خلقت سلام پر ہی ہو مگر جب اسلام داخل ہو گیا تو اس کے زوال میں کیا شہاد  
 ہو اور فساد اس قول صنف کا کہ وہ خود اپنا آپ مالک ہے ظاہر ہو جا رہی ملت میں کوئی حرج و اپنا  
 بھی مخلوق نہیں اس کو اختیار نہیں کہ وہ اپنے تئیں کسیکے یا تصبیع و سب کے کسی دوسرے کا مخلوق کر دے  
**قال** غلامی ان تمام چیزوں کی یا یوں کہو کہ صانع کی مرضی کے برخلاف ہو اور اس لیے خدا کی مرضی کے  
 مطابق نہیں ہو سکتی **اقول** یہ کلام بھی غایت رکاکت بلکہ غلط بات ہے جن لوگوں پر اتنا رفق تھا  
 ہوا اصلاً صانع کی مرضی کے برخلاف نہیں بلکہ عین مرضی خالق ہی ہو اور نتیجہ مؤلف کا صریح ہے  
 مقدمات پر مبنی ہے کہ محض از قسم حیات اور تجلیات ہیں اور چونکہ غلامی ابتداء سے ہوا اور ہر جم کے  
 کہ بالاتفاق صافی خلقت اور مرضی خالق کے خلاف ہے چنانچہ وارد ہوا کہ **فیض** **الکھضر**



اصرار کرنے لگے کہ باوجود پند و خط کے رو بہ راہ نہ ہو س بلکہ مقابلہ و مقابلہ پیش سے تو کیا  
اوس نیاوت کی پادشاس سے اولیٰ محفوظ رکھنا اور ان کے اخلاق زریہ کی اصلاح میں خوش ہو کر ان کے

نزدیک عین اوقاف حکمت و مصلحت ہو کر ایک سبب لایسا ان دنوں کے مسکنا و کلام اللہ  
عز و جل و انتقام و ذلک جتن سنا ہو بغیر ہم اور خوب سمجھ لیجیے کہ یہ سترفاق جو ہماری شریعت کے  
مطابق ہو اور ان بد خصلتوں کے حق میں نہایت مفید اور شرف خیرات حسہ اور موجب تہذیب ہو نہ یہ کہ بیا  
آپ از راہ غلبہ تو بہات و تخیلات فاسدہ کے مجھ سے ہیں یاد کیجئے کہ امام حکمت الیام صاحبی علیہ الصلوٰۃ  
والسلام کو عجب اللہ من قوی قادیادون الی الجنۃ بالاسلاسل رواہ البخاری وہ قوم جو آپ کے  
اعتقاد میں از بس مندرجہ شہری ہوئی ہو انھیں کے آرا کو باب لغات میں ملاحظہ فرمائیے محمد دوم  
اور ان شرع ملکیت اموال منقولہ اور غیر منقولہ سے اور عدم ملک کا سبب بطلت تمام تجریر فرماتے ہیں  
جب میراث ہی نہیں بلکہ ضبطی میراث جو جب سے بھی بدتر ہو واجب پھرتے ہیں لفظاً یا فاطغ غل ام تو  
البتہ روا نہیں کہتے مگر استعمال احکام غلام میں زیادہ تر قواعد شریعت غلطے تشدد اور مبالغہ کرتے  
ہیں کیجئے بابت شہر نیل کوڑا اور دیگر احکام متعلق اس کے قال جبکہ خدا خود الامام کرچکا ہو مگر لکھ  
عبید اللہ و کل نساکہ اما اللہ کہ تمام مرد میرے غلام ہیں اور تمام عورتیں میری لونڈیاں ہیں  
تو کیا وہ اپنا شریک پیدا کر خوش ہوا لا واللہ یا اللہ انت محدک لا بشر لک انتی اقول  
ایک ایسی تقریر کے جواب میں تو صرف عقیدہ کافی ہو کہ جب خدا تعالیٰ اپنے رسول قبول کی زبان سے  
وہ باب غلاموں اور کنیہ کو جو کہ ہو یا یہ امر فرماتا ہو کہ لیقل غلامی و عبادتی چاہیے کہ کہے کہ غلام میرا  
اور جو کہ میری میری پس وہ کوئی شخص ہو کہ خدا سے متعال کے حکم کے برضائن اپنی طرف سے ایک حکم  
جاری کر دیکھا ارادہ از راہ تعلی کے کہ قتل کیا احکم الحاکمین اس امر کو کہ پند فرما دیا کہ اپنے بندوں پر کسی  
نہ کہ کو اپنے زیادہ حاکم بالاترناو سے کلاما واللہ لا من ملہ الحکمہ و هو لکم الحاکمین لا راد لکم  
ولا مانع لکم ان فی شریعہ کہ صفت عالی قدر نے جن کلمات سے یہاں استدلال کیا ہو یہ کلمات ایک نیک  
حدیث مسلم کی مضاف ہے پوری حدیث نہ لکھی ہم او کو کہتے ہیں عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ



لا یقول احدکم عبدی وامتی بکلکم عبد الله وکل ساءکم اماء الله ولكن لعل غلامی جاتی  
 الحدیث فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم کے کوئی تم میں سے یہ الفاظ بندہ میرا بندہ میری  
 تم سب خدا کے بندے ہو اور سب عورت تمہاری خدا کی بنیدان ہیں لیکن یہ کہو کہ غلام میرا اور  
 جھوٹا میری ام اور چونکہ لفظ عبد اور ام سے کاسفہوم متضمن ہے بمعنی غایت مذلل کو اور جو مخصوص  
 صرف واسطے خداوند تعالیٰ کے لہذا ان الفاظ کے استعمال سے نہی فرمائی گئی اور جن معانی میں کہ اوکو  
 استعمال میں لایا جاتا تھا اون معانی کے استعمال کے واسطے جو اور الفاظ تھے اونکی اجازت دی گئی پس  
 اس اجازت صریح کے برخلاف اگر کوئی مجتہد بھی فتویٰ سے تو یہ اجتہاد بمقابلہ نص ہو کہ بموجب مسئلہ  
 مسئلہ اصول مردود ہو اور عال و سکاک یہ طبرہ معدوم نہ سمجھا جاوے گا تنبیہ اس تقدیر پر مجتہد عالی فہر کے  
 غور کیا چاہیے کہ اس صاف نسبت اشراک باندہ کی مجوزین استرقاق کی نسبت ظاہر ہو حالانکہ خود  
 باعتبار مجتہد سب انبیاء کی کم مجوز اس کے رہے ہیں خود مجتہد کا یہ دعویٰ ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 باتبعہ ہم جاہلیت مجوز استرقاق سے پس ظاہر ہوا کہ عقیدہ مجتہد کا یہ ہو کہ نبی خیر الان محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
 صرف دو سال اور چند ماہ او آخر عمر تھے اشراک باندہ سے محفوظ ہے باقی تمام عمر اونکی اشراک باندہ  
 گزری وہ کیا خوب حمایت اسلام کی فرمائی دوستی خیر خود دشمنی ست قال کہ زادی جو ہر ایک  
 انسان کا قدرتی حق ہے غلامی ٹھیک ٹھیک اس کو برباد کرنے والی ہر اتقی اقول ہم نہیں  
 سمجھتے کہ قدرتی حق سے کیا مراد ہو اور یہ حق کس پر ہو اور یہ حق کیا ہو آیا کسی جرم سے زائل بھی  
 ہو سکتا ہو یا نہیں اور ان اس حق کا استحقاق کس سبب رکھتا ہو اور یہ استرقاق خاصہ غلامی  
 یا نبی ہو ان سب امور کی تفصیل کچھ مہل باتوں کے کچھ فائدہ نہیں ملے ہر حال قدرتی حق کا  
 برباد کرنا اصلی ظلم اور حیث انسانیت پر اتھے اقول یہ قولہ برائی ہو اور ملت اسلام میں مسلم ہو اور اس  
 کلیہ پر بہت مسائل متفرع ہیں چنانچہ یہ مسئلہ اسی بنا پر نبی ہو کہ غلامی نبی ہو اور ہر برباد کرنے  
 حق اللہ یعنی او پر اختیار کفر و شرک کے کما کبر الکبار اور ظلم عظیم ہو کہ لا شرک الا للہ ان الشرک اعظم  
 عظیم اور جب کہ ترکیب اس ظلم عظیم کے ہوے تو خود انھوں نے اپنی حسرت آپ برباد کوئی



وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يُعَذِّبُهُمْ إِلَّا بِمَا عَمِلُوا فَتَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ عَالِمُ السِّرِّ فَالْإِنْسَانُ  
 اِنْسَانِ اِلْسِي خَطَاوُنْ كَا خَطَا وَا جِهَسَا تَا جِهَسَا اِنْتِي اَقُولْ يَه بَاتْ سَلَمْ جَوَادِرْ جِهْ كَتَبْنِ كِه اِسْ ظَلَمْ كِه  
 اِنْ كَا كِه سَبَبْ نُو لُو كِه مَزَايْ غَلَامِي كِه مَزَا وَا رِيوَسْ قَالْ مَكْرُ خَدَا اِلْسِي قَصُو كَا تَقْصِيْرْ وَا سَبَبْ مَسْكِنَا  
 اِنْتِي اَقُولْ اَسْمِيْنْ مَجْجَهْ شَكْ نَبِيْنْ اُو كِه غَلَامْ هُو بِيَا يَكَا خَدَا اِنْتَا لِي بِرْ كَجْجَهْ اِلْزَامْ عَا دَمِيْنْ هُو سَكَا اَسْمِيْنْ  
 نِيْ سَنِيْ حَقْ كُو اِنِيْ اَتَحْوَنْ بَرَا وَا كُرْ دِيَا خَدَا اِنِيْ اُو پَرْ كَجْجَهْ ظَلَمْ نَبِيْنْ كِيَا تَوُو فِيْ كُلْ نَفْسِ حَقْ اَكْسَبِيْتْ  
 وَهَمْ كَا يَطْلُوْنْ كِه حِيْرْتْ يَه هُو كِه صَنَفْ نِيْ غَلَامِيْ كُو كِسْطَرْ خَبَرْ تَزَلَمْ قَصُو وَا رِيْ مَنَعْ حَقِيْقِيْ حَقْ جَوَادِرْ هُو ظَاهِرْ  
 اُو كِه مَعْلُوْمْ نَبِيْنْ كِه رِيْ تَوْ مَحْقُوْقْ اِنْتِيْ جَوَادِرْ حَقُوْقْ اَلْبَا وَا كُرْ يَاسِيْنْ وَا مَجِيْرْتْ اِنْتِيْ اُو رِيْنْ مَجْعَقْ اَلْبَا  
 جَوَادِرْ سِيْ غَلَطْ نَهْمِيْ يَا زِدْ وَا بَعَثْ اِسْكَ اِيْ كِه بَرْنَا وَا جُوْدْ فَا سَا رَهْ دِيَا وَا نَا بَا اِنْدَا رِ قَا تَعْمُ فَرْمَانِيْ جَوَادِرْ اَضَحْ هُو كِه  
 اَسْتَحْجَاجْ تَلَا حْ شَرْعِيْ كِيَا سَلْطَهْ اَمْتْ مَهْمِيْ نِهْمِيْ تْ كُوْشْ وَا جِيْنَا كَا سَا تَعْدَا رِ دِيْ وَا لَاحْ حَقْلِيْ وَا نَقْلِيْ  
 تَوَاعِدْ مَكْرَهْ قَا تَعْمُ كِه مَجْمُوْعَهْ تَوَاعِدْ كَا نَا مِ فَرْنِ اَصُوْلْ اَكْهَا هُو اُو رِهْ فَرْنِ شَتْلْ جَوَادِرْ تَوَاعِدْ فَرْنِ مِيْزَانْ وَا رِيْ  
 يَه اِنْ حَقْدَرْ تَقِيْرْ رِ صَنَفْ كِيْ جَوَادِرْ سَلَمْ بَرْ غَلَا فَرْنِ اُو سْ فَرْنِ كِه هُو دِيْ كِيُو تَلَا حْ سَتَحْ رِ صَنَفْ اَزْ رِ دِيْ  
 مِيْزَانْ كِه كِيْ طَرْ حَا رِيْ كِه مَقْدَا تَسِيْ لَازِمْ نَبِيْنْ كِه مَقَا صِدْ كِه اَزْ رِ دِيْ وَا لَاحْ صَحِيْحِيْ كِه حَقْلِيْ تَفْصِيْلْ فَرْنِ  
 اَصُوْلْ مِيْنْ جَوَادِرْ لُوْلْ كِيْ لَفْظْ كِه نَبِيْنْ صَا ظَاهِرْ هُو كِه سَبَبْ نَا وَا تَفْصِيْ كِه فَرْنِ مِيْزَانْ اَصُوْلْ مَحْصَنْ  
 تَقْلِيْدْ اُو جُوْدْ فَا سَا رَهْ اُو تَوَهْمَاتْ كِه مَجْدِيْنْ مَجْجَهْ نَبِيْنْ كِه مِيْنْ قَالْ سَبْحَانَا اِكْرْ غَلَامْ اَرَامْ اُو رَا شِيْ  
 رَكْعَهْ جَا وِيْنْ اُو رِ حَمْدْ مَجِيْبْتْ بِرْ وَرَشْ كِيَا جَا وِيْنْ تُو كُوِيْ بَرَا نَبِيْنْ غَلَطِيْ اُو رِ مَسْرَاسَرْ وَا هُو كَا اُو رِ غَلَامِيْ  
 فَرْنِ نَفْسْ اِيْ كِه قَدَرْتِيْ كِنَا هُو اُو رَا وَا كُو دِيْ سَلُو كِيْ سَهْ رَكْعَهْ اُو رِ سَلَا هُو اُو رِ جُوْشْ كُوِيْ خَبَرْ قَدَرْتِيْ كِنَا هُو اُو رِ  
 خَوْفَا كِه نَبِيْنْ اِنْتِيْ اَقُولْ اَلْمِلْتْ اِسْلَامْ مِيْنْ حَقُوْقْ مَالِيْ كِه بَهْتْ حَسَنْ وَا خُوْبِيْ سَهْ مَضْبُوْتْ مِيْنْ اِنْتِيْ  
 مَرَا عَاتْ كِيْ جِيْغِيْ عِلْمِيْ اَلْمُوْدَهْ وَا لَسْلَامْ كِيْ طَرِ قْ تَا كِيْدْ شَرِيْعِيْ هُو كِه جَوْجَهْ مَقْدَمْ خُوْدْ كَا وَا پَنُو دِيْ اُو كُو  
 كَهْلَا وَا پَنَا وَا وَا رِ جُو كَا مْ اُو پَنُو گِرَانْ هُو اُو سَكِيْ تَخْلِيْفْ اُو كُو دِيْ وَا مَحْنَتْ كِه كَا مَنِيْنْ اُو كِه سَا تَعْدَا خُوْدْ كِيَا  
 هُو كِه وَا كَامْ كُرْ وَا تَهْمَا اُو خَبَرْ اِيْسا كَا مْ لُوَا وَا پَنُو كِيْ طَرِ قْ مَلِيْ تَهْمَتْ لَكَا وَا اُو كُو اَرَا نَا نَهْ چَا سِيْ اُو كُوِيْ پَرْ  
 غَلَامْ كُو اِيْ كِه تُو كَهْلَا رَهْ اُو سَكَا يَه هُو كِه اُو سَكُو اَزْ اُو كُرْ وَا رِيْ نَهْ مَالِكْ كِه صَبْرْ وَا رِيْ خَا پُو كِيَا اُو كُرْ كِيَا پَرْ

کئی ملک ایسے ہوں کہ باہم قرابت کتھے ہوں تو انکو ایک دوسرے جہان کرے اگر ستر مرتبہ ایک دین  
 خطا کرے تو راجہ رگد کرے اور یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں ترمذی اور ابن ماجہ نے  
 روایت کی کہ عن ابی بکر الصديق رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال لا يدخل الجنة سبيلا  
 بہشت میں نہ جاویگا جو شخص جو بد خلقی کر لیا اپنے مالیک سے ابو داؤد نے رافع سے روایت کی کہ  
 ان النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال حسن الملكة حسن وسوء الخلق شؤم فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے  
 مالیک سے خوش خلقی کرتا ہو وہ مبارک ہو اور جو بد خلقی کرتا ہو وہ بد بخت ہو معتبر از راہ کمال سواد فرماتے  
 ہیں کہ یہ سب غلطی اور دھوکا ہے العباد باللہ تعالیٰ حاصل انکی تقریر کا یہ ہے کہ غلام بنا بیچ لڑاتے اور بالذات  
 گناہ ہو پس یہ رعایات جنکی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید شدیدی موجب ذوال اس قبیح ذاتی کے نہیں ہو سکتیں  
 پیغمبر فرماتے ہیں کہ حسن الملكة یجربہ دہر بر غلام اس کے کتھے ہیں کہ غلامی خود قدرتی گناہ ہیں  
 کہتا ہوں کہ یہ سراسر غفلت مصنف کی ہے اور باعث اس غفلت کا تعلیل یہ کہ ان اور ناواقعی علم حاصل  
 سے ہوا انھوں نے سمجھا کہ جو چیز کہ لڑاتے بیچ اور گناہ ہے کسی شریعت برحق میں کبھی جائز نہیں ہو سکتی لہذا  
 کہہ کر کبھی کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا حالانکہ خود مصنف صفحہ ۱۱ پر تورات کے سفر لویاں باب ۲  
 دوسرے ۱۱۴۴ نہایت ۱۱۴۵ کے مطابق حکم خدا کا عبارت مذکور ہے کہ اس کا ترجمہ اردو میں  
 کتاب میل مطبوعہ ۱۹۰۷ء مطبع مرزا پور سے لکھا ہوں تھارے غلام اور تھاری لونڈیاں جنھیں تم رکھو  
 چاہیے کہ ان کو مومن کی ہوں جو تھارے آس پاس رہتی ہوں تم انکو جو غلام لونڈیاں مولیٰ لینا  
 اور انھیں کون کے لوگوں میں بھیجو تم میں بود و پیش کرتے ہیں اور ان کے گھرانوں میں جو تھاری  
 میں پیدا ہوئے ہیں مولیٰ جو وہ تھاری ملکیت ہو گئے اور تم انھیں بیزارتے طور پر رکھو کہ تھارے بعد  
 تھارے لوگوں کی میرانی ملکیت ہو ورنہ وہ تھارے بدو سے ہیں لیکن تم اپنے بھائیوں کو جو  
 بنی اسرائیل ہیں ایک دوسرے سختی کر کے سخت مت انتہی اور میں انکلام میں خود مصنف ہی تھارے  
 معی عدم تمیز ہیں اور بہت ہی شدید دیکھو کہ یہ کہ وہ ضامین جو خدا تعالیٰ کی طرف سے چاہا  
 مولیٰ عم بدائل ہوئے ہیں بالتحریف و تبدیل کتب میل میں موجود ہیں اس طرح کہ مطالبہ

مصنف کے حکم غلامی کا جو ترجمہ تواریت میں حسب تصریح مذکور ہوا لاکے مذکور ہو جس جانب اقتدار ہو چاہے

وہ خدا کی طرف سے تم کو اسکو بھیجنا یا یہ تمہارا سبب سے ممنوع ہے جو اللہ کی یا اس سبب سے فحشاء و فحشا

کہیں الفواحش ملاحظہ فرمنا و ما اظن ولا تدر و البعی بغير الحق طہی علی الفحشاء و المنکر و  
 البکحی صفحہ ۸۲ جلد دوم تہذیب الافلاق نمبر ۸ مطبوعہ اجمادی الاولیٰ ۱۳۱۲ ہجری میں خود مصنف  
 لکھتے ہیں کہ گئیے اس قانون قدرت کے مخالف کا کچھ تذکرہ کیا موی عم نے او کو جائز رکھا ہی عم  
 نے او کی نسبت ایک حرف بھی نہیں کہا انتی میں کہنا ہوں کہ تو یہی ہے واضع ہو کہ براہیم عم نے بھی  
 او کو جائز رکھا ہو کچھ قصہ سارہ و باجرہ پس سمجھنا چاہیے کہ ابراہیم سے لیکر عیسیٰ عم تک سب ائمہ  
 الصلوٰۃ والسلام او کو جائز رکھا پس تین حال سے خالی نہیں کہ جناب ابراہیم عم سے لیکر عیسیٰ عم تک  
 جہدہ بنیادی کلام گذرے او کو قانون مرتبہ جہدہ بھی علم تھا جہدہ کہ جناب احمد خان صاحب کو یہ یاد آوے  
 کہ یہ کہ جو مرتبہ معاصی و نجوئی کی جو در فی نفسہ سخت ناپاک اربعہ ذلتیہ اور کسے قلع منع کیوے لینا سبوح ہے ابراہیم  
 سید احمد خان صاحب سزا غلط کار میں شوق اول ذلتی تو ہرگز لائق تعلیم کے نہیں کیونکہ اگر ابراہیم  
 کیا جاتا تو قطع نظر از قباحت او مال عصمت او جہل انیا عمر کے یگانہ و خود خدا سے صاحب قانون قدرت پر کیا  
 کہ انیا عم کو چھوٹا ان کے مخالف قانون قدرت و قبیح ذلتہ کے ارتکاب سے ممانعت فرمائے بر خلاف اس کے اپنی  
 کتاب واجب التبع میں او کا اعتراف کیا کہ اگر قانون قدرتی پر عمل کریں تو بسبب مخالفت امر شرعی کے جب  
 التعمیر میں اور اگر کتاب واجب التبع پر عمل کریں تو بسبب مخالفت قانون قدرتی کے اس کے اقمع  
 البطلان اور کیسے کہ قرطبہ شہر سے ہیں کیا قانون قدرت ہو کہ صاحب قانون کے فرمان واجب الامار کے برخلاف  
 ہو اور جب دونوں میں پہلی اہل میں تو ہر ایسے شوق ثالث ہی تمہیں ہو کہ اس شوق کے اعتبار سے انہیں  
 یہ بھی ہوتا ہو کہ جناب احمد خان صاحب غلبہ تعہات و غلط کار پر شیخ پرست خواہی ہر شیخ و خان  
 کو کہ بہتر از آفتاب یادہ پیغمبرہ و ارباب تعہات مصنف کا سپر ہو کہ انہیں فطری کا علم و انہیں  
 عالم الکریمہ بر سر وہم و غلطی و التبع الحق اور بیوہ ایسا اعجاز نہیں اور بہتر ہے جو انہیں شرعیہ جائز بلکہ  
 ہو و کیسے جہان جہانی و حیات انسانی امور و فطریہ ہیں اور انہیں غلط بلکہ جائز نہیں بلکہ شرعیہ

حدود و قصاص کے واجب ہوا اور پہلے پر غلامی کو جو قبیح لڑائی تھمرا یا بچہ وہ بھی خطا سے غاش اور کھلی ہوئی غلطی ہو کہ قائل اس کا کیسے چر سبب مخالفت و لائل شرعیہ کے معذور نہیں ہو سکتا قال غلامی تمام اخلاق انسانی کو خراب کر نیوالی ہو انتہی اقوال ظاہر مصنف کے نزدیک وہ اخلاق کہ جن پر بطور سزا کے غلامی تنصیر ہوئی اور وہ اخلاق معارف حریجہ از فہم اخلاق پسندیدہ اگر مصنف ذرا بھی غور کرتے تو ہرگز ایسا نفرماتے بالبدیہ واضح ہو کہ غلامی مصلح اخلاق رویہ ہو نہ مخرب اخلاق صاحبہ قال غلاموں کی حالت اور ان کی عقل اور عادات انسانی حالت سے تنزل کر کر حیوانی حالت میں آجاتے ہیں انتہی اقوال ظاہر اوہ حالت جیسے غلامی تنصیر ہوئی ہو مصنف کے نزدیک حالت ترقی ہو اور یہ قول مصنف کا بالبدیہ غلط ہو اور خلاف مشاہدہ ہوا رز سے اجنا صحیحہ کے نسبت ہو کہ عقل و عادات و اخلاق غلامان علیٰ مصنف لہ استدلال کے خادمان آزاد و بک خود مصنف صاحب بھی ہر اچھے تھے اور مصنف صاحب فرماوین کہ یہ آیت لَا تَجْعَلُوا لِلْغُلَامِ مِثْلَ مَا تَجْعَلُوا لِلرِّجَالِ کسی مذمت میں نازل ہوئی ہو یا غلاموں کی مذمت میں یا مالکوں کی قرآن مجید میں خدا تعالیٰ جنکو حیوان خصال فرماتا ہو وہ لوگ ملوک تھے پس جاننا چاہیہ کہ حیوان خصلی غلامی کو لازم نہیں بلکہ با اوقات غلامی باعث اسکی ہو کہ آدمی حیوان خصلی سے نکال کر ذل و حقارت کا لہذا انسانی کر دے عجب اللہ من قوہ نقادون الخبتہ بالکمالی مگر سخت مشکل یہ ہو کہ مصنف ابھی تک یہ بھی نہیں جانتے کہ کمالات انسانہ کیا ہیں اور خصلات حیوانہ کیا ہیں تہذیب اخلاق کیا ہو تخریب اخلاق کس کو کہتے ہیں عقل کیا چیز ہو اور تو ہم کیا ہو عصبانہ و گون دارند قوم و قال اور جو لوگ غلام بناتے ہیں وہ جبر اور انصاف انسان کو جو اشرف المخلوقات ہو تنزل کی حالت میں ڈالتے ہیں اقوال شرف انسانی کو تو خود انہوں نے پہلے ہی نازل کر دیا اور اپنے اوپر خود ظلم کر کے متبہ انسانی سے پہلے ہی تنزل میں لگ گئے اسی سبب تو اوپر یہ سزا تجویز ہوئی وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ مَظَلَكُوا أَنْفُسَهُمْ قال غلامی کی تاثیر انسان کے تمام قدرتی قوی جنکو خدا نے وسیلہ ترقی بنایا ہو عقل و بیکار ہو جاتا ہیں اور ان کی حالت ہر طرح بد ان کی ترقی کی جگہ ترقی کرنا قدرت بنائے قادر مطلق کی مرضی ہو رہتی ہو اقوال

صانع غلط ہو کوئی قوت جاتی رہتی ہو حواس ظاہری و باطنی میں کچھ فرق نہیں آتا جو ارجح جہانی  
جاتے نہیں رہتے صانع قدرت نے جس کلام کو واسطے آدمی کو پیدا کیا ہو کوئی چیز اس کی مانع نہیں ہوتی مان  
مال امتناع و نبوی زائد ارعاجت اصل یہ ہے واسطے جمع نہیں کر سکتا اور اس طرف کی قدرت نہیں رکھتا  
سو یہ دونوں امر منافی قانون قدرت نہیں اگر غور کیجا تو یہ حالت او کی نسبت مجوسان جس دم اس کے  
جو بموجب بابت ششم پیل کو بڑے محبوب تھے ہیں ہزاران ہزار درجہ بہتر ہوتی ہو **قال** محنت مشقت  
اور بھلائی قوت جو خدا نے انسان میں اس مراد سے پیدا کی ہو کہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے  
صرف کرے غلاموں میں بالکل معدوم ہوتی ہو کیونکہ او کی کوئی محنت اور کسے لیے نہیں تھی **قول**  
اگر وہ بھلائی اور ترقی مراد ہو جس کے واسطے انسان پیدا ہوا ہو تو سب تقریر مصنف کی غلط محض ہو سکتی  
نسبت حقد ریاخت و عبادت میں او کی محنت مشقت ہوگی ہرگز نہ اور انھیں کی ترقی اور بھلائی کی  
باعث ہوگی نہ کسی دوسری کی اور اگر ترقی اور بھلائی دینی ہو تو تا مشرطہ نظر مصنف اور مقصود بالذات  
او کی ہو اور ہو تو یہ قول مصنف کا کہ محنت مشقت الی قولہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے  
صرف کرے انتہی قطعاً ممنوع ہو اگر مصنف اس پر کوئی دلیل عقلی یا نقلی رکھتے ہوں تو پیش کر میں ہمیت  
سے کچھ کام نہیں چلتا مگر اثبات پر لا نا زبان کا ضرور ہو **قال** محبت و الفت جو انسان کی  
زندگی کی جان ہو اور سپردین و دنیا و دنوں کی بھلائی منحصر ہو غلامی کی حالت میں بالکل ممنوع جاتی  
ہو رہتی **اقول** کلیۃ غلط ہو ناہنسانی اور غیر انوسی خاصہ غلامی کا نہیں مقتضای طبیعت بعض نا اہلون کا ہو  
چنانچہ بہت آقا و سرطین کے موجود ہیں علاوہ یہ ان کمال انسانی تو محبت خالق اور انوسی و اسرار  
میں ہو اور یہ میں دینا کی بھلائی منحصر ہو اور یہی انسان کی زندگی کی جان ہو جب ہی نہیں ہے  
مردہ ہو گئی تو بعد غلامی کے اگر دوسری محبت و الفت مردہ بھی ہو جاوے تو ہو جاوے و یہ چیز اس  
گشت چکائیہ پر کس سے جو عقل کی تہذیب و اسرار کا سب کے آپ تقدیر میں او کے قواعد پر ہی  
نظر فرمائیے کہ مجوسان و رنگ بھی اپنی بھلائی کے لیے کچھ محنت نہیں کر سکتے **قال** جملہ لاف و تیر  
محبت از دل سے پیدا ہوا ہو نہ وہ بھی غلاموں کو حاصل نہیں ہوتا انتہی **اقول** یہ بھی محض غلط ہو

**قال** اور نکاح ازدواج جنسی جانوروں کے ازدواج سے کچھ زیادہ رتبہ نہیں رکھتا **اقول** یہ بھی  
 غلط اور تائید بال ہے **قال** اور اولاد کی محبت اور ان کی پرورش کا جوش جتنا جانوروں میں ہے  
 غلاموں میں اتنا بھی نہیں ہوتا **اقول** مٹا غلط ہے پرورش اولاد اور جوش محبت خاصاً انصاف میں ہے  
 اور وہ غلامی اور آزادی پر کچھ نہیں پس یہ قول بھی مصنف کا محض غلط اور غلط مشابہہ ہے **قال**  
 غلاموں میں ولولہ ہمدردی کا کسی سے تانک کہ اپنی اولاد بھی مطلق نہیں ہوتا **اقول** سہرا  
 مغالطہ اور غلط ہے اکثر مواقع پر غلاموں نے ہمدردی میں اپنے آقاؤں کے ایسے کارنامے کیے ہیں کہ نادانوں  
 نہیں ہو سکتے مشہور خبر ہے اور چند پرچہ ایضاً طبع ہوئی ہے کہ بعض بلاد میں ہر سال صد ہجیر  
 نو زائیدہ شکر لون پر پانچ تاجہ بن اور ان پر ازین جو صیفت چہرہ دی کی اور محبت اولاد کی ہو گیا  
 وہ بھی تیرا ہی ہیں **قال** یہو فامونا اس کی ایک شہرہ صفت ہو جاتی ہے **اقول** تعجب ہے کہ  
 دعویٰ کہ تقلید کا اور تقلید پناہ کی کہ افواہ عوام کی تقلید کی بنا پر استدلال سیکھتا کہ یونانی ایک  
 شہرہ صفت غلامی کی ہو جاتی ہے کہ کچھ غلط ہے یعنی ہے اور اگر مصنف مل میں غور کرتے تو سمجھ لیتے کہ وہ  
 استرقاق ابتدائے اسلام ہو جاتی ہے کہ کچھ غلط ہے مگر غایت یہ کہ یہی ہو جاتی اختیار کی تو  
 مستوجب سزا و تہنات کے ہو گئے **قال** اہلکیت ایک قدرتی خوشی ہے جو غلاموں میں لگ بھگ ہوتی ہے  
**اقول** اہلکیت کسی خوشی ہے اور کسی صفت ہے کچھ سوچ سمجھ کر قرآن الہدیٰ بالکل معدوم ہوتی ہے  
 یہ کایہ بھی کیا اور اصل اہل اسلام کے سر غلط اور تاوانی ہو سائل اصول سے فلا یطبل الرق  
 مالکیت الشحاح والحق ولادہ نہایت تعجب ہے کہ جناب مصنف اس قانون قدرت کو غلامان  
 شرعی کیلئے میں تو بہت کام میں لارہے ہیں مگر عموماً قید رنگ کی نسبت ایک اعتراض بھی اس  
 قانون قدرت کی بنا پر نہان پر نہیں لگتے **قال** جو کہ غلام خبر روٹی کھائے اور کپڑا پہنے کے کوئی  
 حقوق دینا میں اپنے لیے نہیں کہتے ایسے وہ اور ان تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کو عطا فرمایا  
 یہ کیسے میں واقف نہیں **اقول** کیا خوب قضیہ شرعی ہے کہ مقدم کو اتالی کیسیط جلازم نہیں  
 پس اس کیوں نہیں کیسیط پر میں نہیں کہہ سکتا اگر اتالی کوئی نہ ہو تو وہ کایہ بھی صحیح نہیں البتہ خبر ہے

ہوا جہاں سے کوئی تاجر اور مسلم شہوت ہو مگر کچھ مفید مصنف نہیں پڑا سو قریب سے زیادہ کچھ نہیں لکھیں  
 و سپر کر کوئی مدعی اسلام اور کرکٹیا تو ہے غلام ایسے نشان و لوگیاں کی عقد و اخلاق میں کئی سلمان کو  
 شہ نہیں تھا حال اور ایسے کوئی کچھ قدر نہیں اقول یہی غلط ہے جنہیں جو پر علم حاصل ہو ان کی زبان  
 قدر ہوگی وہاں لکھی اور زمین حارثہ کس قدر ریلے و غرض بل اور پیچہ بر پیکر اللہ تعالیٰ کہ یہ علم اور اس کے ہما  
 کر ام کے نزدیک غرض اور صاحب قدر و اور اور جمل و غیرہ کا بار بار و نہ ملوک ہونے کے کتنے  
 بقدر اور ذیل تھے قال اور گناہ اور دوسروں کا حق یعنی اور طرح طرح کے جرائم دینی اور دنیاوی  
 کے مجمع میں جاتے ہیں اور اپنے نفس کی کسی طرح ضبط میں نہیں رکھ سکتے اقول اس کتاب جسہ ائم  
 دینی نبوی اور اطاعت حقوق اور پیروی نفس مار کی بابت ہم مصنف کو ہی حکم قرار دیتے ہیں و سے  
 خود ہی ان سے انصاف کے فرما دیں کہ یا اخلاق ذہیمہ کن لوگوں میں بہت ہیں اور یا و سے لوگ  
 غلام ہیں یا غیر ملوک اور جرائم دینی میں مصنف کے نزدیک آیا و جرم محبی داخل ہو کہ جسکو قرآن مجید میں  
 بلفظ ظلم ظلم اور احادیث نبوی میں بلفظ اکبر الکبار تعبیر کیا گیا ہو اور سیطرہ جبر و کتاب نہ نا اور پیچہ  
 کرنا محرمات شرعیہ سے ایسا بھی کچھ بھڑی بہت جرائم دینی میں داخل ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو خود  
 مصنف صاحب فرما دیں کہ یہ امور زیادہ تر غلامین میں پائے جاتے ہیں یا غیر ملوک کون ہیں انکے حصول کے  
 بغیر بھی کچھ جرائم دنیویہ کہ متعلق حقوق عباد سے ہیں اور عقلاً و نقلاً مستوجب اجر و عذاب و توبہ  
 و قصاص ہیں ان بلاد میں اس زمانہ میں کس کس سے شائع ہیں یا نہیں انکے ملوک ہیں یا غیر ملوک  
 انکے لئے آخر صفحہ ۱۱۱۱ مصنف نے مکرر مضامین فرمایا ہو اور جہرے اقول کو از راہ غلط فہمی یا غلط فہم  
 سچا ٹھہرایا ہو البتہ یہاں پر حکم بہ یہیات اولیات غلط محض ہو اور اس قدر صریح البطلان ہو کہ انکے  
 ابطال میں ہر ایک حرف بھی لکھنا ضرر نہیں قال صفحہ ۱۱۱۱ اس پر جرم سنگدل پرچہ ہو کہ  
 ان کی ماؤں کی آغوش سے جدا کرنا بھی انتہی اقول آپہن نہ بھرے قانون قوم مذہب کو یا دنیا کر  
 صبر کرے دیکھئے کہ جو سامان دوام کے آغوش سے نادان سپہ جدا کر کے انکو جزائر و ریاسے  
 شور کو بجا جانا ہو جالیس دن بعد وضع حمل سے بچے کو آغوش مادر سے جدا کر کے مادر کو بچا ہنسی

وہی جاتی جو گرائس معاملہ خاص میں دامن اسلام اس برجی کی گرد سے پاک ہو ہماری ملت میں  
 یہ امر سخت منسوخ ہو اور ہرگز باؤ نہیں اور صنف آہ ہی بھرتے ہیں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 ایسے لوگوں پر لعنت کرتے ہیں عن ابیہیٰ قال لعن رسول اللہ صلعم من فرق بين العبد  
 وولده وبين الاخ وبين اخته رواہ ابن ماجہ والذہبی عن ابیہیٰ عن ابیہیٰ عن ابیہیٰ عن ابیہیٰ عن ابیہیٰ عن ابیہیٰ  
 نے اوپر جو تفریق کرے درمیان باپ اور اس کے بیٹے کے اور بھائی اور بہن کے عن عبد اللہ بن مسعود  
 قال کان النبی صلعم اذا فی السبی اعطی اهل البیت جمیعاً کراہیۃ ان یفرق بینہم رواہ  
 ابن ماجہ تھے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب کہ اس کے پاس قیدی بھی پڑے ہوتے تھے تو ایک  
 گھر والوں کو کجا دیدیا کرتے تھے سبب ناپسند کرنے اس بات کے کہ تفریق کریں ان کے درمیان میں  
 عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنة سبی المذکاة قالوا یا رسول اللہ  
 ایسے خبر نہ ان ہذا الامۃ اکثر الامم ملوکین عتیا علی قال نعم فاكرمواہم کرامۃ  
 اولاد کو و اطعموہم ما تاكلون قالوا فما اتقنا من الدینا قال فرماتے تھے نہ تامل علیہ  
 فی سبیل اللہ وعلوہ کیفیت فاذا صلی فواخوہ رواہ ابن ماجہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے کہ داخل نہ ہو گاہشت میں اپنے ملوکوں کے ساتھ برائی سے پیش آتا ہو کہما لوگوں نے اور رسول اللہ  
 آپ نے بجز ہر گز نہ تھی کہ اس ارے کے پاس غلام اور تیا علی بہت ہونگے کہا ان پس چاہیے کہ کرام کرو  
 اور کھانا نہ کرام اپنی اولاد کے اور کھلاؤ ان کو اس چیز میں سے کہ تم کھاتے ہو کہما لوگوں نے کہ کیا  
 چیز دینا کی جو ہر کو نفع دیتی ہو فرمایا کہ گھوڑا جس کو بائو تو جہاد کرتا ہو اوپر خدا کی راہ میں اور غلام  
 کفایت کہہ تجکو پس جو وقت نماز پڑھو وہ تو وہ تیرا بھائی ہو عن ابی یوسف قال سمعت رسول اللہ  
 صلعم یقول من فرق بین والدہ وولدها فرق اللہ بینہ و بین احبۃ یوم القیمۃ رواہ  
 الذہبی والذہبی جسے تفریق کی درمیان والدہ اور اولاد کی تفریق کر گیا اللہ اس میں اور اس  
 پیاروں میں قیامت کے دن عن علی قال وہب لے رسول اللہ صلعم غلامین اخو فی غیب  
 احدہما فقال لے رسول اللہ صلعم یا علی فعل غلامک فاجزہ فقال لے رخصۃ رواہ الذہبی



و اس عکاجتہ کا علی نے بخشنے مجبور نہیں ہے اللہ علیہ السلام نے دو غلام بھائی بھائی میں بھائی میں  
 اور بیٹے ایک کو پس کہا جسے نہیں ہے اللہ علیہ السلام نے کیا ہو گیا غلام تیرے میں نے اس کے حال  
 خبر دی پس فرمایا کہ پھر ہے اور سکو قال دشمنوں یا کافروں ساتھ لڑائی کی قیامی صورتوں  
 اور بچوں اور مردوں کا غلام بنانا اور بیویوں میں کسی بیوی کو کم نہیں کرتا لڑایا کافروں اور  
 قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہیں کر سکتا اقول مجتہد دہرے نزدیک حقوق اسد بت ہی ملے  
 اور خصوصاً اگر تو ایسا خیف جرم ہے کہ جس کوئی حق کا ذکر زائل نہیں ہو سکتا اگر یہ عقیدہ غلط ہو  
 اور بلا دلیل زائل اسلام کے نزدیک موجب حکم خدا تعالیٰ لَنْ يَنْفَعَكَ كُفْرُكَ كَعَمَلِكَ اس کے زیادہ  
 کو جرم نہیں اور اس کے سبب عتیمین زائل ہو جاتی ہیں جیسا کہ پر بیان کیا گیا ہے قرآن  
 الْكَافِرُ لَا يَنْفَعُكَ كُفْرُكَ وَلَا يَنْفَعُكَ كُفْرُكَ وَلَا يَنْفَعُكَ كُفْرُكَ وَلَا يَنْفَعُكَ كُفْرُكَ  
 آیات التوحید جائز اھل اللہ تعالیٰ عید عید متملکین ہند الدین بمنزلہ الہام لہذا  
 ایشیت الرق علی المسلم اور غیر فراتے ہیں کہ غلام بنانا اور بیویوں کو کم نہیں کرتا لڑایا کافروں اور  
 قدرتی حق یعنی آزادی کو زائل نہیں کر سکتا یہ بھی غلط فہمی ہے ایمنا ظلم ہو بیان جنکی تصریح اور پھر  
 نے کی ہر حال اور نکاح اور گزر گیا اور دعویٰ امتناع زوال آزادی کا محض بدیل ہو گیا ہے جو ہر قوم  
 سابق باطل ہے آزادی میں یا خیر ذوات انسان نہیں ہے کہ انسان سے جدا ہو سکے دیکھو سبب ہونے  
 حق قدرتی یعنی عقل البیہ جاتا رہتا ہے پس آزادی میں کیا چیز عقل سے زیادہ ہے کہ جس کے سبب آزادی کا  
 زوال متعہ ہو اور داخل تحت قدرت کے بھی نہیں ہے اور ہم اور ہر وجہ زوال عصمت حریت کو مکرر بیان  
 کر چکے ہیں اور اب تک مصنف کی تقریر سے یا مگر بھی صاف ظاہر نہیں ہوتا کہ آزادی میں قبیل حقوق اسد  
 یا میں قبیل حقوق العباد یا یہی ہے کہ تم اول سے تو نہیں پس تعین ہوئی قسم ثانی اور چونکہ توحید لایان کہ  
 جس کو کفار نے ضائع کر کے ہتک حرمت اسد میں نہایت سرگرم ہوئے حقوق اسد میں ہے جو میں مصنف  
 کس موئیدہ دعویٰ کرتے ہیں کہ کافروں کا حق آزادی کو زائل نہیں کر سکتا کیا ان کے نزدیک حقوق  
 العباد علی اسد حقوق العباد سے زیادہ تر شکم اور قوی ہیں عدم مراعات حقوق اسد تو ایسا سخت

جو ہم پر کیا ہو سکی نہ ان کی تو حقیقت ہی کیا ہو کہ نہ مجرم بلکہ انسانیت سے بھی خارج ہو گئے ہیں یا سچے  
آیات سے جعلی انہم الفرقہ والکفار یہ سچا لفظ ہے تو ان فرقہ و پیغمبر اسٹین کا قال فرس و کلمہ لیا  
تصور و مہر ہوں مگر عورتوں کا کیا تصور ہو اقول ظاہر افر و شرک جو خدا تعالیٰ اور کارخانہ بنیادیم الصلو  
والتسلا کے نزدیک ظلم عظیم اور اکبر الکبار ہو مصنف کے نزدیک سچے مجرم نہیں یا اگر تو بہت ہی حقیر  
وہ یہ نہیں سمجھتے کہ اصل جرم تو کفر و شرک ہی ہے اور لڑنا اور مقابلہ کرنا سادہ نصیحت کرنے  
والوں اور خیر خواہوں کے جرم بالاس جرم ہے اور یہی وجہ ہے کہ عدو کی نسبت، بیاعت، قتل اور  
مقابلہ یا قتال مقابلہ و مقابلہ کے علاوہ نہ صرف قتل ہی جائز کی گئی ہے قال شاید  
اون کا یہ تصور ہو کہ وہ کافرین مگر معصوم بچوں کا کیا تصور ہو اقول شاید کہ کیا معنی مصنف کو  
باوجود دعویٰ اجتہاد سنو زبیری یحییٰ البقین علم نہیں کہ شرح محمدیہ میں رق کی بنا کیا ہے سبھی اطفال  
سوا مال اون کا یہ ہے کہ اون میں جو عاقل ہو اور قبل از گرفتار ہو سیکے مسلمان ہو گیا ہو تو وہ رقیق نہیں  
ہو سکتا لان الصبی فی اول حالہ عدید العقل فی الاخر ناقص العقل فلا ینع حجتہ القول  
والفعل حتی یصح اسلامہ اور اطفال میں جو بہت صغیر اور غیر عاقل ہیں تو وہ جمیع احکام شریعہ  
میں تابع کنائز میں اور ظاہر حال اون کا شاید بالباب اور اہل دار حرب کے ہو کہ اگر کوئی ایسے باب میں  
مسلمان ہوگا تو ہرگز نہ وہ بھی اس کی عہدیت میں مسلمان سمجھے جائیگے و من اسلام منہم فی دار الحرب  
آخر بنا اسلامہ نفسہ لان اسلامہ میں فی ابتداء الاسترقاق و اولادہ الصغار لا یتھم  
مسلمون باسلامہ تبعاً یا اگر کوئی بچہ بغیر حفاظت باب کا فروغ بطور رقیط کے پایا جاوے گا تو وہ  
رقیق ہوگا علاوہ بران استرقاق تذلیل اور تحقیر ہو ان لوگوں کے جنہوں نے حد سے زیادہ تحقیر اور انتہا  
حقوق ان کی کی ہو اور حکمت کاملہ مقتضی اس کی ہو گی کہ اس کی نہ ان ایسی تجویز کیجاوے کہ موجب کمال  
ذلت ہو پس اگر تحقیر و تذلیل ان کی بھی بدرجہ غایت بذریعہ استرقاق ان کی اور ان کے اولاد صغار کی  
کیجاوے تو کچھ ظلم اور غلام عقل نہیں ہے قال جو امور کو نوٹ دیوں اور قیدی جو رزق اور بیگناہ  
اہل ملک سے جائز سمجھے مگر یہ کیا وہ حقیقت میں نیک سمجھے جاتے ہیں اقول کیا یہ غلطی



حاشا و کلام الیک لمحہ کے لیے بھی یہ بات نہیں مانی جا سکتی کہ چنانچہ جب جو خدا کی طرف سے اور تبارہ  
 اوہیں ایسے امور جائز ہوں **اقول** دنیا میں جو صاحبان عقل و ایمان ہیں مثل انبیاء عرم اور اولیاء  
 اتباع اور دیگر حکماء و نامی ہیں ان کے نزدیک تو استرقاق جو بموجب قواعد شریعہ کے ہو کسب طرہ عقل  
 تبیع نہیں دیکھو حضرت ابراہیم عرم بلکہ شروع دنیا سے حضرت علی عرم تک بہ قول مجتہد و مجری یہ امر جائز  
 تسلیم کیا اور ابوہریرہ بن ابی جواز استرقاق کے **اے جواز** و کفص میں تراجم تورات مقدس حر و نہ غیر لاجا  
 باب ۲ درس ۴۴ خلاصہ ۶۶ جسکو خود مصنف نے صفحہ ۱۱ پر نقل کیا ہے اور دینہ بھی اور لکھا ہے ثابت ہے  
 کج کسی نبی نے تکذیب تورات کی نہیں کی خود مصنف تبیین الکلام میں تراجم کے مضامین کو ایک ہی جگہ  
 اور سچا مانتے رہے اور جواز استرقاق کی سبب اب تک انھوں نے بھی تورات کی تکذیب نہیں کی اور بصراحت تمام  
 تراجم کو سالم از شاہ تصحیف و تبدیل سچا قرار دیتے رہے اب جو یہ فرماتے ہیں کہ ایک لمحہ کے لیے بھی  
 اص صاف تناقص کلامی ہو کیسا لمحہ ہو کہ روزنا لیس تبیین الکلام سے تالیف رسالہ لکھنے کے لیے  
 تمام منہ بچکا تھا کیسا لمحہ ہو کہ ابراہیم عرم بلکہ شروع دنیا سے اب تک ختم ہو چکا کیا یا انبیاء نبی اسرا  
 تورات مقدس کو جھوٹا جانتے تھے کیا وہ اس درس کے برابر تکذیب کرتے رہے ہیں منہ  
 بطور فرض مجال کے یہ بات فرض کی کہ مصنف کے رحم فاسد میں جواز استرقاق از رو قرآن کے  
 منسوخ ہو گیا لیکن تاروز نزول قرآن تو کئی ہزار برس تورات مقدس کے نزول کو گزر چکے تھے اور  
 سب دنیا کے اہل ایمان اور اہل عقل نے یہ مان لیا کہ فلاسفہ یونان فی بھی اس حکم جواز استرقاق میں  
 کچھ اعتراض اور غور کیا اور اس بنیاد پر کہ اس مدت مدید تک ملت موسیٰ عرم کی نسبت نہیں کیا  
 کہ یہ ملت جھوٹی ہو اور خدا کی طرف سے نہیں جیسا کہ مصنف فرماتے ہیں پس ظاہر ہوا کہ یہ تفسیر مصنف  
 کی سراسر مغالطہ اور بیدلیل محض صرف بتقلید بعض بینوں جاہلوں کی ہو اور خود مصنف کے  
 تفسیر حاشیہ بر خلاف ہر مان اگر لفظ دینا اور اہل دنیا کو اون معانی پر محمول کیا جاوے جو مصرعہ  
 مرقومہ ذیل میں مراد میں تویہ قول مصنف کا ہلکا کر میں اعمین مقبول ہو اور ہم خود اول مدعی  
 اس کے ہیں ع حیت دینا از خدا غافل بدن ع اہل دنیا کا قرآن طلق اندر سے متناہل جاننا

واقعہ میں ایسے لیے آدمی اس قسم کے توہمات کو یقینات ٹھہر کر فکری کتابوں اور اسکے پیروں کے  
انکار کرنے لگے ہیں **فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ** قرآن **هَهُم مُّرْضَا** قال نہایت افسوس ہو کہ ان  
باتوں کو سوجھا سمجھا بنا کر انتہی اقوال بہکدہ بھی نہایت افسوس ہو کہ ان امور کو غلط غور نہ دیکھا جاوے  
اور بتقلید طبع کے توہمات و خیالات کو از قسم یقینات ٹھہر لیا جاوے یہاں تک مصنف اپنے عزم میں  
وہمیات کو یقینات تصور نہ کر اور انکی بنا پر گنگلو کی ہو کہ یا کہ بحث عقلی کی ہو کہ اس عقیدات میں  
بحث کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں **قال** یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا اور  
عیسائی نے کچھ نہیں کہا انتہی **اقول** یہودی کو سب کے غلامی کو جائز سمجھتے اور کچھ جاہلی  
موسے عزم نے جب ان کو نوزان یزدی سنایا پس اگر وہ اس کو جائز سمجھتے تو اور کیا کرتے اور جب  
عیسائی عزم نے جو نبوت اسکے ایک حرف بھی انکار کا نعرہ دیا تو وہ بھی بے اختیار محض تحسے حکم  
خداوند تعالیٰ کا جو کچھ توریت میں تھا اس کے برخلاف بدو حکم خداوند تعالیٰ کے کس طرح حرج ان کا  
زبان پر لاسکتے تھے مصنف کے الزام کا جواب ان کے پس مناسم جو ذکر **سُجَّاتُكَ مَا يَكُونُ** ہے  
**اَنْ اَقُولَ مَا لَيْسَ لِي رِجْوٰى مَا قُلْتَ** کہ **مَا كَا اَكْرَمِي** یہ **قال** اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
جو کچھ اسکی نسبت کہا اسکو کہیں نہیں سمجھا انتہی **اقول** بڑا تعجب جو صحابہ کرام کہ باوجود درجہ نبوت  
کامل کے لغات عرب اور ذہن ثاقب اور صفائی ظاہری و باطنی اور مصاحبت صاحب حمی اور دیگر  
کمالات ملیہ کے طلب میں یہ کلام خدا اور رسول کو اقتدار بھی نہ سمجھ سکے کہ مقتدر ایک ایسے شخص نے  
سمجھا جو لغات عرب سے بھی محض نادان تھا ہر طرح ہتھکڑیاں مسائل شرعیہ سے بھی نااہل محض ہوائی غیر  
مگر تھوڑی دیر کے بعد یہ خوب معلوم ہو جاوے گا کہ جو کچھ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسکو  
کسے سمجھا کہ نہیں سمجھا **قال** خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان پر بعض قدرتی احسان بیان ہیں  
یوں فرمایا **اَلَمْ يَجْعَلْ لَهُ عَيْنَيْنِ وَ لِسَانًا وَ شَفَتَيْنِ وَ هَدٰىهُ الْبَحْرَيْنِ فَلَا فَحْشَ الْعُقَبَةِ قَوْمًا**  
**اَدْرَاكَ مَا الْعُقَبَةُ فَلَا رَفَاةَ** کیا نہیں اسکو دوا نکھیں نہیں اور ایک زبان اور دو ہونٹ  
اور کیا نہیں تباہی نہیں اسکو دو گھائیوں کے سے پھر نہ نہیں چھلاگے جا ناگھائی کو تو جانتا ہی

مصحف شریف  
تفسیر  
نور اللیقا  
جلد اول  
صفحہ ۲۳

کہ وہ کیا گھائی ہو وہ غلام کا آزاد کرنا ہو انتہی اقول ظاہر ہوتا ہے کہ حنفی کو معافی عنایت عربیہ پر  
 اطلاع نہیں آئی کہ یہ میں جو کہ مجاہدین قسطنطنیہ کا ایک اور کتا ترجمہ کرتے ہیں دو گنا اثر کے تحت سالک کتب  
 سرسری غلط ہو گیا گھائی ہو گیا مجاہد لغت عرب میں ماوہ ان ج و مشعر ہو اور پرستی علو اور ظہور کے کہ وہاں  
 بہ خلاف مغموم گھائی کے ہو کہ پس اور رضا و سکون و م ہو قال الجوہری اللجندھا ان تنفع منک لا ضرر  
 والجمع بجا و یفوح والجد منہ قولہ فلان طلاع البجاد کا ان سامیا المعالی لاہور قال  
 اللہا سو قد یقصر الفل الفتحی دون ہمد و قد کان لولا الفل لایم البجاد الخ لعلہ فی المرفع قال امروء القیس  
 الخ منہم جاع یجد کبک و یقال لجد فلان الدعویۃ رفع الصوت فیہا پس ترجمہ بجدین کا وہین  
 جو منہم نے ازاد افادہ نقیث کے لغات عرب کے لکھا ہو کہ ترجمہ یہ ہو کہ دکنائی منہم اور سکون و نور الیہ  
 یعنی دونوں راہوں کو اور کہ جدا جدا صاف ظاہر ہیں ایک دوسرے شتبیہ نہیں ہو لیسے ہی کلمہ اتم حیات  
 میں وارد ہو اور کتا ترجمہ پھلانگ ہا نا لکھا ما لکلمہ ہا تب بارادہ کے ترجمہ اتمام کا پھلانگ لکھی ہو  
 نہ بتبار اشتقاق کے پھلانگ جب تا ہی ہو اتمام کے معنی ہیں واصل ہونا یہ دشواری  
 یقال اتمت الغرض من التصرف فالتحکم واقتحم التھرایف دخلہ ومنہ قولہ تعالیٰ  
 فلا تقم العقبۃ یعنی نگہسا گھائی میں مراد یہ ہو کہ عامل ایسے عمل کا نہو کہ بغیر ہر دشواری جو عمل ہو  
 کہ کہ ان اتمام اور کہ ان پھلانگ ششہر سلاخ کا رجحان خراب کجاہ بقیلوت یہ از کجاست تا کجا  
 یہاں تک مختصر بیان تھا غلطی نہ لغت کا اب بیان غلطی اشتقاق کا سننے کہ اتم صیفہ ماضی اور ب  
 تدخل حرف نفی کے معنی ہو بطور فرض محال فرض کیا جاو کہ معنی اتمام پھلانگ ہیں پس بھی اتم کا  
 ترجمہ یہ کیا تھا کہ نہ پھلانگ اتمے یا کہہ سکتے تھے نہیں پھلانگ گیا یہاں تہنہ یا ترجی یا شرط و جز نہیں  
 جسکے سبب ہم ماضی کے معنی میں تصرف کہہ کے بیانی پھلانگ پھلانگ جانا بولتے اور مزید تک تہنہ کا  
 غلام آزاد کرنا بھی غلط ہو صیغہ اسکا جو چھوٹا نا کر دن کا اور وہ عام ہو غلام کی آزاد و سکون سے  
 ایسے مجوس کے چھوٹے پر بھی الطلاق اور سکون ہو تا ہو جو بیب میں یا اور حق عبد کے مجوس ہوا کہ پویش  
 الفاظ ہو کہ ہر کو اس طرف توجہ بہت کم ہوتی ہو اگر اس مقام پر مختصر بحث الفاظ ضروری تھی تا کہ ظاہر ہوا

کہ مجتہدین ہونے سے عربی سے کہ علم اوسکا کرنا اجتہاد ہو محض اوقات میں اور باوجود اس نافرمانی کے  
دعویٰ اجتہاد کا اور مخالفت اجماع کا فرماتے ہیں **قال** میں نے سب سے کھلم کھلا فرمایا کہ ما خلق الله  
شيئا على وجه الاضاح حب اليه من العتاق امد صاحبه زين كبره پرہو کوئی چیز غلام آزاد  
کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہیں کی **اقول** یہاں اس میں کچھ گفتگو نہیں کہ آزاد کو برابر وہ کا عمل خیر  
اور موجب ثواب ہو لیکن ہم اس حدیث میں جو مصنف نے نقل کی کلام کرتے ہیں مجتہد ہر یہ کہتا ہے  
نقل کی اسکی سند کھنی چلتی ہے سبب میں وہی دعویٰ اجتہاد میں اور بر غلاف اجماع امت مہدیہ کے اپنی  
طبیعت سے مضمون غلط گھر کر پیش کیا ہے ہم اذکوار یا مطلق العنان مچھوڑ گئے کہ پڑھتوی کے  
ضعیف مضموع اخبار سے ہر استدلال کر سکیں بلکہ ہر دعویٰ پر دلیل اور ہر دلیل کی سند قوی طلب کیے ہیں  
**قال** اذ ایک قیدیوں کے نسبت خدا نے صاف فرمادیا **اِنَّكُمْ تَجْعَلُوْنَ اَوْلَادَكُمْ اَكْفَادًا** اکی کے افسانہ  
کر کے یا فدیہ لیکر چھوڑ دیتی **اقول** اس آیت کا ایک حرف بھی مصنف نہیں سمجھے اور جہاں ایک اس آیت سے  
سہتملال کیا تا مگر تہی برنا و تہی لغات عرب کی ہر بحث اسکی آگے آگے **قال** طائف کی لڑائی  
میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسادی کرادی کہ جتنے غلام ہمارے پاس چلے آویں وہ سب آزاد ہیں  
انہی **اقول** کیا آفت ہو کہ جب تہلال کرتے ہیں تو اصلاً خیال خبر صحیح غیر صحیح کا نہیں دیتے صرف  
فراموشی کہ یہ مضمون کہ کتاب سے نقل کیا اور وہ کتاب ان کے نزدیک معتبر ہے ہر انہیں جو کتاب سے نقل  
یہ مضمون نقل کیا ہے اگر ہم اسے نہ لائیں تو تسلیم کر گئے ہیں اگر نہ کر سکیے تو اپنے حق میں کیوں باور  
مستند ٹھہرتے ہیں علاوہ بران اس سے کچھ دعا و دعا انہیں ثابت ہوتا کیونکہ جو کثیر غلام کفار کے اگر  
مسلمان ہو کر دار اسلام میں آجائیں بلاشبہ آزاد ہو جائیں گے اور ملک کفار سے نکال دیا جائے گا یہاں تک کہ  
ثبت ہوا مصنف نہیں اور اوسکو اپنے مفید سمجھنا امر مہرہ خوش فہمی مصنف کی ہر **قال** ہاشیہ  
مسلمان کی یہ بھی تھی کہ ان کے عالموں نے اپنی قدیم رسم کی غفلت میں اسے خیال کیا نہی **اقول**  
حسن امت مہدیہ حق میں خدا تعالیٰ فرماتا ہو **كُنْتُمْ حُرِّ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ وَكُنْتُمْ اَوَّلَ اُمَّةٍ**  
اُمۃ و سطر اَلَا تَوَاصَوْا عَلٰی النَّاسِ بَعْدَ حَقِّ مَنِ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں

انتم تقولون سبعين امة انتم خيرها واكرمها على الله تعالى اور جبکہ اکابر اور علماء کے حال سے  
 خدا اپنی کتب مقدسہ میں خبر دیا ہو **مَنْ رَضِيَ رَسُوْلَ اللهِ وَآلَیْنِ مَعَهُ اَسَدًا عَلٰی الْكُفَّارِ وَرَحْمَةً لِّكُلِّ نَبِيٍّ مِّنْهُمْ**  
**وَمَنْ رَضِيَ عَنْهُمْ اَتَتْهُمُ الْمَغْنَمُ مِنْ لَّدُنْ رَاسُوْلِهِ وَرَضُوا نَاكِسًا مَّهْمًا فِیْ وَجْهِهِمْ عَنْ زَاوِیَةِ الْجَنَّةِ حُلَاكٌ**  
**مِثْلَهُمْ فِی النَّوْزِ لَوْ رَضُوْهُ اَوْ اَخْبِلَ لَنْ رَضِيَ اَحَدٌ مِّنْهُمْ شَطْرًا فَانْهَ عَنْ فَاَسْتَغْلَظَ فَاَسْتَوْصَلَ**  
**سُقُوْهُ فِیْ الْجَبْرِ اِلَّا رَاٰ كَيْفَ يَنْظُرُ هٰذَا وَكَانَ عِنْدَ اللهِ الَّذِيْنَ اَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً**  
**وَاَجْرًا لِّعَلَّكُمْ** اور اس مکر یہ اور معنوں کی نسبت لفظ پنجی کا زبان پر لانا امواد کے سب علماء و اکابر  
 پر و رسوم جاہلیت کا کوٹنا مخالف امت خدا اور پیغمبر خدا پر حکم باندھنا **قَالَ** مگر یہ صرف خدا اور خدا  
 رسول کے حکم کی طاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیر کے تقاضے سے غلطی میں نہ پڑینگے بلکہ جہاں  
 ممکن ہو اس مسئلہ کی خوب تحقیق کرینگے **اقول** اگر مہربان اللہ تعالیٰ اچھا انسان نہ ہی اور اگر  
 میری از دل کہ عاشق بہ طوبی ایک از زبان تو بادل موافق بہ مگر کچھ پیسے فریق  
 بلحاظ علم بفضل و توفیق خواب کی جو وہ بھی عرض کرتا ہوں کہ خواب سامی کو مجتہد فقیر کے کچھ  
 نہیں فاسد علماء اہل الذکر ان کہ تم کہ تم کو تعلیم ہے مگر تم میں کبھی ایسی غریبہ ہو کہ تو میری  
 بہرکت ان سے ہم بھی آپکے تحقیق کی خوبی کا امتحان لینے میں آپکی ہر ایک دعویٰ کو جانچیں گے  
 اور آپکی تحقیق کا ہر جگہ اعلان کریں گے وہاںہہ التوفیق اور اس وقت اتنا اور بھی کہتے ہیں کہ آپ  
 اکثر مقامات میں بیٹھ کر ایسے لوگوں کی تقلید کریں گے کہ انہی مجتہدین میں بھی داخل نہیں اور وقت  
 ہم آپ کو جھک کر سلام کریں گے مگر ہم ان سے خدا واسطے تمام جہت قرآن وحدیث ہی سے  
 سند لادیں گے **قال** بابا بول اس باب میں کہ قبل اسلام کے بھی کفار و مشرکین عرب میں غلامی کا  
 عام رواج تھا اور متعدد طرح سے لونڈی غلام بناتے تھے اسی **اقول** یہاں ایک بات کہ گناہ  
 کہ چلو پڑا ہوا ہے تو اعدائے خدا اور نقیض کے ثابت کر چکے ہیں کہ کفر و شرک سے عصمت و حریت  
 زائل ہو جاتی ہے اور وہی میں وہ کہاں کہ جسکے باعث وہ قابل تنک نہیں ہوتا تو نہیں بتا رہا  
 ہا ہم مطلق انسان قابل تنک ہو جاتا ہے مگر جس پر ہا ہم غلام ہو کر ملاؤں کے غلام کے ہوتے ہیں



اسطرح پر آدمی صورت بہایم سیرت بروقت استیلا کے ملوک ہو جاتا ہوں میں کفر و شرک علت عقل  
 حریت حریت ہو اور مغلوب اور متولی ہو جانا سب ملکیت ہو اور یہی اصل عقلی ہو کہ حیرت شائع نہ  
 بنا و رقیبت قیام کی ہو اور ان وصول سے کہیں بتما زہنیں کیا گیا نہ ابتداء اسلام میں نہ جب  
 یہ عرفا ہو اور اتواب ہم اقوال مجتہد و ہر پر توجہ کرتے ہیں قال زمانہ جاہلیت میں کہ کس صورت  
 انسان لونڈی غلام بناے جاتے تھے چنانچہ ایک تفصیل ہو اول وہ لوگ جو اپنے میں پہنچتے  
 تھے اقول یہ بات ثابت نہیں شاید ایسا ہو تا ہو مجتہد ہر کو ایسے یہ بات ثابت ہوئی ہوگی کچھ  
 ہم یہ کہتے ہیں کہ قول غیر ثابت کو کہ سید صاحب تسلیم کرینگے اور بعد اسلام میں تو ایسے رقیبت کا ہم  
 قطعی انکار کرتے ہیں اگر مجتہد صاحب کے پاس کچھ وجہ ثبوت اسکی ہو تو پیش کریں قال دوم وہ  
 انسان لڑکے لڑکیاں جو ان کے باپ سے خرید لیا جاتی تھیں اقول ایسے شرفاق کو نہیں  
 صلہ اسد علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز جائز نہیں رکھا ملک بجز و اطلاع پانے کے حکم اونکے آزاد کرنا نافذ  
 فرمایا چنانچہ ابو داؤد نے جو حدیث اس باب میں نقل کی اوس کے پاس بیان کاشیوت ثابت ہو کر  
 عن سلمۃ بنت معقل امرأة من خراجة قیس عیلان قالت قد ربي عني في الجاهلية فاعني  
 من الحجاب بن عمر واخي ابي اليس بن عمرو فولدت له عبد الرحمن بن الحجاب ثم هلك نقتا  
 امراته الا ان والله تباعين في حبيته فانيت رسول الله صلعم فقلت يا رسول الله اني امرأة من  
 خراجة قیس عیلان قد ربي عني في الجاهلية فاعني من الحجاب بن عمرو واخي ابي اليس بن عمر  
 فولدت له عبد الرحمن بن الحجاب فقالت امراته الا ان والله تباعين في حبيته فقال رسول الله  
 صلعم من ربي الحجاب قبل الفتح ابو اليس بن عمر وبعث اليه فقال اعتقوها فاذا سمعتموني  
 قد ربي فاعني لعمركم منها قالت فاعتقني وقد ربي على رسول الله صلعم ربي فاعني  
 مني غلاما سلامة بنت معقل سے جو ایک عورت تھی قبیلہ خزاعہ قیس غیاث بن ربیع سے کہ کہ ان کے  
 کہ ربیع بن حجاج نے جائز جاہلیت میں لایا اور بیچ ڈالا اوس نے مکہ کو جا کر عمر و ہانی ابو اسید بن عمرو کے  
 ہاتھ پر جسے میں اوس عبد الرحمن بن حجاب کو بچہ حجاب فرمایا پس کہا حجاب کی عورت نے کہ

اب تو خدا کی قسم جو کچھ جاوے گی حجاب قرضہ میں پس آئی میں پیغمبر خدا کے پاس پس کہنا میں اس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک عورت ہوں قبیلہ نذر مجھے تیس عیلامی ہیں جسے میرا چچا زاد بھائی ہے میں مجھ کو لایا پس چچا اوسنے مجھ کو حجاب بن عمر بھائی ابو لیسیر کے ہاتھ میں بتایا میں نے اوس سے عبدالرحمن بن حباب کو پھر مرگیا حباب تو کہا حباب کی عورت نے کہ اب تو خدا کی قسم جو کچھ جاوے گی حجاب کے دین میں پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کون جو حجاب کا ولی یہ کہا گیا کہ اوس کا ولی بھائی اوس کا ابو لیسیر بن عمرو ہے پھر بلا بھیجا اوس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پس فرمایا کہ آزاد کر دو اس عورت کو پھر جس وقت کہ تم سنویں بات کہ کوئی قریق میرے پاس آیا تو آئیو تم میں تم کو اس کے عوض میں اس کو دید و فلک کہا سلام ہے پھر زاد کر دیا اوںھوں نے مجھ کو اور آیا ایک یقین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تو میرے بدلے میں ان کو دیدیا ایک غلام یہاں کہ یہ امر خوب عیلامی ہوا کہ جو استرقاق بطور ناجائز زمان جاہلیت میں ہوا تھا اوس کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز جائز نہیں رکھا بلکہ بجز در یافت ہونے اوس حال کے حکم اوس کے آزاد کیا نافذ فرمایا قال سوم وہ پیغمبر اس کے یا اللہ کیا ان کی کسی سے جھگڑا کر یا چور کرے آتے تھے اقول یہ بھی جھوٹی بات ہے عرب میں اگر چہ شرک کفر کا عیب بہت بڑا تھا مگر اکثر افعال رزلیہ مثل سر قہ اور دنا بازی وغیرہ کو بجا اپنی شرافت اور علو بہت کے بہت بُرا اور سخت معیوب سمجھتے تھے اور اسلام نے کبھی ایسا استرقاق جائز نہیں رکھا قال چہارم وہ جنکو زبردستی ڈاکہ زنی یا رہنہ زنی کے طور پر پکڑ لاتے تھے اقول یہ بھی جھوٹا اور ایسا استرقاق بھی کبھی اسلام میں جائز نہیں ہوا قال پنجم ذہب کے ملک کا وہ آدمی جو لڑائی کے زمانہ میں بلا امان خفیہ چلا آتا تھا اور گرفتار ہو جاتا تھا اقول اس کا حکم اور حکم لہدی حرب کا واحد ہے کیونکہ ہمیں بھی سبب قیت اور سبب ملکیت پائے گئے پس اس قسم کا استرقاق اسلام میں بھی سبب تطابق ضابطہ مذکور کے جائز ہو قال ششم وہ مرد و عورت جسے جو لڑائی میں قید ہوتے تھے ایسی عورتوں کے ساتھ شریکین عرب ہجرواؤں کے گرفتار کر نیکیے جائز نہ تھے اور درست سمجھئے اقول چونکہ یہ استرقاق مطابق ضابطہ عقیدہ و تقلید کے تھا لہذا اسلام نے بھی اس کو جائز رکھا اور یہ

کہ یہ بات زمانہ جاہلیت میں منہج ہو کہ مجھ کو گرفتار کرنے کے مباشرت جائز رکھتے ہوں گو کہ مجھے یہاں  
 اور سپر کوئی دلیل پیش نہیں کی اگر اسلام قبل از ہجرت مباشرت جائز نہیں کبھی چنانچہ یہ بات روایات تفصیل  
 سے جو حسن ابی داؤد میں بن ثابت بن یحییٰ ابن سعید الخدری ورفعدانہ قال انھما یا اوطاس لا توطأ لعل  
 حتی تضع ولا غیر ذلک حملی حتی یخض حیضہ ابو سعید خدری سے روایت ہوا اور بھوپنچاریہ اوٹھوئے اوس  
 روایت کو (یعنی بغیر معلوم تک بھوپنچاریہ) کہ تحقیق بغیر صلہ اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا سبایا می اوطاس کے  
 حق میں کہ نہ مباشرت کیا جوے حاملہ جب تک کہ وضع عمل نہ کرے اور نہ غیر حاملہ جب تک کہ حیض سے فاسخ نہ ہو  
 جو جنش الصغائی عن بن ثبات الانصاری قال فاوفینا خطیباً قال لانی لا اقول لک ولا لک  
 رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین قال لا یحل لامرئین من باللہ والیوم الاخران یستغنی ماء زرع غیرہ  
 ایتان الجمالی ولا یحل لامرئین من باللہ والیوم الاخران یقع علی امرؤ من لہی حتی یتبہا ولا یحل  
 لامرئین من باللہ والیوم الاخران یدبغ مغماً حتی یقیم یوم یقع بن ثابت انصار سخی فطش صفانی روایت ہے  
 کہ کھڑے ہوئے ہم میں یوم یقع بن ثابت خطبہ پڑھتے تھے کہا اوٹھوئے کہ اگر گاہ رکھو کہ میں نہیں کہتا ہوں  
 تم سے مگر جوینے سنا ہو بغیر صلہ اللہ علیہ والہ وسلم سے کہ فرماتے تھے وہ بروز حنین کہا اوٹھوئے  
 کہ نہیں حلال ہو واسطے کسی آدمی کے جو نہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو یہ بات کہ دیوے اپنا پا  
 غیر کی کھیتی کو مراد اسے لیتے تھے مباشرت حاملہ عورتوں کی اور نہیں حلال ہو واسطے کسی آدمی کے  
 جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو کہ مباشرت کرے کسی عورت کے ساتھ سبایا میں جب تک کہ ہرگز نہ  
 اور نہیں حلال ہو واسطے کسی آدمی کے جو یقین رکھتا ہو خدا اور قیامت کے دن کا کہ بیٹھے ہو کوئی چیز  
 غنیمت کی جب تک کہ وہ تقسیم نہ ہو جائے اس بیان بن ثابت ہوا کہ بوالسلام سے سبھاہ طرق استرقا میں  
 مجتہد ہر کی خواہ و عرب میں جاری ہوں یا نہ ہوں کوئی طریقہ بجز طریقہ استیطائی جائز نہیں ہوا  
 باقی طرق اگرچہ اکثر ان میں عرب میں جاری ہی نہیں تھے مگر بالفرض اگر عباسی بھی ہوں تب بھی اسلام  
 میں کبھی ان کا جواز نہیں ہوا بلکہ اگر کبھی راوندین سے کسی طریقہ پر پیغمبر صلہ اللہ علیہ والہ وسلم کو اطلاع ہو  
 تو فوراً لوگ ان کو اٹھائے اور ان کا قاتل فرزدق شاعر زمانہ جاہلیت کا اس طرح فخر پر بیان کرتا ہوا

اقول ایسے دانی بھی جناب والا کی خوب محنت ہوئی گو اہل مدینہ حضرت شہرہ شہور آپ ہی میں عمر جو عرض گفت  
سعدی در زینما جناب فرزند و ہر چہ کا نام تمام ہی نہ ہو کہ جسے مع میں ابہام میں ہر شاہنشاہ  
مخبر می مامون شہام بن عبد الملک بن مروان کے لکھا ہو و ما مثله ذلک اس لامحکم الاموال  
ابو یقار بثریہ و ہر جو بنا قب میں امہام تمام علی بن حسین علیہا السلام کے لکھا ہو ہذا الذی یعرف  
البحر فی حلیۃ ثلث البیت یعرفہ و الحلیۃ الحرام پہ سئلہ محرمی میں اس کا انتقال ہوا آپ اس کو کون  
نما عزادہ جاہلیت شہرتے ہیں اسکی تو پیدائش بھی زمانہ جاہلیت میں نہیں ہوئی خلافت مصلحہ  
من العلم دیکھو تاریخ ابن خلکان اور سمری اور ابن قتیبہ کے حالات شعر میں قال اسلام کے  
شروع ہوئے ہی زمانہ جاہلیت کی تمام سرین موقوف نہیں ہو گئی تھیں بلکہ زمانہ اسلام میں بھی زمانہ  
جاہلیت کی بہت سی برہمن پر جب تک کہ کوئی حکم نہیں آیا اعلیٰ دما درہ اقول جو ریسین کو  
اوغرش اور سکر غلاف فطرت اور آئین قدرت کی تھیں ہوا اسلام ہی سے موقوف ہو گئیں اور ہر  
اسلام میں ایک دن کو بھی جائز نہیں ہوئیں بعض انوار اللہ علیہ السلام تھے کہ گو کہ غلاف آئین قدرتہ افطرتی  
گناہ اور بیع لذائذ افطرتی و منکر تھے مگر شارع کو آئندہ کسی زمانہ میں چھوڑ دینا منظور تھا اوس میں عبادت  
تہ جائی سے اور بھر چھوڑا دیئے گئے اور جب حکم تحریم ہو چکا تو ایسا صاف اور واضح بیان ہوا کہ  
کیطرح اور میں کسی کو کونکے مشابہہ زمانہ غیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنے اصحاب کو خوب مجاہد  
اور اصحاب نے اس کو خوب چھکارا و سپر خود عمل کیا اور اور دیکھو چھکار پوری پوری تمیل کر لیا کہ ہر ایک اس  
نیا پر جن میں امور کا قہی ہوا آئندہ کے لیے منظور تھا اونسے بھی مانفت شدید کی گفت  
مثلا سندہ کی رسم اقول یہ سئلہ علیا اسلامیہ میں یعنی باہم علیا اثنا عشر یا او اہل سنت میں مختلف  
اور خصوص برسم جاہلیت نہیں میں اس کو اس تقلم پر لانا سر نہ عمل کر قال شہاب خوارق اقول شراب  
پناخص یعنی برسم جاہلیت تھا بلکہ بعض خیرات سابقہ میں بھی چھجھ مانفت اسکی تھی اور جب وہ منوع ہوا  
تو اسکی مانفت کا دیکھو کیا صا حکم کیا ہو رہا تھا کہ اسکی مانفت کا کلام و اسکی مانفت کا کلام  
الشیطان کا جتنی اور دیکھو اسکی تمیل کس شدت اور تہام سے کرائی گئی کہ اس کے پنے و پنے

[illegible]

اوسکے برتنوں میں مگر یہ کچھ چارہ پناؤ پس اگر کچھ چارہ پناؤ تو وہو ڈالو اور انہیں کھاو  
**قال** احرام کی حالت میں گھروں کے دروازوں گھروں میں نہ آنا **اقول** اگرچہ پانچویں روز میں  
 مگر پھر بھی اصل ثابت نہیں کہ اہل اسلام میں رواج اسکا ہوا ہو پھر دیکھو کیسی تاکید ہے اور کیسی تصریح  
 اوسکی مخالفت فرمائی کہ **لَيْسَ الْبِرَّ بِاَنْ تَأْكُلُوا لَيْسَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقَىٰ وَاتَّقُوا الْبُرُوقَ**  
**مِنْ اَبْوَاهِهَا** اول تو جس فعل کو وہ اچھا سمجھتے تھے اوسکی نسبت فرمایا کہ یہ فعل بھلائی کی قسم سے نہیں  
 بعد از ان حکم فرمایا کہ گھروں میں دروازوں کو یعنی اوس فعل کو کہ اچھا نہیں جو ترک کر کے یہ راہ اختیار کرے  
**قال** برتنہ ہو کر طواف خانہ کعبہ کرنا **اقول** اسکو بھی کبھی خدا اور خدا کے رسول نے جائز نہیں رکھا  
 مشرکین میں یہ رسم بھی اگر کسی مسلمان نے قبل از ہجرت یا اسکیا اوسکی تاکید اور کس حکم  
 اسکی مخالفت فرمائی گئی عن ابی ہریرۃ **قال** بعثتہ ابا بکر فی الحجۃ التی اترہ البقی صلعہ علیہا بل  
 حجۃ الوداع یومہ الخرفی رھط امرہ ان یؤذن فی الناس الا لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف  
 بالبت عریان متفق علیہ ابو ہریرۃ کہتے ہیں کہ بھیجا مجکو ابو بکر نے بروز نحر اس حج میں کہ حسین اور نکو  
 ہمیر کر کے بھیجا تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع سے پہلے ساتھ لیکر دے کہ آگاہ کرے  
 سب آدمیوں کو کہ اس کے بعد کوئی شکر کج کو نہ آوے اور نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی سنگا  
 عن ابی ہریرۃ **قال** بعثنی ابا بکر فی ثلاث الحجۃ فی مؤذنین بفتح یوم النحر یؤذنون ہن  
 ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبت عریان **قال** حید بن عبد الرحمن ثمری  
 رسول اللہ صلعہ علیہا بل رابیط البقی فامرہ ان یؤذن بدراۃ **قال** ابو ہریرۃ فاذن معنی علیہ  
 یوم النحر اہل منی بدراۃ وان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبت عریان رواہ  
 التجانی فی کتاب التفسیر ابو ہریرۃ کہتے ہیں کہ اس سال مجکو ہمراہ گئی آگاہ اور اطلاع کرینا کہ  
 ابو بکر نے بروز نحر بھیجا کہ آگاہ کر دین لوگوں کو منابین کہ اس سال کے بعد حج کو نہ آوے کوئی شکر  
 اور نہ طواف کری بیت کا کوئی سنگا کہ امت میں پھر نہ بھیجے اوسکے بھیجا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی  
 کو کہ آگاہ کر دین آیات متواترہ سے کہا ابو ہریرۃ نے پس اطلاع دیدی علی نے نحر کے دن بھی

لوگوں کو سورہ برآۃ کے مضمون کی اور اسکی کونچ کرے اس سال کے بعد کوئی مشرک اور نہ ملوک سے  
 بیت اسکا کوئی شکاف غور کیجئے کہ کثرت تاکید و تشدد اور اعلان کساحتہ یہ حکم جاری فرمایا گیا **قال**  
 دوہنوج ایک ساتھ شادی کرنا **اقول** یہ امر صرف نبی پر ہیسم جاہلیت تھا بلکہ بعض شرائع ضعیفہ  
 بھی جائز تھا اور جب ہماری شریعت میں حرام کیا گیا تو دیکھو کسی صراحت سے حکم مانعت نافذ ہوا کہ ان  
 جمعہ اولین الاختین اور پھر چنان کہیں ایسی صورت جمع بین الاختین کی دیکھی گئی تو اوس وقت حکم  
 کرنے ایک کا مادہ ہوا عن الضحاہ بن فیہر مذالذیلی عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ انی ہلت  
 و تہتی لختان قال اخترا تہما شئت رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجہ فیروز دہلی کہتے ہیں  
 کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں اسلام لایا اور میرے نکاح میں دو عورتیں بنیں بنہن ہیں فرما کہ ایک کو انہیں  
 اختیار کر لے دیکھئے کیا حکم صریح نافذ ہوا اور تہاؤر و تقاضا ہو گا اور سکور و اڑکھا گیا **قال** باب کی جو رو کو  
 اپنی جو رو بنالینا **اقول** دیکھو کسی صاف مانعت وار و جو و لا شکھی لما نکح اباؤ کو اور پھر تاکید  
 شدید دیکھیے عن البراء بن عازب قال مررت فی خالی ابی و برة بن ذیاریہ و معہ ابواہ و قلت لہم ین  
 قال یعننی النبی صلعم الی رجلی تنزع او اڑتہ ابیہ ائیمہ براسہ رواہ الترمذی و ابو داؤد و ابن  
 عازب کہتے ہیں کہ گزرے میری طرف کو مامون سیر اور او کو پاس ایک نشان تھا میں نے کہا کہ گمان  
 جاتے ہو کہ اگر مجھ پر بھیجو پیغمبر صلا علیہ والہ وسلم نے ایک آدمی پر کہ او سننے اپنے باب کی جو رو کو نکاح  
 میں کر لیا تاکہ الاہنیں اسکا سر علاوہ بران یہ دستور کبھی شراف عرب میں جاہلیت میں بھی تھا چنانچہ  
 بیان اسکا آگے آدیکا **قال** متنبی کی جو رو کو بعد طلاق کے بھی محرمات میں سے بنانا **اقول** باب  
 کسی صراحت سے حکم نافذ ہوا اول ما جعل ادعیاء کو استکھم و سر اقلنا قضی نیدل قنہما  
 و طکر و وجنا کھ لکی لا یكون علی اللوعین من سر کھ فی آد و لاج ادعیاء ہم اذا قضی انہن  
 و طکر **قال** یہ تمام زمین جاہلیت کی ایسی تھیں کہ زمانہ اسلام میں بھی جب تک اشلع نہیں آیا اور عمل ہو گیا  
**اقول** یہ بھی غلط ہے کسی صحابی نے برہنہ ہو کر طواف نہیں کیا کسی نے باب کی زوجہ سے نکاح نہیں کیا ان  
 ایک شخص نے جسکا تذکرہ روایت براؤن عازب میں ہوا کیا تھا کہ اس کے تدارک کا حکم اوس وقت جاری تھا

اور تحقیق نہیں کہ آیا وہ کوئی شخص تھا یا وہ کوئی مسلمانوں میں سے تھا یا کوئی منافق تھا یا کوئی دیرنگا  
 بنے والا تھا قال سلطع غلامی کی رسم پر بھی جب تک آیت حریت نازل نہیں ہوئی کچھ تھوڑا سا دل  
 ہوا قول ریب ناواقعی مصنف کی ہر جواز غلامی کا بخجلہ رسوم جاہلیت کے نہیں تھا خود مصنف  
 معترف ہیں کہ مولیٰ عرم نے اسکو جائز رکھا علیٰ عرم نے اسکی نسبت کچھ نہیں کہا اور ہم اوپر ثابت  
 کر چکے ہیں کہ حضرت ابراہیم عرم کے زمانہ میں شروع دینا سے اب تک غلامی کا جواز بلا خلاف چلا آیا ہے  
 اور جب انبیا عرم اسکو جائز رکھتے چلے آئے ہیں اور کتب سماویہ اسکا جواز ثابت ہو تو اسکو بخجلہ  
 رسوم جاہلیت کے سمجھنا غلطی ہو اور یہ جو کہتے ہیں کہ غلامی کی رسم پر کچھ تھوڑا سا عملد رادہ مواصاف  
 مغالطہ ہے تھوڑا سا عملد رادہ کیا معنی جس شدت سے عملد رادہ غلامی پر تھا ایسا کسی چیز پر عملد رادہ تھا  
 اور کبھی خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحاب کبار نے اسکی عدم جواز کا حکم نہیں دیا  
 قرآن مجید میں اسکی ممانعت میں کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اور جس آیت کا نام مصنف نے آیت  
 حریت رکھا ہے کبھی خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور انکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے اسکو  
 بلقط آیت حریت تعبیر نہیں کیا نہ بعد اسکے نزول کے غلام و کینزک آزاد کر دیے گئے بلکہ جو حال  
 قبل از نزول آیت مذکورہ کے تھا بدستور عدم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بھی وہی رہا اور قرآن  
 میں جو خیر القرون بموجب فرمان خیر البشر ہیں کیسے انتفاع غلامی کا اس آیت سے نہیں سمجھا جتھن  
 است اور ایدہ ملہ اہل بیت نے کبھی ایسا گمان نہیں کیا باوجودیکہ فہم لغات عربیہ اور سب متناط  
 احکامات شرعیہ میں تا سرتوت گاہ رکھتے تھے اور اتنا مال احکام قرآن اور سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم پر حد سے اندر گھر کر اور صاحب تقویٰ و ورع تھے پس مجھ و کہہ دینے ایک ایسے شخص کے کہ نہ بابا  
 عربی واقف ہونہ طرق استنباط احکام شرعیہ سے آگاہ ہونہ صاحب تقویٰ و ورع اور نہ پابند سنت  
 اسکو یا الفاظ آیت حریت تعبیر کرنا بلا سے اتحاد میں مبتلا ہونا ہو غور کرنا چاہیے کہ ہر گاہ بموجب اعتماد  
 مصنف کے غلامی قبیح لذات ہو اور شرک یا تعد اور فطرتی گناہ اور مخالف قانون شرک ہو پس ایسے گناہ عظیم کے  
 جھوٹو سننے میں انہی تاکید اور تہدید اور تصریح بھی نہ ہو بقدر کہ برہنہ طوائف کرنے اور دیوارین



گو کہ گھر میں جانے کی باب میں ہو میں اور ایسے گناہ فحیم کے ترک کو نہیں ایسا حکم مجمل صادر ہو کہ خود  
 باعتبار منصف مرقوم صفحہ ۱۱ کے اوسکو آج تک باوجود انقصاء و قرب ہر سو برس کے کیسے نہ سمجھا اور  
 ایسا گناہ فطرتی مخالف تا میں قدرت قبیح لذائذ سنہ سحری صرف حدوداً ممنوع ہو اور تباہی علی عالمہ جائز  
 رکھا جائے ایسی اگر الکابا کر کی اس قدر بھی تغلیظ تحریر نہ ہو جیسے کہ شراب خواری اور نکاح محرمات کے ہوسے کہ  
 حدوداً اور تباہی ہر طرح چھوڑا دیے گئے اور حدوداً اوس کے ارتکاب پر جہد و دوس کے جاری ہونے کا حکم نہ ہوا  
 اور بقا شراب پھینک دینی گئی ظروٹ اوس کے پورے گئے جمع بین الاقنین جہان دیکھا تقریر فحی  
 گئی یہ عجیب گناہ فطرتی مخالف تا میں قدرت قبیح ہو کہ تباہی تو اوسکو حسب اعتداف منصف بھی جائز رکھا گیا  
 اور حدوداً نادر ہے کہ فی حدیث تقریر کی اور تغیر کا حکم دیا گیا نہ اوسکی مخالفت میں ایسا صاف و صریح حکم دیا  
 کہ اوسکو قرون ثلاثہ اور اوس کے باہر سے سمجھا ہو کہ حکم مجمل ایسا مجمل دیا کہ بقول منصف اوسکو کسی صحابی نے  
 سمجھا نہ ایذا الملبیت نے نہ کسی عالم مجتہد نے یہاں تک کہ وہ گناہ برابر تمام امت مہدیہ میں سب قرون  
 میں شایع اور ذیلے راہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ سب مخالطات منصف کے ہیں اگر واقع میں یہ امر گناہ فطرتی  
 ہوتا اور شارع کو ازل سے ناپسند ہوتا تو تورات میں اوس کے جواز کا کیوں حکم بھیجتا تھا بعد از اہم عزم سے  
 تاحمد محمد عزم از روی حکم تشریعی کے اوس پر علماء راہد سطر چہرہ رہتا اگر شارع کو اوسکی مخالفت مقصود ہوتی  
 تو سطر چہرہ اور ممنوعات کے تحریر کے احکام صاف و صریح عام فہم بھیجے اسکا بھی ایسا ہی حکم صریح بھیجتا  
 جس سطر چہرہ اور ممنوعات کے چھڑا نہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اوس کے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے  
 کوشش نہ کیا کہ وہ فرمایا آمین بھی اون سب سے زیادہ فرماتے کیونکہ یہ گناہ حسب اعتقاد منصف بے  
 پردہ کہ ہر گناہ کہ ایسا نہ اوس صاف ظاہر ہو کہ یہ سب خیالات باطلہ منصف کے محض بتقلید بعض توہم  
 پرستوں کے ہیں اب ہم مجتہد دہر کی اس تقریر پر ایک الزام اون پر وارد کرتے ہیں یعنی ہر گناہ کہ مجتہد کے  
 نزدیک چٹون طریق مذکورہ پر غلامی عرب میں شایع تھی اور اوایل اسلام سے سنہ سحری تک وہ  
 چٹون طریق اسلام میں بھی رائج رہی اور جس آیت کو مجتہد بلفظ آیت حریت تعبیر کرتے ہیں ظاہر ہے  
 کہ مستفاد اوسکا تفسیر مجتہد پر اس قدر ہے کہ جو لوگ لڑائی میں ابداً شخاں کے پڑے جاویں اونکا

استرقاق منہج پر پس اس آیت کو جو بوجب تفسیر مجتہد کے بھی صرف تعلق خاص قسم شرم سے ہو اور باقی  
پانچ قسموں کے بقول مجتہد و دیگر پانچوں بھی سنیہ صحیحی ائمہ اسلام میں جاری تھیں بہ وجہ تفسیر مجتہد کے  
بھی تعلق نہیں پس ان پانچ قسموں کی غلامی کس نفس کی بد سے ناجائز اور منہج ہوئی جو چیز کہ بغیر صلہ  
علیہ والد وسلم کے رو بہ بلا الکار جائز و رایج تھے خواہ کیسے چہرہ ہوا و سکی تحریم کی واسطے بلا شہدہ و شک کوئی  
نفس شرعی نہ کہ نہ دیکھا نہ خبر ہوا پس نفس شرعی کا نشان دین و نہ سب اجتہاد و کد و جہاد و کلی محض کیا  
ہوئی باقی ہو قال مگر اس کے بعد گزشتہ نہیں ہوا اقول یہ بھی محض غلط ہے اور بیان اس کا بحث نہیں  
آیت میں مفصل عنقریب آویگا قال اس میں کچھ شک نہیں کہ قبل نزول آیت حریت کے جو غلام موجود  
اؤ گلو اسلام نے دفعہ آزاد نہیں کیا اور نہ اس کے اؤن تعلقات کو تو راہ جو بوجب رسم جاہلیت ان میں سے  
ملکہ آئندہ کے غلامی کو معدوم کیا اور موجود غلاموں کے لیے بہت سی تدبیریں اس کے رفقہ رفقہ آزاد ہو گئی ہیں  
اقول مگر اس کا جواب کیا ہو کہ وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو جائز رکھا ماریہ قطعیہ تازانہ تھا  
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی حرم پرین تقسیم سیایا میں بھی اور برابر جو بوجب حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے جاری رہا اور نزول آویگا کہ یہ سے پیشتر تو خود باعتراف مصنف بھی کہ عنقریب ذکر اس کا آوے گا  
معدوم کر دینے غلامی آئندہ کا حکم نہیں دیا بیع و شتر غلاموں کی بدستور جاری ہی اگر سیکنا نام معدوم  
کرنا ہو اور اس کی کوئی تدبیر اعدام مصنف کے نزدیک تکتے ہیں تو مصنف کو فہم کی خوبی ہو قال جو لوگ کہ  
انتظام مدیک واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ کسی ملک کی اور خصوصاً عرب کی سی ملک کی جسمیں ہیں  
اور غلاموں کے تعلقات اس کے آقاؤں سے ایک عجیب ہی قسم کی اور نہایت پیچ و پچ تھے تمام لوٹیاں اور  
غلاموں کا وقت آزاد کر دینا کیسا مشکل اور کس قدر مختلف قسم کی خرابیوں اور وقتوں بلکہ انواع اقسام  
کے گناہوں کا سرٹ ہوتا اس لیے دفعہ اوٹکا آزاد کرنا غیر ممکن عادی تھا اقول سراپا دھوکا او  
اعلومات غرضیات کی تفسیر ہی ایک جگہ بھی ہے نہیں واقفان اصول انتظام مدین اور اہل تاریخ  
خوب جانتے ہیں کہ تعلقات اہل عرب کے غلاموں کے ساتھ اور بلاد کے آقاؤں کی نسبت کچھ زیادہ تھی  
چنانچہ ام خود تفسیر مصنف مرتبہ صفحہ ۱۸ سے جو جو امور و ریت لکھی ہو صاف ظاہر ہے تعلق خوب بولی

وجواری سے کچھ زیادہ تعلق نہیں اور تعلق ازواج اور تعلق مسلمات رہا وغیرہ سے نتھے کہہ کر کچھ شخص  
 کفار سے اوپر ترک نہ کرنے نہ سب جاہلیت کے ایسا سرگرم اور ادا دہنگ فساد تھا کہ قتل و اسیر جی رہا دی  
 مال متاع اور جلائی جینی تو قبول کرتا تھا مگر چھوڑ دینا مذہب کا کسی طرح پرگوارا کرتا تھا دیکھیے اسکو ترک ہی  
 کر دیا گیا تو زنا صورتوں ابہیم اور اسمعیل عرم کا جو ناکہ کعبہ میں رکھی تھیں اور دیگر تائیل کا عرب پر کیا علانی  
 کی نسبت کم گران گزرتا تھا کہ انکو دفعاً چکنا چور کر دیا گیا شراب خواری کو یہاں تک دست رکھتے تھے کہ کثرت  
 اس کے برابر اور کوئی چیز مرغوب نہ ہوگی چنانچہ طرف بن عمرو البکری شاعر زائد جاہلیت کہتا ہے شعر  
 فلا نلت من لذات الفسق + وجدك لم اخل متى قام عتدی + فتمنن بسبقی العاذلات لشریة  
 کمیت منی ما تعلق بالماء ترید + اسکو دفعہ مذکور دیا گیا سو دینے کا رواج کیا کچھ کم تھا کہ اسکو ایک سخت  
 قطع کر دیا گیا تعلق ازواج کا کیا یہ نسبت تعلق غلامی کے کچھ کم کر کے بعد نزول آیت تحدید چار کھ کے  
 نکاح میں چار سے زیادہ عورتیں تھیں تفریق کر دی گئی علی بن عمر بن غیلان بن سلمۃ الشافعی اسلم  
 ولہ عشرة نسوة فی الجاہلیۃ فاسلمن معہ فقال النبی صلعم اسلمک ادبعا و فارق سا حوز  
 رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ غیلان بن سلمۃ سلام لائے اور انکی دس جوہریں تھیں جاہلیت میں  
 وہ بھی سب اسلام لائیں اس کے ساتھ پس فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنسنے دے چار کو اور دو کو  
 چھوڑ دے جہاں کہیں دوہنیں ایک شخص کی نکاح میں تھیں ایک کو چھوڑا دیا گیا جب ایسے امور دشوار چھوڑا  
 دیئے گئے اور ایسے ایسے تعلقات محکم قطع کرادے گئے تو مبالغہ انکی علاوہ غلامی کے کیا حقیقت تھی کہ باوجود  
 مخالفت ان قدرت و قیام ذاتی کے باقی رکھنا اور کتنا سراسر کو گوارا ہوتا اور واقعتان علم تاریخ غنچی نہیں  
 کہ اس زمانے میں بہت کم ایسے آدمی تھے کہ جن کے ملک میں غلام اور کینیز نہ ہوویں اور اس جماعت کی  
 مرضی کے موافق اگر کوئی حکم عام ہوتا تو اس کے کسی طرح کا منظر کسی خرابی اور وقت اور پیدا ہوتی کسی  
 گناہ کا گزرتا تھا کچھ اس سے زیادہ زیادہ جو عوام کو بے غلامی و شوک موافق تھے بلکہ ترک کر دیئے گئے  
 انکی کیا خرابی اور وقت اور کونسا گناہ ظہور میں آیا جلد اس حقیر کے چھوڑ دینے سے خود میں آنا علاوہ اس کے  
 اپنی ذات مقدس اور بعض اصحاب کبار کی نسبت جو نہایت ہی مطیع تھے کیا گناہ کا منظر تھا کہ مار قہر کر دیا

اور ایسے ایسے اصحاب ملنے کو آزادی غلامان موجودہ کا حکم نفع مایہ بھلا اگر عوام کی نسبت کسی نافرمانی کا خیال تھا تو اپنی ذات اور اصحاب کبار کی نسبت تو کسی قسم کا منظم نافرمانی کا اصل تھا علاوہ بران ایسے وقایع ہم آئندہ ثابت کر سکیں گے کہ مالکان و رقبائے اپنی ملکوں کو آزاد کیا مگر تیسری صدی اسلام علیہ السلام نے آزاد کرنا اور کجا بکوز لکھا اور پھر انکو رقیق بنا دیا مجتہد حسب فرامین کہ ایسی حالت میں کس گناہ اور سزا کو منظم تھا کہ آزادی رقیقوں کی جائز نہ تھی گی اور بہت سارے سابق انکو رقیق ہی رہے دیا اور وقفاً اصول نظام مدینیہ مخفی نہیں کہ ہول نظامیہ مدینہ کا ایک کلیہ ہو کہ اگر دو امر متضاد و موجب الذیغ ایسے پیش ہوں کہ ایک انویسٹمنٹ ضعیف اور دوسرا بہت بھاری ہو اور ایک کی دفع سے دوسرے کا خیر لازم تو بہت کم بلکہ مائل توجہ تمام بطرف دفع امر گران کے بلالحاظ امور اخیر ضعیف کی کجا بکوی اور چونکہ غلامی نسبت بہ صنف کے قدرتی گناہ ہو اور کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہیں اور جبر تمام بدیون اور بدعلاقہ اور موجب تخریب اخلاق مالکون اور مورث فسادات گونا گوں کے نہیں اگر در واقع شارع کو قلعہ قمع اور کا منظور تھا تو ایسے بڑے فساد عظیم اور گناہ فحیم کے مقابلہ میں خیال ضعیف گناہوں کا کہ ہر اس نے مطابق تفسیر مصنف کی ہی طرح اوس سے زیادہ نہیں ہو سکتی کیونکہ کیا گیا اصول نظام مدینیہ پر شارع جل علیہ منصف کے برابر بھی آگئی تھی مگر اصل یہ ہے کہ مانند اور علوم کے علم سیتا مدینہ پر بھی خیاب مجتہد کو اطلاق نہیں

**قال** بارہ سو برس بعد اس واقعہ کے بڑے بڑے بدرونج جو غلامی کے معدوم ہونے میں خوشنشین کہیں وہ بھی اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکے کہ ایندہ کی غلامی کو منسوخ کیا اور موجودہ غلاموں کی فترتہ آزاد ہو نیکی تدبیر کی اقول خیاب آپ تو مصنف ۸ تہذیب الاخلاق مطبوعہ مکتبہ الاولیٰ شہرہ جہڑی ۲ کے منظر خرمین ہدیت فرصت و استراحت کے ساتھ رطب اللسان ہیں اور فتاویٰ اس کے بیان ہیں کہ دار الحکومت قوم انگلرز کو یہ فخر ہو کہ جو کوئی دکان قدم رکھتا ہو اوسے قوت سے آزاد ہو گا گو وہ کب کا غلام ہو کیونکہ انہو جب اس سرزمین کو یہ فخر ہو تو پھر حصول نیا مدوٹ اوس فخر کے آزاد ہو جانا اعلان موجود سرزمین مذکور کا و نفعاً لازم آیا پھر بیان آپ کس طرح فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکے یہ ناقص مانی آپ کے صاف دلیل اس کی ہو کہ آپ بلا تحقیق حسب اقتضا و مقام بلالحاظ امور عامہ و اخصی

جیسا دل میں آتا ہو تو فرماتے ہیں گویا کعب بن زہیر کسی کے شان میں لکھتا ہو  
 فَمَا تَكُونُ عَلَىٰ حَالٍ تَدْمُ بِمَا كَرِهْتَ تَكُونُ فِي أَقْوَابِهَا غُلٌّ بِمَا رَجَىٰ مِنْهَا تَكْرَهُ  
 کیا ہو ان کی سب تدبیریں مانند تدبیر دیگر اور اس کے سراسر خود غرضی اور معلل بالغرض ہیں دیکھئے کہ ضرورت  
 کھدو کا تو کچھ واقع ہوئی اور ضرور لایق اس کام کے بھم نہ ہو نہ کچھ تو کس مہم دمہام سے غلاموں کی  
 خرید و فروخت جاری تھی فی حالانکہ قبل اس ضرورت کے مخالفت کی گئی تھی بھر بعد رفع ضرورت کے دفعتاً ان سے  
 اس کا کیا گیا اور چونکہ جواز حدوت غلامی کا ان کے کتبہ قانون کی رو سے پایا نہیں جاتا پس مخالفت صحیح و شرع  
 اور لیسے کار و ضرورت کے بلکہ بھر اور روکنے یا بھر کے صاف و میرج آزاد کر دینا غلامان موجودہ کا ہو اگر شریعت  
 بھی منظور ہوتا کہ غلامان موجودہ آزاد کر دے جاوین تو کیا چیز مانع تھی کہ اسی طرح پر احکام جاری کیا  
 جاتے مخفی نہ ہو کہ گو کہ لفظ غلامی ہے مصنف کے مدح و مدبر بہت متنازع ہوتے ہیں مگر فی الحقیقت کچھ چیزیں  
 نہیں کہ جسے حالات قیدیوں کے عموماً علی الخصوص مقیدان دایمی کے بجز خرید و فروخت کے اور کس چیز میں  
 حالات غلامان شریعت سے بہتر ہیں جب قدر قبیلہ غنیہ مخالف قانون قدرت کے مصنف نے اس پر  
 رقم فرمائے ہیں سب اوغین بدریہ اتم کہتے ہیں پس گو کہ دوسے مدبر برب ظاہر کچھ ہی کہیں مگر  
 فی الحقیقت جو حکم غلامی میں ان کو کچھ غدر نہیں اور علمدار ادا و نکاح برابر اور سپر جو قال الہی و  
 تدبیر و نین اور بانی اسلام کی تدبیر و نین اتنا فرق تھا کہ ان کی تدبیریں زیادہ تر دایمی چیزوں  
 علاقہ رکھتی تھیں اور بانی اسلام کی تدبیریں زیادہ تر روحانی چیزوں سے متعلق تھیں اقوال و  
 سراسر معلل جو ظاہر امر دیکھو کہ مدبران مصنف نے حکم عدم جواز بیع و شرا اور آزادگی غلاموں کا جاری  
 کر کے اس کی عدم متنازعہ سزا جسمانی تجویز کی اور شریعت نے وہ حکم جاری کر کے عدم امتثال کی سزا  
 صرف روحانی ہی تجویز کی کچھ تغیر اور سپر قایم نہ کی اگر یہ امر دیکھو تو سراسر غلطی ہو شریعت نے کوئی حکم  
 عدم جواز احداث غلامی اور آزاد کر دے غلامان موجودہ کا جاری ہی نہیں کیا اور احداث اور انتہا خلافت  
 نہ کوئی حکم تغیر حیثیاتی کا نہ عقوبت روحانی کا صادر فرمایا قال دوسرے غلاموں کی مالکون کو  
 وحی کی رو سے کچھ ایسا کہ غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی پیاری چیز احد کے نزدیک نہیں تھی

[illegible]

قال من كاتب عبده على مائة اوقية فاداه الا عشرة اواق اوفال عشرة دنانير ثم عجز فقبح  
 رواه الترمذي وابو داود وابن ماجه وحماد بن عيسى بن ابي حنيفة بن ابي اسود بن  
 مگر باقی رہ گئے اس اوقیہ یا دس دینار اور پھر وہ عاجز ہو گیا تو وہ غلام ہی کو فقط مصنف نے ترجمہ میں  
 جزاکا ترجمہ کیا اور شرط کا ترجمہ کہین تحت چھوڑ دیا پھر کا تب ہم کا ترجمہ یہ کیا کہ اقرار نامہ لیکر چھوڑ دیا مالک  
 چھوڑ دیا مثنیٰ آزاد کر دیا موقوف ہوا پر آہ تمام مکالمہ بدل کتابت کی اور چھوڑ دینے کا ذکر بھی  
 میں نہیں **قال** ایسے غلاموں کو جسکے مالک کو بیعت لیکر آزاد کر دیا وعدہ کیا اور بیعت دینے اور بیعت  
 پر رغبت نہ لایا **اقول** چندہ کا ذکر کسی آیت یا حدیث میں نہیں ہو گا مگر ان کے لئے ملک قاصد خیرات  
 دینے کی رعیت ہے **قال** بعض مائین ایسی مقرر کرین کہ ان میں لونڈیاں ان خود بلا آنا دیکھے آزاد ہو جاو  
**اقول** وہ حالت ام الولد کی ہو یا ملکیت ذی رحم محرم کی ہو **قال** ایسے معاہدہ یا اقرار کہ خیر قاصد  
 اشتباہ معاہدہ یا اقرار آزادی کا ہو مگر معاہدہ یا اقرار کامل آزادی کی قرار دیا **اقول** اس صورت کی  
 شرح میں سند کے ضعف پر واجب تھی ایہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سب تسلیم مقتضی ثبوت رقییت کی شرعاً  
 نہ بطلان اصل رقییت کی سہین کچھ حکام میں کہ آزاد کرنا غلاموں کا شمار عظیم ہو اہل اسلام میں کوئی حکام  
 اس میں کرتا مگر مرتبہ ہونا اجاب کا اور پر آزادی کے لیل بطلان رقییت کی سید طرح نہیں ہو سکتا لکھن  
 دلیل ثبوت رقییت کی ہو کیونکہ محل عرق رقی اگر رقی نہ ثابت ہو تو حق تعالیٰ جو اور اوپر کچھ ہے برتر نہیں  
 ہو سکتا اور بھی نہیں جو نہ ثابت ہو کہ مقصود اس میں نہیں ہو کہ اعتناق عموماً ہر مرتبہ واجب ہو یا یہ کہ رقی صرف  
 مثنیٰ پرسم جاہلیت ہو اور شرعاً باطل ہو بعض حکماء ایسا ہوا ہو کہ مالک نے غلاموں کو آزاد یا دیگر دیا مگر  
 شائع اس کی آزادی اور تدبیر کو جائز رکھا اور اس اعتناق و تدبیر کو ناپسند کر کے دستور غلاموں کو  
 رقیق ہی رکھا عن عمران بن حصین ان رجلاً اعتق ستة مملوکین لم عند موتر لم یکن لعمال  
 غیرہم فذبحنا بھم رسول اللہ صلی علیہ وسلم تلافیاً لثمة افرح بنیہم فاعتق اثنين واذق اربعة  
 وقال لم یکن لشدیداً رواہ مسلم ایک آدمی نے چھ مملوک اپنے آزا دیکھے اپنے مرنے کے وقت کے شہر  
 اور اس کے باطن میں کچھ مال تھا پل ان مملوکوں کے تین حصہ کیے غیر مرنے والے دو حصہ

پھر انھیں ترصد واکر دو کہ تو آزاد کر دیا اور چار کو بہ نور قیوم رکھا اور اس آدمی کو سخت کہا وخرج  
 جابر ان بجلا من الانصار وحق مملوک کا و لہر کن کہ مال غیر فبلغ النبی صلعم فقال مریشتر  
 منی فاشترایہ نعیم ابن الصباہ ثم انما یتدرہم متفق علیہ ایک آدمی نے انصار میں سے دہر کیا  
 اپنے ایک مملوک کو اور اسکے پاس اور کچھ مال تھا سو اس مملوک کے خیر لوہی بھی بغیر صلعم علیہ کہ  
 وسلم کو فرمایا بغیر صلعم علیہ کہ سلم نے کون شخص خرید کر تا ہے اس غلام کو جسے پس خرید ابو نعیم نے  
 اور سو بیو من آٹھ سو دہم کے مذہب کہتے ہیں اور اس غلام یا کنیز کو جسکو مولیٰ نے کہا ہو کہ سر سے منیکے بعد  
 تو از او نہ بچا تب ہوا کہ مال غلاموں کا بھی مانند مال دیگر اموال کے ہو کہ بعض صورتوں میں انفاق ہوگا  
 مرغوب تا فہم اور بعض صورتوں میں ناپسند و غیر نافع اگر مملوک رقاب شرعاً باطل بہتی تو بلاشبہ حطرح پر  
 لکھی رحم محرم کی نسبت حکم ہو کہ من مملک ذل حرم فحرم رواہ الترمذی و ابو حنوفہ  
 و ابن ماجہ بخبر شخص ایک ہوا ذی رحم محرم کا تو وہ مملوک حرم ہونی رحم محرم اس شخصہ کو کہتے ہیں کہ  
 جسے ایسا رشتہ ہو کہ بائیکہ گیر نکاح روانہ یا اعمات الاولاد کی نسبت حکم نافذ ہوا اذا ولدت امیہ  
 الرجل منہ فی معتقہ عن ذہب منہ ان بعدہ رواہ الدارمی جبکہ خبری جھوٹ کر کسی آدمی کی اس  
 وہ جھوٹ کرے آزاد ہو کہ بعد حرام ہے اسکے کے اسی طرح جو مملوک تحریر غلاموں اور لونڈیوں کا نافذ فرمایا جاتا  
 علامہ ہر ان و عید شرعی غلاموں بھاگے ہوئے پر واجب حکم شرعی کے نہوتی اذا بق العبد کفر  
 تقبل لہ صلواتہ فی دولۃ ایما عبد ابی فقد برعت منہ الذمۃ و فی دولۃ ایما عبد ابی  
 من موالیہ فقد کفر حتی یرجع الیہم رواہ مسلم اگر غلام یا پاک پیرو خدا الف آیت قسرت بہوتی تو کیا  
 تھی کہ ایک تو غلاموں کو آزاد کرتے جاوین اور بغیر صلعم علیہ کہ سلم آزاد کی کو غیر نافذ صلعم وین یہاں  
 خلاف نظام دینی پیش کر دہ مجتہد بھی کسی طرح پر مال تھا علی فلا یقاسن عبد ابی تو اپنے تئیں پاک کی  
 بھاگ کر ایمین قدرت پر عمل کرے اور صاحب ایمین قدرت اس فعل پر اسکو خود رجحان پاک تھراوے  
 فقال موجود غلاموں کی ترقی حالت کے لیے نہایت عجیبہ احکام صادر فرمایا قول شارع کے  
 احکام کی تجدید میں کیا احکام موجود ہو تو قبلہ غلاموں کے حق میں ایک ہی غلام پر احکام عجیبہ



اور پسندیدہ صادر فرمائے ہیں اور میں کچھ تخصیص موجودہ کی نہیں ہر قال غلاموں کے مالکوں کو  
 مناسب سے زیادہ خدمت لینے سے منع کیا اقول چنانچہ ہم اوپر دوسو مفصل بحوالہ سند مرفوع لکھ چکے  
 ہیں قال یہ حکم دیا کہ وہ لونڈی غلام مکہ نہ بکارسے جاوین اقول سلسلہ افترا ہو مکہ میں  
 یہ فرمایا کہ لیقل غلامی و جادیتی چاہیے کہ کہ غلام میرا اور لونڈی میری چنانچہ بحث اسکی اوپر گزری  
 قال راؤ نکوٹل اپنے کھلایا پھنایا جاوے او نکوٹل کے رشتہ داروں کو جواز دیا جاوے احکام ایسے بنجید ہم  
 بھرے ہوئے تھے جن سے غلاموں کی حالت کو بہت ترقی ہوئی تھی بلکہ وہ غلامی کی حالت سے  
 بھائی بندی کی حالت پر پہونچ گئی تھی اقول علاوہ ان احکام کے چند حکم اور بھی نہیں بیان کیے ہیں  
 یہ سب احکام واقع میں ایسے بنجیدہ و پسندیدہ ہیں کہ اگر مراعات اونکے کی جائے اور پوری پوری  
 تعمیل ہووے تو جس قدر قہاریات حالت غلامی کے مصنف نے اوپر لکھے ہیں سب مرتفع ہو جائیں  
 اور ہماری شریعت میں غلامی سے رتبہ اخروہ اسلامی میں کچھ متزل نہیں ہوتا عن ابی ذر قال قال  
 رسول اللہ صلعم انوا نکم جملہ اللہ تحت ایدیکم فخرج جعل اللہ لخاصہ تحت یدہ فلیطمعہ  
 ما یا اکل و لیلبسہ ما یلبس لا یکفہ من العلم ما یفلہ فان کلفہ ما یفلہ فلیعینہ عیبتفق علیہ تمجاس  
 ہیں کہ خدا نے اوکو تمجاس ہاتھوں کے نیچے کر دیا ہرگز جس شخص کو خدا نے اس کے بھائی کے ہاتھوں کے  
 نیچے کیا تو چاہیے کہ کھائے و او کو جس چیز میں سے کہ آپ کھا تا ہو اور پہناوے او کو جو پہنتا ہو  
 اور نہ تکلیف دے او کو ایسے کام کی جو او پر دشوار ہو و اور ایسی تکلیف دے تو خود او کے اوس کام میں آمنا  
 کرے و عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنة سبی الملکة قالوا  
 یا رسول اللہ اللیس اخبرتنا ان هذه الامّة اکثر الامم ملوکین و یتامی قال نعم فا کو صوم  
 کرامۃ اولادکم و اطعموہم ما تا کلون قالوا فراتنفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطہ  
 تقاتل علیہ فی سبیل اللہ و ملوہو یکفیک فاذا صلی فصو احوالہ رواہ ابن ماجہ تین  
 ہو گا بہشت میں جو اپنے ملوکوں کے بری طرح رہتا ہو کس کو کوئی اور رسول اس کے لئے اور ملوہو اگر ملو  
 جتنے تو ہو کوئی خبر دی ہی کہ اس کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے فرمایا ان پس او کو ایسا کرنا

کہو جیسے اپنی اولاد کو کھلاؤ اور لوگوں کو چھپا کر رکھتے ہو کہ ان لوگوں کی کیا چیز دنیا کی ہر نعمت بخشتی ہو رہا  
 کہ گھوڑا جسکو باندھی تو کہہ جاؤ کہ اب وہاں اور سپر اور غلام کہ تیری کفایت کرے پس جب وہ ناز پڑھتا ہو  
 تو تیرا بھائی بی بی خان احادیث سے واضح ہو کہ جو جب احکام شریعت اسلام کے غلامی کی حالت میں  
 کوئی خرابی جو موجب روارت اخلاق اور تکلیف غلاموں کی ہو نہیں ہو اور اخوۃ اسلامی جرمین  
 امور کی ممانعت کے مقتضی ہو ممانعت اور انکی لٹکے ساتھ بھی لازم ہو اور برادرانہ معاملہ اور نسبے بھی  
 برتنا لازم ہو تعلیم و تربیت میں اور انکی ایسی ہی کوشش چاہیے جیسے کہ اولاد کی تربیت و تعلیم میں  
 کوشش کیجاتی ہو پس مخاطبان امور کے میں کہتا ہوں کہ معاملات اہل اسلام کے اپنے غلاموں کے  
 ساتھ جیسے کہ شریعت اسلام میں واجب العمل میں ہزار ہا ہزار وجہ بہتر و پسندیدہ ہیں نسبت معاملات  
 قوم تہذیب یافتہ ممدوح مصنف کے جو ساتھ خدمت نگاران اور ملازموں بلکہ ساتھ منذر الصدور  
 اور تحصیلداروں اور ڈپٹی کلکٹروں کے وقوع میں آتے ہیں اور ہر شخص اس سے خوب واقف ہو غالب  
 کہ مصنف بھی اسے انکار نہ کریں گے **قال** مگر قرآن مجید میں جو متعدد جگہ لونیون اور غلاموں کا  
 ذکر آیا ہو اور بعض جگہ انکی نسبت کچھ احکام بھی بیان ہوئے ہیں اور انے لوگ متعجب ہونگے کہ  
 اگر غلامی معدوم ہوگئی تھی تو وہ احکام قرآن مجید میں کیوں آئے تھے **اقول** سمجھ  
 نہیں اور کوئی شخص انکار اسکا نہیں کر سکتا کہ زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اکثر غلام  
 و سرایا میں جو کفار گروہ اور لونیون اور غلام ہر وجہ حکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
 کہیں حکم نہ کرنا پڑے گیے اور قرآن میں لونیون غلاموں کے بعض احکام موجود ہیں پس اگر  
 اشتقاق قریب لڑاتہ اور مخالف قانون قدرت ہوتا تو ممکن تھا کہ ایسے ایسے احکام کہ ثبوت و حلال  
 اشتقاق پر بھی قرآن میں صادر ہو اور اگر لونیون غلامی کا شائع کو منظور ہوتا تو زمانہ  
 جاہلیت کے غلام اور لونیون کی آبادی کا حکم بلا شک و شبہ نافذ فرماتا اور زمانہ علم و نزول وحی  
 میں ہرگز کسی کو غلام اور لونیون نہ بنانا اور بالعرض اگر غلامان و لونیون جاہلیت کی نسبت کچھ  
 نہ دیتا تو زمانہ علم و نزول وحی میں تو ہرگز احکامات اس امر قریب مخالف قانون قدرت کا رونا نہ کرتا

حالہ کا کہ خود شایع نے زمان نزول وحی معظم میں اسیران کفار کو لوڈی غلام بنایا اور اس امر کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے صحت حکم خدا تعالیٰ کا بتایا چنانچہ واقعہ مسجد ہجری میں نسبت بتی فریاد کے حکم میں  
 روایت جو قال (یعنی سعد بن معاذ) تقتل مقاتلتهم وتبغی ذاتیہم قال فقال النبی  
 صلواتہ علیہ وسلم حکم اللہ سعد بن معاذ نے حکم کیا کہ قتل کیے جاویں لڑنے والے اور لڑنے  
 غلام بنایا جاویں ورنہ لو کہی فرمایا پیغمبر خدا سے اللہ علیہ السلام نے کہ فیصلہ کیا تو اس حکم خدا کے  
 اور واقعہ سوال مسجد ہجری عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہفت جیشا  
 الی اوطاس فلحقہم دقا فقاتلواہم وظہر واصلیہم ذیابا ابو الہم سبا یا فکان ناعما ماجا  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تخرجوا من غنما اھن من اجل انہن من الشریک فقاتل لھن ذلک  
 والخصائت من النساء اھما خلعت ابائکھن فیھن لھم حلال ان انقضت عدتھن لکن بھیجا پیغمبر  
 علیہ السلام نے روز خین کے اوکس پس لڑائی ہوئی دشمنوں اور غالب ہو گیا اور پلور بایا اور بھونک  
 سبا یا کہ تو کچھ آدمی اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں سے بھیج میں پرے اوکس بابت سے بسبب ہمارے  
 ہونے ان کے کے شیریں پرک پس اتاری خدا نے یہیت کہ حرام میں نہیں شوہر و عورتیں گر گئے ان کے  
 میں ہاتھ بھڑکائی کہ وہ لکھو حال میں جب عدت اوکس گذرے تو فقط اسی طرح پر اور بے غزوات سر لایا  
 مسختہ کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور وہو کا کھا اچھو کہ فراتے ہیں قال اس چیز سے بڑے بڑے  
 عالموں کو وہو کا دیا اور غلطی میں والا جو گھر مجھ لینا چاہتا کہ وہ تمام احکام اور عین موجودہ لوڈیوں اور  
 غلاموں کی نسبت میں جو بوجہ رسم باہلیت اور قبل نزول تیریت کے غلام ہو چکے تھے اور جو کو حکام  
 بھی کہنا دشمن کیا تھا انہی اقوال پر یہ برسر غلطی ہو جو چیز کہ حکم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حکم  
 خدا تعالیٰ واقع ہوئی اور کو رسم باہلیت کہنا تا تر جمالت جو واقعہ بتی قرطیہ میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے صحت پر فرمایا کہ نصبت حکم اللہ یعنی فیصلہ کیا تو بوجہ حکم خدا کے پس حکم شریعی خداوند تعالیٰ  
 کو رسم باہلیت کہنا کیا انھیں القیم و تحسین کہ نصبت اوھو عند اللہ عظیم اور صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر خدا  
 صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جعل اللہ تحت ایدیکم اھدث کہ خدا نے تمھاری ملکیت میں لایا

کیا ہو اسکی نسبت یہ کہنا کہ جو جب ہم جاہلیت کے یہ بات تھی صاف غلطی ہو کر خدا کی ٹھکانی ہوئی بات کو  
 ہم جاہلیت ٹھہراتے ہیں یہ حدیث اور پر تمام گھسی گئی ہو اور واقعہ اوجاس و سوزان بعد قیام کے ہو  
 اور غور و محض کہتے ہیں کہ ایت **وَلَقَدْ كُنَّا كُفْرًا وَلَقَدْ كُنَّا كُفْرًا** جسکو اونھوں نے غلطی سے بنام حریت  
 موسوم کیا ہو زمانہ فتح مکہ میں نازل ہوئی پس ہر گاہ یہ ثابت ہو کہ استرقاق واقعہ اوجاس و سوزان  
 بعد نزول آیکر کریم کے ہو تو یہ کتنا مصنف کا کہ قبل از نزول ایت حریت کے غلام ہو چکے تھے الخ  
 سر اسر غلطی ہو علاوہ ہر ان اعتراض تو مصنف پر یہ کہ اگر غلام و لونڈی بنا قبیح لذائذ اور گناہوں  
 قدرت اور تمام بیہیون کی خبر ہو تو قطع نظر از **لَقَدْ كُنَّا كُفْرًا** غلامی و عدا جہلیت کے زمانہ علم نزول وحی میں طریقت  
 کیوں کن بنا اور کس طرح پر بقول مصنف رمضان شہنہ ہجری تک یعنی او آخر حمد نزول وحی تک اس پر  
 عمل در آمد ایک جھوٹری کہ جو بعثت میں بین تھوڑے روزوں پیشتر حجۃ الوداع یعنی آخر شہنہ  
 میں پڑوسی لگی حضرت علیؑ نے باطلی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر بنا یا پانچہ ذکر اور اسکا عقیر پر لگا  
 کیا جس طور پر کہ حضرت ابراہیمؑ عوم اور موسیٰ عوم و عیسیٰ عوم اور دیگر انبیاء عوم جس ہم قیوم لذائذ و  
 اکین قدرت کے حقیقت فتح سے بقول مصنف مطلع نہو کہ او سکوا بازرگتھے بہر ایسے پیغم مصنف مدعی  
 علیہ وآلہ وسلم بھی او سکے قیوم ذاتی اور معنی آئینہ دست آؤ قیوم رہو اگر فی الواقع شارع کو قطع مع غلامی  
 منظور تھا تو او سکوا کیوں رواج دیا اور کیوں اسکے باب میں ایسے احکام کہ بنی اور پر ثروت و جواز  
 سق کے ہیں نافذ کیے متعصا قیوم ذاتی اور معنی الفت اکین قدرت تو یہ تھا کہ غلامان زمانہ جاہلیت  
 بھی آزاد کیے جاتے اور اگر او سکوا دفعۃً آزاد کیا تھا تو آئندہ کو تو ہو جب کہ تشریحی کے کیوں نہ ہو  
 غلام نہ بنا یا جانا عجیب امر ہو کہ مناوی تو یہ فرمائی جاو کہ ذہب امر الحاحلۃ او ٹھہ گیا انھیں اسکا  
 اور قیس **اَلْاِسْمُ الْمُسَوِّقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ** کس قدر برا ہو اسم فسق عبد یا کس اور با انہم وہ رسم جہلیت  
 اور مسوق جو بقول مصنف چڑ تمام بیہیون اور فطرتی گناہ اور مخالفین قیومیت ہو قاعلم رکھا جاو  
 اسکا کچھ حجاب مصنف نہیں دیتے اور اور طرف کو چسپ دیتے ہیں پھر یہ جو کہتے ہیں کہ غلامان ہر جہاں  
 آئندہ لوگوں وہ غلام ہیں جو زنا و جاہلیت کے غلام تھے یا وہ غلام ہیں جسکو اسلام نے محکوم تشریحی

غلام بنایا تھا یا دونوں مراد ہیں موصوف کرنا اور انکا بعضات ذیل کہ جو بموجب اسم جاہلیت قبل نزول  
 از عورت کے غلام ہو چکے تھے جنگو اسلام نے بھی آزاد نہیں کیا تھا قرینہ اسکا کہ مراد قسم اول ہیں  
 اگر قسم اول ہو تو محض حکم اور تبدیلی ہے اور اگر قسم دوم و سوم ہو تو لازم تھا کہ جبر حبس یہ کہا تھا  
 کہ جنگو اسلام بھی آزاد نہیں کیا تھا یہ بھی سمجھتے کہ جنگو خود اسلام نے غلام بنایا تھا قال چنانچہ  
 بلوغت تک تین میں جنہیں لونڈی غلام کا ذکر ہر ایک بھی ایسا لفظ نہیں جو انہی کے غلامی جیسو  
 ہم بلوغت سے قبلہ تعبیر کریں گے دلالت کرتا ہوا قول چونکہ رقیہ مستقبلہ ایک لفظ متعلقہ  
 لہذا اور کو لازم تھا کہ اس لفظ کی تعریف کرتے کہ اس سے کیا مراد ہو گی کیثورت رقیہ زمانہ مستقبلہ  
 مراد ہو یا حدوث رقیہ زمانہ مستقبلہ میں مراد ہو اور زیادہ مستقبلہ کس نامہ کے اعتبار سے ہو یا شروع  
 اسلام سے جو وقت قبل ہو وہ مراد ہو یا زمانہ ہجرت سے جو مستقبل ہو یا رمضان شہر جو یعنی فترہ کے  
 بعد مستقبل ہو وہ مراد ہو یا وہ زمانہ جو نزول ہر ایک ایسے جہین کوئی حکم نسبت رقیوں کے ہو مستقبل  
 مراد ہو اسکی تصریح ہرگز نہ واجب تھی چونکہ مفسر نے اسکو محل کھائی پس ہم ہرگز نہ ہر جگہ نہ  
 کریں گے واصلہ فوق الی الصوب قال اس مقام پر ہم اپنے اس بیان کے اثبات کے لیے قرآن مجید کے  
 تمام آیات کو نقل کرتے ہیں جنہیں کوئی ایسا لفظ آیا ہو جو غلامی پر دلالت کرتا ہو اور تمام دنیا پر اپنے  
 اس عوسے کی تصدیق ظاہر کرتے ہیں کہ انہیں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو رقیہ مستقبلہ دلالت  
 کرتا ہو قول آگے تقدیر کا ظہور تو جزا متناع میں ہو سبب اور دنیا و ادوار کے خصوصاً درن کہ  
 دنیا کے حصول کے لیے برباد کرنا ہو کوئی عاقل دنیا و آپ کی تقدیر نہیں کر سکتا مگر ہم چونکہ  
 اپنی غلطی کی تمام عالم میں تشہیر کرتے ہیں قال لفظ ملکوت یہ لفظ پندرہ آیتوں میں آیا ہے  
 اول تو یہ لفظ خود ہی صیغہ ماضی کا ہو جو ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہیں کرتا اقول یہ مصنف کی  
 ناواقفیت کی گواہی ہے اگر صیغہ ماضی شرط و جزا میں بعض حروف شرط کے واقع ہوا تو لفظ  
 معنی مستقبل کے دیکھا قال اسد قرعہ فان خضتم الا یقیم احدہم اللہ فلا ینجی احدکم  
 یم افتک یم اگر خوف کرتے کہ نہ نجات دے گا تو کوئی نہیں بچے گا و اس میں جو غلطی

وہ عورتوں کا قاذو ابلقن ابلقون فلا جہام علیکم و فیما قلن فی انفسھن بالعرف  
 پھر جب پہنچے جاوین وہ عورتیں اپنی رت کو تو نہیں مگنا وہ تپڑاوس باہرین جو وہ کریں پھر  
 بوجی فان خرجن فلا جہام علیکم و فیما قلن فی انفسھن و معہ معروف پھر اگر کل جاوین  
 تو پھر کچھ گناہ نہیں آوین جو اپنے حق میں وہ کریں بواجبی قال الشاعر اذا مت فانی عیا  
 نا اھل و شقی علی الحیب یا ائبہ و بعدہ سوا امر کے بعض مواقع اور بھی ایسے ہیں کہ تفصیل اور کمالی  
 ضرور نہیں **قال** قطع نظر اسکے اون آیتوں کے معانی بھی کس طرح پر قیادت مستقبلہ پر اشارہ نہیں  
 کرتے **اقول** کہ ایک آیت کی تفسیر کے ضمن میں اس امر کی بحث مفصل اور کی از ایست تمام  
 آیت اول سورہ نسا کا فان خلتوا فواحدہ او ما حکا کت ایما کتہ اندہ تکتہ  
 فرما ہو کہ اگر متعدد جوہرین کرنے میں اس بات کا تلوڑ مو کر برابر نہ کھسکے تو ایک ہی عورت  
 یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ماتھے ہو چکے ہیں نکاح کرو **اقول** اپنے کوئی دقیقہ تعریف معنی کا نام نہیں  
 بخیر و خوب اپنی تصدیق دینا پر ظاہر کی مقدار دعویٰ کے دلیل تکلیف دعویٰ کی بھی خود ہی بیان  
 فرمادی اس لیے تفصیل اپنے تعریف کی ختم صیفہ و طری پر غائب بخلاف خونا سے اپنے یا اپنی عیب اپنی  
 نظر سے عقلی ترجمہ کیا یا ایا کولت عرب کا علم نہیں سکے معنی یہاں نسبت جوف ان شرط کے یہ ہیں کہ اگر  
 کو تو تم اسکا کہ یہ آدمی نہ کرے تو ایک ہی عورت یا کہ جسکے مالک ہو دین ماتھے تمھارے پس ختم معنی  
 مستقبل ہو اور کسی ہی ملک بھی معنی مستقبل ہو علماء میں لغت کا بالاتفاق یہ قول ہے کہ لکھو معنی  
 ان واذا التعلیق امر لغویہ فی الاستقبال کان کل من جملہ کل فعلیہ استقبالیہ  
 معنی کلمہ فواحدہ بالرفع والنصب دونوں طرح پر پڑھا گیا ہو قرأت نصب پر میں یہ ہیں کہ لغت  
 کرو ایک ہی کو یا جسکے مالک ہو دین ماتھے تمھارے معنی ہے جو اس طور پر ترجمہ کیا ہو کہ ایک ہی عورت  
 یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ماتھے ہو چکے ہیں نکاح کرو مجتہد و جملہ اول تو ترجمہ ملکیت مکان  
 جگہ اس طور پر کہ جسکے مالک تمھارے ماتھے ہو چکے ہیں معنی مذکور اگر ملکیت مکان اس طور پر ترجمہ  
 ہیں تو ختم کا بھی معنی اس طور پر ترجمہ کریں اور اس طور پر کہ میں کہ اگر ترجمہ مکان کے معنی

اور لغو ہر ثانیہ لینا افعال مذکورہ کا معنی ماضی بعید یا قریب کے خلاف لغت عرب کے ہر مریان  
 ملکیت اور درمیان ماضیت اور فعلین جبکہ بیان اوپر گذرنا چھ فرق نہیں ہے جس طور پر  
 بموجب قاعدہ زبان عرب کے ماضیت اور فعلین کے معنی غنی کے مراد نہیں ہو سکتے اسی طور پر  
 مملکت بھی ماضی ماضی کا نام نہیں ہے سکتا نا لگا قطع نظر اس کیت کے کہ جسمین میان کشت  
 ہو کہ اسمین حرف شرط نے ارادہ نہیں کیا ہو عموماً جاکہ آیات میں کہ جبکہ ذکر بعد اسکے دیگا از وہ نہ ہو گا  
 نسبت زمانہ نزول آیات مذکورہ قطعاً اہل ہو کیونکہ وہ سب آیات ایک زمانہ میں نازل نہیں ہوئیں  
 مثلاً یہ ایسورہ معارج مکیہ ہو والذین ہمہ لفرجہم کافطون والاعلیٰ اذوا جھم  
 او ما مملکت ایما لفرجہم فاکھم غیر مملو مین فکمن البغی و داء ذلک کافولہ لک  
 ہمہ العادون یعنی جو لوگ کہ اپنی شر مکاریوں کی حفاظت کر نیوالے ہیں مگر اوپر اپنی ازواج کے  
 یا جبکہ ملک ہو مین ہات اوکے تو وہی ملاست کردہ شدہ نہیں پس خجوں نے قصہ کیا سو اوکے  
 تو وہی تقدیری کر نیوالے ہیں او مین قصہ ہو جو از عدم محافظت کا اوپر ازواج اور مملکت ایمان  
 یعنی جو لوگ سو ازواج اور ایک ایمان کی محافظت فروج کی نہیں کرتے وہ گنہگار ہیں پس اگر مملکت  
 انہم کے یہ معنی سمجھے جاوین کہ جبکہ ملک ہو چکے ہیں ہاتھ اوکے اس آیت کے نزول سے پیشتر تو وہ  
 عدم محافظت جبکہ ذکر آیت مین ہو مقصود ہو گیا اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو قبل از ہجرت  
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے او قبل از نزول سورہ معارج کے مملوک ہو چکے ہیں او بعد از نزول  
 آیت کے جو مملوک ہوئے او لکاسیرہ بنانا جائز نہ ہو گا بلکہ جو ایسا کر لیا وہ بموجب حکم آیت گنہگار ہیں  
 داخل ہو گا پھر وہی آیت جب دوسری مرتبہ سورہ مومنون مین قبل از ہجرت نازل ہوئی او لکاسیرہ  
 بھی کلمہ مملکت ایمانہم ہو پس حسب تفسیر مجتہد ہر کے لازم آیا کہ اس دوسری آیت کی نزول سے  
 پیشتر جو مملوکات ہو چکے ہیں او لکاسیرہ بنانا جائز ہو اور جو از عدم محافظت مذکورہ مقصود ہو  
 ازواج اور اون مملوکات پر جو اس دوسری آیت کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہیں پس اول تو  
 خود انھیں دونوں آیتوں مین تعارض ہو گیا کہ آیت اولی مین جو از عدم محافظت مذکورہ

مقصود ہوا زواج اور اون ملکوکات پر جو آیت اولی کے نزول سے پیشتر ملکوک ہو چکی تھیں  
 اور دوسری آیت میں مقصود ہوا پر ازواج اور اون ملکوکات کے جو دوسری آیت کے نزول سے  
 پیشتر ملکوک ہو چکی تھیں خواہ پہلی آیت کے نزول سے پیشتر ملکوک ہو چکے ہوں خواہ اس کے بعد  
 بعد ان سورہ نسا کی آیت میں جو دوسری کے جواز کا حکم ہوا اور وہی کلمہ مملکت یا مملکتوں سے  
 جواز تسمی کے اس آیت میں بھی واقع ہوا تو لازم آیا کہ جو ملکوکات اس آیت کے نازل ہونے سے  
 پیشتر ملکوک ہو چکے ہوں خواہ پہلی دونوں آیتوں کے نزول سے پیشتر ملکوک ہو چکی ہوں یا بعد کے بعد چلی ہو  
 پس یہ تفسیر پہلی دونوں آیتوں میں مخصوص تھا باقی نزل اور آیت اون دونوں آیتوں کی محاضرات  
 ہو گئی اسی طرح جس آیت میں کہ واسطے جواز تسمی کلمہ مملکت ایمان واقع ہو ایک دوسری کے  
 معارض ہونے چلی جاوے گی اور چونکہ آیت اولی میں تسمی مقصود تھی اور پھر انھیں ملکوکات کے جو پہلی آیت  
 کے نزول کے وقت ملکوک ہو چکی تھیں تو دوسری آیت کے نزول تک اور دوسری کے بعد تسمی  
 آیت کے نزول تک اور تسمی آیت کے بعد چوتھی کے نزول تک ہذا الی غیر ذلک جب تک کہ زمین  
 ملکوک ہوئیں اور بطور میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کے تصرف میں آئیں وہ سب  
 ناجائز ہوں اور میرے بنائے والے ان کے گنہگار ہوں کیونکہ ماہرین نزول ہر دو آیتوں کے جو مانہ کر  
 وہ زمانہ ممانعت تسمی اور اون ملکوکات کا جو حکایت اولی کے نزول کے بعد ملکوک ہوئے ہوں  
 پس سبب ظہور ان قبل کے ارادہ زمانہ ممانعت کا یہ نسبت زمانہ نزول آیات بالبدیہ ہوا اور کلمہ  
 مملکت ایمان بھی نسبت زمانہ نزول آیات کے صما مقصود نہیں بلکہ صیغہ ماضی جو ان آیات  
 اور ان کے مثال میں واقع ہوا اس لئے تحقق ہوا صفت ملکیت غیرہ کا زمانہ ماضی میں نسبت تحقق  
 مباشرت وغیرہ احکام کے مقصود ہر جیسا کہ مثال ان آیات میں ہو مثلاً لا تکتھبوا لکم انفسکم ابائکم  
 کے معنی یہ ہیں کہ نہ تحقق ہو نہ نکاح تمھارا اور نہ عورتوں جو اس وقت سے پیشتر یعنی تمھارے  
 نکاح سے پیشتر تمھارا ابائے نکاح میں آئی ہوں نہ یہ کہ نزول آیت سے پیشتر تمھارے ابائے  
 نکاح میں آ چکی ہوں کیونکہ ان معنی کا اعتبار سے نکاح میں لانا اور عورت کا جو بعد نزول آیت



مذکورہ آبا کے کج مین آئی ہوں جائز ٹھہریگا اور یہ بات بالاتفاق ہل بل کر ایں ہی طرح پر  
 معنی مالکیت ایسا کہ آیات متنازعہ میں بھی تعین ہوگی کہ جو ملکات کے قبل از مباشرت بخاری  
 ملک ہوئی ہیں ان کے ساتھ مباشرت جائز ہر ذرہ معنی جو مجتہد صاحب نے واضح ہے مگر تب یہ کہ  
 نزول آیات سے پہلے ہوا کہ ہو چکی ہیں اور کچھ اس کی مفصل معنی آیت تاکہ آثار میں نہ ہو  
 آویگی انشاء اللہ اگر مجتہد صاحب فرمادیں کہ مراد بخاری یہ ہے کہ جس وقت کہ یہ نزول  
 من و وفاء سے پہلے ہوا کہ ہو چکی ہیں ان آیات سے جو مقصود ہو وہ تو یہ بات اور اصل بات  
 التفات نہیں کیونکہ یہ سب آیات بزعم مجتہد صاحب کے قبل از امتیاز من و وفاء کے نازل ہو چکی  
 پس ان آیات کا کوئی کلمہ اوپر زمانہ اوس آیت کے جو ان آیات کے نزول تک نازل نہیں ہوا  
 ہوئی تھی کسی طرح پر دلالت نہیں کرتا علاوہ بران چونکہ آیت من و وفاء زمانہ مستقبل میں  
 آیات مذکورہ نازل ہوئی تو اس تقدیر پر حکم آیات مذکورہ کا بلا قید و بھوم زمانہ مستقبل  
 بھی شامل ہوگا پس تفسیر مالکیت ایسا جو مجتہد صاحب نے اسطورہ پر کی ہے کہ مالک ہو چکا ہے  
 یا متحدہ تھا کہ بالبدیہ غلط ہو جاوگی و بہ مطلوب اور اس صورت میں اگر آیت من و وفاء  
 موجب عدم جواز ملکیت کی ہوگی جیسا کہ مجتہد صاحب کے زعم ہل میں ہے تو قارض میں  
 اون آیات اور آیت من و وفاء کے لازم آوے گا اور لامحالہ اون آیات کو فسخ ٹھہرا جائے گا  
 پس بالفورہ نظر اس امر پر ہوگی کہ آیا آیت من و وفاء نسخ اون آیات کے ہو سکتی ہے جو نہیں سو قطع  
 اور امور کے جنکلیان بہ نسبت تقدیم و تاخیر آیات کے آگے آوے گا ہم یہ بحث میں کہ آیت  
 من و وفاء نسخ اون آیات کی نہیں ہو سکتی اسلئے کہ آیت من و وفاء در باب وجوب  
 من و وفاء کے محل ہے کیونکہ کلاماً اصلاً اوپر وجوب من و وفاء کے دلالت نہیں کرتا ہوگا  
 کہ مادہ منع جمع میں متعل ہو اور ہو سکتا ہو کہ من و وفاء کا حکم حکم جواز ہو پس چونکہ یہ آیت  
 نسبت عدم جواز استرقاق کے محل ٹھہرے تو اون آیات کی جو ظاہر الہ لائق اوپر جواز  
 استرقاق کے ہیں کسی طرح پر نسخ نہیں ہو سکتی اور بیان زمانہ نزول آیات کا اور بیان





حد قدوت واجب ہوتی حالانکہ قدوت غیر عفاف پر بلا غلاف باجماع است حد واجب نہیں شلاً  
 منہدہ اور زیر دونوں فاسق غیر عقیف ہیں اور کسی شخص نے اون دونوں کی نسبت یہ کلمہ کہا کہ ان  
 دونوں نے باہم زنا کیا اور چار گواہ اپنے قول کے انبات پر پیش کیا تو بالاجماع اس پر حد واجب نہیں ہے  
 اگر یہ کہیے کہ جب محضات کے معنی یہاں عفاف کے ہیں تو بقا حریث کا کیوں کیا گیا تو جواب اسکا یہ ہے  
 کہ مجرد لفظ محضات حریث کا اعتبار نہیں کیا بلکہ لام محدود جو کہ محضات پر داخل ہو وہ دلالت  
 کرتا ہے اور عفاف معنی حرائے کے کہ شبکی قدوت کے واقعہ میں آیت نازل ہوئی ہے اس صورت  
 میں صحیحہ پر کہ جو لوگ تمت زنا کی اور عفاف معنی محدود یعنی عفاف حرائے کو کہلاتے ہیں انظر  
 اسکی آیتضا من حیث آفاض النکاح یعنی وقوت کر دہوں جبکہ وہاں وہ لوگ یعنی قریش  
 وقوت کرتے ہیں وقولہ تعالیٰ وَلِلْمَلَائِكَةِ يَتَرَفَعْنَ فِي السَّمٰوٰتِ ثُمَّ يَنُفِثْنَ مِنْهَا رُوحًا اور وہ مطلقاً  
 معمودہ یعنی حرائے دخول انتظار کر رہیں اپنا نکتہ قروٹس دیکھو کہ انہیں الناس انہی مطلقاً سے قریش اور  
 مطلقاً حرائے دخول مراد ہیں لیکن جبکہ کچھ حریت میں داخل ہو گا وہ ہرگز نہیں کہہ سکتا کہ اس  
 کے معنی قریش اور مطلقاً کے معنی عورات دخول ہیں اس طرح پر یہاں بھی کا محضات کے معنی  
 حرائے دخول نہیں صریح غلطی انہی واقفی ہو اگر کہیے کہ یہ اس صورت میں ہی کہ اس لام کو لام عام کا  
 ٹھہرایا جاوے اگر لام جنس ٹھہرایا جاوے تو پھر کوئی لفظ نہیں ہے کہ حرائے دخول پر دلالت کرے پس اصلیت  
 میں ہی کلمہ محضات کو معنی حرائے دخول چاہیے تو جواب اسکا یہ ہے کہ نزول قرآن زبان ربی میں ہوئی  
 جائز نہیں کہ کسی کلمہ کی معنی اپنی طبیعت سے ایسے گڑھے جاویں کہ لغت عرب میں اس کے وہ  
 معنی ہوں اس صورت میں کوئی ضرورت وہی ہے کہ لام محدود کو چھوڑ کر لام جنس اختیار کیا جائے  
 اور بالفرض اگر لام جنس بھی ٹھہرایا جاوے تب بھی ہم یہ کہیں گے کہ محضات مراد یہ ہے کہ جو اپنی جنس  
 کمال کے ساتھ متصف ہوں اور وہ نہیں ہیں مگر حرائے دخول اسکی اعمیٰ کما آمن النکاح  
 الکلیۃ النکاح کا ملین فی الانبیاء مراد ہیں جارا صد مختاری کہ کہ بڑے عالم لغت عربی اور  
 شہادۃ عالیہ کے ہیں کہ جنہیں اس کا ہم جنس جیسا کہ لفظ جنس میں شامل ہے تاہم اس طرز پر

معانی خصوصاً کلام میں بھی شامل ہوتا ہے کہ میں کہ زید نہیں ہے انسان وقال الشاعر  
ناس الزمان منافعهم القوم کل القوم یا ام خالد قال امر القیس تسلت عمایات الرجال  
عن الهوی و لیس فوادی عن ہواک مجتہل غرض کہ لام داخلہ محضات کو خواہ عہد کلام سمجھو  
خواہ جنس کا ہر طرح ہر دو لام ہر مفید معنی حرارت پر مجبور کلمہ محضات بمعنی حرارت زیدیان ہر کہ میں  
اسی طرح بیان ہر آیت کہ اذا حصن لان انکین بفاحشة فیکلہن نصف ما علی الحصنات  
اور یہ ص م م کہ کسب طعم منکلو طعم لان حکیم المحضات اللی عنینات فممن ماملاکت کیا حکم  
ممن فنیما لکلم اللی عنینات کا اگر کہ میں کہ بطور پر اوان آیات میں لام داخلہ محضات کو لام  
عہد یا لام جنس کامل سمجھا گیا ہو ممکن ہو کہ لام داخلہ محضات کو بھی لام عہد یا لام جنس کامل سمجھا جا  
اور اسی طریق سے حرارت زدی جاوین تو جواب یہ ہو کہ ان آیات میں قرآن تو یہ اوس طریق کے  
موجود ہیں چنانچہ آیت اولی میں دو قرینہ تو یہ اوس کے موجود ہیں ایک واقعہ نزول آیت  
دوسری حد پوری کہ شرعاً بالاتفاق بلا خلاف تاذب غلام و کنیز کے اوپر نہیں ہو دوسری کہ  
میں خود بظلم اس آیت ظاہر ہو کہ وہ محضات جو سند الیہ الحصن اور ایجن اور مرج ضمیر مجبور ہیں کی ہیں  
غیر اوان محضات کہ میں جو مجبور علی ہو اسی ہی آیت نشانہ خود نفس صیرج ہو کہ فنیما لکلم اللی عنینات  
داخل محضات نہیں پس متعین ہونی یہ بات کہ اوان لامون کو لام عہد یا لام جنس کامل قرار دیا  
جاوے اور اس آیت ناخن نہایں کوئی قرینہ ایسا نہیں بلکہ بہت سیسے قرآن میں اور لکھنے  
کہ لام عہد اور لام جنس کامل کے مانع ہیں چنانچہ بیان لوسکا آگے آویگا اوس کس کیت میں  
باعتبار لغت ہی کے بخیر بہت اختلافات صرف ایک ہی احتمال پر ترجمہ المحضات کا بلطف آذادی  
ممکن ہے اواباقی جمیع احتمالات پر غلط ہوتا ہو یعنی اگر محضات کے معنی فروجات کے لیے جاوین  
اور لام کو کیسا ہی بعض خواہ عہد کا یا جنس کامل کا یا استغراق کا فرض کیا جاوے تو اوان تینوں  
صورتوں میں ترجمہ ہفت کا غلط محضی اور اگر محضات کو بمعنی عنایت لیا جاوے تو در صورت  
استغراق وہ ترجمہ غلط ہو اور اگر بمعنی عہد یا جنس کامل لیا جاوے تو اس وقت کے

صحت ممکن ہو کر کوئی دلیل و قرینہ اس کے اختیار کرنے کا نہیں بلکہ قرائن ابطالان افغانا ہو گیا  
موجود ہیں پس یہ کہ کیا ضرور ہو کہ ایک گڑھے ہوئے معنی مصنف کے کہ قرائن لفظی معنوی اس کے  
خلاف ہیں تسلیم کریں اور معنی چہارم جو مصنف اسلمن لکھے ہیں وہ بھی غلط ہیں اور یہ جو  
لکھتے ہیں کہ علما حنفیہ اور دیگر علما کو جو اس جگہ اخصص کے معنی اسلمن لینے پڑے ہیں اس کا  
یہ سبب ہو کہ اگر یہ معنی نہ لیں تو ان کا ایک دوسرا مسئلہ جہم محضات کا جو بیسیس پہل کر کر پڑا  
یہ بھی ایک باد ہوائی بات ہو علما حنفیہ نے حصن کو معنی اسلمن نہیں لیا اور حیرت و طبعہ اجتہاد امام  
ہمام ابو حنیفہ کا ایسا نہیں ہو کہ اہل ہوا کی ہوا بندی سے اس کا ایک پہ بھی جنبش کر سکے  
اصلاً کتابت و قرائن محمد فی الشیخ مصنف کو اگر کچھ شک ہو تو جس مسئلہ کی نسبت بیان جہلاً  
کچھ زیادہ گوئی کی ہو اور پھر بھی خوب دل کھول کر جو کچھ اعتراض کرنا ہو کر چکیں ہم کو ملو گا  
حنفیہ کی طرف سے جواب نیگے اب ہم اون دلائل و قرائن کا بیان کرتے ہیں کہ جس سے ثابت  
ہوتا ہو کہ ترجمہ آزاد جو مصنف نے لکھا ہو بالکل غلط ہو کیونکہ المحضات مستثنیٰ نہ ہو اور اس

ایسا حکم مستثنیٰ نہیں یہ معنی ہوئے کہ حرام کی گئیں آزاد عورتیں مگر ملکات اور یہ معنی وہ جسے  
فاسد ہیں ایک یہ کہ مستثنیٰ جنس مستثنیٰ نہ سے نہیں ہو حالانکہ اصل استثنائیں ان اتصال ہو  
اور کوئی وجہ حسن انقطاع کی کہ جس کے سبب مستثنیٰ منقطع لایا گیا باقی نہیں جاتی و دوم یہ کہ لازم کیا  
کہ کوئی حرم حلال ہو کیونکہ جب سبب حرامیہ معلوم ہو گئیں تو او را اس کے ملکات ہی رہ گئیں  
والا لازم ہل فاللہ دوم مثلاً اسکے جواب میں مصنف ازراہ مخالطہ کے نیاوٹ کرتے ہیں اور  
لکھتے ہیں کہ لا یمالکات ایہا تاکو جو اس آیت میں آیا ہو اس سے نو ذریعہ ہی کے مستثنیٰ  
ضرور ہی نہیں ہیں اس لیے کہ نکاح کے سبب جو ملکیت ہو جاتی ہو اور پھر بھی ملکیت یا حکم کا اطلاق  
ہوتا ہو اور جو عدوان واج کی خدائی ہمارے لیے جائز کر دیے ہیں اور پھر بھی ملکیت کا اطلاق  
ہوتا ہو اقول شاید کہ کسی اور زبان میں ایسا ہوتا ہو عربی میں تو ہو کہ نہیں ہوتا ہو  
مجھے یہ دخل نہیں عربی میں ہو کہ خوب جانتا ہو کہ ملک میں کا اطلاق ہو کر نہ گزرتا اور دانہ

ہوتا ہے حرارہ منکوحات پر اگر کہیں کلام عرب میں آیا ہو تو نشان دیجیے اور بڑے تعجب کی  
 بات ہو اگر اسکی سند میں آپ فول فخر رازی کو پیش کریں فخر رازی عرب و بار ملکہ مخیر میں بھی نہیں  
 ایہ نہجات و لغت میں بھی یاد نکو کوئی نہیں جانتا پس اوتکے قول سے اور پراثرات معنی لغت کے دلیل الہا  
 سر سبز یا اور محض نے سود ہو کر کیا کریں کہ الغریق بقتشبت بجل حشیش یہاں تک تو بیان ہوا  
 مخالفت لغت کا اب اسکی شرح فساد معنی اور لزوم ضعف تالیف کی کی جاتی ہے آپ فرماتے  
 کہ اس آیت میں اور جہاں الاملاکت ایانکم آیا ہے اوسکے معنی یہ ہیں سپہیلہ کہ اوسے مراد وہ تعداد ذکر  
 جوادہ تعالیٰ نے ہماری ملک کردی ہے یعنی چار آزا و عورتوں تک تو اب آیت کے معنی یہ ہوئے  
 کہ تم پر آزا و عورتیں حرام ہوئیں مگر اوتنی کہ جتنی خدا نے تمہاری ملک کردی ہیں یعنی چار قول  
 اس آیت میں تو صرف اسی ایک جگہ الاملاکت آیا ہے اگر آپ کیونکر یہ فرماتے ہیں کہ جہاں  
 الاملاکت آیا ہے جس سے تعدد و تفرع نکلا ملکت ایانکم کا اس آیت میں پایا جاتا ہے خود کو یا کثیر  
 اپنی طرف سے اس آیت میں اور کہیں یہ کلمہ نہ بڑھا دیجیو اور اگر مراد یہ ہو کہ جہاں قرآن میں  
 لفظ ملکت ایانکم آیا ہے اوسکے یہ معنی ہیں تو صرف مغالطہ و دروغ ہو کہ الاملاکت ایانکم سے  
 کہیں بھی ملک نکاح مراد نہیں بلکہ ملک کہیں یعنی رقبیت ہی مراد ہو چو کہ لفظ النساء  
 عموم سے ہو کہ مادی و معنوی تمام ملکات اپنی کو قال تعالیٰ **لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی  
 الْاَرْضِ لَہٗ اَنْ یُّبَدِّلَ مَا فِیْ اَنْفُسِکُمْ اَوْ یُخَفِّضَکُمْ اَوْ یُزِیِّدَکُمْ بِرَہٗ اللّٰہُ تَعٰلٰی مَا فِیْ نَفْسِیْ  
 وَلَا اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ اَوْ اُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اَرْسَلْنَا ذٰلِکُمْ بِالطَّلٰہِ** **عمر بن عبد اللہ** کندی  
 شعرا فانکنت لا تطیع دفع منکے فدعی ابا و رہا ہما ملکت یدئی قال زہدین  
 ابی سلمیٰ شعرا فلا نکمن اللہ ما فی صدورکم الخفی ومہما یکتم اللہ یعلم و قال  
 یحید بن ربیعۃ العامری شعرا فانکم بما قسم لللیلیٰ فانما قسم الخلا کو بیننا  
 علامہ ابو قتال ابو الطیب شعرا و البحر اقل لے ہا اکابہ الغریق فما خفی من اللیل  
 پس اس صورت میں مطابق ترجمہ ضعف کے معنی آیت کے یہ بھی کہ حرام کی گئیں ہر سب آزا و

عورتیں مگر کل وہ آزاد عورتیں کہ جبکہ تم مالک ہو چکے ہو یعنی جو نکاح میں تھا اسے آپ کی بیوی  
 و اجنبات مجتہد صاحب خوب کسبت کے معنی آپ نے اجتہاد کی جو تعلیم فرمائی کہ جس سے کئی اور حکم  
 شرع لازم آئے اول یہ کہ مثلاً کسی شخص کے نکاح میں زیادہ چار عورتیں آگئیں تھیں وہ بموجب حکم  
 نفس میرے کے مطابق آپ کے اجتہاد کے ممال میں خلافاً رسول اللہ صلعم کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم ایسی حالت میں فرماتے ہیں امسک اربعاً وفادق سائرہن فانما نکاحی شخص کے  
 نکاح میں ایک ہی آزاد عورت تھی تو بموجب آپ کے اجتہاد کے اور تین حرائیک او سب حرام کیونکہ  
 خلافاً اللہ تعالیٰ کہ وہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاَنْكَحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ  
 و ما باعنا نائلاً اگر کسی شخص کی عورت بعد نزول آیت منلوہ کے مرگئی یا اس وقت تہاؤسے  
 نکاح ہی نہیں کیا تھا تو لازم آیا کہ وہ کسی جرہ سے نکاح ہی نہ کرے کیونکہ حرائیک کے اجتہاد سے کہ  
 بموجب قاطبہ حرام ہیں بجز اون حرائیک کے کہ وقت نزول آیت تک منکوحہ ہو چکی تھیں اور جو  
 ایسے حرائیک کا بعد نکاحوں میں قیامت تک متنع ہو پس سبب نہ پانچواں ایسے حرائیک کے سب  
 نکاح ما بعد کے محرمات کے ساتھ وجود میں آئے اور آپ نے جو کلمہ یا کایہ ترجمہ کیا کہ (اتنی) یہ تو  
 ضابطہ بیان پر کلمہ یا موصول بمعنی اللہ تعالیٰ یا الگھی ہے تو آپ ہی کے اجتہاد کے موافق  
 ترجمہ کلمات آیت کا یہ ہوا کہ حرام کی لیکن آزاد عورتیں مگر وہ عورتیں کہ خدا نے تمہاری ملک  
 کر دی ہیں کلمہ یا کسی طرح پر عدد پر دلالت نہیں کرتا بلکہ وہ بیان مثنیٰ منہ ذوات محصنات  
 و تعداد محصنات پس استثنا اعداؤ کا ذوات سے کہ خلاف ظاہر ہے کہ یہ کلمہ کی تعمیر و تاویل سے یہ لازم آیا کہ  
 کہ تعداد مملوک یعنی منکوحہ ہوں کیونکہ جب آپ نے ہاتھ لگا کر کوئی تعداد طہر یا تو جو عاید محذوف  
 صلہ کے جملہ میں بھی اس کی طرف عاید ہو اور وہی مفعول ملکیت کا قرار پایا پس یہی مملوک  
 حالانکہ یہ امر بالبدیہ متبطل ہے کیونکہ تعداد مملوک ہو سکتی صلاحیت نہیں رکھتی ذوات معدومہ  
 تو مملوک ہو سکتی ہیں مگر تعداد مملوک نہیں ہو سکتی اور اس مقام پر آپ نے ترجمہ ملکیت یا حکم کا  
 بھی برخلاف اور مقامات کے اور بھی برخلاف الفاظ کے فرمایا آپ کا ترجمہ بیان اس پر لکھتے ہیں



کہ خدا نے تمہاری ملک کردی ہیں حالانکہ یہاں ملک ملک اور مملکت مملکت اور مملکت فعل  
 مملکت کا ایسا نام نہ ہو نہ خدا پس مجھ کو کو معنی مزید فیہ کے ٹھہرانا آپ بھی جہتہ دن کا کام ہو بعد تعریف  
 معنی ملک بعد دیگر تحریفات کے بلحاظ کلمات آیت کے ترجمہ اس طور ہونا چاہیے کہ اگر اتنی کہ معنی کے ملک  
 ہوئے ہیں ہات تھا کہ یعنی اتنی کہ معنی نواح میں آئیں میں تھا کہ یا آجکی میں نواح میں تھا کہ  
 اور ان دونوں صورتوں میں یہی قباحت جو بظاہر لکھی ہو عاید ہوتی ہو اور اگر مملکت کو بجز  
 استقبال کے لیا جاوے تو یہ معنی ہو گئے کہ حرام ہوئیں تہہ آزاد و عورتیں مگر اس قدر کہ حقد تھا کہ  
 نواح میں آئیں تو اس صورت میں اس مقدار کی تفسیر جو بلطف جار کے ہو غلط ہو لفظ ما کو اس  
 معنی تعداد کے لیا ہو جو کہ تعداد مخصوص ہی کے ساتھ نہیں ہے پس لفظ ما بھی مخصوص چاہے  
 ساتھ نہیں ہو سکتا بلکہ ایک سے لیکر ہزار اور اس سے زائد تک کو متناول ہو اگر آپ یہ کہیں کہ ہزار  
 یہ ہو کہ اس قدر جس قدر حلال کی ہیں خدا نے واسطے تھا کہ اور وہ زیادہ چار سو تین ہزار  
 تو ہم کہیں گے کہ یہ دوسری مخالفت لغت کی ہوئی یعنی ایک تو بچلے ہو چکی تھی کہ ملک میں کو  
 بمعنی نواح لیا دوسری یہ ہوئی کہ ملک کو بمعنی حلال کر دینے ٹھہرایا تیسری یہ ہوئی کہ لازم کو بجز  
 متعدی ٹھہرایا کچھ صبر بھی ہو کہ ان ملک قیود پر قیود لگاتے اور مخالفت لغت کی کرتے  
 چلے جاوے کہ انکی ان توجہات اور تاویلات واسطے کلام معجز نظام کہ جسکے معانی سے عرب  
 عربا رہا جاز میں ضعف تالیف میں نہایت درجہ کے اعتدال کو پونچھا  
 برہنہ تاویل قرآن پسکئی : پست و کثرت از تو فی سنی : کہ وہ تاویل لفظ بکر را :  
 خویش را تاویل کن : ذکر را : ایسی ہی خود مختاری پسند ہو تو اتباع کتاب اللہ سے دست کش  
 ہو کر اپنی تاثیر انیٹ کی مسجد جدی بنائیے اسلام کو بدنام نفرمائیے شہر گز تو قرآن بدین غلط  
 خوانی : بیری رونق مسلمان : علاوہ بران ہم یہ کہتے ہیں کہ دلیل تحدید چار اس آیت  
 سے پہلی ہی یا پچھلی اگر بعد کو ہو تو تفسیر آپکی بہ لفظ یعنی چار صریح غلط ہو اور اگر وہ دلیل  
 پیشیری ہو تو لازم آیا کہ اس آیت سے وہ آیت منسوخ ہو گئی کیونکہ لفظ ما عام ہو اور حکم عام ناگزیر

کہ موجب حکم ہی اپنے جمیع متاوقات میں بالقطع اور جب خاص سے متاخر ہو تو ناسخ خاص کا  
 ہو سکتا ہے جو چاہے ایسی بنا پر کہ رسالہ محل مختلفہ میں بیت طعام الذین اؤفوا الکتاب  
 حل لکم کو ناسخ آیت حورث مختلفہ کا ٹھہرا ہو پس اس حالت میں بھی تفسیر آملی بلفظی  
 چار غلط محض ہو اس لیے کہ معنی نسخ تفسیر ناسخ کے نہیں ہو سکتی پس ان وجوہ بخوبی ثابت  
 ہو گیا کہ کلام سے تعدا اور ملک بیس کناح مراد لینا محض تحریف اور مورث ابتداء ال کلام  
 معجز نظام پر بیان تک بیان تھا و بعد اول کا اب بیان دوسری وجہ کا شروع کیا جائے  
 مصنف فرماتے ہیں کہ دوسری یہ کہ آزاد عورتیں تیر حرام ہیں مگر وہ جنہیں ارشاد کے تحت جاری ملکیت  
 مقرر کر دی ہو اور یہ ملکیت جب ہوتی ہو کہ جب ولی موجود ہو اور گواہ حاضر ہوں اور تمام  
 شرطیں جو شریعت میں نکاح کے لیے مقرر ہیں پوری ہوں اقوال اس وجہ میں بھی  
 اکثر امور میں مثل توجیہ اول کے قباحت ظاہر ہیں اور علاوہ بران یہ تفسیر آیت کی نہیں  
 در حقیقت اپنی طرف سے ایک کلام خاسد کریم کراد سکوا کلام الہی ٹھہرا و نیا ہو قطع نظر اور متا  
 کے چونکہ لغوی ترجمہ آیت کا آپ کا اجتہاد کے موافق اس حق پر یہ ہوا کہ حرام کی لکین تیر آزاد  
 عورتیں مگر چنانچہ نکاح تھا جس کا ساتھ مطابق شریعت محمدی کے ہر اجتماع جمیع شرائط شرعیہ  
 ہوا ہو یا ہو چکا ہو پس مثلاً اگر کسی کا ذکا نکاح کا فرہ سے ہوا ہو اور بعد از نکاح کے دونوں  
 ہو گئے تو لازم آیا کہ وہ عورت اب سپر حرام ہو جائے اور تفریق اونکی در بیان میں کر دیا جاوے  
 کیونکہ ظاہر ہے کہ نکاح کفار کا مطابق شرع محمدیہ اجتماع شرائط شرعیہ نہیں ہوتا واللہ اعلم  
 باطل شرعاً فالملزوم مسئلہ چوتھی صفحہ ۱۱۱ میں معترف ہیں کہ اس جگہ یعنی اس آیت میں  
 خدا تعالیٰ نے جو عورتیں اور رشتہ دار عورتیں حرام ہیں اور جو محلال ہیں ان کا بیان  
 فرمایا ہے لغتی اس سے ظاہر ہے کہ شرائط اور حضور ولی و شہود کا کچھ تذکرہ آیت میں نہیں  
 اور نہ اس کے واسطے سیاق آیت کا ہی پس تفسیر آیت کی اس طور پر جو آیت کی کہ جس سے  
 صاف ظاہر ہو کہ سیاق آیت واسطے شرائط نکاح کے بھی ہو سکتے یہ تفسیر ایک جگہ ہے

آپ کا اعتراض کے بعد اس کے منصف نے عبارت فخر رازی میں اس طور پر نقل کی یہ خدا کا قول ہے فی  
 تفسیر قولہ الامام ملک ایمانکم رحمہم الختار ویدل علیہم ولی تعالیٰ والذین ہمہ لقرآن ہم  
 حافظون لا علیٰ اذوا جہم اذوا ملککم ایمانکم رحمہم جعل اللہ ملک الیہم عبادہ عشیات  
 الملک فیہا فوج ان یکون ہما مفسرا بنی لای لان تفسیر کلام اللہ بکلام اللہ اقرب  
 الطرق الی الصدق والعتاب انتہی اور اس کی بنا پر کہتے ہیں کہ پس یہی (یعنی وجہ دوسری) کا  
 ٹھیک تفسیر ہے خدا کے کلام الامام ملک ایمانکم کی اور اسی کو عالموں نے اختیار کیا ہے اور اس کی صحت پر قرآن کی  
 دوسری آیت بھی دلالت کرتی ہے سورہ مومنون میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ جو مسلمان اپنی عضو  
 شہوت کی گنجرا نی کرتے ہیں بجز اپنی جو روئ کے یا اون کی جگہ ملک اون کے ماتھے پر رکھے ہیں ان کی ہمت  
 میں اسد صائبہ اتھ کی ملک سے مسلمانوں کی ملکیت کا اوٹنیں ثابت ہوتا ہے اور ایسا ہی اس میں ہے  
 کہ اس کی ہمت میں بھی یہی مراد ہے اس لیے کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری  
 آیت سے نہایت ٹھیک سے سچائی اور دوستی پر چلنے کا ہوا قول عجیب اجرا کہ فخر رازی  
 کچھ اور کہتا ہے آپ کچھ اور بھی فرما رہے ہیں شہراری عند لب مالان نہ ہنسا مجھے کہ انشا \*  
 اوجھ اور سنے رہا ہے تو کچھ اور گا رہی ہے وہ کہتا ہے کہ ہلا الاول یعنی پہلی صورت آپ اس کو وجہ  
 ثانی پر محمول فرماتے ہیں اور اگرچہ اس جگہ عبارت تفسیر کبیر کی حد زیادہ چلے اور بڑے بڑے کہ  
 کوئی معنی اس کے صحیح بن نہیں سکتے مگر اس قدر ظاہر ہے کہ مراد اس کی یہ ہے کہ جو نبی مالکیت ایمان  
 کی آیت والذین ہمہ لقرآن ہمہ حافظون لا علیٰ اذوا جہم اذوا ملککم ایمانکم رحمہم میں  
 وہی یہاں بھی مراد یعنی چاہیں ہم بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں اور مجتہد دھرنے بھی اس کو تسلیم  
 پس اب کچھ جگہ اباقی نہیں رہا صرف یہ بات دیکھنی ہے کہ آیت مذکورہ میں مالکیت ایمان مراد  
 از وای منکوحہ ہوتی ہے یا نہیں ہم کہتے ہیں کہ نہیں ہو سکتی کیونکہ مالکیت ایمان ہم پر واجب ہے  
 تردید یعنی اس کے قسیم از وای واقع ہو اور اہل تشیع میں قسیم آہم کا نہیں ہو سکتا آیت کے یہ معنی ہیں  
 اور وہ لوگ جو اپنی شہر ملکوں کی نگاہ رکھنے والے ہیں مگر اپنی از وای پر یا اپنے ملک پر

ہاتھ اوستے پس ظاہر ہو کہ ازواج اور مملکت ایمانم دونوں ایک مینج ہو سکتے اور جب اس گیت میں  
 مملکت ایمانم کا غیر ازواج کے ظاہر ہوا تو باتفاق فخر رازی اور ہمارا و مجتہد دھڑکے لازم آیا  
 کہ از آیات میں بھی مملکت ایمانم سے ازواج مراد نہ لیجاوین اور یہی ہر مدعا ہمارا اور اس سے بھی  
 بطاآن سب تاویلات فاسدہ مجتہد دھڑکا و احمد قدربہ العالمین اب ہم کہتے ہیں کہ جس قدر مجتہد  
 دہرے تفسیر کرے نقل کیا ہو مختار امام رازی نہیں بلکہ یہ سب اقوال ضعیفہ ہیں جو امام نے  
 تفسیر میں نقل کیے ہیں اور جو مختار امام ہو اور انھوں نے اپنی تفسیر میں اس کے نسبت لکھا ہے  
 کہ یہ معنی مراد لینے واجب ہیں مجتہد دہرے اس کو یک قلم چھوڑ دیا ہم اس کو نقل کرتے ہیں  
 قال الامام قم قالہ تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اَمَّا مَمْلُکَاتُ اَیْمَانُکُمْ یعنی ذوات ازواج  
 والدلیل علی ان المراد ذلک انک قال تعالیٰ عطف المحصنات علی اللوات فلا بد من ان یکون  
 الاحصان سببا للمحرمۃ و معلوم ان الحرۃ والعفاف والا سلام لا تأثیر لہ فی ذلک  
 فوجبان یکون المراد منه الموزونۃ لان کون السمۃ ذات زوج لہ تاثر فی کونھا  
 محرمۃ علی الغیر انتہی قول خدا تعالیٰ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اَمَّا مَمْلُکَاتُ اَیْمَانُکُمْ  
 میں مراد المحصنات سے شوہر و عورتیں مہین اور دلیل اس پر کہ وہی مراد ہیں یہ ہو کہ خدا تعالیٰ  
 محصنات کا عطف محرمات پر کیا پس ضرور ہو کہ احصان سبب دی حرمت کا اور یہ بات معلوم  
 کہ حریت اور ضیفہ ہونا اور اسلام کو کچھ تاثر حرمت میں نہیں پس واجب ہوا کہ محصنات سے شوہر  
 عورتیں ہی مراد لیجاوین یا علیہ کہ ہونا عورت کا شوہر وار اس کو تاثر عری غیر شوہر پر لازم ہونے  
 میں دیکھو قول مختار امام کا تفسیر محصنات میں جو سب کو کہتے ہیں کہ یہی معنی مراد لینے واجب  
 ہیں اور دلیل قوی اس معنی کے ارادہ کو ثابت کرتے ہیں اور جب محصنات کے یہ معنی قرار پائے  
 تو پھر بالبدیہ واجب ہوا کہ مملکت ایمانم کے معنی ملکات میں یعنی کنیزیں ہی ٹھہرائی جاوے  
 جب یہ معلوم ہو چکا کہ محصنات جو محصنات کو معنی زاد و اولاد کو معنی ملکات لیا ہو پس  
 خلاف تحت اور موجب روارت کلام مجتہد نظام اور مورث قیامات عظیمہ کا جو قلوب ہم کو کھینچتے

کہ مصنف جو اوپر ارادہ نہیں شوہر دار کے طعن فرماتے ہیں یہ طعن اور نکاح بجا ہو یا بیجا ہو لہذا اس کے  
اقوال پر قولاً تو اگر گفتگو کرتے ہیں **قال** اس آیت میں جو لفظ محصنات کا ہے اس کے معنی اکثر  
مفسرین شوہر دار کی عورتیں لیے ہیں اور مملکت یا انکم کی لفظ سے یہ مراد لی ہے کہ وہ جو لڑکی میں  
قید ہو گئی ہوں اور ان کے کافر شوہر دار الکفر میں ہوں اتنی **اقول** سہنے اوپر ثابت کر دیا  
کہ اس مقام میں از رو لغت عرب کے محصنات کے صرف دو ہی معنی ہو سکتے ہیں تیسری کوئی عورت  
نہیں یا شوہر دار یا عفاف اور چونکہ خود مصنف بھی اس جگہ عفاف مراد نہیں لیتے تو اس  
ابن جریر شوہر دار کے اور کوئی معنی باقی نہیں ہے اور بالضرورتہ لازم آیا کہ اس جگہ معنی محصنات  
صرف زنان شوہر دار ہی متعین ہوں اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ ملک میں نکاح کے  
معنی میں کہیں نہیں آیا ملک بدیل آیکر میر و الذین ہم لفر و جہم حافظان اکھلی الکھام  
اور مملکت ایما فجھ از دواج اور ملک کہیں با ہم تسم اور بیان میں پس جو معنی ملک با ہم  
کے کافر مفسرین نے لکھے ہیں ہر اینہ مطابق لغت عرب کے ہیں یہ معنی ایسے نہیں کہ جیسے  
مصنف نے دل سے گڑھے ہیں اور اعتبار ہونے شوہر دار کا دار الکفر میں جو کیا گیا ہے وہ  
بلحاظ و تشاد و افتد نزول آیا اور حدیث مشہور کے ہے جسکو مسلم نے اور دیگر اصحاب سن بنے  
طرق متعدد روایت کیا ہے اور بھی بدیل اور احادیث کے کہ جن میں بھی اختلاف طاعین کے اور  
ایک عورت کے قرش دوم وطن کی ہے چنانچہ ہم یہاں احادیث و افتد نزول آیت کے لکھنے  
ان رسول اللہ صلعم یوم حنین لغت جدیدت الی او طاس فلحق صد و افتد لہم و  
ظہر و علیہم فاضا بوالہم سبا یا فکان الناس من اصحاب رسول اللہ صلعم تھجول  
مرخشیان من اجل از وجہ من الشکرین فانزل اللہ عزوجل فخرک و الخصنات  
من النساء علام مملکت ایمان کو ای فص حلال لہم اذ انقضت عدتھن و من الی یہ  
انحدری و رفعہ انہ قال سبا یا او طاس لا تقوطا حامل حتی تضع ولا غیر ذات حمل  
حتی تحض حیضہ رواہ ابی داود و عن درہم بن ثابت الانصاری **قال** کلام

فیتا خطیباً قال ما انی الا قول لکرم لا ما سمعت رسول الله صلعم یقول یوحى  
 قال لاجل امرأ من بالله قال یوم الاخران لیسقی ماء ذریع غیر یعنی اتیان الحجلت  
 لاجل امرأتی من بالله والیوم الاخران یقیم علی امرأتہ من السبی حتی لیستبرء ہا  
 احدیث رواہ ابوداؤد والترمذی معنہا پس ظاہر ہوا کہ تفسیر تہمتہ مطابق لغت عرب اور  
 مطابق وحی صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہوا اور کسی دلیل عقلی کے بھی خلاف نہیں  
**قال** اس گڑھی ہوئی تفسیر سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ لڑائی میں جن عورتیں شوہر والی یا  
 شوہر والی پکڑی جاوین وہ لونڈیاں ہیں اور انہوں نے بہائم کے مانند مباشرت کرنی سزا  
**اقول** خلاصہ اس تفسیر غیر معقول مجتہد کا صرف دو امر ہیں ایک یہ کہ یہ تفسیر رکاوٹ نہیں  
 کی گڑھی ہوئی ہو دو ستر کہ یہ مباشرت مثل بہائم کے ہر سو امر اول تو نبی اور پیکر مال غلطی  
 کے ہو کیونکہ اس تفسیر میں کوئی ایسی بات نہیں کہ خلاف لغت عرب ہو محضات کے معنی  
 لغت میں مزدجات ہیں ملک میں کے معنی بھی مطابق لغت ہیں اثنا بھی متصل ہو سکتا ہے  
 نہیں کہ جسکو خلاف اصل کہہ سکیں لفظ ماکو محمول اوپر اعداد اور شرائط کے نہیں کہا گیا  
 پھر کوئی چیز اس تفسیر میں ایسی ہو کہ جسکی بنا پر کوئی کہہ سکے کہ یہ تفسیر گڑھی ہوئی ہو امر دوم کا  
 جواب یہ کہ یہ مباشرت مانند بہائم کے البتہ اس وقت ہو سکتی تھی کہ انقطاع کلی در میان ہوں  
 کافر اور زانیہ جیسے تو بتایا اسلامائین لازم آتا حالانکہ تفسیر مذکور ہون دو تہاں سے  
 کسی امر کے مستلزم نہیں اگر اس مباشرت کو مصنف بتقلید بعض توہم پرستوں کے مثل بہائم سمجھا  
 ہیں تو مباشرت بطلقات اور شوہر مردہ عورتوں کو بھی ایسا ہی سمجھیں **قال** اگر شخص شخص کو  
 خدا نے ضلالت بتقلید سے بچایا ہو گا اور خدا کے کلام کو اس اوب سے جسکا وہ حق ہو دیکھتا ہو تو یقیناً  
 کہ لگا کہ اس آیت کی پیدا نہیں **اقول** تفسیر کاغذ نہیں کوئی بتقلید سمجھنا جھل ہو تفسیر ایسی  
 نہیں کہ مصنف کے تفسیر فارسی کے مانند بطلقات لغت میں بتقلید اندر موجب اگر کسی سودیہ  
 ایسی نہیں کہ کلام معجز نظام کو اور سنہ ضعیف التالیف کر کے مرتبہ عالیہ اعجاز سے ساتھ کر کے

مخاک سوارت اور تبدل میں مانند تفسیر مصنف کے ڈال دیا ہو تو تفسیر الہی نہیں کہ مثل تفسیر مصنف  
 از راہ سب ادبی کے اوس میں قیود بالاقیود تیرھا کر اور اصل نظم میں اصلاح اپنی طرف دیکر نویت و تخیل  
 کی پونچھا دی گئی ہو یا انہیہ نسبت اوس تفسیر کے ایسے ایسے کلمات زبان پر لانا اور اپنی تفسیر کو  
 جو تمام تر غلاف لغت اور بناوٹ کی تقریر اور سلازم قباحات چند و چند ہو اوس سے بہتر سمجھنا سہل  
 مگر ابھی اور تا ستر جمل ہر قول نہ اوس میں لڑائی کی قیدیوں کا کچھ فکر نہ اوں غفلت کی بیخیز  
 اقول ہر گاہ کہ واقع نزول آیت مذکورہ آنا قید یا جواد کا اور تخرج مومنین کا ہر محاسن  
 مسیحیہ جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا اور اور معانی ان الفاظ مختلفان معانی جو تفسیر کے لئے  
 ہیں اور پھر ہمیں جیسا کہ منضاد گذرا تو جمل صنف کا ہر محاسن ایسا فرماتے ہیں  
 گر نہ بنید بر وز شہر و چشم چشمد آفتاب را چہ گاہ فہم سخن گر گفت مستمع  
 قوت طبع از شکم خمی آیات اذا غیر الطاف بالخلع ما شکشہر قسا بالفتح اقل  
 وطالت الارض السماء سفاہر فاخرت الشہب لعلی الجناہ وقال السہا الشمس انت  
 خفیة وقال الذبی اعلم لولک حائل فیا موت زراں الحیوة ذمیة ویان  
 جدی ان دھراک ہازل قال میں جو لوگ کہو احسنات سن النساء سے شہر ہر زور  
 مراد تھے ہیں ان کے پاس ایسی کیا سند ہر اقول سند لغت موجود نہ احادیث صحیحہ موجود  
 چنانچہ بیان اونکا ادھر گذر چکا حیرانی ہو کر آپ اور کس قسم کی سند چاہتے ہیں آپ کی وہ مثل ہر  
 کہ قاضی نے تو بہت ہر راہ پر میں ہی نہ ہر ہی قال ایسے کہ لفظ سند البعنی سے ایک معنی حسن  
 سلاطین کے افکار کرنے کو مقرر کر کے ایسے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہاں بخبرانی ہر  
 سے ایک بات کہہ دینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہر نقلی اقول معنی لفظ اوس مفہوم کو کہتے ہیں کہ  
 وضع لغت اوس لفظ کو واسطے اوس مفہوم کے بنایا ہو پس جو مفہوم ایسا ہو کہ واضح ہے  
 وہ لفظ اوس کے واسطے نہ بنایا ہو اوس مفہوم کو معنی لفظ ہر کہ نہیں کہہ سکتے جس طرح ہر کوئی  
 شخص مفہوم آنرا دہی کو معنی محسنات قرار دے یا مفہوم کلاخ کو معنی ملک بین شہر و قویلی

اسکا کسی طرح پر لائق تسلیم کے نہیں ہو کہونکہ نہ واضح ہے اور نہ الفاظ کو واسطے ان معانی کے  
 وضع کیا ہو نہ کسی اصطلاح خاص یا عرف عام میں نقل کیا گیا ہو جب یہ بات معلوم ہوئی تو ہم  
 کہتے ہیں کہ لفظ محضات کے دو ہی معنی ہیں ایک زمان شوہر دار دوسرے عفاف اور یہی ظاہر  
 ہو کہ الفاظ متعدد المعانی جہاں کہیں بولے جاتے ہیں تو ہر ایک موقع پر ایک ہی معنی سنبھلے معانی  
 متعدد کے واسطے تاکہ میں سب معانی معاً ایک محل پر مراد نہیں ہو سکتے اور اس جگہ تخیل اور  
 معقول کا ایک معنی یعنی عفاف تو باتفاق مصنف اور مفسران عالی قدر کے مراد نہیں تو انصاف و  
 لازم آیا کہ زمان شوہر دار ہی مراد لینی جاوے اور یہ جو فرماتے ہیں کہ ایک سلاطینہ کے اخذ کرنے کو  
 انہم یہ اونکا گمان غلط ہے مفسرین جمہور اندھ قالی کا یہ کام تھا کہ اپنے دل سے کوئی سلسلہ شرعی طرح  
 اوکی تائید کے واسطے قرآن میں تاویل کریں اور معقول تو جو معانی کلمات قرآن کے از روے  
 لغت عرب کے تھے اور احادیث نبوی اور کتب مؤیدہ میں بیان کیے بعد ازاں کوئی سلسلہ عیسوی  
 اور مسیحی ہوا تو اس میں اونکا کچھ اختیار نہیں اور یہ جو کہتے ہیں کہ بخلاف قیاس کے انہم یہ بھی جہل  
 اونکی تفسیر میں قیاس کماں ہو مگر مصنف نے جو تفسیر کی ہے البتہ وہ سراسر منہی برقیاس فاسد و  
 چنانچہ قول اونکا دلیل صریح قیاس کی موجود ہے کہ اوں جگہ محضات آزاد عورتیں مراد ہیں تو  
 اس جگہ بھی وہی مراد ہیں اب ہم بغرض اس امر کے کہ محضات کے ایک معنی حرالرب بھی ہیں  
 مصنف پر اعادہ اونکی تقریر کا کرتے ہیں کہ جو لوگ والمحضات من النساء آزاد عورتیں مراد  
 لیتے ہیں اونکے پاس اوںکی کیا سند ہے اسلئے کہ لفظ متعدد المعانی سے ایک معنی معنی ایک سلسلہ  
 عظیم (یعنی ابطال رقیہ و تسری کی) اخذ کرنے کے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی ملے یہ وہاں کج  
 اپنے قیاس سے ایک بات کہہ رہے ہیں کہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی اب فرمائیے جناب آپ اسکا  
 کیا جواب دے سکتے ہیں کہ تو آپ کو جواب معقول دے دیا اور دلیل عقلی اور نقلی دونوں بیان  
 کر دیں اب آپ دلیل عقلی یا نقلی پیش کیجیے قال علاوہ اسکے اگر مالک ایا حکم سے ثبات  
 ہی مراد لیا جاوے تو بھی آریہ کے معنی یہ ہونگے کہ تپ آزاد عورتیں جو ہم ہوئی ہیں مگر وہ آزاد نہیں



جو پہلے از تجھیں مگر اب تھاری لونڈیاں ہو چکی ہیں انتہی اقوال مراد یہاں کیا سنی نکلت  
ایہاں سے تو اس جگہ بجز لونڈیوں کے اور کچھ مولیٰ ہی نہیں جاسکتے دیکھ کر کہتے اللہین غم لغزہم  
حافظ ان لا علی ان لا کچھ مراد مملکت ایمان تھہر میں یہ سبب تو سطر حرف تردید کے  
کلید مملکت ایانہم سے ازواج منکوحہ مراد نہیں ہو سکتیں بلکہ لونڈیاں ہی مراد ہیں جس بقول  
مستند خباب کے واجب ہو کر اس آیت میں بھی وہی مراد لیا جائے اس لیے کہ تفسیر قرآن کی ایک آیت کے  
دوسری آیت سے نہایت ٹھیک رستہ نیچا ٹی اور دوسری پر چلنے کا یہ علاوہ بیان آپ کے یہ الفاظ  
ار کہ پہلے از تجھیں مگر اب تھاری لونڈیاں ہو چکی ہیں کس عبارت کا ترجمہ فرمایا غایت الامیر  
کہ اب ترجمہ اس طور فرماؤں کہ تپہ پر از او عورتیں حرام ہوئی ہیں مگر اب تھاری مملوک ہو چکی ہیں سمجھ لو  
کہ یہ معنی بسبب انقطاع استنسا کے بلا وجہ کیسے ردی ہیں خیر اس بحث کو چھوڑ دے اور سنبھلے کہ  
عموماً کوئی تفسیر کا یہ لفظ ہو کہ (ہو چکی ہیں) اسے نہ مانا بھی سہی مگر یہ بھی یہ معنی ہو کہ ترول آیت بنا  
سے پیشتر ہو چکے ہیں اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ یہ آیت بعد واقع او طاس کے اور بعد مملوک ہو جانے  
سبایا او طاس مائل ہوئی ہو چو بسہر جوڑی کے اور آخر سوال میں واقع ہوا تھا جس سببایا او طاس  
بھی اس صدف لونڈیاں ہو چکے کی ہو میں یعنی اوس وقت سے بھی لونڈیاں ہو چکی تھیں اور  
چونکہ ہم یہ بھی اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ سبایا او طاس میں زمان غصہ و اربعہ تھیں جس صنف کو  
تفسیر مصنف میں پر کیا اعتراض باقی رہ گیا اور چونکہ سبب زعم مصنف آیت اِنَّمَا مَّا بَعْدُ  
کو اَخاف انہ بنما نفع کہ یعنی ۱۱ یا ۱۲ رمضان شہر ہجری میں نائل ہوئی ہو اور یہ واقعہ اس کے اواخر سال  
میں ہوا اور جب فرمان صاحب صعلم کے وہ سبایا لونڈیاں و غلام نامی گئیں تو غوث ثابت ہو گیا کہ آیت اِنَّمَا مَّا بَعْدُ  
کے لفظ اِنَّمَا کے معنی کی ایسی بات نہیں کہ ان کے قبیلہ کے ہو کہ اور غصہ و اربعہ کی تفصیل اس کی انشا اللہ تعالیٰ  
انسان کے ذرات تقلید میں خدای تعالیٰ کے دل کو اس سچائی اور حقیقی سے جو مذہب اسلام میں ہر شخص کو  
تعمد سے کہ طاعت میں کچھ وقت پر اقول طہر فقر کو لکھ لکھ اور زیادہ بعض الفاظ کے لئے ہیں اگر انسان کو  
مگر وہ لوگوں کی تقلید میں خدای تعالیٰ کے اور اس سستی اور فوق یہ ہے جو مذہب اسلام میں ہر شخص کو سچائی میں

خوش کرد و چاہو ہی حکام اور امر احمد سر رہائی دیو تو اس کی اسطاعت سمجھنے میں وقت نہیں قال علی  
 مذہب کے جو جو تین اور شیعہ داعی تین حرام ہیں اور جو ملا ہیں اور نکاح اور زنا اقول صحیح و باحق حق ان  
 واقع میں اس آیت میں بیان ہو فوات محرمات کا نہ لایا نکاح اور زنا اور عورت کا لمس ہر چہ انفس اور  
 شخص کے محاسن سے نکال بیکنہ یہ کلمات بھی بیان کئے گئے تھے اور اول فقید کے یہ ہے کہ جس کلمات کی توجہ حاصل نہیں لایا  
 صحت نکل کے کو لایا یہ تھا و ناخص سے تو فقید ہی کسی کامل کی ہزاران ہزار درجہ بہتر و شہرہ

سایہ زردان بود بندہ خدا	مردہ این عالم وزند خدا	دامن او گیزد و تریب گمان
رہے اندازت آخر زمان	خاک شود مردان حق را زیر پا	خاک برسد کن جسد را بچو

قال گو قبل از نزول آیت کے اسکا کچھ لفظ تھا خدا تعالیٰ نے جو کچھ کہ قبل اس آیت کے پہنچا  
 اس کے جائز رکھے کو یہ فرمایا کہ جو آزاد و عورتین تمہاری ملک ہو چکی ہیں یعنی اوس شخص مانہ کی رسم  
 بموجب تصرف میں آچکی ہیں وہ حرام نہیں پس اس کوئی حکم رقیقت مستقبکہ کا نہیں نکل سکتا  
 اقول اس کے کیا معنی کہ لفظ تھا صاف فرمائیے کہ شرع تھا یا تھا جو لکھ کر یا پر شرعیت انبیاء  
 عزم میں محمد ابوبکر عزم سے مشروع معمول بہ چلا آیا اس کی نسبت ایسا مصلح کہہ کر کہنا کہ لفظ  
 تھا میری دھوکا ہی ہے تعجب کی بات ہے کہ جو امر کہ خلاف آئین قدرت اور بیڑ سب بدیون  
 اس کا انبیا کو بھی کچھ کھانا تھا کیا ایسے بے بڑے بیڑے پیغمبر جو قانون قدرت اور نیکی و بدی  
 جاننے والے اور اعلم الناس بلکہ اعلم المخلوقات والکائنات تھے ایسے غافل تھے کہ محض  
 ازراہ بے احتیاطی اور بے لیاظمی کے خود بھی ترکیب اس امر کے تھے جو خلاف آئین قدرت  
 اور بیڑ سب بدیون کا تھا اور اور و لگو بھی اس کی اجازت فرماتے تھے اور خدا کا فرمان اس  
 سنا تھے قُلْ اَلَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ كَخَشْعُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ هُمْ  
 عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰتِ فَاعِلُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِقَوْلِ رَبِّهِمْ فَاِذَا  
 اُتُوا اَعْبَدُوْا اَنْۢ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاَهُم بِخَيْرٍ مُّؤْمِنِيْنَ ؕ فَمَنْ اَتٰهُنَّ مِنْكُمْ  
 ذَلٰلًا فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ ؕ وَالَّذِيْنَ هُمْ كَمَا نَا تَقُوْمُ وَحِيْدًا مِّمَّنْ اَعُوْذُ ۝

وَالَّذِينَ هُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ اُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِيْنَ يَرْتَدُّونَ  
 الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خَالِدُونَ ۝ فَلَاحِ بَابُ اَوَّلِ مَنْ مِّنْ جَوَانِبِ نَّازِئِ مِّنْ شَمْسٍ كَرِيْمٍ لِّسَانِ  
 اور وہ جو لغو باتوں سے بچنے والے ہیں اور وہ جو رکوع دینے والے ہیں اور وہ جو اپنی شہادت  
 کی نگاہ رکھنے والے ہیں مگر اپنی ازواج پر یا اوپر جس کے مالک ہیں ہاتھ اونٹنے پس بیشک وہ  
 ملاست کردہ شدہ نہیں ہیں پس جس شخص نے تصدیک اسوہ کے وہی زیادتی کرنے والے ہیں  
 اور فلاح بابی اولوں کو گونے جو اپنی امانات عہد کی رعایت رکھنے والے ہیں اور جو لوگ  
 اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں یہی لوگ وہ وارث ہیں کہ وارث ہونے فردوس کے  
 وہ لوگ ہمیشہ اوس میں رہنے والے ہیں دیکھئے کہ کس تاکید سے خدا تعالیٰ نسبت مکرمان اوس  
 بے لحاظی کے فرمایا ہر فَاَکْهَمُوهُمْ عَمِیْرٍ مَّکْنُونٍ اور اگر آپ کو کچھ بھی مداخلت علم معانی و بیان  
 میں ہو تو آپ سمجھتے کہ تعریف مسد الیسی کی موصولہ کے ساتھ آیت اُولَٰئِكَ هُمُ  
 الْوَارِثُونَ میں اور پھر تاکیدی ضمیر فصل یعنی ضمیر کی کہ باب اُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ سے ہر  
 اور پھر توصیف ساتھ اَلَّذِیْنَ یَرْتَدُّونَ الْفِرْدَوْسَ اور پھر تاکید کے ساتھ هُمْ فَاَکْهَمُوهُمْ  
 خَالِدُونَ کی سبب ترک فصل کے باب لایب فیہ سے ایسی نہیں ہر کہ کوئی شخص جو قرآن پر  
 ایمان رکھتا ہو نسبت اوس کے یہ کہ سکے کہ اسکا کچھ بھانپتا تھا تو ہی غور اسی آیت کے مضمون فرمایا  
 کہ لغو امور سے بچنے کی توجہ اَلْبَعُوْا مَعْ رَضِیْعَتِ الْاٰمِیْنِ صَافِ نَصِ فَرَاغِیْ اور لغو باتوں کو فلاح ٹھہرایا  
 بڑا تعجب ہے کہ ایسی بے لحاظی کو جس کو کتاب جرم آئین قدرت لازم آتا ہو باعث مدح مصداق  
 فَاَکْهَمُوهُمْ عَمِیْرٍ مَّکْنُونٍ کا قرار دیا اور انھیں بے لحاظوں اور مکرمان جرم آئین قدرت  
 اور جرم فطری اصول تمام جرایم کو وارث فردوس برین ٹھہرایا کیسی بے لحاظی اور کیسا  
 جرم آئین قدرت و فطری ہے کہ وبال اسکا لغو امور کی برابر بھی نہیں غرض کہ تسری اور تشریح  
 و حال سے خالی نہیں یا شروع تھا یا یا شروع اگرنا شروع تھا تو معمول پر انبیاء عرم اموات  
 رضوان اللہ علیہم کا بحضور جناب مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح پر رہا اور اگر شروع تھا

تو نا شروع کب ہو گیا اگر کہیے کہ رمضان سے پہری میں جس دم ہو گیا تو اچکا یہ قول  
 غلط ہو کیونکہ یہ آیت حسینؑ بیان کلام ہے شوال سے پہری میں نازل ہوئی ہو اور اسکے جواب  
 پیغمبر صلعم نے ابدان شری کے بعد ہندوانی دی چنانچہ بحث پہلی فصل قریب آدھی پھر جواب  
 آیت کریمہ کے ترجمہ میں بطور اصلاح قرآن کے بطور محرفان تو ریت بخیل ایک یعنی لکھنؤ کے بعد  
 یہ لایا یعنی فقرہ لکھا ہو (کہ اوس زمانے کی رسم موجب قمرن میں آچکی ہیں) فرمائیے کہ فقہ  
 لایا یعنی طبع زاد ہو یا کسی آیت کا ترجمہ ہو یا کسی حدیث کا یہ فقرہ آپ کا تعریف معنوی ہو اور  
 قرآن مجید اوس محفوظ ہے جناب آپ تو بہت اصرار اور شد و مد کیا ہے تب تک ادا داب انون میں  
 سمجھتے ہیں کہ جو کلام آسمی کو بہت ادب کسا تھے دیکھتے ہیں پھر یہ کیسی بے ادبی ہو کہ کلام مقدس  
 قید پر قید فقرات پر فقرات دل سے گھڑ کر ڈھالتے جاتے ہیں شہر جامی چھ لاف نیزنی از  
 دامن ہر برفروغ تو اینہم داغ شراب صیت پادور یہ جواب کہتے ہیں کہ اس سے کوئی حکم مستقیم  
 انہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ رقیقت مستقبل تک کس زمانے کے اعتبار سے چاہتے ہیں جب راقی  
 کہتے ہیں کہ رقیقت جائز تھی تو یہ بات آپ کے ذمہ ہو کہ اس نسل کے بعد حکم مانفت کا ثابت ہو  
 ورنہ اس طرح پر تو بہت گنجائش نکار بہت شروعات کی بجائے وہی پھر حسب خود آپ متصرف ہیں نہ اس  
 جو کچھ قبل اس آیت کے ہو چکا تھا اوس کے جائز رکھنے کو یہ فرمایا پس جو ازاد کا نام و ز نزول آیت موجب  
 خدا کا خود آپ ہی کے امتزاج ثابت ہو گیا اب اس امر میں آپ ہی کے اقوال پر کلام دے کہ یہ آیت کیت  
 میں خدا کے چھ نازل ہوئی ہو یا بعد اوس کے اور جو چیز کہ حکم خدا جائز ہوئی آیا اوس کو سنی بر سر استیجنا و اگر  
 یغادر اسو ہم ثابت کہ چکے ہیں کہ یہ آیت شوال سے پہری میں یعنی بعد از نزول آیت میں قبل کے نازل  
 ہوئی ہو اور ہم یہ بھی بر سر کر چکے ہیں کہ جو چیز حکم شارع جائز ٹھہرائی گئی اوس کو سنی بر سر استیجنا و اگر  
 اور بہت ہی بجا ہو قال اسکی فطری سورۃ میں اور اسی جگہ موجود ہو کہ اہل عرب اپنے باپ کی جو کو  
 جو بہت بائیں کچھ قباحت نہیں سمجھتے تھے جب اوسکی بی بی آئی تو فرمایا کہ اس سے پہلے جو ہو چکا وہ ہو چکا  
 چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہو مت نخل کرو اور ان عورتوں سے جسے تمہارا پونج نخل کیا مگر جو چھ

کہ پہلے ہو چکا یعنی وہ اس اثناء میں داخل نہیں کرتا چنانچہ اگر ابا عبد اللہ رحمہ اللہ سے کہیں کہ  
**اقول** مال تنہا مجھ پر عرصہ کا مسائل شرعیہ کو نظم کتاب سنت سے تو بہت ہی وضاحت کے ساتھ  
 دریافت ہو چکا گو کہ انتظار اسکا تھا کہ کسی موقع پر ان کے قیاس کا بھی امتحان کیا جائے چنانچہ اب وہ  
 موقع آگیا مخفی رہے کہ یہاں بحث اسکی نہیں کہ حرمت بعد الاباحۃ یا اباحۃ بعد الحرمت شرعاً جائز ہو  
 یا نہیں اس کے مدح و جواز کا کوئی شخص اہل اسلام میں سے قائل نہیں ہوا اور اسکا بھی کوئی شخص قائل نہیں کہ  
 جب تک وہ حرام نہیں ہوئی تھی اور اسکا ارتکاب موجب گناہ تھا یہاں بحث اسکی نہ کہ جو غسل  
 ایسا ہو کہ اسکو انبیاء عہد میں نے جائز رکھا اور اسکا انکار کیا اور آپ بھی اسکو عمل میں  
 لائے ہیں اور کتب ماویہ میں تصریح اسکی اجازت دی گئی اور اس کے احکام بیان فرمائے گئے آیا وہ انہیں  
 مباحات شرعیہ پر یا نہیں اور اطلاق رسم جاہلیت کا اوپر جائز ہو یا نہیں دوسرے یہ کہ جو  
 فعل کہ ہم قدرت کے خلاف اور لذتہ قبیح ہو اور تمام برائیوں کی جس نہ ہو آیا ممکن ہو کہ انبیاء عہد  
 عار اور اس کے ترک ہو کر تیسرے یہ کہ محض شوحرہ لذت سے بعد حرمت کے شرع میں ثابت ہو  
 یا نہیں پچو تھ یہ کہ جو چیز کہ شریعت انبیاء سابقین میں منع تھی اور اسلام میں بھی منع ہی اور صحابہ کرام  
 پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خود پیغمبر بھی اس کے مباشرت سے اور کتاب اللہ میں بھی اسکی اجازت  
 صراحۃً دی گئی تو آیا بدولت قیام دلیل شرعی کے چنانچہ وہی یہ کہ کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ وہ اجازت  
 باقی نہ رہی صورت تیسری علیہ عہد عہد کے یہی کہ بیشتر عرب منکوحہ پر کہ اپنے نکاح میں لگاتے تھے چنانچہ  
 شائع نے فرمایا بہت نکاح کر داون عورتوں سے جس سے تمھارا بچہ نکاح کیا ہو مگر جو کچھ کہ پہلے  
 ہو چکا یعنی وہ اثناء میں داخل نہیں انتہی **اقول** وہ چار صورتیں جو بحث طلب ہیں ان میں سے  
 کوئی ایک صورت بھی ایسی نہیں کہ اسکو صورت تیسری علیہ پر قیاس کر سکیں ان میں سے علیہ کو نظیر مذکور  
 قرار دے سکیں نہ بہت و نہ بول کہ یہ وجہ ہو کہ نکاح باپ کی زوجات کا کسی علت میں جائز نہیں ہوا  
 اور کسی نبی نے اسکو جائز نہیں رکھا تو زہریت میں کتاب اجازت باب ۸ اور ۹ میں  
 صاف مخالفت اسکی موجود ہے معاذ اللہ کہ خود کوئی پیغمبر اسکا ترک نہیں ہوا

کسی تفسیر کے بلا انکار مہر میں آیا ہو خود قرآن شریف سے ثابت ہو کہ یہ نخاج پیشتر ہی سے فحش  
 اور موجب غضب الہی ہو اُن کو کان فاحشۃ و مَقَاتِلُ سَاءَ سَبِيلٍ کا معنی کہ نخاج کہنا سنا تھو باب کی  
 جو رو و وجہ کے تھا فحش اور غضب اور بدی راہ شر اور عیب بھی اس سے بہت پرہیز کرتے تھے اور  
 اسی سبب سے جو کوئی اور ازل میں سے کیسا کرتا تھا تو اس نخاج کو نخاج المقت یعنی نخاج منغوض  
 اور اس نخاج کو نہنے والے کو اور اس کی اولاد کو قتی کہتے تھے پس یہ قول مجاہد کا کہ  
 عرب ایسے نخاج میں قباحت نہیں سمجھتے تھے تا سترہ نبی اور پر جمل مرکب کے ہر دوسری  
 صورت تنازعہ کو بھی کچھ غلوں مقیس علیہ سے نہیں کیونکہ ایسے نخاج کا کبھی کوئی نبی خود نہ کہتا  
 نہ کسی کو اجازت دی تھی شری صورت کا حال یہ ہو کہ قبل از تحریم قرآن بھی ایسے نخاج سے کبھی تمتع  
 جائز نہیں ہوا چہ جائیکہ بعد از تحریم تمتع جائز ہو چنانچہ ہنہ اور ایک حدیث تفصل کی جو  
 یہ مضمون ہو کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ایک شخص کے قتل کا حکم صادر فرمایا پس  
 قیاس مجتہد کا ہر گز نہ قیاس مع الفارق ہو صورت چہاں کسی طرح پر مطابق صورت مقیس علیہ  
 کے نہیں پس قیاس مجتہد عصر کہ بلا لحاظ شرائط و ارکان قیاس کے ہو محض مہم و وجہ ہو بلکہ اس کا ہر ہر  
 کہ بنیاد و شرائط ارکان قیاس کے بھی واقف نہیں اور باقیمہ ناواقفی کے اپنے تئیں مجتہد بننے  
 ہرین اب رہا کلام کا مافاقلہ سکف میں اگر اسکو استثناء متصل تصور کیا جاوے اور کلام کو  
 جو کلمہ پر داخل ہو عام کہ متناول ہو منکومات سالفہ اور باقیہ اور مستقبلہ کو لیا جاوے اور کو  
 سالفہ کو مستقبلہ لیا جاوے تو یہ معنی ہو گئے کہ نہ نخاج کرو اور نہ عورات کو جسے تمھارے رہنے  
 نخاج کیا اگر بخلاف اوکے ہو تو جو ہو گئے ہیں تو یہ کلام از قبیل سالفہ باب لا عیب فیہم غیران منہم  
 بہن غلوں بن قواعد الکتاب اور حتی البیض القار اور حتی کلہم البیض فی ستم لعلی اسے ہوگا  
 یعنی کوئی صورت اجازت ایسے نخاج کی نہیں مگر ایک صورت نخاج کی ساتھ کہ شنگان کے  
 ہو چونکہ یہ محال و متمنع ہو پس کسی طرح کوئی صورت جو ان کی باقی نہ رہی اکثر مفسرین اس طرح ہی  
 آیت کی تفسیر کی ہو اور مختار علامہ زحشری ہر ہی تفسیر کو خواجہ و تفسیر کشاف میں لکھے ہیں

وَكَانَ قَوْلُكَ كَيْفَ اسْتَشْنَى مَا قَدْ سَلَفَ مِنْ مَا نَكَلَمُ أَبَاؤَكَ قَوْلُكَ كَمَا اسْتَشْنَى غَيْرَانِ سَقِيمِ  
 مِنْ قَوْلِهِ وَلَا عَيْبَ فِيهِمْ يَعْنِي أَنْ امْكُنْ لَكَ أَنْ تَنْكُحَ مَا قَدْ سَكَنَ فَأَنْكُحْ مَا كَافَلَ لَكَ  
 غَيْرُهُ فِي ذَلِكَ غَيْرَ مَحْذُومٍ وَالْغُرُضُ لِلْبَالِغَةِ فِي تَحْرِيمِهِ وَسَدُّ الطَّرِيقِ إِلَى الْإِبَاحَةِ كَمَا تَقْلُقُ بِالْجَوَالِ  
 فِي التَّائِيدِ فِي غَوَا قَوْلِهِمْ حَتَّى يَبْيُضَ الْقَارِ حَتَّى يَلْمُ الْجَلَّ فِي سَمِ الْخِيَاطِ أَوْ إِنْ اسْكُوْا  
 مُنْقَطِعِ الْأَوَّلِ كَمَا بَعْنَى لَكِنْ لِيَا جَاوِزَ جَلَّةٍ مَقْدُورَةٍ حَتَّى يَخْرُجَ كَسْرُ مَعْدُوفٍ هُوَ لُغِيٌّ أَوْ بِحَرْفٍ  
 أَرْتَابٍ بِرَمِّهِ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ  
 يَلْزَمُ يُعْقِرُ لَهُمْ مَا قَدْ سَكَنَ أَوْ اصْلَاهُ مَقْصُودٌ مِنْهُ بِمَنْ كَرِهَ وَهُوَ نَخْلٌ بَاقِي رُكْحًا جَاوِزًا جَاوِزًا  
 تَقْسِيرُ نَخْلٍ أَوْ مِزْنٍ مَرْتُومٍ هُوَ قِيلَ لَا اسْتِغْنَاءَ مُنْقَطِعَ وَمَعْنَاهُ لَكِنْ مَا قَدْ سَلَفَ وَتَأْنِيهِ  
 لَا مَوَازِنَ عَلَيْهِ لِأَنَّهُ مَقْدُورٌ لَكِنْ كَانَ فَكُلُّهُ وَمَقْتَنَاعُهُ لِلنَّبِيِّ أَيْ أَنْ نَخْلًا حَتَّى  
 كَانَ نَاحِثَةً عِنْدَ اللَّهِ مَا خَصَّ فِيهِ لَا مَقْدُورَ مِنَ الْأَمْرِ مَقْصُودًا عِنْدَ ذَوِي الْعُرْوَاتِ  
 وَلِذَا لَمْ يَسْمَعْ دَلَّ الرَّجُلَ مِنْ نَفْعَةِ أَبِيهِ الْمُتَقَاتِلِ بِغَيْرِ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ  
 يَهْمُ بِهِنَّ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ  
 نَخْلٌ جِيَالِيٌّ أَوْ فَوْضَلٌ أَوْ رَجَبٌ عَضْبٌ هُوَ يَهْمُ بِهِنَّ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ  
 كِيْ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ  
 مُنْقَطِعٌ كَمَا جَاوِزًا جَاوِزًا جَاوِزًا جَاوِزًا جَاوِزًا جَاوِزًا جَاوِزًا جَاوِزًا جَاوِزًا جَاوِزًا  
 أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ  
 تَأْتِيهِمْ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ  
 عَمَّتْ مِنْ جَانِبِهِمْ هُوَ إِيَّانُ تَكْ كَمَا عَرَبٌ بِحَرْفٍ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ  
 نَخْلٌ مَذْكُورٌ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ كَمَا كُنْزُهُ  
 ائْتَمَّ مِنْ دَاخِلِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ  
 أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ أَوْ بِغَيْرِ نَبِيٍّ

فرمایا جاوین کرانگا گاں نکھتہ گئی کھانگا و سکا سبب لگا وہ کیونکر باقی رکھا جاتا ہو  
 اگر کان کو از باب کان ائمہ علیہم السلام تو فحش اور رقت کج نظم جمیع از منہ میں ثابت  
 اور اگر زنی ماضی لیا جاوے تو بشو شمع کا زمانہ ماضی میں لفظ کان سے ظاہر ہو اور جو چیز کہ ایسی  
 قبیح زمانہ ماضی میں ٹھہر چکی ہو تو وہ ہماری شریعت میں کسی طرح پر باقی رکھنے کے قابل نہیں اور  
 چونکہ کجیہ از جملہ افعال ذم کے ہو اور اصل فعل لاتی کھانگنی ماضی سے نقل کر کے معنی حال واسطہ انشاء  
 لایا گیا ہے تو مذموم ہونا اس قسم کے کلام جمیع از منہ ماضی و حال قبل میں خود آیت ہی ثابت  
 ہو گیا اور جو چیز کہ فی نفسہ ایسی مذموم ہو اور مذموم ہونا اسکا ایسا ظاہر ہو کہ کفار عرب بھی اسکو  
 مذموم اور موقوف سمجھتے ہوں تو اسکی بقا کا شرع میں کسی طور پر حکم نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ  
 و لخصنا منہ النساء لکما مملکت ایمانہم من کلام تھا ختم ہو چکا اور مجتہد عصر کا حال  
 و رب استنباط معانی اور فہم قرآن و حدیث اور واقفیت لغت عرب اور محنت و فساد قیاس  
 کے جیسا کچھ ہو خوب ہی کھل گیا اب بطور زمانہ کے ایک مختصر بات لکھا ہوں کہ خود مجتہد عصر کے  
 اقرار سے ثابت ہو چکا کہ زمانہ نزول آیت نکات اشتقاق اور تسری منسوخ تھی اور یہ تصریح فرمائی  
 اس کے جو از پر ناطق تھی پس اگر وہ اپنے دعویٰ تحریر میں ہے ہیں تو ایسی نص قرآنی  
 جس سے حومت اشتقاق و تسری کی ثابت ہو اور اس آیت کے بعد نادل ہوئی ہو نشان  
 دینے میں سب سے پہلے اس کے جہاں جابلانہ اور نحوئی معاذانہ سمجھی جاوے گی تب ہم تفصیل و  
 بیان آیات مذکورہ کے مطابق قواعد ہر حاصل فقہ کے لکھتے ہیں اور آئندہ ہر ایک آیت  
 کے ذیل میں شرح اسکی کرتے اور جو کجیہ ان رائد لکھا جاتا ہے اس پر کونظم باعتبار ولایت کے  
 ان پر مبنی کے چار قسم ہیں پہلے ظاہر و نص اور مفسر اور محکم ظاہر اسکو سمجھتے ہیں کہ اس کے مستعد اور  
 اسکی سامع کو ظاہر ہو جاوے بلا احتیاج غلبہ تامل کے اور نص وہ ہے کہ ظاہر پر علیا موقوف  
 کلام حکم کی وضاحت زیادہ ہو چکا اور مفسر وہ ہے جو نص پر بھی کچھ وضاحت دیا ہو مگر  
 اس طرح کہ احتمال تامل و تخیل سے دور ہو اور حکم وہ ہو کہ ماضی و حال کے احتمال



وخصیص و نسخ بھی باقی نہ رہے یہ دریافت ہوا تو مستحق ہوا کہ اس آیت اولیٰ یعنی ان خفتمہ آگے  
 نقل کیا بغیر التفسیر فوا احدہ انما ملکک لہما لکمہ از متسم ظاہر جو ثبوت ملکیت میں یعنی  
 رقیبت میں اور نص ہر نکاح ملکوکات میں اور اس آیت ثانیہ یعنی والخصیات منہم النساء اور انما ملکک  
 ایما لکم ظاہر جو ثبوت ملکیت میں اور مفسر جو از وطنی ملکوکات میں اس لیے کہ احتمال قبول  
 تخصیص نسبت بیان احادیث مذکورہ بالا کے منقطع ہو گیا قال آیت سوم اللہ تعالیٰ نے سورہ  
 میں فرمایا و من لکم کسب طعم منکم و طعمہ ان یکم للخصیات النعمیات لکم و طعمہ لکم ملکک  
 ایما لکم حصن کفایتا لکم ملکی حیوانات اور جو کوئی تم میں سے بخوبی مسعود نہ رکھتا ہو کہ مسلمان آزاد  
 عورتوں سے نکاح کرے تو جو عورتیں تمھارے اتھون کی ملکیت ہو چکی ہیں ان میں سے جو مسلمان کر یا  
 ہیں اور ان نکاح کے اقول یہ آیت بھی ظاہر جو ثبوت ملکیت اور رقیبت میں نص ہر نکاح  
 ملکوکات میں اور اس آیت میں بھی ملکوکات ایما لکم یہ حیوانات ثانیہ میں تھا اس کے یہ میں ملکہ جو اصل  
 مبتدا ہے کہ صلا و صلا و صلا یعنی الم یستطیع ان یمشی پس بموجب ضابطہ معررہ علم تجس کے بقا مذکور ہے  
 معنی غلگلو اسی سبب سے اور سکی خبر میں حمت فاکالانا جائز ہوا اور ہم او پر بیان کر چکے ہیں کہ جب  
 افعال ماضی بلفظ یا معنائیہ شرط و جزا میں واقع ہونگے تو معنی استقبال کے مفید ہونگے دیکھو کہ  
 سبب فعل لم باز مر کے معنی تھی ہو اور باوجود ماضی ہونیکے مفید معنی استقبال ہے چونکہ خود محمد صلی  
 اور سارے جبر بلفظ ماضی نہیں فرماتے پھر میں حیران ہوں کہ ملکوکات کو کیوں بلفظ ماضی کے ترجمہ  
 کرتے ہیں اور کیا وجہ ہے کہ جس طرح ہر ملک کے معنی ملکیت ہو چکا ہے میں گھڑتے ہیں اسی طرح ہر ملک  
 کے معنی مقدور نہ رکھ چکا ہے کیوں نہیں گھڑتے پھر اس سچائی اور ٹھیک سادہ سے جبکہ تفسیر  
 مقدورین است اصرار سے اختیار فرمایا تھا یہاں کیوں برگشتہ ہو گئے اور ملک ملک کے مترادف  
 اس سچائی کے جو کہ یہاں مراد لینے لگے اور ہر گاہ کہ اس آیت میں خود مجتہد و چرخی معنی مراد  
 لیے ہیں جو غیر سچ ہے کہ مقتدر میں لکھتے ہیں تو غالب ہو کر اے مقتدر میں جو کچھ نسبت نہیں  
 مقتدر کے معنی تفسیر کی ہو اس دل میں شرا کر تو یہ کہنے کے قال آیت چہارم و انما ملکک



ہاتھوں کی ملک ہو چکی ہیں اور نہیں ہے جنکو اللہ نے بنجھو دیا ہوا قول یہ آیت ملک میں اور مل سنا  
 ملکات میں غصہ ہر سبب کا فعل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ کسی طرح کی تاویل کی گنجائش باقی نہ  
 قال اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازدواج کے کوئی احکام  
 خاص نہیں تھے بلکہ جس طرح کہ عرب میں ازدواج کا دستور تھا اوی طرح پر ازدواج ہوا تھا قول  
 ضعیف نیز یہ کہ ایام جاہلیت میں جو جو کام عرب کرتے تھے سب منع اور نامشروع تھے بلکہ بعض  
 امور طریق انبیاء عرم کے اور فی نفسہ مستحسن تھے مثلاً نفقہ حج و عمرہ و رعایت حاج و عمارت  
 مسجد حرام اور عروت اور شجاعت اور اکرام و اطعام جہانان اور خیرات اور امثال ان کے اور بعض  
 امور جن میں جاہلیت تھے بعد جاری ہونے دین متین کے جناب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے رسوم جاہلیت کو یک لخت متروک کر دیا اور جو امور کہ منی براتباع انبیاء عرم کے  
 تھے انکو جاری رکھا اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے  
 کسی ایسے امر کے ہوتے ہوں جو محض منی بر رسم جاہلیت تھا اور نہ کسی ایسے امر کے کرنے کا  
 کیونکہ حکم دیا اور حقد رافعال اور اقوال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق  
 یہ عبادات و جواز و عدم جواز معاملات شرعیہ کے تھے سب ہو جب وحی کے تھے اور کس قدر  
 ایسا ہوا کہ از روی اجتہاد کے بھی کوئی حکم صادر فرمایا اگر کبھی اجتہاد میں کچھ خطا ہو جائے  
 وقت یا بہت جلد از روی وحی کے آگاہ کر دیا گیا پس یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا  
 قائم رہنے سے ہر آنہ معصوم تھے اور یہی حال ہے سب انبیاء عرم کا پس جو فعل مستحق  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہو خالی اس سے نہیں کہ یا صباح شرعی ہو یا تحب شرعی ہو یا وہا  
 یا فرض ہو اور ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا کہ کوئی فعل غیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منی بر رسم  
 جاہلیت کے ہو کیونکہ ہو سکتا ہو ایسے کہ انکی نسبت تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّكَ لَعَلَّ  
 خَلْقٌ عَظِيمٌ اور فرماتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ مُّبِينٌ اور  
 فَرَأَاهُمْ لَا يُلَاحِظُونَ وَاللَّهُ فَاحِقٌ لَّنَ الْاَلِهَ كَانِ عَلَيْهِ الْحِكْمُ وَانِعْمَ الْيُوسُفُ

إِلَيْكَ مِنْ نِكَاحٍ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُنِيرًا وَنَذِيرًا قَدْ جَاءَكَ  
 مِنَ اللَّهِ بِأَذْنٍ وَسِرٍّ جَامِعِينَ إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْآيَاتِ ظَاهِرٍ وَكَسْرٍ سِرٍّ كَمَا بَالِذَاتِ  
 رُشْنٍ أَوْ جَمَلَةٍ تَارِكِينَ كَارُشْنَ كَرْنَةً وَالْأَجْرَ عَمَلَتْ جَابِلِيَّتٍ كَاكُمُ سِرٍّ خُذُوا وَنُقِضَ السُّكْرُ  
 كَسْرٍ حَرِّ قَاتِلٍ يُوَسِّمُ بِسَمِّ مَحَالٍ بِرَّ كَيْفَ يَغْفِرُ صَلَاحُ عَلَيْهِ وَكَهْ وَسَلَمُ كَسْرٍ سَمِّ جَابِلِيَّتٍ كَالْأَجْرِ  
 يَا أَيُّهَا كَيْفَ كَوَاجِرَتِ دِينَ جَبَّ يَأْتِي مَحْتَقٍ هُوَ أَتَوِيهِ قَوْلُ مَصْنَعٍ كَاكُمُ سِرٍّ كَسْرٍ كَيْفَ عَرَبِيٍّ  
 أَوْ دَوَاجٍ كَاكُمُ سِرٍّ كَوَاجِرَتِ دِينَ جَبَّ يَأْتِي مَحْتَقٍ هُوَ أَتَوِيهِ قَوْلُ مَصْنَعٍ كَاكُمُ سِرٍّ كَسْرٍ  
 أَحْمَدُ عَرَبِيٍّ مِينَ نِكَاحٍ كَعْنُ دَسْتُورَتِهِ نَحْلُهُ أَوْ كَعْنُ دَسْتُورَتِهِ نَحْلُهُ أَنْبِيَاءُ عَرَبٍ كَاكُمُ  
 أَوْ نَوْرِيَّانِ أَوْ رُوحِي أَوْ مَحْتَقٍ كَالْمَحْتَقِ أَحْمَدُ أَوْ كَاكُمُ سِرٍّ صَلَاحُ عَلَيْهِ وَكَهْ وَسَلَمُ كَسْرٍ كَيْفَ عَرَبِيٍّ  
 هُوَ أَوْ سِرٍّ كَوَاجِرَتِ دِينَ جَبَّ يَأْتِي مَحْتَقٍ هُوَ أَتَوِيهِ قَوْلُ مَصْنَعٍ كَاكُمُ سِرٍّ كَسْرٍ  
 كَرُفَتٍ بِوَجِبِ رَحْمَةٍ كَعْنُ دَسْتُورَتِهِ نَحْلُهُ أَوْ كَعْنُ دَسْتُورَتِهِ نَحْلُهُ أَنْبِيَاءُ عَرَبٍ كَاكُمُ  
 لَرَنَ النِّكَاحِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ كَانَ أَرْبَعُ أَنْحَاءٍ فَكَاحٌ مِنْهَا نِكَاحُ النَّاسِ الْيَوْمِ يُخْتَلَبُ الْجَلَّ  
 إِلَى الرَّجُلِ وَلَيْتَ لَوْ أَنْتَبَهَ قَيْدُهَا ثَلَاثَةً نَحْلُهُ أَوْ كَعْنُ دَسْتُورَتِهِ نَحْلُهُ أَنْبِيَاءُ عَرَبٍ كَاكُمُ  
 طَهْرَتِ مِنْ طَهْرَتِهَا أَوْ سَلَى إِلَى فَلَانٍ فَاسْتَبْضَعِي مِنْهُ وَبَعِثْهَا زَوْجَهَا وَلَا يَمْسُهَا  
 أَبَدًا حَتَّى تَبِينَ حَمْلُهَا مِنْ ذَلِكَ الرَّجُلِ الَّذِي اسْتَبْضَعَتْهُ فَإِذَا تَبَيَّنَ حَمْلُهَا أَصَابَهَا  
 زَوْجُهَا إِنْ أَجَبَ فَإِنَّمَا يَفْعَلُ ذَلِكَ رَغْبَةً فِي نِكَاحِهَا وَلَوْ كَانَ هَذَا النِّكَاحُ نَحْلُهُ  
 الْإِسْتِبْضَاعُ وَنِكَاحٌ آخَرُ يُخْتَلَبُ الرُّهُطُ مَا دُونَ الْعَشْرِ فَيَدْخُلُونَ عَلَى الْمَرْءَةِ كُلَّهُمْ  
 يَصِيبُهَا فَإِذَا حَمَلَتْ وَمَرَّتْ عَلَيْهَا لِيَالِي بَعْدَ أَنْ تَضَعُ حَمْلَهَا أَوْ سَلَى إِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ  
 رَجُلٌ مِنْهُمْ أَنْ يَمْتَنِعَ حَتَّى يَخْتَبِعَ عَنْهَا تَقُولُ لَهُمْ قَدْ عَرَفْتُمُ الَّذِي كَانَ مِنْ  
 أَمْرِكُمْ وَقَدْ وَلَدَتْ فَهِيَ بِنَاكِ يَا فَلَانُ لَسِمِي مِنْ أَجْلِ بِنَاكِ فَلْيُحَقِّقْ بَنُو وَلَدِهَا  
 لَا يَسْتَطِيعُ أَنْ يَمْتَنِعَ مِنَ الرَّجُلِ وَالنِّكَاحُ الرَّابِعُ يُخْتَلَبُ النَّاسُ الْكَثِيرُ فَيَدْخُلُونَ عَلَى  
 الْمَرْءَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِنْ جَاءِهَا وَعَنِ الْبَغَايَا يَنْصَبُ عَلَى أَبْوَابِهَا وَيَأْتِي تَكُونُ عَلَمًا

فہم ارادہ من دخل من فاذا حملت احدہن ووضعت حملہا جمعوا لہا وخرجوا  
 القاذر ثم الحقوا ولہا بالذی یرون فالتا طہ ورجی ابدہ لا یمتنع من ذلک  
 فلما اجبت عہدا صلیعہ الحق ہدم نکاح الجاہلیۃ کلہ لانکاح الناس یوم  
 نکاح زمانہ جاہلیت میں چار قسم کا تھا ایک وہ جس سے یہ تھا جواباً دیوں کا ہر پیغام کرتا تھا  
 ایک آدمی دوسری سے اوکی ولید یا بیٹی کا پس ہر ادا کرتا تھا اوسکا پھر نکاح میں لانا تھا اوکی  
 اور ایک تو ہم الکلی تھا کہ عورت حیض سے طاری ہوتی تھی تو اوسکا شوہر کہتا تھا اوسے کہ فلا نے  
 شخص کو بلا بھیج پھر اوس سے مباشرت کر اور کنارہ کرتا تھا اوس سے خاوند اوسکا اور نہ مباشرت  
 کرتا تھا اوس سے ہر گرجب تک کہ ظاہر ہو جاتا تھا حاصل اوسکا اوس کے آدمی سے اور ایسا کرتا تھا  
 واسطے رغبت کے بنامت ولد میں اور تھا یہ نکاح نکاح استیضاع اور ایک اور نکاح تھا کہ جمع ہوتے  
 تھے آدمی و س کے کم اور ایک عورت پر داخل ہوتے تھے اور سب اپنے مطلب کو پونچتے تھے  
 اوس کے پس جب وہ حاملہ ہوئی اور وضع حمل کیا اور بعد وضع حمل کے کچھ راتیں گزریں  
 تو اوس نے اون سب کو بلا بھیجا پس کوئی اون میں سے باز نہیں رہ سکتا تھا آٹھ جب سب اوس  
 عورت کے پاس جمع ہو جاتے تھے تو کہتی تھی وہ کہ تحقیق جانتے ہیں اپنا کام اتنی تحقیق جانتی ہوئی  
 پس یہ مولود بیٹا تیرا ہے فلاں شخص نام لے دیتی تھی وہ جسکو پسند کرتی تھی پس لاحق  
 ہو جاتا تھا اوسی شخص سے بچہ اوسکا نہیں طاقت رکھتا تھا و آدمی کہ اوس بچے کے احسان  
 کرتے سے باز ہو اور نکاح چوتھا یہ تھا کہ جمع ہوتے تھے بہت آدمی اور داخل ہوتے تھے  
 عورت پر نہیں بچتی تھی وہ اوس سے جو اسکے پاس آتا تھا اور ایسی عورتیں زانیہ ہوتی تھیں  
 قائم کرتی تھیں اپنے دروازہ پر جھنڈے کہ وہ اونکی علامت اور نشان ہوتے تھے  
 پس جس نے قصد کیا وہ اوپر داخل ہوا جب حاملہ ہوئی اون میں سے کوئی اور وضع حمل کیا  
 تو سب جمع ہوئے اور بلا یا قیافہ والوں کو پھر لاحق کر دیا قیافہ والوں نے اوسکے بچے کو  
 جس سے اونکو نظر پڑا پس مل گیا وہ اوسکے ساتھ اور کھلا گیا اوسکا بیٹا وہ باز نہیں



اور ہر ایک نام فی جو دیکھو صحاح جو ہر ہی وہ لکھا ہو کہ القمی الخراج والغنیۃ یعنی فی کے معنی یہ  
خراج اور غنیمت تاہم موس القمی الغنیۃ والخراج فئت الغنیۃ واستغاثت واثابھا اللہ علیہ  
یعنی فی کے معنی ہیں غنیمت اور خراج کہتے ہیں فئت الغنیۃ واستغاثت واثابھا اللہ علیہ  
صرح فی خراج وغنیمت انما غنیمت وادون یقال انا اللہ علی المسلمین مال الکفار منہ  
قوله تعالیٰ وما انا اللہ علی رسولہ من اهل القری واستغاثت هذا المال ای اخذت  
کیا نبی مجتہد و ہر صاحب ما انا اللہ علی رسولہ من اهل القری کے معنی یہ سمجھ رہے ہیں کہ  
مختصہ صبرا اللہ اپنے رسول پر اہل القری سے کیا خراج کے نزدیک وہ مال فی جو نبی انصہر کے اصول  
سے آیا تھا انھوں نے بطور تحفہ کے بھیجا تھا کیا آپ کے نزدیک اونپر لشکر کشی نہیں ہوئی تھی جیسا کہ  
ہر کسیے مجتہد کے مال پر مشہور مسئلہ اصول کا ہو کہ الجتہد یخطی ویصیب یعنی مجتہد خطا بھی کرے گا  
اور صواب بھی پونچھتا ہے آپ عجیب مجتہد ہیں کہ نصیب سے توبہ نصیب ہیں محض صدق خطی  
ہونیکے واسطے اپنے تئیں مجتہد ٹھہرا رہے آپ کے اجتہاد سے تو غلطی کی تقلید ہی نہ ارادہ ہوا  
بہتر تو یہ ہے کہ نہ ہر شخص تو خند و گناہ بگاری ما و امرکم الی اللہ پھر یاد رکھیے اس بات کو  
کہ مقوقس بادشاہ مصر نصرانی تھا اور حکم توریت مقدس رقیبت ممنوع نہیں بلکہ جواز اور سکا  
منصوص ہے اور سکا بھیجنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول کر لینا اور اونکو سیر نہانا  
موجبہ رسم عرب کے تھا بلکہ مطابق وحی اور طریقہ بارہم عزم اور طریقہ دیگر انبیاء سے سابقین  
علیہم السلام تھا آپ کا یہ طعن کسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مانع نہیں ہو سکتا قال  
اس آیت میں خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ حَتَّىٰ اَنۡفَاۡءُ اللّٰهِ صٰلِحٰتُکَ تَوَاسِعُ  
ظاہر ہوتا ہے کہ اوس تصرف کو بھی خدا نے درست رکھا اقول چونکہ وہ تصرف متفرع  
ملکیت پر ہے تو جب اوس تصرف کو خدا تعالیٰ نے جائز رکھا تو حکم پر یہ نہ ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ نے  
ملکیت اور رقیبت کو درست رکھا اور جب خدا تعالیٰ نے اوسکو جائز رکھا تو پھر کسی مجال  
کہ اوسکو ناجائز کر دے اور چونکہ مجتہد عصر یہاں خود مقرر ہیں کہ خدا نے بھی تسری جائز ہے

تودہ تشری با تباع رسم عرب کہان باقی رہی تو بموجب حکم تشریحی کے منجملہ شریعات کے ہو گئی  
 نہ داخل سمیات قال اس کے بعد مطلقاً ازدواج کو منع کر دیا پس اس آیت سے بھی کسی طرح  
 رقیق مستقبلہ کا ثبوت نہیں ہوتا اقول مگر رقیق کو پھر بھی جائز رکھا دیکھو جس آیت میں  
 ازدواج آئندہ کی ممانعت ہو اور میں حلال ہونے کی نیز کون کا حکم منصوص ہو لا یصل لک  
 النساء من بعد و لا ان تبدلن من اولیاء کائنات ان تبدلن من اولیاء کائنات ان تبدلن من اولیاء کائنات  
 منکم ان تبدلن من اولیاء کائنات ان تبدلن من اولیاء کائنات ان تبدلن من اولیاء کائنات  
 اگرچہ پسند آیا ہو تب کو اولیاء کائنات میں وہ عورتیں جن کا مالک ہو اور جو ہاتھ تیرا پس  
 اس آیت سے اگرچہ ممانعت نکل جہ یہ ثابت ہوئی مگر استدانت حلال ہونے کی نیز کون  
 اور استدانت ملکیت و رقیق میں زمان آئندہ میں بھی مثل زمان گذشتہ کے کچھ فرق  
 نہیں آیا اور چونکہ یہ آیت منسوخ نہیں پس ثبوت استدانت رقیق میں تا روز قیامت  
 کسی طرح کا شک و شبہ نہیں اور یہ جو کہتے ہیں کہ کی طرح رقیق مستقبلہ کا ثبوت نہیں ہوتا  
 یہ بھی غلط ہے چنانچہ بحث اسکی مفصل آویگی قال بعض لوگ انار کے معنی غنیمت یعنی لڑائی  
 کی لوٹ کے کہتے ہیں اور اسپر یہ دلیل لاتے ہیں کہ لڑائی میں لوٹ کے وقت جو عورتیں  
 ہاتھ دین وہ لونڈیاں ہو جاتی ہیں اقول ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ فی لغت عرب  
 میں یہ معنی غنیمت ہو اور غنیمت عام ہو کہ بعد وقوع قتال کے ہاتھ آئے یا بعد فوج کشی کے  
 کو فاراہل اسلام کے عرب بغیر وقوع جنگ و جہاد کے چھوڑ کر جگہ جا دین اور لڑائی  
 ہات آوے صحیح بخاری میں علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہو قال کانت لی شرافت من بغی من  
 الغنم یوم بدو کان البنی صلح عطانی ما انا و الله علیه من الغنم یوم بدو کان  
 دیکھو غنیمت بدر پر اطلاق لفظ فی کلام فصیح نصحا عرب اور اعلم الناس میں موجود ہے  
 دوسری حدیث بخاری میں انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اننا سنا من الانصار قال رسول اللہ  
 صلعم حین افاہ اللہ علی رسول اللہ صلعم من اموال حوازن احدیث دیکھو





اور نبی قریظہ اور خیبر کے نازل ہوئی ہو تو ہر آیت سورہ برآہ فَاَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ  
 وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوا حُظْرَهُمْ وَقُتْلُوا قُلُوبَهُمْ كُلُّ مَوْصِيٍّ سِوَا  
 فعل صاحب وحی علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو بد نسبت سب یا نبی قریظہ اور خیبر کے ظہور میں آیا  
 منسوخ ہو گئی اور اگر بعد ان واقعات کے نازل ہوئی ہو تو واقعات مذکورہ کی نسبت جو  
 قول علماء کا کہیں سطح پر حمل اعتراض نہیں کیونکہ ہر گاہ آیت مذکورہ تا وقوع واقعات مذکورہ  
 نازل ہی نہیں ہوئی تھی تا وہ کسی بنا پر یہ بات بد نسبت واقعات مذکورہ کہتے کہ لڑائی کے  
 قیدیوں کی نسبت خاص حکم آچکا ہو صحیح خطا ہو صرف یہ امر باقی رہا کہ آیت مذکورہ ناسخ آیات  
 سورہ براءۃ اور اقوال اور افعال رسول احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو سکتی ہے نہیں  
 ہو سکتی بھٹ منقریب آدگی انتہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ انا کے معنی لڑائی کے  
 لڑائی کی نہیں ہیں بلکہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دین وہ فی ہر قول یہ قول صنف کا  
 سر غلط ہو اور خلاف لغت اور خلاف قرآن ہو انا اللہ علی رسولہ کے یہ معنی سیطرہ خیبر میں  
 ہو سکتے کہ جو کافر و کفار نے رسول کو انار کے معنی از روئے لغت ہم ثابت کر چکے  
 ہیں کہ غنیمت دینے کے ہیں پس وہ کون ہو کہ انا اللہ کے معنی یہ کھے غنیمت دہی کفار نے بلکہ  
 صاف و صریح یہ معنی ہیں کہ خدا نے غنیمت دہی صحیح بخاری میں روایت ہو عن عثمان قال کان  
 اموال بنی النضیر قدام اللہ علی رسولہ تھا مال بنی النضیر کا اس قسم کا کہ فی کیا تھا اللہ  
 نے اپنے رسول پر فرمائیے خواب معتبد صاحب کیا بنی النضیر نے اپنا مال خود حضرت صلعم کو  
 دیا تھا قال خیابہ بجا الانوار میں لکھا ہے کہ الفقیہ ما حصل المسلمین من اموال  
 الکفار من غیر حرب ولا جہاد واصلہ الرجوع فی وہ خیبر و جو کافروں کے مال  
 سے بغیر لڑائی کے اور بغیر جہاد کے مسلمانوں کے ہاتھ آئے اقول سند ابی اچھے دیا کو  
 باطلان تمام باطل کرتی ہو اپنے فقی کے معنی لڑ ہے تھے کہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دین وہ فی  
 ہو اور سند سے یہ ظاہر ہو کہ جو کچھ اموال کفار سے بغیر جنگ و جہاد کے ہاتھ آئے وہ فقی ہو

آپ ہی انصاف کیجئے کہ کجا کفار دین اور کجا اہل آست و دونوں میں بہت فرق ہو کہ معنی ثانی  
متبادل ہیں غنائم کو نہ معنی اول سے مجتہد کو در لزوم و تقابلیہ فرستے مگر اجتماع و اجتماع  
تقدی لازم آمد بگیمان اور یہ جو سبب الاراؤر میں ہو کہ من غیر حرب و جہاد و سبب معنی دہا  
ہیں جو پہننے اور لکھنے میں یہاں مجتہد حضرت یہ الفاظ سبب الاراؤر کے (واصلہ الرجوع)  
نقل تفسیر مگر ترجمہ اس کا چھوڑ گئے کہ یہ الفاظ تقریر آئندہ مجتہد کی خبر پیر سے ہلاک خاک کے برابر کیے  
دیتے ہیں قال التبع کبھی بھی مجاز غنیمت کے مال پر بھی فی کا اطلاق ہو جاتا ہو مگر جبکہ اصلی  
معنی بالکل صحیح اور درست اور مطابق واقع کے ہوں تو مجازی معنی کے اختیار کرنے کے کوئی ڈ  
نہیں ہو انتہی اقول اس تقریر سے مجتہد حضرت کے بہت صاف ظاہر ہوا کہ جناب مجتہد صاحب  
بحث حقیقت و مجاز کے کوچہ سے محض ناواقف ہیں سو ہم اونکو آگاہ کرتے ہیں کہ لفظ فی  
کلام عرب میں بمعنی رجوع اور سراج و غنیمت اور سایہ آفتاب اور اور چند معنی کے آیا ہے کلام سے  
صاحب مجمع بکار اور بعض اور علما کے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ لفظ از قسم الفاظ  
نہیں بلکہ حقیقتہ بمعنی رجوع اور دیگر معانی میں متعول ہو اور یہی مطلب ہو اس کلمہ یا سبب الاراؤر کا  
کہ اصل الرجوع یعنی اصل میں یہ کلمہ موضوع ہو واسطے مضموم رجوع کے اور دیگر معانی میں متعول ہو  
مگر مجتہد صاحب اس کو بسبب ناواقفی علوم عربیہ کچھ بھی نہیں سمجھے اور اگر سمجھ تو خدا کا کیا غلط  
سمجھے اور جب خود عبارت مستندہ مجتہد صاحب سے ظاہر ہو کہ اصلی معنی فی کے رجوع میں  
تو یہ فرماؤں گا کہ جبکہ اصلی معنی بالکل صحیح و درست اور مطابق واقع کے ہوں تو مجازی  
معنی اختیار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے قابل تامل و ظاہر ہو کہ اصلی معنی یعنی مضموم صحیح  
کے طرح درست نہیں ہو سکتا اور اگر کسی ہیرہیرے سے اس کو سمجھتا اور یہ یہ مجتہد صاحب مجمل  
کے نیچے تو اس سے بہتر طریق پر برامات مناسب حقیقت و مجاز کے ہم اس کو غنیمت پر متعول  
کر سکتے ہیں اور اگر معنی اصلی سو رجوع کے اور کچھ سمجھ رہے ہیں تو یہ اونکی نا فہمی ہے قال  
علامہ اسکے تمام آیت میں ان موجودہ عورتوں کی نسبت احکام ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کے

پاس موجود تین اور انار دونوں ماضی کے صیغہ ہیں پھر اس کی کیفیت مستقبل پر کیونکہ  
استدلال ہو سکتا ہے اور قول ہم کب کچھ ہیں کہ یہاں صیغہ ماضی نہیں ہے اور ہم کب کہتے ہیں  
کہ جو تین ہیں کہ آئندہ ان کی ملکیت متوقع ہو اور اسے حال میں مباشرت درست ہے اور ہم بھی یہی  
نکلتے ہیں کہ زبان مباشرت سے جو زمانہ ماضی متعادل ہے اور تین بتیق ملکیت کا نہ ہو اور دلیل  
ہماری بہت مان ہو کہ آید سورہ معارج وَالَّذِينَ هُمْ يُعْرَضُونَ هَاجِرًا فِطْرًا لَّسْ  
عَلَىٰ آثَرِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ غَيْرُ مَسْئُولِينَ فَمَنْ جَعَلَ يَمِينًا وَكَانَ لَدَيْكَ عَاقِلٌ  
هُمُ الْعَادُونَ ؕ اٰیہ ۱۷ کہ میں قبل از حجت نازل ہوئی اس لیے کہ سورہ معارج کل کیسے ہے  
اس آیت میں تفسیر جو اس کی کہ باحت رفع حفظ فرج مقصور ہے اور باز واج اور ملوک کا کہ سوال لگے  
جو کوئی مخالفت نہ کر گیا تو وہ حکم اور لنگ ہم العادون اور حکم قصر لگایا گیا کہ گارہوگا پس اگر کسی  
ملکت ایمانہم کے یہ ہو وین کہ جبکہ ملک ہو چکے ہیں روز نزول آیت تک تو جس قدر تفسیری  
اہل اسلام میں بعد اس کے دینے میں ع و م پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اعلان و اجازت پیغمبر کے  
واقع ہوئی اور جو تفسیری کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کی جس کے مصنف بھی معترف ہیں  
بحکم قصر الا اور اول لنگ ہم العادون کے ناجائز ہووے اور الزام ارتکاب زنا کا اکثر  
اصحاب کرام ملایہ و پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عائد ہو و و اخبار مجتہد صاحب کیا خوب تائید  
اسلام کی کہ ایک مسئلہ فروعی کے ضمن میں اصول اسلام کے ہر ڈھانچے کی تدبیر ربانی  
اَنْظُرْ كَيْفَ خُصَّ نَبِيُّكَ الْكَامِلُ كَمَثَلِ فَضْلِكَ اَفَلَا كَيْسَ تَحْطِیْ بِمَعْنَى سَبِّیْكَ اَلَمْ تَعْظُمْ

گفت پیغمبر عداوت از خود  
دشمن و نایب از نادان دوست  
الفر من بخراوان معانی کے

عاجل کر معرفت باہر زبان  
و جستی با مردم و ناکوست  
بی کسی بہتر عشوہ ناکسان

عاقل ارد معرفت را در میان  
بہتر از مہری کہ از باہل رسد  
ہمچو نام و دان مراعات خمان

جنگو منے اور بیان کیا یعنی مجھ اس امر کے کہ حقوق ملکیت کا زمانہ ماضی متعادل زمانہ مباشرت  
میں پہنچا ہے اور کوئی معنی ملکیت ایمانہم اور ملکیت سبب کی جو بھی نہیں سکتی نہ یہ کہ یہاں

مجتہد صاحبؒ بآگاہانہ جو میں اونظار اسکے کلام عرب خصوصاً کلام الصمدین در باب احکام اور  
 و نواہی بہت ہیں لاکھوں کلمات آگاہانہ اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ نہ نکاح کرو اور نہ جسے نکاح  
 کرے بلکہ میں باب تمہارے اگر یہ معنی ہوں بعد نزول اس آیت کے جسے بآگاہانہ نکاح کیا بیٹوں کو  
 اور نکاح کرنا بآگاہانہ نفس و اہل منہ و کلبہ وہی معنی ہیں کہ تمہارے نکاح سے پیشتر کے زمانہ میں افسوس  
 تمہارے آگاہانہ کیا ہو کہ اکل انفسکم کان ناکلاً من بیوتکم الی تولد تعالیٰ ان ما  
 ملککم معافۃ الایہ دیکھو یہاں بھی صیغہ ماضی ہی کا ہوا اور اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مالک ہو کر  
 تم بعد نزول اس آیت کما فی اللہ معنات الذین امنوا باللہ و رسوله الامارہ اسکے یہ معنی  
 نہیں ہیں کہ زمین نہ ہی ہیں جو ایمان لایا ہے میں انداز اسکے رسول بعد نزول اس آیت تک کہ کثیر ہوں کہ احکم  
 اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ زمین جہنم جیسے ہر ایک کو جو حکم دے اور بعد نزول اس آیت تک کہ کثیر ہوں کہ احکم  
 نہیں ہیں کہ حکم اور نیکو شاہدین کے ہر ایک کو جو حکم دے اور بعد نزول اس آیت تک کہ کثیر ہوں کہ احکم  
 اللہ احکم و حکم الذین یزیدو ما اھل لغیر اللہ و الحقۃ و لکن فی الذلۃ و الذلۃ و ما اکل المسبغ  
 الا کما ذکرت الایہ دیکھو یہاں کئے صیغہ ماضی کے ہیں اور حکم زمانہ ماضی ہی پر مقصور نہیں ہے بلکہ  
 حال و مستقبل کو بھی شامل ہر حکم و امر غنیمت و صلاہ کا یہاں الایہ غنیمت و صلاہ زمانہ ماضی ہی کے ساتھ  
 مخصوص نہیں و ہذا امر و ہذا یمضون انفاق مرزوق ماضی ہی پر مقصور نہیں انفقوا  
 عما یرزقنا ہم کا بھی یہی حال ہے علیٰ ہذا القیاس بہت آیات ملکہ جملہ آیات احکام میں اس طرح پر  
 صیغہ ماضی کا واقع ہوا ہے وہاں سے دعوے کی دلیل ہیں اور اس کے گہری ہوسے معنی کی تکذیب کرتے  
 ہیں اور کلام محض نظام اور بلا فصاحت کے کلام میں بھی دیکھو ہر جہاں حکم صیغہ کسی وصف پر ہوتا ہے  
 اور وہ وصف متیقن الوقوع جمیع ازمینہ میں ہوتا ہے تو بیشتر اس کو صیغہ ماضی کی تفسیر کیا جاتا ہے اور اس کی  
 معترف ہیں کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی ہر ایک آیت سے نہایت شکیہ ہے  
 اور دستی پر چلنے کا یہی اس بات کو بیان کیوں نہیں مودود رکھتے ہیں یہ قول آپ کا اس آیت سے  
 رقیب مستقبل پر کہ جو کہ استدلال ہو سکتا ہے بالبعد یہ باطل ہے اور جس طرح پر لاکھوں کلمات آگاہانہ

اور مَمْلُکَتُہُ مَعًا حَتَّٰہُ اور اور اتیوں کا آئندہ کے اور پر استدلال ہو سکتا ہے ایسا ہی اس کی بات سے بھی استدلال ہو سکتا ہے اور بہت سی بات رہی کہ آیت اَمَّا مَنَّا اَقْبَلُہُ وَاَمَّا اَقْبَلُہُ سے یہ بات منسوخ ہو گئی ہے یا نہیں سو اس کی بحث عنقریب آوے گی ان شاء اللہ تعالیٰ **قال** آیت میں نیز **وَمِمَّا مَلَکَتْ** سورہ احزاب میں فرمایا کہ **قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْکُمْ فِیْ اَزْوَاجِہُمْ وَمَا مَلَکَتْ** اَیْمَانُہُمْ مِمَّا مَعْلُومٌ ہے جو کچھ مقرر کر دیا ہے مسلمانوں پر ان کی جو زوجہ کی بات میں اور ان کے با میں جس کے مالک ان کے ہاتھ ہو چکے ہیں **اقول** یہ آیت نص ہے مقرر کر دینے حق ازواج اور حق ملکات میں اور ظاہر ہے اس امر میں کہ ازواج غیر ملکات رہا نہ ہم کے ہیں کیونکہ معطون بظاہر غیر معطون علیہ ہوا چاہیے اور ثبوت ملک میں میں کیونکہ اگر ملک میں معدوم ہوتے یا منع ہوتے تو ان کے حقوق شرعیہ بھی معدوم اور ممنوع ہوتے نہ یہ کہ خدا کی طرف سے حقوق ان کے مسلمانوں پر فرض کیے جاتے **قال** آیت چہ اگر دہم خدا تعالیٰ نے فرمایا **لَا یَحِلُّ لَکَ النِّسَاءُ مِمَّنْ بَعْدَہَا اَنْ تَبْکَلَ لَیْسَ مِنْ اَزْوَاجِکَ** **قَالَ** **اَنْ تَبْکَلَ** **حُسْنُہُنَّ** **اَلَا** **مَا مَلَکَتْ** **یَمَیْنُکَ** **نہیں** **حلال** **ہیں** **تجھ کو عورتیں** **اس کے بعد اور نہ یہ کہ** **ان** **جو روکن کے بلے** **اور جو روکن کرے** **اگر چاہو** **نکاح حسن** **تجھ کو اچھا لگتا ہو** **گروہ** **جس کے** **مالک** **تیرے ہاتھ ہو چکے ہیں** **اقول** یہ آیت مل مالکت میں نص ہے اور ظاہر ہے ملکیت میں میں **قال** یہ آیت اور اس کے پہلے آیت حسین تحدید ازواج ہے وہ نون کا مطلب واحد ہے **اقول** کسی غلطی ناخوش ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ متہد عصر ایک حرف بھی قرآن کا نہیں سمجھتے اور زبان عربی سے کچھ بھی واقف نہیں پہلی آیت یہ ہے **وَآلِہَا النَّبِیُّ لَآ اَحْلَنَّا لَکَ اَزْوَاجَکَ السَّیِّئَاتِ اَمَّیْنَ اَجْنَزَہُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمَیْنُکَ حَتَّٰ اَفَاءَ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَبَنَاتِ عَمَّکَ وَبَنَاتِ عَمَّیْکَ وَابْنَتِ خَالَکَ وَابْنَتِ خَالَکَ السَّیِّئَاتِ مَا حَبَرْنَا مَعَّکَ وَامْرَاۃً مِّنْہَا اِنْ قَامَتْ نَفْسُہَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْکِحَہَا خَالَعَہُ لَکَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنِیْنٌ** **ای** **نبی** **نے** **ملا** **کے** **تجھ کے لیے**

بی بیان تیری جسکے دیر پہ پہن تو نے حور اور حلال کہیں نہ دے دو عورتیں جنکا مالک ہوا ہر بات تیرا زین  
 سے کہ خدا نے بطور فی کے تنگ کردین ہیں اور حلال کہیں چپا کی بیٹیاں اور چھو پیلی کی بیٹیاں اور پیر  
 مامون اور خالاک کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی اور حلال کی بیٹے وہ عورت ہوسل  
 ہو کر بننے اپنی تین بیٹیوں کو اگر ارادہ کرے پیغمبر اور سکون کھانے کا خاص کر واسطے تیرے سوا اور  
 مسلمان کے دیکھو اس میں جو بیٹیاں کہ نکاح میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موجود تھیں وہ حلال  
 ان کے سوا ملکات بھی حلال تھیں ملکات میں قید نہیں ہو کر اور سوقت حضرت کی صریح  
 جس طرح ہزاروں میں قیدی اور ان کے سوا چپا کی بیٹیاں اور چھو بھی کی بیٹیاں اور خالاک کی بیٹیاں  
 اور مامون کی بیٹیاں جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی ہو وہ بھی حلال  
 اور ان کے سوا وہ عورت بھی حلال تھی جو بلا مہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نکاح کرنا  
 چاہی اگر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ان کے ساتھ نکاح منظور ہو فقط اور اس آیت میں  
 سب عورت اتنے مسجودہ اور عورت حلال تھیں اور تبدیل بھی حلال تھیں یعنی اون میں سے  
 ایک کو طلاق دیکر سب اس کے دوسری نکاح میں لاوین اور اس طرح ہر نصاب سے میں کچھ نہاتی  
 منو و تو یہ بھی درست نہیں کلمۃ النساء عام ہو کلمۃ بعد ظرف ہو مقطوع الاضافۃ اسی جیسے بنی  
 علی الضم اور ضامن الیہ حسب قاعدۃ لغویہ کے محمد و ہر ولایت کرتی ہو اور سپہ خیمہ محمدرسل  
 پرچم کی کہ مرجع اسکا بخرنار سے موجودہ عام نسا یعنی مشکوعات سے موجودہ اور غیر مشکوعات  
 ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ تبدیل غیر مشکوعات کے باغیر مشکوعات معنی محض ہو اور ہر چند کہ تبدیل  
 مستلزم نکاح عورت غیر موجودہ کا سوا اتنے موجودہ ہو کہ کلام لایکل او سکوبھی متادل ہو یا دو  
 بظاہر جملہ لائق تبدیل ہیں نہ ان عواکب سب کافی ہو لایکل تک ان کے کچھ فائدہ نہیں معلوم  
 ہوتا لیکن ان سے اہل سے واضح ہو کہ جہاد مذکور ہوا زمین اسلئے کہ جب تقدیر رضوان الیہ (التشع) ہو  
 تو غنی جہاد اولی کہ یہ میں کہ زمین حلال ہیں تنگ عورتیں جہاد ان نو کے پس جہاد سے ظاہر ہوا کہ  
 انصاب ازواج جس طرح پر ہمارا حق میں چار میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تو زمین

مگر بجا عدو کے یہ احتمال قوی باقی رہا کہ جس طرح پرہیزگاری کے سبب اس قید کے ساتھ کچھ عورت  
 موجودہ پارسین زیادہ نوجوان ہیں جائز ہو نہیں سکتے اور علیہ واکہ وسلم کو بھی تبدیل ازواج اس قید کے  
 ساتھ تو سے زیادہ نوجوان ہیں جائز ہو اس احتمال کے قطع کر نیکی واسطے جائزہ ولا ان تبدل  
 بھن من ازواج لایا گیا پس ظاہر ہوا کہ حملہ مذکورہ خشو زائد نہیں بلکہ بغیر معنی جدید ہو کہ حملہ  
 اولی سے حاصل تھے اور چونکہ بجز تقدیر تسع اور سب تقدیروں پر جمائے نہیں خشو زائد ہوا جاتا ہوا اور  
 کلام مخبر نظام اس قسم کے خشو اظہار سے محفوظ ہی بلکہ عیسائی و بیان کے نزدیک یہ مسئلہ مسلم ہو  
 کہ الَّتَا سِیْنُیْسُ اَوَّلٰی مِّنَ التَّاكِیْدِ یعنی افادہ معنی جدید کا ہر تورا یہ ہے اور جب کوئی لفظ  
 محتمل تائید اور سببیں یعنی افادہ معنی جدید کا ہوتا ہو تو اس کو دمی محمول اور پارسین ہی کے کرتے ہیں پس  
 بجا بجا قرآن یہ بات واجب ہوئی کہ بجز لفظ التسع کے مضاف الیہ طرف کا اور کچھ تقدیر کیا جاوے  
 غرض کہ جب دونوں قرینہ قوی باہر دلالت کرتے ہیں کہ مضاف الیہ طرف کا کلمہ (التسع) ہوا و بات  
 استثناء ہی نہ اسے تو اب ہم یہ کہتے ہیں کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہیں حلال تبکو عورتیں لعدن  
 تو سے کے اور نہ یہ کہ سب تو ان نو سے اور ادا وراج کو اگر چہ پسند آیا ہو تبکو ان کا حسن مگر حلال نہیں  
 وہ جتنا ادا ہو یا تھو تیرا پس نہ اسے موجودہ تو بسبب قید من لعدن کے حکم لایحل سے محفوظ  
 رہیں اور حکم عدم تبدیل مخصوص ہوا ازواج تسعہ موجودہ کے ساتھ اور کثیرین بسبب استثناء کے  
 حکم لایحل سے اور بسبب خصوصیت ازواج کے حکم ولا ان تبدل کا ہر ہین جب یہ امور ہیں  
 تو اب ہم کہتے ہیں کہ آیت اولے یعنی يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ الایہ میں نہ موجودہ  
 اور ملوکات میں اور سوا او کے اور عورت بھی جن کا بیان آئے مذکورہ میں ہر سبب حلال تھیں  
 آیت ثانیہ میں بجز سارے ملوکات اور ملوکات میں کے باقی سب حرام ہو گئیں آیت اولے میں وہاں  
 تحت أَحْلَلْنَا لَكَ داخل تھیں اس آیت میں تحت لایحل لک میں داخل ہو گئیں کہ تعجب ہے  
 کہ محدثہ مصرغنی و انجات یعنی احللتا اور لایحل کو مضمون واحد تصور فرماتے ہیں حالانکہ مضمون  
 دونوں متین ہیں تو بہ نسبت چند صنعت کے ایجاب و سلب کا فرق ہو قال اس آیت کے



ابتدائیں سلطاناً عورتوں کو حلال سمجھنے سے منع فرمایا تھا اقول بیشک کلمۃ النساء عام ہے ایسے کو جمع  
 معرف بالام ہو مگر امتنا اور بھی آپ کو لکھنا لازم تھا کہ قید میں بعد سے منکومات موجودہ حکم منع  
 نہیں قال مگر الاملاکت کھنے سے وہ عورتیں سنتے ہو گئیں جن کا بیان پہلی آیت میں ہوا  
 ایسے کہ مملکت میں ایک اوس ملکیت کو بھی شامل ہو جو یہ سبب نخل کا تھا آقا ﷺ علیہ السلام کے  
 مصل ہوئی ہوا اقول اول تو یہ بات غلط محض ہے کہ ملک میں ملک نخل کو بھی شامل ہے  
 کبہم اور ثابت کر چکے ہیں کہ دونوں باہم شباب میں ہیں نیا آیت سابقہ میں نخل ساتھ نبذ اعمام  
 اور نباتات خالات اور احوال اور دیگر چند صنف کے جائز تھا وہ مملکت کھنے سے کس طرح پرستنی  
 ہو گئیں اور نیز تو کلمۃ مملکت کسی طرح پر صادق نہیں آتا خود سے ملوک تھیں نہ فی الحال نخل میں  
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھیں پھر وہ کس طرح پرستتے ہو گئیں قال پس آیت معنی  
 یہ ہے لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدِهَا أَنْ تَبْذُلَ بِعَتْنِ مِنْ زَوْجٍ وَكَانَ فِجْجَكَ  
 حُسْنُهُنَّ إِلَّا أَنْ زَوَّجَكَ بِهِنَّ أَنْتَ أُجُودَهُنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ  
 تَحَا آقَاءُ اللَّهِ عَلَيْكَ اقول لا رد الله عليك ضالبتك كيف تلوي لسانك  
 يكلمك تريد ما على كتاب الله ليحسب الناس من الكتاب وما هي  
 من الكتاب فتقول على الله مالم ينزل به سلطاناً وابتدل من تلقاء  
 نفسك ما لم يسطع الرسول صلعم ان يبدل له كما قال تعالى قُلْ مَا يَكُونُ لِي  
 أَنْ أُنَبِّئَكُمْ مِنْ تَلْقَاءِ نَفْسِي إِنَّ الْفُجْعَ الْأَمَّا يُؤْتِي لِي قَوْلٍ مَعْنَى یہ ہے کہ نہیں  
 حلال ہیں تجکو عورتیں اسکے بعد اور نہ یہ کہ اولیٰ جو روکنی چاہے اور جو روین کرے اگرچہ  
 او کا حسن تجکو اچھا لگتا ہو مگر شرعی وجوہ روین جن کا مرتبہ ہے چکا ہو اور جو تیس ہاتھ لگی  
 ملک ہو چکی ہیں اور نیز یہ کہ جس کو اللہ نے تجکو دیا ہوا اقول مجتہد عصر نے مضامین غزوات کی تقدیر  
 ضعیفہ فائزہ کی جبکہ ترجمہ ہر لفظ (اسکی) یعنی بعد یا بعد مگر پھر بھی یہاں معلوم ہوا  
 کہ مرجع ضعیفہ کیسے ہو یا انسانی قسع ہیں یا اور کچھ اگر اور کچھ ہو تو اس تقدیر کی دلیل کیسا ہو اور

اگر وہ خشو اور بیکار ہونے جلد نائید کا جسکی بحث مجھ نے اوپر لکھی ہے کیا جواب ہو اور ضمیر غارت میں  
 مرجع لفظا یا تقدیرا کما ان غائب ہو گیا اور میں کی ضمیر متصل کا مرجع جو محبت صبا جو زمین ٹھہرتا ہے  
 چونکہ تذکرہ جو رودن کا اور پرنہ لفظا ہے نہ تقدیرا یہ اضافہ کس طرح صحیح ہو اچھریہ کلمات  
 (شیری) وہ جو نوین جنکا مہر تو ہے چکا ہے (آپ) کما ان بڑھا آپ کو کچھ بھی خدا کا خوف آیا  
 جو اپنے ارادہ اصلاح کلام پاک کا کیا یہاں تو کوئی موقع تقدیر کا بھی نہیں ہے جو ہم سمجھیں کہ  
 اوس مقدار کو آپ لفظوں میں لگے ہیں مَحْسَرَفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِمْ قَوْلًا لِّدِينِ  
 يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ پھر یہ جو اپنے  
 لکھا کہ اور جو تیسے ہاتھوں کی انہیہ اور کس لفظ کے معنی ہیں آیت میں تو یہاں حرف واو  
 نہیں یہ بھی اپنے دل سے گڑبڑ اچھریہ عربی میں لفظ او جس کے معنی یا ہیں گڑبڑتے ہو۔ لہذا وہ لفظ  
 اور جو ترجمہ حرف واد کا ہے نہ او کا لکھتے ہو اور پرتہید میں ازواج کو داخل ملکیت میں کہ  
 شیتے ہو تفسیر عربی میں مملکت میں ایک کو قسم ازواج ٹھہرتے ہو تفسیر اردو میں بھی اوسکو  
 ازواج پر معکوف کرنے سے ہو کہ جس سے تغایران دونوں کے درمیان میں ظاہر ہوتا ہے عجیب  
 کشمکش میں پڑے ہوئے ہو جائد کو خاک اور اگر چھینا جا چاہتے ہو یونید فَلَئِنْ لِّيُطْفَؤْا  
 نَارُ اللَّهِ بِأَقْوَامِهِمْ وَاللَّهُ هُمُ تَارِیعُ یہ الفاظ لکھ چکا تو مہر سے چکا ہے اور جبکہ  
 اللہ نے مجھے دیا ہے آیتوں کما ان ہیں اس آیت کے کلمات اوس آیت میں اوس آیت کے  
 کلمات اس آیت میں ملا کر اند اہل کتاب کے قرآن کی تحریف کے مقصد سے ہو یا دفرائے عید  
 وَمَنْ مَّا أَتَى عَلَى الْقُلُوبِ الَّذِينَ جَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ وَرَأَى مِنْهُمْ كُفْرًا  
 هَلْ يُؤْمِنُونَ أَلَيْسَتْهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوا مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُمْ إِلَّا كِتَابٌ  
 وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُمْ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ  
 الْكُذُوبُ وَمَهُمْ يَعْلَمُونَ بَيِّنَاتٍ اونیہ ایک ذیق ہے کہ کتاب خدا کے ساتھ اپنی زبان کو پھر  
 دیتے ہیں تاکہ تم انہیں سچ کو کتاب سے ملا کر وہ نہیں ہے کتاب خدا سے اور کہتے ہیں کہ وہ

طرف سے ہر حال نہ نہیں ہو و خدا کی طرف سے اور بولتے ہیں خدا پر جو سب اعمال انکے خود بھی  
 جلتے ہیں پھر کہنے پر بیشتر معنی فی کے یہ گٹری تھے کہ تھکانے کو عرب کی زبان میں فی  
 کہتے ہیں اور منہ شکاری کو انار کے معنی میں کیوں بھول گئے بلایا نامفہوم تھکے تھکے  
 کے سلفا خینے خدا پر انکار کیا اگر ناپاکی مراد کے خلاف ہو قال آیت پانزویہم فلا تفسدوا  
 فی کما صلاکت ایمانکم <sup>۱۰</sup> اس صاحب نے فرمایا ہو کہ عورتوں کو اپنی عورتوں کے اور جب کے  
 مالک انکے ہاتھ ہو چکے ہیں ماسے آگاہ نہیں اقول یہ آیت بھی ظاہر ہو ثبوت ملکیت  
 یمن میں اس آیت اور آیت شتم اور وہم میں ہم یہ تفسار کرتے ہیں کہ مثل کسی یا دینا  
 مماثل مقوس نے بطور تحفہ کوئی چھو کر یا غلام کسی امیدور نہیں کو دیا یا ہو جب اس سے  
 عرب کے کہ جبکہ مطابق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکے اصحاب کبار بقول آپ کے  
 غلام و کنیزوں کے مالک ہو چکے تھے اس عرصہ میں کوئی شخص ملک ہو تو اس کے باب  
 آپ کیا فتویٰ دیتے ہیں اگر آپ یہ فتویٰ دینگے کہ وہ مالک اسکا نہیں اور وہ تحفہ اور غلام  
 و کنیز و سہلوک نہیں اور اور احکام ملا کو کج جو قرآن میں ہیں وہ بھی اوپر جاری نہونگے  
 تو ہم کہینگے کہ جو طریقہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جاری تھا اسکا بند کرنا  
 آپ کے امتیاز میں نہیں جب کہ خدا فرماتا ہو کہ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ  
 فَاُولَئِكَ مِمَّا يَتَذَكَّرُونَ <sup>۱۱</sup> آپ کے ہر گز مقبول نہیں ہو سکتا بلکہ بسبب مخالفت کتاب  
 تعالیٰ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایسا جتہد ہرگز نہ دینا چاہیے اگر آپ کہیں ہمارا جتہد  
 خلاف کتاب اللہ کے نہیں اسلئے کہ آیات مذکورہ میں الفاظ ماضی کے واقع ہیں اس سبب  
 وہ احکام شرعیہ جو متفرع ملکیت پر ہیں مخصوص ساتھ ملکیت زمانہ ماضی کے ہیں تو ہم  
 کہینگے کہ یہ جواب آپ کا بچہ ذرا غلط ہے اول یہ ہو کہ تفرع احکام ملکیت ماضیہ پر متلزم  
 خصوصیت کا ساتھ ملکیت زمانہ ماضیہ کی نہیں اگر کوئی دلیل خصوصیت کی ہو تو بیان  
 کرو تا ثبات ہونے مانا کہ تفرع احکام کا مخصوص ساتھ ملکیت زمانہ ماضی کے ہو مگر نفس ملکیت

ہیں کی خصوصیت کی کیا دلیل ہو گا نگارائے ماضی آپ کے نزدیک کون سا زمانہ ہو گیا وہ زمانہ  
 جو پیشتر نزول آیات مذکورہ سے ہی یا وہ زمانہ جو پیشتر تفرع احکام سے ہو مثلاً آیۃ وَالَّذِينَ هُمْ  
 حَلْفَظُونَ لَنَا لَوْ كَانُوا عَلٰی اَرْوَاحِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ مِّنْ جَوْفِظِ مَلَكَتْ بَصِیغَةُ  
 ماضی واقع ہو چکے کون سا زمانہ ماضی مراد ہو گیا وہ زمانہ جو پیشتر نزول آیت سے ہی مراد ہو گیا زمانہ  
 ماضی مراد ہو چکے پیش از عدم حفظ فروج ہو یعنی تحقق ملکیت میں کا قبل از نزول آیت شرطی یا  
 ملکیت میں کا قبل از مباشرت شرطی یا شق اول باطل محض ہو کہ چونکہ آیت مذکورہ کہیہ ہو اور بلا تخریج  
 کہ مضمون قرآن کا بغیر صلے امد علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی نہیں سمجھ سکتا پس ہر گاہ جو یہ  
 صلے امد علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں بعد از ہجرت سبایا نبی یغیرہ اور ضیہ اور او کا واس و غیرہ  
 حدوث ملکیت کا تحقق ہوا اور خود بغیر صلے امد علیہ وآلہ وسلم نے ماریہ قبیلہ کو بعد ملک مذکورہ  
 قبول ماریہ قوقس سنہ ہجری میں سہرینہ یا با تو خا ہر ہوا کہ شق اول ہرگز ہرگز مراد نہیں  
 ملکیت ثانی ہو تحقق اور تعین ہو اور اگر چہ آیت مذکورہ فی نفسہ دونوں شقوں کو متحمل بھی مگر  
 حقوق بیان فعل خود بغیر صلے امد علیہ وآلہ وسلم اور فعل اصحاب رسول امد علیہ وآلہ  
 وسلم کے بحضور و اجازت بغیر صلے امد علیہ وآلہ وسلم کے شق ثانی میں مفسر ہو گئی کہ کسی  
 ہاویں شخص کی بلو میں کنجا لیں نہ ہی اور کچھ خصوصیت سابقہ زمانہ ماضی کے باقی نہ ہی  
 اور سب توجہیات آپ کی محض حاصل و باطل ہو گئیں اگر آپ یہ کہیں کہ مراد ہمدی زمانہ تھا  
 سے وہ زمانہ جو قبل از نزول آیۃ اِنَّمَا مَنَّا بَعْدُ وَ اَمَّا اَوَّلُکُمْ فَہُوَ تُوہم کہیں گے کہ آپ کا قول  
 یہ ہو کہ اِنَّمَا مَنَّا بَعْدُ وَ اَمَّا اَوَّلُکُمْ فَہُوَ ہجری میں نازل ہوئی ہو اور ان آیات میں سے  
 اکثر آیات قبل از سنہ ہجری بلکہ بعض آیات قبل از ہجرت بلکہ معظمہ میں نازل ہو ہیں پس  
 وہ آیات بظہار و کمال تمام کچھ پر سنہ ہجری پر بھی دلالت نہیں کرتیں چہ جا اگر اوکی  
 قبلیت یا بعدیت پہ دلالت کریں اگر آپ یہ کہیں کہ آیات مذکورہ اِنَّمَا مَنَّا بَعْدُ وَ اَمَّا  
 اَوَّلُکُمْ سے منسوخ ہو گئے ہیں تو ہم کہیں گے کہ یہ قول آپ کا باطل ہو چنچہ وہ اول توجہ کہ امد

مانع ہونے آئیے امانتاً بعد ورائہ کہ محض بیدلیل حرف حکم اور قول زبانی بلکہ باطل محض چنانچہ  
 بحث اسکی خفیہ کی دیکھی اثناء استدلال دو پٹریں یہ کہ بغیر من محال اگر آئیے مذکورہ کو نسخہ سمجھا جاوے  
 تو صرف اس امر کی مانع ہو سکتی ہو کہ متاخرین متخنین کو قیق کیا جاوے اور کو قتل کیا جاوے اور ہمارا  
 استفتا اس سے متعلق نہیں بلکہ استفتا نسبت اون ملوکوں کے ہو جو بطور یہ کہ ملوک ہوں یا  
 جنکی خلائی بغیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقول آپ کے بموجب رسم عرب کے جائز رکھی تھی جو انہیں جو  
 حکم بغیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اسکا حرام کرنے والا کون ہے اگر کوئی قول بغیر صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کا ہے یا کوئی آیت قرآن کی ہے یا کوئی بغیر بعد بنی جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
 آپ کے زعم میں پیدا ہوا یا آپ ایسے رئیس القہرین اپنے زعم میں ہیں کہ جسکو نسخ احکام رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نسخ احکام قرآن کا منصب حاصل ہو یا دیکھیے اسرا عید کو حاکمان  
 یمن من کل موطن منہ اذا قضی اللہ ورسولہ امر ان ینکحوا کھو الخیر من  
 امرہم ومن یقضی اللہ ورسولہ فقد ضلک ضلکاً لا یمینک تحقیق مذکورہ بالا جہتی ثابت  
 ہو گیا کہ ملکہ ملکیت یا حکم یا ملکیت یا انتم یا ملکیت ینکح جہان قرآن میں آیا ہے بغیر و در باب  
 حدوث و ثبوت ملکیت کے ذرائع ماضی و استقبال میں اور اوس میں کسی تاویل و تخصیص کی گنجائش  
 نہیں ان محفل نسخ ہوا اور نسخ اسکا کوئی پایا نہیں گیا پس بعد انقطاع وحی کے وہ آیات محکم  
 ہوئیں در باب تناول زبان ماضی و استقبال کے پس قول مصنف کا کہ آیات مذکورہ میں کوئی  
 لفظ نہیں کہ رقیبت مستقبلہ پر دلالت کرے محض یہاں اور ہر مخالف آیات محکمات کے ہر  
 اور ہرگز ہرگز لائق نفاذ و جواز کے نہیں اور مقتدا اسکا ہرگز معذور نہیں واللہ اعلم بالصواب  
 الصواب والیکم المرشح والکتاب یہاں تک بحث تھی کلہ ملکیت میں کہ اس سے جناب محترم  
 نے ایک قاعدہ نکال دیا ہے دل سے گھر کر پیش کیا ہے اگرچہ ایسی روایات بناوٹ بے اصل پر ہو تو  
 ضرورت تھی مگر یہ کہ منظور ہو کہ فساد اجتہاد مجتہد عصر کا ان کے مقلدون کو عیان دکھلا دین تاکہ وہ  
 دھوکے میں نہ رہیں اور غریب سمجھ لیں کہ تمہیں قواعد شرعیہ ہر یک کا کام نہیں قطعاً

نہ کہ چہ بلفروخت ولبری داند	نہ کہ گمانہ ساز دسکندی داند	نہ کہ طرف کل گنہاؤ شست
کلاہ وادی و آئین موری داند	یک کام او خین ملک اکرام داند	اینا غلام کا جو خبوت نہ عباد
اور ہر انسانی کو خاک میں ملا کر محض حسبہ بشر سعی یلین فرامی ہر اور عبادت دریا نصت و اتاع	سنت میں غفلت رہی ہرین اور ان کی سعی خدا تعالیٰ کے نزدیک مشکور ہو کر حکم تشریحی جو میراث	انبیاء و اولاد کو نایت ہوا ہر ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
سردم عشق بوالہوس لہند	سوز دل پروانہ گس لہند	عمرت باید کہ یار اکید گس
این دولت سر پہ لہند	مثنوی	اذکر وادہ کار ہر او با شست
ارجمی بر پامی ہر قلا شست	پیل لایہ پنج پلاوشان	خواب بند خطہ ہندوستان
خزیدہ بی بیچ ہندستان ہوا	خزیدہ ہندستان نہ کریت اغتراب	قال سیات صحیح ہو کہ قرآن مجید
میں بہت سے افعال صیغہ ماضی سے بیان ہوئے ہیں حالانکہ جو احکام ان کے نسبت میں زمانہ	مستقبلہ کو بھی شامل ہیں مگر افعال انسانی دو قسم کے ہیں ایک وہ کہ جبکہ تحقق وقوع ہوا	ایک ساتھ ہیں مثلاً قتل کہ جب وقوع ہوگا اور کا تحقق بھی ہوگا پس ایسے افعال
جو صیغہ ماضی سے بیان ہوں ان کے احکام مستقبلہ کو بھی شامل ہیں کیونکہ اذ تحقق	صرف وقوع فعل پر منحصر ہو مگر دوسری قسم کے افعال یعنی وہ جبکہ تحقق حکمی ہو تو اذ تحقق	بغیر موجود ہونے حکم کے نہیں ہوتا رقیہ ایک حکمی شیء ہو تو جب تک حکم رقیہ موجود ہو
تحققیت کسی فعل انسانی سے نہیں ہو سکتا اور حکم رقیہ قرآن مجید میں موجود نہیں ہے	پس جو الفاظ متضمن معنی رقیہ بصیغہ ماضی ہیں ان سے بہت سے مستقبلہ پر حاوی	نہیں ہو سکتی اقول قولہ افعال انسانی الی قولہ تحقق بھی واقع ہوگا قابل تماشا ہو
تحقق اور وقوع میں کیا فرق ہو دونوں معا ہوتے ہیں مثلاً جب وقوع فعل ہوگا	تحقق بھی اوس کے ساتھ ہی ہوگا جب تک واقع ہوا تو ہر آریہ تحقق ہو گیا ایسی چیز	ملک وقوع میں آئی تو تحقق بھی اوس کا ہو گیا پس کوئی فعل ایسا نہیں کہ جبکہ تحقق وقوع

سفارت کرے اگر آپ یہ کہیں کہ حراوہاری وقوع سے نفس وقوع پر خواہ ضرر ہو یا نہ ہو اور  
 تحقق سے حراوہاری کو شارع نے بھی اوپر یہ حکم کیا ہو کہ حقیقت میں فیصلہ تحقق ہوا مثلاً قتل  
 کہ ہر چند خلاف شرع ناحق کوئی کیس کو مار ڈالے تو شارع بھی اوپر حکم کرتا ہو کہ حقیقت میں  
 قتل تحقق ہوا برخلاف رقیۃ کے کہ اگر کوئی مسلم کو اپنا غلام یا بچہ بنالے تو شارع حکم  
 نہیں کرتا کہ غلام ہونا اور تحقق ہو گیا تو ہم یہ کہیں گے کہ حال نکاح کا بھی ایسا ہی ہو اگر کوئی  
 شخص اپنے آپ کی منکوحہ سے نکاح کرے تو کوئی وہ نکاح شرعاً تحقق نہ ہو اگر وقوع میں تو بیشک  
 یہ بھی آیت تحریر میں اس کو بلفظ ماضی تعبیر کیا گیا ہو لکن وہ صیغہ زمانہ مستقبل کے واسطے  
 بھی حاوی ہو گا قال تعالیٰ لَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ وَلَا بَنَاتُكُمْ اُولَٰئِكَ سَمِعْتُمْ اَمْرًا عَظِيْمًا اُولَٰئِكَ  
 مَلِكٌ مِّنْكُمْ اَنْ تَزُوْجُوْا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ اَوْ مَا نَكَحَتْ اُمَّهَاتُكُمْ اُولَٰئِكَ سَمِعْتُمْ اَمْرًا عَظِيْمًا  
 جَعَلُوْا مِثْلَ بَيْنِ صِيغَتَا ماضی ہو حال لکن حکم اس کا زمانہ مستقبل کو بھی شامل ہو گیا کہ اگر  
 زمانہ مستقبل کو شامل نہ تو سر یہ بنا نا پیغمبر خدا سے اس علیہ وآلہ وسلم کا ماریہ قبطیہ کو اور  
 سر یہ بنا نا اور اصحاب کا سب یا خبیروادعاس وغیرہا کو حکم استغناء سے خارج ہو جاوے  
 اور پیغمبر خدا سے اس علیہ وآلہ وسلم بھی داخل معید و مبین انتہی اور اُولَٰئِكَ سَمِعْتُمْ اَمْرًا عَظِيْمًا  
 اُولَٰئِكَ سَمِعْتُمْ اَمْرًا عَظِيْمًا اُولَٰئِكَ سَمِعْتُمْ اَمْرًا عَظِيْمًا اُولَٰئِكَ سَمِعْتُمْ اَمْرًا عَظِيْمًا  
 کیونکہ ان کا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہو انتہی جناب یہ تو کچھ دلیل اس کی نہیں ہوئی  
 کہ اس قسم کے افعال فعل ماضی مستقبل کو بھی شامل ہو ورنہ منحصر ہونا تحقق کا وقوع پر تنہا  
 اس کا نہیں کہ فعل ماضی اور افعال مستقبل کو بھی شامل ہو اور چونکہ ملازمہ تحقق نیز  
 پس یہ بناوٹ یہ دلیل ان کی کسی صاحب عقل کے نزدیک سیم کے لائق نہیں ہو قولہ  
 دوسری قسم کے افعال الی قولہ وہ رقیۃ مستقبلہ پر حاوی نہیں ہو سکتی انتہی کیونکہ  
 ہو سکتی اس پر کیا دلیل ہو مگر ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ قول غلط محض ہے چنانچہ بیان اس کا اسی





نص جو در باب غنیمت سبایا و حیوان وغیرہ کے اور چونکہ غنیمت خیر کثیر ہے و وعدہ انا ہم فتحاً و نصراً احرار  
 از میں سبایا بھی تھیں چنانچہ صحیح بخاری میں انس سے منقول ہے کہ قال صلی اللہ علیہ وسلم الصبر قریباً  
 من خیر ما یغلب ثم قال اللہ اکبر ثم خیر لہ اذا نزلنا بساکتہ قوم فساء صباح  
 المذذین فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلی اللہ علیہ وسلم المقاتلہ و سبی الذریتہ  
 و کان فی السبی صفیۃ فصارت زانیۃ و حبیۃ الکلبی ثم صارت الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل  
 عتقہا صدقہا اور دو دوسری روایت بخاری میں ہے سبی النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفیۃ فاعتقہا  
 و تزوجہا فقال ثابت لانس ما صدقہا قال اصدقہا نفسها فاعتقہا سنن  
 ابو داود و میں روایت ہے کہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مدعی الصفیۃ ان شاء عبد او ان شاء  
 امۃ و ان شاء فربما یختارہ قبل ان یفسد پس مسبب بحق بیان فعلی کے کلمہ غنیمت سے  
 شمول سبایا کے مفسر ہو گیا کہ احتمال تاویل تخصیص و توہین اب مجھ باقی فرمائیے آیت  
 مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَی رَسُولِهِ مِنْ أَشْیَءٍ فِی اللَّهِ وَلِلَّهِ السُّؤْلُ وَلِیَ الذِّیْ الْقُرْآنُ وَاللَّیْثَا  
 وَالسَّکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ غنیمت کے بطور نزہہ کہ دی اللہ نے اپنے رسول کو اہل قری کے  
 پس وہ سب کے اور رسول کے اور قرابت و اربوں اور یتیموں اور مسکینوں اور سافروں کے  
 فقطہ و ان سے یہ بیان غنیمت ہے کہ کفار عرب اسلام سے بغیر نہ ملائی قتال کے بھاگ جانے  
 اور بلا مقابلہ تسلیم و غنیمت یا ہتھیار بجا و دیکھ لفظ فر خود باقرار مجتہد صاحب کے کہ وہ بیون کو  
 بھی تناول ہو شکوتہ میں حدیث میں ابن ابی جہل کے قتل کی ہے عن ابی بکر الصدیق  
 قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل الجنۃ سبی للکفر قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 اخبرنا ان ہذا الامۃ اکثر الامم مملو کین و یتامی قال نعم فاکرمہم ککرامۃ  
 اولاد کھ و اطعمہم کھ و ماما کلون الحدیث دیکھو نص میرے پاس باب میں کہ نسبت الیہ  
 استہداج اس امت میں کو تو نبی غلام نہ یاد ہو گئے اور یہ امر بطور اتمام کے بیان فرمایا ہے اور  
 اسی یہ ہے کہ جہاد اس امت میں نہایت اور امتوں کے زیادہ ہو گا اور ملکیت کسری و قصیر



مَوَدَّةً قَمَسَ لِحَيْصَانِ مَشْهُدَيْنِ مُتَنَابِعَيْنِ تَعَابَةً مِنَ اللَّهِ وَكَانَ اللَّهُ  
 عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ سلمان کو نہیں چاہیے کہ سلمان کو مار ڈالے مگر یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو جو ہر  
 لکجانی سے کسی سلمان کو مار ڈالا ہو تو گلو خلاصی کرے ایک سلمان کی یعنی ایک برہہ آزاد  
 کرے اور خون بہا دے اس کے وارثوں کو مگر یہ کہ وہ معاف کر دین چھار گروہ تھارے  
 دشمن کی قوم ہیں تھا اور وہ سلمان تھا تو آزاد کرے سلمان برہہ اور اگر ایسی قوم ہیں  
 تھا جنہیں ہم سے اور اسے عہد ہی تو خون ہائے اسکے وارثوں کو آزاد کرے سلمان برہہ  
 اور ایک سلمان برہہ ملے تو وہ جینے برابر رہ سکے تاکہ اس کو معاف کرے اقول  
 اس ترجمہ میں چند غلطی ہیں اول (یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو) ترجمہ صحیح نہیں ترجمہ صحیح صرف  
 اس قدر ہی (لکجانی سے) دوسرے (گلو خلاصی کرے ایک سلمان کی یعنی ایک برہہ  
 آزاد کرے اور خون بہا دیکو اسکے وارثوں کو) یہ ترجمہ برابر غلط ہی عہد عہد سے جملہ  
 جو نبوت و دوام پر دلالت کرتا ہے ساتھ جملہ ضلیہ کے بدل ڈالا ترجمہ صحیح یہ ہے تو آزاد کرنا  
 ایک برہہ مومن کا اور خون بہا مومن ہی اسکے وارثوں کو تیسرا اگر وہ تھارے دشمن کی قوم  
 میں سے تھا غلط ہی کان بیان واسطے نبوت کے ہی جس طرح کان اسد علیہا حکیمیا میں صحیح  
 ترجمہ ہے کہ اگر وہ ہی اس قوم میں سے جو تھارے دشمن ہیں) جو تھے (وہ سلمان تھا  
 غلط ترجمہ ہو جملہ اسمیہ مالیکہ کو فعلیہ سے بدل ڈالا صحیح یہ ہی (اور وہ سلمان ہی) غلطی ہی  
 کہ لفظ ہی جو مینے ترجمہ میں لکھا ہی اس سے مراد مخصوص زمانہ مال نہیں بلکہ تقسیم سال سنہ کی  
 مقصود ہی کان نبوتیہ کا ترجمہ کے واسطے کوئی لفظ اردو میں موضوع نہیں لہذا لفظ ہی  
 اس کا ترجمہ کیا گیا پانچویں (اگر ایسی قوم ہیں سے تھا) بیان بھی کان نبوتیہ ہی مخصوص زمانہ  
 ماضی سے نہیں اور چونکہ کلام ان جو ماضی کو بھی مستقبل کر دیتا ہے کان ہی داخل ہے ترجمہ اس کا غلط  
 تھا کسی طرح پر درست نہیں چھٹے (خون بہا دے اسکے وارثوں کو اور آزاد کرے  
 سلمان برہہ) بیان بھی جملہ اسمیہ ہی اور ایسی ہی اس سے پیشتر بھی جملہ اسمیہ ہی اور اس کا

ترجمہ صحیح یہی کہ خون بہا ہو مغموض اوسکے وارثوں کو اور کراؤ کر تا ہی ایک برسہ سلمان کا  
تحریر رقبہ بحسب اقتضای النفس صاف اور ثبوت رقیبت کے دلالت کرتا ہی کیونکہ بدون ثبوت  
رقیبت کے تحقق تحریر تصور نہیں اور چونکہ یہاں جس قدر جملات ہیں سب اور پر ثبوت اور و ام  
وال ہیں تو بہ نسبت اس آیت کے یہ قول مجتہد عصر کا کہ اس آیت سے حکم رقیبت سے قبلہ کا مستنبط  
نہیں ہوتا محض غلط ہی آیت میں حکم ہی تحریر رقبہ کا اور یہ حکم باقتضای النفس مثبت رقیبت ہوا  
چونکہ تحریر رقبہ جملہ اہم یہی کہ دوام پر دلالت کرتا ہی اور یہ حکم بھی زائد ماضی کے ساتھ مخصوص  
نہیں ہو پس جو مال اوسکا زائد ماضی کے ساتھ ہو وہی بہ نسبت دوام کے غیر ضکہ اس آیت  
اقتضای ثبوت رقیبت کا بلا خصوصیت زائد ماضی کے واضح ہو قال اللہ تعالیٰ نے سورہ مائدہ  
میں فرمایا لَا یُؤْخَذُ کَرۡهًا ۖ بِاللَّغَوِیِّ فِیۡ اٰیَمَآئِکُمْ وَلَٰکِنۡ یُّؤْخَذُ کَرۡهًا ۖ عَٰقِلًا ۚ ثُمَّ  
اَلَیۡمَآئِکُمْ فَکَلَّآءُکُمْ اَطَاعَۃً مَّعۡشَرًا ۚ مَسَٰکِیۡنَ ۚ مِنْ اٰیۡ سَطۡ مَا اَنۡطَوۡعُوۡنَ اَهۡلِیۡکُمْ  
اِنْ کَسَوۡا ثَمَٰرَہُمۡ اَوْ شَیۡءًا مِّنۡ دَیۡنِہُمۡ فَمِنْ لَّکُمۡ حِجۡدٌ فِصۡیَامٌ ثَلَاثَہٗ اَیَّامٍ ۚ اَسَدَآءُ لِّمَوۡمِنِیۡنَ ۚ یَا  
اَہۡلَیۡکُمۡ سِیۡمَا لَہٗ شَمۡوَنَ ۚ پَرۡکَرۡ یَاہُوۡ اَوْ حَسِبۡتُمۡ مِّنۡہُمۡ مِّنۡہُمۡ مِّنۡہُمۡ مِّنۡہُمۡ مِّنۡہُمۡ  
دس محتاجوں کو متوسط درجہ کا کھانا کھانا جیسا کہ تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا انکو  
کچرا پہنانا یا سلمان بردہ آزاد کرنا ہی اور اگر نہ ملے تو مین دن روکر کھینچیں اقول  
بہت ہی غلط ترجمہ کیا با عقد تم الایمان میں عقد تم مینہ ماضی ہی مگر مراد ماضی بہ نسبت زمان  
سواغذہ کے ہی جیسا کہ ہم اور اس قسم کے افعال میں شہرہ چکے ہیں ماضی بہ نسبت وقت  
نزول آیت یا اور کسی وقت کے نہیں جیسا کہ مجتہد عصر نے ملک ایما ہم میں خیال بنیدی کی  
پس ترجمہ عقد تم کا اس طور پر (کہ مضمبوطی قسم کھائی تھی) کہ جسکا خاص شمعون ماضی ہی  
تعلق ہو یا وہ غلط محض ہی ترجمہ میں لم یجد کہ بہت ہی غلط لکھا ہی لم یجد فعل متعدی ہی  
و بعد المطلوب یہی کہ اور کہ قال تعالیٰ لَنْ یَّجِدَ ظَالِمًا لَّا یُجَازٰی ۚ فَکَلَّآءُکُمْ مِّنۡ دَیۡنِہُمۡ  
و جندناہ لھن وقال الطیب شعر قد وجدت مکان القتل ذاسعہ و کفان

و جلدت لسا نا فادلا فقل مجتہد عمر کلب علیہم واقفیت کے لغات عربیہ اسکا ترجمہ  
 بلفظ لازمی یعنی (نسلے) کیا ظاہر اسباب کلمہ لم یجد او نکولیا ذکر مفعول فطر آیا تو یہ سمجھے  
 کہ فیعل لازمی ہی نہ سمجھے کہ سبب دلالت ماسبق کے کچھ ضرورت نے مفعول کے نہیں ہر علاوہ  
 بران مقصود تعمیم تنبیہ قسموں کے ہر اور قرینہ او سپر دلالت کی ہے اگر مفعول ضمیر ڈالی جاتی  
 تو تعمیم میں با دمی النظر میں اشتباہ ہوتا کہ شاید وجہ اسکا وہ ہو جو غلطوں میں تریب ہوا اگر  
 اعادہ سب اقسام کا کیا جاتا تو اظہار محل تھا لہذا بلاغت قرآن تقضی اسکی ہوئی کہ مفعول  
 کو حذف کیا جائے غرض کہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ پس جو شخص کہ نہ پاو (یعنی تنبیہ قسموں کے گناہ  
 کو) تو تین دن کے روزے میں بیان دلالت اس آیت کا ثبوت دوام رقیبت پر مثل بیان  
 آیت اولی کہ ہو قال آیت سوم والذین یطہروا من نساء کثیرات یرغوبون  
 لما قالوا کفریر کذبہ من قبل ان یتما ساذ لکم دثوا غفلان یہ واللہ بما تعملون  
 خبیرون فمن لم یجد فصیام فمک من متتابعین من قبل ان یتما ساذ فمن لم یتکلم  
 فاطعام ستین سیکینا جو کوئی تم میں سے اپنی جو روہوں میں سے کسی کو مان کہ نہ بیٹھے اور پھر جو  
 بات کہی تھی اس سے بچا جائے تو آزاد کرے ایک بڑھاپی جو رو کو بچونے سے پہلے اس سے  
 نہ کو نصیحت ہوگی اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو پھر حکوئے قود و حیشے برابر رو کر کے اپنی  
 بچونے سے پہلے اور جو کو کے تو ساتھ محتاجوں کو کھانا کھلاو اقول یہ ترجمہ بھی بہت  
 غلط ہے اگر ہم اسکی سب غلطیوں کا بیان کریں تو بہت محول ہوتا ہے معنی خدا میں غلطی کی  
 ہو معنی معبودوں لما قالوا میں غلطی کی ہے اور اور کلمات کے ترجمہ میں بھی غلطی ہے اگر جس قدر  
 غلطیاں کہ اس بحث سے متعلق ہیں اور نکایا بیان کیا جاتا ہے اول آزاد کرے غلط ترجمہ ہوتا  
 تحریر رقبہ مجاہدہ سمیہ جیسا پہلی آیات میں تھا مجتہد نے اسکو فعلیہ کر دیا دوم لم یجد کا ترجمہ  
 نہ غلط کیا جیسا پہلی آیت میں غلط کیا تھا بیان ثبوت رقیبت کا اس آیت میں غرض  
 آیات سابقہ کے ہو قال آیت چہارم فذل ذبہ اقول اس آیت بھی اس طرح کتابت

ہو چکا ہر ان سب آیات سے ثبوت غلامی کا شرعاً باقید زمان ماضی و حال تو قبل ثابت ہو گیا کہ  
 محل تحریر قیق شرعی ہو اگر بموجب حکم شارع کے کوئی شخص قیق نہ ہو تو اس کی آزادی کافی نہیں ہو  
 شلاکتی شخص نے اپنے باپ یا اور ذی رحم محرم کو یکسیکو بالجبر غلام بنا رکھا ہو اور وہ ان کلمات  
 میں اس کو آزاد کر دے تو کفارہ ادا نہ ہو گا پس ان آیات سے ظاہر ہوا فساد و طول مجتہد عصر کا قیق  
 موجود کو بموجب رسم باہریت کے غلام کثیر بنا رکھا تھا شرعی غلام تھے قال ان تمام احکام  
 میں جو غلام نہ ملنے کی حالت میں اور دوسری قسم کے کفاروں کا ذکر آیا ہے اس قیق سے قبل  
 معدوم ہونے پر اشارہ نہ کر سکتا ہو قول بشر لیکہ آپ صاحب اجتہاد صاحب فتاویٰ  
 اشارہ نعم الفت وان ہو ورنہ نہیں ہم آپ کی اسی غلط فہمی کے سبب جہاں کہیں کہنے ترجمہ لم یجد  
 نے لکھا ہے آپ کی تعلیق کرتے چلے آئے ہیں اب سمجھیے کہ پناہ کئی شخص کا کسی چیز کو مستند معدوم  
 ہونا اس کے وجود کا نہیں ہو سکتا اگر یہاں لفظ نہ ملنے کا ہو تو جیسا کہ آپ نے ترجمہ کیا ہے تب بھی  
 کوئی صاحب فہم یہ اشارہ سنو آپ لکھ سکتا کیونکہ یہاں مطلق نہ ملنا نہیں ہو بلکہ آپ ہی کے ترجمہ کے  
 مطابق نہ ملنا عقیدہ کسی فرد کے ساتھ ہو اور ظاہر ہو کہ کسی ایک فرد یا کئی فردوں کو نہ ملنا کسی چیز کا  
 مستند اس کا نہیں کہ وہ چیز فی نفسہ معدوم ہو جائے مثلاً دولت ایران کسی شخص کو نہ ملے یا اس  
 سناپی یا حج بیت اللہ کیونکہ ملایا اس نے اس کو نہ پایا تو اس سے لازم نہ آیا کہ دولت ایمان اور حج بیت  
 فی نفسہ معدوم ہو پس آپ نے معنی لم یجد کی تبدیل میں بکوشش بھی بہت کی مگر مدعا کچھ حاصل نہوا  
 آپ کے اس اشارہ پر چندین بھی لکھا ہوں کہ آیت اولیٰ میں میسر ہونے سے قبل کا ذکر ہو اور آیت  
 ثانیہ میں میسر ہونے کے بعد اس کا لین اور اس کے لباس کا بھی ذکر آیت ثالثہ میں ذکر میسر نہ ہونے  
 بعد از ان کا بھی ہو پس مطابق آپ کے اجتہاد یہ اسباب اس کے ان سب چیزوں کے معدوم ہونے پر  
 زمانہ مستقبل میں اشارہ نہ کر سکتا ہو اور جب سب اصناف کفارہ کے معدوم ہونے پر اشارہ نہ کر سکتا ہو  
 تو آپ کے اجتہاد نے بنیاد کے مطابق لغو ہو جائے احکام الہی اور اینٹ کے لیے مسجد ڈھانے پر بھی  
 زمانہ مستقبل میں اشارہ نہ کر سکتا ہو العیاذ باللہ تعالیٰ وہ سزا گشتہ سنئے مثلاً آپ کو فی مجتہد دور آگیا

معارضہ کر کے کہ آیا وہ منکر کیستے تھے نہ کہ کوئی اور کہ ان میں سے کچھ انصاف لائق صیغہ  
 نصیر ماکملت ایمان لکھو مومن فیتا لکھو اللہ کی عبادت میں جو قبول کیے آزاد و عورتوں کے عدم  
 استطاعت نکاح کے حالت میں کثیر کون کے نکاح کا ذکر آیا تو اس سے معدوم ہوئے استطاعت نکاح  
 زنان آزاد پر زمانہ مستقبل میں اشارہ نکل سکتا ہو پس بموجب اوس نص کے نکاح ساتھ کثیر کون  
 کے ہی باقی رہا اور چونکہ نکاح وجود و نہ وجود کو مستلزم ہی تو وجود کثیر کون کا زمانہ مستقبل میں بموجب  
 اس اشارہ کے ثابت و تحقق ہو گیا فرمائیے کیا جواب دیجیے گا شعر شد غلامیکہ آپ جہاد و جہاد  
 آرد و غلام ہر دو نہ مکملہ مستقیم قرآن میں ہی فان لم یحببوا اسکو فلیکفوا صلیبہا المستحب  
 الایہ یعنی اگر غصہ کے لیے تم بانی نہ پاؤ تو تم پر کد پاک مٹی سے یا آپ کے ترجمہ کے مطابق یہ کہہ سکتے  
 کہ اگر نہ بتیم کر دیا پاک مٹی سے آپ کے اجتہاد کے مطابق لازم آیا کہ چونکہ اس حکم میں باقی فرمایا  
 حالت میں حکیم کا ذکر آیا ہے اس سے زمانہ مستقبل میں بانی کے معدوم ہونے کا اشارہ نکل سکتا ہو اسکا  
 اور نکلتے تو اور بھی بہت ہیں مگر فرصت کم ہے اور کتاب طویل ہو چکی جاتی ہے والعاقل تکفیه فان  
 اگر عاقل ایک اشارہ بسست قال الرقاب قرآن میں دو جگہ منہی عبد آیا ہو مگر کوئی لفظ بھی  
 اول کی تیوں کا نہیں یہ لفظ ہی رقیقت مستقبل پر دلالت نہیں کرتا انتہی اقول اگر احکام آئین  
 کے مخصوص کسی زمانہ ماضی کے ساتھ ہیں تو بیشک زمانہ مجتہد عصر کا صحیح ہے لیکن اگر وہ احکام عام  
 مستقبل کے بھی ہیں تو آیات کی رقیقت مستقبل پر دلالت کرنے میں کیا کلام ہو پس یہاں چاہیے  
 کہ احکام آیات مذکورہ مخصوص ساتھ زمانہ ماضی کے ہیں یا زمانہ آئندہ کو بھی مشامل ہیں اگر مشامل  
 اول ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا صحیح ہے اور اگر مشامل ثانی ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا خلاف نصوص مذکورہ  
 قرآن کے غلط اور اجتہاد مقابلہ قرآن ہے اور یہ لفظ حدیث میں بھی وارد ہے کہ مجتہد صاحب  
 اوسکو چھوڑ گئے ہم اوسکو لکھتے ہیں بخاری میں منہی حدیث جنگ کسری میں منقول ہے جو صحیح  
 کہتے ہیں حتیٰ اذا اکنا ہار ضا العدای خرج علینا عامل کسری فی اربعین ألفا فقال  
 المفیرة سئل عما شئت قال ما انتقم قال نعم اناس من العرب کنا فی سقام شدید

وبلاہ شد ید غص الجلد والنوی من الجوع ولبس الوبر والشعر وغبد الحجر والحجر  
فینا نحن کذلک اذا بیث رب السموات ورب الارض الینا نبینا من انفسنا عرف  
اباہ امہ فامرنا نبینا رسول ربنا ان نقا تلک حتی نقید والکلمہ وحدہ اوتو ود الخیرۃ  
والخیرنا نبینا صلعم عن رسالہ ربنا انہم قتل مناصہار الی الحبۃ فی نعیم لم یر مثلہا قط  
ومن حق منامک رقابکم احدث منہا صہ ترجمہ یہ ہے کہ مغیرہ کہتے ہیں خبر دی ہے ملکوت ہیک بنی  
صلعم علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے رب کی رسالت سے کہ جو بار بار دیکھا ہم میں سے جاوے گا  
بہشت میں ایسی پیش میں کہ جسکے مانند کبھی دیکھا ہی نہیں گیا اور جو پہلے رہ گیا ہم میں سے  
ملک ہو دیکھا تھا اس کے رقاب کا یعنی فارس کے لوگ ہمارے غلام ہونگے خواب مجتہد صاحب  
بیان تو کسی تاویل و تشریف کی گنجائش ہی نہیں ہی قال آیت اول سورہ القدرین ص  
نے اوں باتوں کو جو آیہ والسائلین فی الرقاب میں بیان ہوئے ہیں نیکیاں گناہی اور  
انہیں کے ساتھ مسافروں اور سامعون کو خیرات دینا اور بردہ آزاد کرنے میں روپیہ خرچ کرنا نیک  
کام فرمایا ہوا قول پوری آیت یہ ہے لیس الیقین قولہم اوجوہ کو قبل المکثرین والقریب  
والکیر من امن بالله والیوم الآخر والکعب والشیعین واتے المال  
على حبهم ذوی القربی والیتامی والمساکین وابن السبیل والسائلین فی الرقاب  
واقام الصلوة واتی الزکوۃ آیہ نہیں ہے نیکی یہ کہ پھر وتم اپنے مومنہ مشرق و مغرب کی طرف  
لیکن نیکی یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لایا خدا پر اور آخر دن پر اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر  
اور دینا مال کو اس کی محبت پر قدر است والون اوتیون اور سکیون اور سافر اور اگنے والون  
اور ذوق کے پھٹانے میں اور قائم کیا نماز کو اور ذی زکوۃ الاچھ کو کچھ بھی عقلی ہو نہیں کہہ سکتا  
کہ وہ نیکیاں جنہا بیان اس آیت میں ہے مخصوص زمانہ ماضی کے ساتھ ہیں اور زمانہ آئندہ کو  
نہیں مگر ان مجتہد حصہ سے بعید نہیں کہ فرما دیں کہ اس آیت میں لفظ امن اور اتی اور اقام  
سب ماضی کے ہیں اور نیا پکارت کو مخصوص زمانہ ماضی کے ساتھ ٹھہرا کر زمانہ آئندہ کی طرف



کہیں وہ ہی جو کوئی ایمان لایچکا ہو اور جسے چکا ہو مال قرابت داروں اور یتیموں اور مسافروں اور  
 اور مانگنے والوں کو اور گرو زمین چھوڑانے میں اور قائم کر چکا ہو نماز کو اور جسے چکا ہو زکوٰۃ پس  
 آیت کو اور نیکی ایمان اور خیرات اور رقیق اور نماز پڑھنے اور اواسے زکوٰۃ مستقبلہ پر چھ  
 دلالت نہیں پس اسکے جواب میں اسی قدر کافی ہو کہ جب آپ کے نزدیک آیت کو نیکی ایمان  
 خیرات اور نماز اور زکوٰۃ پر زمانہ تقبل میں کچھ دلالت نہیں اور آپ ان سب سے  
 بردار ہیں تو ہکو آپ سے اس آیت میں زیادہ تر کچھ باخشا نہیں **وَمَا يَدْرَأُكَ وَاللَّهِ كَلْبًا**  
**قَالَ آيَةُ دُثْمِهِمْ أَنَّهَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهِ وَاللَّهُ**  
**يُفَصِّرُ فِي الرِّقَابِ** سورہ توبہ میں اسد صاحب نے زکوٰۃ کے روپے کا خرچ بتلایا ہے  
 کہ کھان کھان خرچ ہوگا ایسے ساتھ بتلایا کہ بروہ آزاد کرنے میں بھی خرچ کیا جائے گا  
 اقول احمد قد بیان تو مجتہد عصر بھی قائل ہے اسکے کہ آئندہ کو مصرت زکوٰۃ یہ لوگ ہیں  
 جتنا آیت میں بیان ہوا اور مجاہد نے غلام بھی ہیں کہ جسے آزاد کرنے کے واسطے مال زکوٰۃ  
 دیا جاوے گا پس یہ آیت ظاہر ہے وجود لونڈی غلاموں کے باب میں زمانہ آئندہ میں لیکن اگر  
 مجتہد عصر کسی دلیل قطعی سے انہاد اوسکا اور معدوم ہو جائے کسی زمانہ مستقبلہ میں ثابت  
 کر سکیں تو ثابت کریں مگر یہ اولیٰ ہرگز نہو سکیگا قال لفظ عبد معنی غلام تین جگہ  
 قرآن مجید میں آیا ہے اور اوس سے بھی رقیق مستقبلہ پر استدلال نہیں ہو سکتا کہ آیت  
 اول **وَالْعَبْدُ مَوْءُودٌ** خیر **مِنْ مَّشْرُوقٍ** **وَلَوْ أَنَّهُمْ كَانُوا يَحْجِبُونَ** اسد صاحب نے مسلمان عن زکوٰۃ  
 مشرکین سے شادی کرنے کو منع کیا ہے اور بطور تاکید کے یہ فرمایا ہے کہ مسلمان غلام بھی ایک  
 مشرک سے اچھا ہے اگرچہ وہ مشرک کو اچھا معلوم ہوتا ہو اقول چونکہ یہ آیت جملہ ایہ  
 اور جناب مجتہد دہرے بھی ترجمہ بجایا سمیہ کیا اور جملہ اسمیہ دلالت دوام و بقوت پر  
 کرتا ہے پس دلالت یت کی رقیق مستقبلہ پر انہر من الشمس ہوئی مجتہد دہرے پر لازم تھا  
 کہ لفظ اچھا ہی کی جگہ اچھا تھا لکھتے اگرچہ واقعہ عربیت سے تو ثابت ہوتی جیسی اور

ہوئی مگر مطلب تو بظاہر ثابت ہو جاتا ایسا ہی آیت دوم یعنی الْحُجَّ بِالْحَجْرِ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ  
 میں جناب مجتہد خود ہی رقیّت مستقبلہ کے مقررین ترجمہ فرماتے ہیں کہ اگر غلام کو مالک تو غلام  
 مارا جاوے اور دعویٰ یہ تھا کہ رقیّت مستقبلہ پر استدلال نہیں ہو سکتا معلوم نہیں کہ استدلال  
 کس چیز کا نام سمجھتے ہیں اور آیت سوم یعنی ضَرْبُ اللَّهِ مِثْلًا حَسْبُكَ اَتَسْمَعُوْنَ اَمِنْ جَمْعٍ  
 کلام نہیں کرتے یہاں تذکرہ عبد ملوک کا بطور مثل کے ہی بیان کوئی حکم شرعی ملوک ہو کر  
 متفرع نہیں جیسا کہ اور آیات میں ہو قال لفظ اتمہ قرآن مجید میں دو جگہ ہو اور کسی جگہ  
 بھی رقیّت مستقبلہ کا حکم نہیں پایا جاتا اقول یہاں بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ آیات جن میں  
 یہ کلمہ ہو صرف زمانہ ماضی کے ہی ساتھ مخصوص ہیں یا نہیں برشوق اول مجتہد صاحب کا  
 اجتہاد صحیح ہو برشوق دوم غلط قال آیت اول وَلَا تَكُونُوا مِثْلًا حَسْبُكُمْ مِنْ شَرِّكُمْ  
 اقول بیان اسکا بعینہ بیان وَالْعَبْدُ مِثْلًا حَسْبُكَ مِنْ شَرِّكَ کا ہو قال  
 آیت دوم وَاتَّقُوا الْاِيَّامَ مِنْكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَرَأْسًا تَنْكُرُوهَا  
 مسلمان راندوں کا اور نیک چلنے والے غلاموں اور لونڈیوں کا اقول دیکھو یہ حکم  
 زمانہ ماضی سے متعلق نہیں بلکہ زمانہ مستقبل کی واسطے ہے کیونکہ حکم امر متعلق زمانہ ماضی ہو ہی  
 نہیں سکتا پس متفرع ہونا ایک حکم شرعی کا لونڈی غلام پر ہر رائے بظاہر لایہ و دلالت کرتا ہے  
 وجود و ثبوت شرعی لونڈی و غلام پر زمانہ مستقبل میں قال لفظ قنایات قرآن مجید  
 میں دو جگہ بھی لونڈیوں کے آیا ہیں الی قولہ آیت اول سورہ ناس کی آیت ہر ذیل لفظ  
 مالکیت میں بیان ہو چکی ہو اقول پوری بحث اس کلمہ پر اس جگہ نہیں ہوئی اس لیے  
 وہ آیت پوری لکھتے ہیں وَمَنْ كَرِهَ لَكُمْ شَيْئًا فَتَرَكَهُ ذَرْوًا اِنْ كُنْتُمْ اِلَّا قَوْمًا  
 الْمُؤْمِنَاتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِنْ فَتَيَاكُمْ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهِ  
 اَعْلَمُ بِاَيْمَانِكُمْ فَمِنْ بَعْضِكُمْ بِبَعْضٍ فَاَتُكْحِنُ بِهِنَّ يٰ ذِي اِلْهَامٍ وَاعْلَمُوْهُنَّ  
 اَحْبَرُ مِنْ يٰ اَعْرَابٍ فَمِنْ بَعْضِكُمْ بِبَعْضٍ فَاَتُكْحِنُ بِهِنَّ يٰ ذِي اِلْهَامٍ



باقی رہا اور سی بیان کی بھی ثابت ہوا کہ کلہ مالکت ایانکم سے مراد یہ زمین ہو کہ جو زمانہ سابقین  
 تمھاری ملکیت ہو چکی ہیں کیونکہ جب یہ طریقہ ہمارا مطابق طریقہ راشدین سابقین کے قرار پایا  
 تو اگر حق میں ملکیت مقصور اور مملوکات سابقہ ہی کے ہوتی تو بیشک ان کے حق میں بھی  
 مقصور اور ملکیت سابقہ ہی کے ہوتی اور آئندہ کے لینے ناجائز اور باطل اور فاسد ہوتی  
 اور اگر ایسا ہوتا تو چونکہ ہم ان سے بہت پیچھے ظہور میں آئے ہیں ہمارے حق میں کیونکہ جائز ہوتی اور  
 چونکہ وہ طریقہ خود انھیں کے حق میں کیونکہ کو جائز نہ تھا تو ہوا ان کے ناجائز طریقہ کے سطور  
 ہست فرامی جاتی اس بیان صاف ظاہر ہوا کہ کلہ مالکت ایانکم مقصور اور پر زمان ماضی کے  
 نہیں ہوا اور جو لوگ اسکے خلاف کہتے ہیں وہ لوگ ہر آئندہ مصادیق **وَيُرِيدُ اللَّهُ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ**  
**الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمْلِكُوا عَلَيْكُمْ ظُلْمًا** میں **وَالْعَدَايَةِ إِلَى الْمَدَايَةِ وَالصَّوَابِ قَالِ**  
 آیت دوم اسد صاحب نے سورہ نور میں فرمایا ہو کہ **وَلَا تَكُونُوا مِثْلَ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَانُوا عَلَى الْبَيْعَاتِ** انہی کے  
 پر یہ کاری کیے جو نہ کہ **اقول** یہ آیت بھی ثبوت رقیّت میں ظاہر ہے اور اس آیت میں کوئی  
 لفظ ایسا نہیں کہ جس سے یہ بات معلوم ہو کہ رقیّت مخصوص انھیں تھی جو زمانہ  
 گذشتہ میں رقیق تھی بلکہ رقیّت مستقبل ثابت ہوتی ہو کیونکہ اگر مہو انہی ہو اور نئی مستقبل  
 کے ساتھ متعلق ہو نہ ماضی کے **قال** لفظ غلام و جاریہ قرآن مجید میں تو نہیں آئے مگر حدیث میں  
 بہن چنانچہ وہ حدیث لکھی جاتی ہو عن **أبي هريرة** **قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله يقول**  
**اسد کہ عبدی وأنتی کلکم عبد الله وكل نساء کما ماء الله ولكن لیقل خلاصی مجاہدی**  
**وفتائی و تآقی ولا یقل العبد لی ولکن لیقل سیدی وفی رواة لیقل سیدی**  
**ومولائی وفی رواة لا یقل العبد لسیدی مولائی فان مولکم الله رواہ مسلم کذا فی**  
**الشیخۃ ابوہریرہ** لکھا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہو کوئی تم میں سے یوں نہ کہو کہ میرا  
 غلام اور میری لونڈی تم سب خدا کے غلام ہو اور سب تمھاری عورتیں خدا کی لونڈیاں ہیں  
 مگر یوں کہو کہ میرا لونڈا میری لونڈیا اور میرا چھوٹا اور میری چھوٹری اور غلام بھی تم کو تہی نہ کہو



اور درحقیقت مرادف ملک مصدر مجہول کا ہونا اس ملک کا جو مصدر معلوم ہو اور سبب  
 رفیق تو جیسا کہ متداول کتاب میں بیان کیا ہو کفر ہو نہ استیلا و غلبہ اور اگر آپ کو کچھ متبادر  
 تو آپ کو معلوم ہو سکتا ہو کہ نہ مال عصمت حریت اور لوگوں سے مستلزم اسکا نہیں کہ وہ ہمارے  
 رفیق اور ملوک ہو یا دین اگر سبب ملک یعنی غلبہ اور استیلا مستحق ہو تو ہرگز نہ وہ سبب  
 محل میں ہو نہ ہو گا اور لوگ ہمارے رفیق ہو یا دین اگر سبب ملک کہ آپ یہ عبارت ہر ایک  
 نقل کی کہ لا ان الشریع اسقط عصمتہم جزاء علی جنایہم و حکمہم ارقاء یعنی شرع نے  
 ساتھ کہ وہی عصمت اور انکی عصمت آزادی کی سبب جزا ہی گناہ اور انکی اور کر دیا اور انکو رفیق  
 اور ہر بھی یہ سبب کہ سبب رفیق کیا ہو اور سبب ملک کیا ہو شاید رفیق اور ملک کو شہود و دلائل  
 خلاف متباہم **مؤمن العلم** سچا انسان اللہ بڑے استعداد و دعویٰ اختیار دانا چاہیے کہ تنجیل  
 امور مقررہ علی الالہیہ کے ہو و خود بخود حکمی شرع جزا علی الکفر اصلادہ بصیر المرع  
 للسلط و حقیقت ہر ایک انسان باعتبار جوہر انسانی کے تصفہ و بصفہ آزادی کو سکا عام کو نہیں بلکہ  
 حقیقی کے اور اسی جوہر کے اعتبار سے وہ سارے حیوانات و اشرف ہی گرا باعتبار نفس ہستی کے  
 مانند سائر بہائم کے ہو پس جب جوہر انسانی مغلوب ہو گیا اور نفس ہستی غالب آ گیا اور وہ  
 عمل کرنے لگا کہ جو سارے مخلوق اقتصادی جوہر انسانی کے ہیں تو صفت خرافت اس میں سے  
 زائل ہو گئی اور عصمت حریت کہ باعتبار جوہر انسانی کے تھی بسبب مغلوب ہو جا جوہر انسانی  
 اور غالب ہو جائے نفس ہستی کے باقی نہ ہی مثل سائر بہائم کے قابل ملک ہو گیا ان  
 کے کا لکھام بل غم اصل سبب لگا اور جس قدر پاس جوہر انسانی کا خدا تعالیٰ نے اپنے  
 کر لیا تھا اور اسے خدا ہی ہو گیا ان **اللہ ربی** من الشریکین صبی کہ ہم اول کتاب میں تفصیل  
 لکھ چکے ہیں مگر یہ ضرور نہیں کہ جو چیز کا بقوہ قابل ملک ہو گا بالفضل بھی ملوک ہو گا دیکھو ہا ہم  
 صول اور طبع و حشید بالقوہ قابل ملک ہیں بالفضل کسی زندہ کے ملوک نہیں مگر جو کوئی نہ  
 مستولی ہو کر انکو قید کر لے اس کے ملوک بن جائے ہیں بسبب اس کے استیلا کے اسی طرح پر مال کا

بہائم سیرت کا ہر کرمۃ للملک قابل تملک ہیں جو کوئی اون پر غالب آ گیا اور اس نے قید کر لیا  
 قبضہ میں کر لیا اویسیکے ملوک ہو گئے اور یہ بھی جانا جا ہی کہ سبب تحقیقی جاری اصطلاح میں اس کو کہتے  
 ہیں کہ جو حکم کی طرف طریق ہو جیسیکہ سلسلہ سخن فیہ میں غلبہ اور استیلا ایک طرف ملک کا ہر  
 بسبب تریط علت اغتنام کے قال اللہ تعالیٰ واعلم انکم اعزمتکم من نئی نجات اللہ  
 حاکم و لیس رسول و لیس فی الاہیہ کلوا و افرغتم حلالا و احل الاہیہ  
 و عذکم اللہ مع انحرکتہ تاخذ و انھا یجعل لکم ہذا الاہیہ احل اللہ لکم  
 الغنائم الحدیث ان آیات و حدیث سے ظاہر ہو کہ غنیمت کرنا موجب ملکیت ہے اور غنیمت کرنا  
 مستحق ہوتا ہے غلبہ اور استیلا سے موجب ان کے جس کا پس غلبہ و استیلا سبب غنائم موجب تحقیق  
 ہوا تو اب ہم بعض اقوال مجتہد پر توجہ کرتے ہیں **قال** ان تمام روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے  
 کہ ایسے عالموں کے صرف غلبہ اور استیلا کو سبب قیت قرار دیا ہوا قول غلط نہی ہے مجتہدین  
 ہو کہ ایسا فرماتے ہیں انھوں نے جس قدر اقوال علماء کے لکھے ہیں ان میں غلبہ اور استیلا  
 سبب ملک تبصریح بیان کیا ہے سبب قیت کسی قول میں نہیں لکھا چنانچہ عبارت علیہ  
 مع تشریح غلطی مجتہد ہم اور پکھ چکے ہیں عبارت بحر الرائق خود مجتہد حضرت اس طور پر  
 نقل کی ہے کہ قال سبب ثلثہ مثبت للملک و ہوا الاستیلا و ناقل للملک و ہوا البیع و نحوه  
 و خلاقہ و ہوا الارث و البقیۃ اسباب ملک کو تین قسم میں تقسیم کیا ایک وہ کہ مثبت ملک  
 یعنی ملک جدید ثابت کرے اور وہ استیلا ہے اور دوسرا وہ کہ مثبت ملک کرے ملک کو نہ  
 بیع وغیرہ کے اور تیسری وہ جو ملک کا قائم مقام کرے اور وراثت و عیدت ہی و حیو  
 ساق لکھا ہے کہ استیلا سبب ملک ہے نیز نہیں لکھا کہ استیلا سبب قیت ہے **قال** اگر اب پکھو  
 چاہیے کہ غلبہ اور استیلا کو جو سبب قیت اور حربے کو مال بیع ٹھہرایا ہے یا ایک ہی ہے  
 کوئی نص صریح قرآن و حدیث میں موجود ہے یا نہیں ہاں کا جواب صاف یہ ہے کہ کوئی نص  
**اقول** یہ محض نادانی مجتہد عصر کا ہے کہ کیونکہ آیات قرآن میں صحت تکمیر کے لفظ غنیمت

فَانَ لِلَّهِ عِصْمَةٌ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ إِلَىٰ غَيْرِ ذَٰلِكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالْأَمْثَالِ  
 انہ صاف ظاہر ہے کہ غنیمت کو یعنی غلبہ اور استیلا سبب ملکیت کا اور ملکیت تفریح و  
 غنیمت کرنے پر یہ قاعدہ ہو کہ جب کسی وصف پر کوئی حکم تشریف پہنچا ہو وہی وصف سبب  
 حکم قرار پاتا ہے مثلاً حدیث میں آیا ہے کہ لَوْ أَنَّ سِکِّمَ قَهْقَرًا لَمْ يَجُزْ أَنْ يَكُونَ ذَٰلِكَ وَتَوَدَّ أَنْ يَكُونَ  
 لَا يَكُونُ مَا لَكُمْ آيَاتُ الْكِتَابِ وَنَحْنُ كَرُوهُ سَوْجُو كَمَا كُنَّا كَمَا كُنَّا بِأَيْدِيهِمْ مَعْلُومٌ هُوَ  
 كَوْفُ لَنَا سَبَبٌ حَرَمَتْهُ نَحْلُحُ كَرْنَا آيَاتُ الْكِتَابِ سَبَبٌ حَرَمَتْهُ هُوَ اِسِي طَرَحُ بِرِئَاظِ اللَّهِ وَنَحْنُ كَرْنَا  
 فَانَ لِلَّهِ عِصْمَةٌ وَلِلرَّسُولِ الا یہ اس آیت و دیگر آیات و امادیت میں غنیمت سبب  
 ملکیت ہر اس صورت میں یہ کہنا مجتہد کا کہ اس کا جواب صاف یہ ہے کہ نہیں سراسر غلط اور  
 غفلت ہے آیات قرآن اور زبان عرب ہم اور ثابت کر چکے ہیں کہ چند لڑائیوں کے آخر  
 بحکم پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مذمتی غلام بنائے گئے اور ظاہر ہے کہ وہ کفار جن پر ہم  
 جہان تک غالب نہیں ہوئے اور غلبہ اور پیغمبر حکم ملکیت کا نافذ نہیں ہوا علیٰ ہذا القیاس کسی  
 مسلمان کو کوئی مذمتی غلام بنایا بلکہ دار حرب میں بھی شخص مسلمان تھا اوس کے تعرض نہیں کیا  
 آخر اس کا کچھ سبب تو تھا اور بجز اسکے اور کچھ سبب نہیں کہ دار حرب میں جو کوئی مسلمان تھا  
 وہ محل ملک تھا اور قبل اسکے کہ کفار پر ہم فتح پا کر اُن کو اسیر کر لیں غلبہ اور استیلا تحقق تھا  
 پس صاف ظاہر ہوا کہ لغو و چیز ہے کہ عصمت حریت کو زائل کر دیتا ہے اور غلبہ اور استیلا چاہے  
 کہ جس کے سبب ہم اوس معدوم العصمت کے مالک ہو جاتے ہیں اگر سوا اسکے کوئی سبب  
 مجتہد عصر کی نظر میں ہو تو بیان فرماویں یہ بات نہیں ہے کہ علماء اسلام نے پہلے سبب اپنے  
 دل سے بنایا بعد اسکے اور پیغمبر حکم غلامی کا تشریف کیا بلکہ انھوں نے قرآن و حدیث اور فعل  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سبب سق اور سبب ملک دریافت کیا ہے اور قرآن  
 حدیث سے جو سبب حق کفار اور سبب ملک غنیمت کو یعنی غلبہ اور استیلا تحقق ہوا ہے اُنھوں نے  
 قیاس سے اسباب تقریر نہیں کیے ہیں حاشا وکلا غور کر لیجیے کہ جس طرح کی تصریح آئی



انا عظم الاثر میں غنیمت کے سبب ملک ہونے پر ایسی تصریح کسی جاگیر کے نسبت پر بھی نہیں ہو  
 پس اگر کوئی نادان بت کہو کہ بلکہ دیکھنا چاہیے کہ یہ کس کو جو نہانے سبب ملک ٹھہرایا ہو آیا اس کے  
 لیے کوئی نص صریح تھا و حدیث میں موجود ہو یا نہیں اس کا جواب صاف ہے کہ کوئی نہیں اللہ  
 یہ بات بھی جانتی ہے کہ اگر عالموں نے اپنے ذہن میں جسے مسیحہ کو ملکوں کا بھگوان کر لیا تھا  
 لیا ہوا تو غور کیجیے کہ کون کس درجہ کا نادان سمجھا جاو گیا اور مسئلہ کا منحن فیہ میں تو مگر  
 واضح و بیشک ثابت کر چکے ہیں کہ سبب ملک غنائم غلبہ اور استیلا ہی لیکن آپ کے خلبہ میں  
 کرتے ہیں کہ آپ جو سبب رقیق لونڈی غلاموں کا ابتدائی اسلام میں اتباع رسم جاہلیت  
 واسطے گھڑا ہوا وہاں بنا پر آپ کا سبب کلام منہی قرار یا قبول آپ کے اپنے دھڑلے میں  
 حدیث میں موجود ہو یا نہیں اس کا اللہ جواب صاف یہ ہے کہ نہیں قال اللہ تعالیٰ بات بھی  
 جانتی ہے کہ اگر عالموں نے اپنے ذہن میں قیدیان جہاد کو لونڈی غلام سمجھا اور صرف اپنی  
 رائے سے اور نہ کسی نص سے اپنے رقیق کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار دی اقول یہ ایک منہ  
 کہ تخصیص عالموں کی کرتے ہو عالموں ہی نے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے قیدیان جہاد کو لونڈی و غلام ٹھہرایا ہوا اور یہ بھی آپ کا قول سراسر غلط ہے کہ  
 رقیق کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار دی کسی عالم نے رقیق کی وجہ غلبہ اور استیلا قرار نہیں  
 مگر آپ ان کے احوال کو نہ سمجھیں تو یہ آپ کا تصور ہے قال اور جہان کہیں اور چھوٹے ذرا بھی  
 غلبہ اور استیلا کسی قسم کا پایا وہاں رقیق کو جاہلی کر دیا مسلمانوں کا حرمیوں کو زبردستی  
 پکڑ لانا یا حرمیوں کا چلو رنڈر کے بھیجتا یا حرمیوں کا دار الاسلام میں پکڑ لانا سب کو  
 جہاد کے غلبہ اور استیلا پر قیاس کر لیا اقول روایت دوم فتاویٰ قاضی خان کو دیکھ کر  
 اور بعد سمجھ لیجئے اس بات کو کہ قبول مفتی یہ کیا ہر گفتگو کیجیے اور درباب ہر ایک کے جواب میں  
 حرف زبان پر لائیں یہ آپ کا دہرہ وطن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو دیکھو اپنی ہی  
 تحریر کو یہ نیست محاکمہ اللہ کے اور درباب پکڑے جانے حربے کے دار اسلام میں

جو حرف زبان بسلامت ہو یہ بھی بیجا ہر اس قسم کے آدمی کو پیغمبر صلعم کے منہ سے قتل کیا گیا کہ  
 من سلمة بن الأكثم مع قاتل ابی النبی عین من الشترکین وهو فی سفر فجلس عند  
 اصحابہ يحدث ثم اقبل فقال النبی صلعم اطلبوه واقتلوه فقلنی سلمة علیہ  
 آلیہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر میں ایک جاسوس مشرکوں کا او پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم سفر میں تھے پس میٹھا وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے پاس پھر چلا گیا پس فرمایا  
 پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تلاش کرو اسکو اور مار ڈالو اسکو لغزش کہ وہ کپڑا گیا اور مارا  
 گیا پس عطا کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اسکا سبب متفق علیہ ہر گاہ کہ قتل ایسے  
 شخص کا جو تو ستر قاتل کہ عقوبت قتل سے کمتر ہو اس کے جواز میں کیا کلام رہا اور کبھی  
 غور فرمائیے کہ مفروضہ مذہب قوم میں جسکا نام جس پر وہ غلامی سے بدتر خیر ہی یا خیر ہو ہوتا  
 ہو مٹی وہ کاشا ہو کسی مال کا مالک نہیں ہو سکتا جو کچھ محنت شقت سے کوئی کام کرنا ہو اس سے  
 متمتع نہیں ہو سکتا مال اسکا ضبط کیا جاتا ہو بطور میراث کے جو کچھ اسکو پونچتا ہو وہ ضبط  
 ہو جاتا ہو کہانے پینے سونے بیٹھنے اور ٹھنے پانچا نہ بنیاب کی اس قدر تکلیف اسکو ہوتی  
 کہ حد سے زائد نماز و روزہ سے قہور رہتا ہو یا دوست جو روچھو کہ جدا ہوتا ہو کھانچ و نہین  
 کر سکتا غلامی میں اور اوس میں صریح غلام اور حبس کا فرق ہو ورنہ فی الخ  
 توجہ قیود وادب پر ہیں غلام پر پوہی نہیں سکتی غرض کہ جب معارف میں سے کسی شخص کو کو  
 کپڑا لیتے ہیں تو باوجود اس قدر تعلی کے کہ ہماری سرزمین کو تاثیر آزادی ہو پھر بھی  
 اسکو معنی غلام سے زیادہ نہ بنا لیتے ہیں جب یہ حال ہو تو پھر آپ کو کیا مجال اعتراض باقی  
 رہ گئی اور پھر جو آپ فرماتے ہیں کہ جہاد پر قیاس کیا ہو یہ بھی آپ کی اوافقی ہر نفس مرتکب  
 کے ہوتے ہوئے قیاس کے کیا معنی دے رہی خود کہ کے کھا کیہیے قال کیسی تعجب کی بات  
 ہو کہ اگلی علماء عربوں کی اولاد کا دار الحرب میں خریدنا ایسے جائز قرار دیا ہو کہ اوس میں  
 بھی غلبہ اور استیلا کی صورت ہو اقول ایسے مختلف فیہ مسئلہ کو اس انداز پر لکھنا کہ

یہ بات ظاہر ہو کر اگر ایک کبار نے ایسا کیا ہو مبنی بر حسد اور عناد ممکن اسلام ہی ہم کہتی ہیں  
 کہ ہرگز یہ قول ابو حنیفہ یا شافعی یا مالک یا احمد یا ثوری یا محمد یا ابو یوسف نہ ہو یا کو کسی عالم کا  
 علم کا تقدس میں سے نہیں ہو بلکہ ایک استفتاء جو اس باب میں ملکہ ام پورین ہو اور متقی محمد  
 شرف الدین مرحوم نے اس کا جواب لکھا ہے اور میں صاف حکم عدم تملک کا دیا ہے اور  
 بر جندی شیعہ مختصر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہی روایت حسن ہے ابو حنیفہ سے اور روایت شام  
 محمد رحمہ سے اور یہی مختار ابو بکر محمد بن الفضل ہے اور بھی صحیح ہے پس یہ کھنا مصنف کا کہ  
 اگلے علم ایسا کھانا ہو صاف غلط اور افسر ہے اگر کسی نے متاخرین میں ایسا کھانا ہو تو محمول اوپر  
 خطا ہے جو قال اب ہمارے علم اس غلبہ اور استیلا کو جو اپنی طبیعت کا ہے اور انہو اصول تھا  
 یہاں تک بوجہ حق کہ غلبہ اور استیلا کرنے والے پر سلمان ہونیکے بھی شرط تطہر دی اور  
 لکھ دیا کہ اگر کافر کافر کو بھی یہ غلبہ اور استیلا پکڑ لے تو وہ بھی اس کا غلام ہو جائیگا خواہ  
 ہائے شریف میں لکھا ہو اذ اغلب الترك علی الروم فباعہم واخذوا اموالہم ملکوا  
 لان الاستیلا قد تحقق فی مال مباح وهو السبب کہ جب کفار روم کافر کر رہے  
 ہو جادین اور بندے پکڑ لیں اور مال لے لیں تو اس کے مالک ہو جاتے ہیں کیونکہ استیلا  
 یعنی غلبہ تحقق ہو گیا مال مباح میں اور وہی سبب ملک ہوا انتہی اقول ہم اوپر بیان  
 کر چکے ہیں کہ کفر موجب زوال عصمت حریت ہے اور جب وجہ عصمت زائل ہو گئی تو کفار  
 مثل بہائم کے قابل تملک ہو گئی اگر ایسا نہ ہوتا تو سبایا بنی مصطلق و بنی قریظہ اور سب  
 اور ادواس کے بچہ بغیر صلے اسد علیہ وآلہ وسلم ملک بچہ خدا سے تعالیٰ کے کسی طرح پر ملک  
 مسلمانوں کی ہو جاتیں کیونکہ جو چیز محل ملک نہیں ہو وہ ملک کسی طرح پر نہیں ہوتی  
 اور ہم نے مجتہد عصر سے یہ بھی استفسار کیا ہے کہ اگر کفر سبب زوال عصمت حریت نہیں ہے  
 تو اس کے نزدیک اور کیا چیز سبب کی ہو کہ اسے قابل ملک ہو گئیں ہم اس بات کو تو پرستیم  
 نہ کہ نیکے کہ بغیر صلے اسد علیہ وآلہ وسلم نے محض اس سبب صرف باتباع رحمہ جہالت تملک

و بعد از آنکه لوندی تمام بنایا کیونکہ اتباع رسم جاہلیت است سزا پائے منوع ہر قل کا اتباع اہل کفر  
 قَدْ خَلَعْتَ مَلَكْتَ اِذَا كُنَّا مَلَكًا مِّنَ الْمُهْتَدِينَ هَٰذَا الَّذِي رَفَعْنَا عَلَىٰ مَنَاسِكَ مِنْكَ وَكَذَّبُوا  
 بِہِم مَن كَیْہِیْہِمْ مِّنْ شَخْصٍ كُذِّبَ ہِم كَمَا كُذِّبَ ہُمْ كَمَا كُذِّبَ ہُمْ كَمَا كُذِّبَ ہُمْ كَمَا كُذِّبَ ہُمْ  
 ایسا ہوتا تو میں ابھی گمراہ ہو گیا اور بدایت پانچواں لون میں نہون اور كہدے كے میں ایک  
 بڑی دلیل روشن پر ہوں جو میرے رب کی طرف سے ہی اوستے او سکو مجھ کو ٹھلایا ہوتا تھا  
 تو کچھ جیسے حکم صاف ترک اتباع رسم جاہلیت کا نافذ ہوا اور شخص جسے خداوند متعال یہ  
 کہتا ہو کہ میں تو ایک بڑی دلیل بتیٰ خدا داد پر ہوں آپ کا ذہن کس طرح پر قبول کرتا ہو  
 کہ وہ اتباع رسم جاہلیت کا کر کے مرتکب گناہ کبیرہ ہو جاوے العیاذ باللہ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ اَبَغَیْ  
 حُكْمًا هَٰذَا الَّذِي اَنْزَلَ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا كَلِمًا مِّنْ غَیْرِ خُذَا كُیْنِجَ نَاوُنِ اَوَّلِ  
 یہ ہو کہ خدا اوتاری ہو یہ کتاب تپہر فصل دیکھو کیسا انکار شدید ہے اس بات کا کہ اس کتاب  
 یعنی قرآن کی ہوتے ہوئے اتباع کسی اور رسم یا حکم کی کیجاوے اِنْ تُطِيعُوا كَثْرًا مِّنْ فِی الْاَوْفِ  
 فِیضًا لَّعَنَ سَبِيلَ اللّٰهِ اِنْ تَسْجُدُوْنَ اِلَّا الطَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا یُحْضَرُونَ  
 اور اگر تو اکثر زمین پر گے گو گون کی طاعت کر لگا تو سے گمراہ کر دیتے تجکو خدا کی راہ سے دے  
 خیال ہی کے تابع ہیں اور دے تو انکل بچو چلتے ہیں عن ابن عباس قال قال رسول اللہ  
 صلوات اللہ علیہ وسلم فی الاحرم وبقی فی الاسلام سنتہ الخ اہلیۃ  
 و مطلب ہذا فرمے مسلم بغیر حق لیہریق دمر رواہ البخاری فَاِذَا غَیْبَ خُذَا صَدِ اللّٰہ  
 علیہ السلام نے دشمن ترین آدمیوں کے خدا کے ساتھ تین تین میں لحد حرم میں اور طلب نہوا  
 اسلام میں رسم جاہلیت کا اور چار والا خون مرو مسلم کا ناحق کہ بٹوے او سکے خون کو روٹی  
 یہ نجاسی امی اما نذر لو گوا نضاف سے کہو کہ جسکے دل میں ایک ذرہ بھی نور یا مان ہوگا بھلا  
 وہ یہ بات کہہ سکتا ہو کہ وہ قاصد بدعت و افح رسوم جاہلیت جسکو خدا تعالیٰ بحکمہ راجح نہ  
 تبصر فرماتا ہو جس پر حکم کتاب و سنتی کہ جسکو خدا تعالیٰ تو زمین کو تھا ہر کسی کے لیے

کہ رسم جاہلیت کے پابند تھے مگر کب تک گناہ کا ہوئے کہ خدا ان کی قدرت اور قہم لذاتہ اور  
 تمام بدیوں کی ہوا اور پھر اس پر بھی اکتفا نہ کرے یہاں تک سعد بن معاذ نے جو لوڑ میں غلام  
 بنائے سب یا کبھی قرطیہ کا حکم دیا تو یہ کہا کہ تقدیر حکمت فہم حکم اللہ کہ قسم ہے کہ حکم دیا تو نے  
 ان کے حق میں ہو جب حکم خدا کے حاشا وکلا العیاذ باللہ ومن اعظم عہد فی حقہ علی اللہ  
 گناہ او قال اوصی الی وکرمی حرم الیہ شئی کو شخص ظالم تر ہو اس سے جس نے ان کا  
 خدا پر جو ٹھٹھا کیا کہ اس کی ہر چیز حالانکہ کچھ وحی اور سپر ان کی تھی آدم پر ہر مطلب  
 چونکہ رقیہیت حادثہ کے ثبوت میں کچھ شک و شبہ نہیں ہو اور اس کا سبب خبر اس کے جو  
 فقہائے امت نے لکھا ہے اور کچھ نہیں ہو اور سیدیت اس کی آیت قرآن سے ثابت ہو اور فقہ  
 نے بھی سبب اس کا خبر ایسے امر کے کہ اس کے قائل کو سب منافق اور زندیق کے اور کچھ  
 کہہ سکتے ہیں انہیں فرمایا تو ہر آئینہ استدلال ہدایہ مظنیہ کا علی رغم الف حاسدین کی طرح  
 محل سبب نہیں مجتہد عصر خود ہی انصاف کریں کہ سبب ملکیت اور سبب رقیہیت لوڑی  
 غلاموں کا جو انھوں نے اتباع رسم جاہلیت دل سے گڑھا ہے عقلاً اور نقلاً مستحسن ہے  
 یا وہ جو صاحب ہدایہ مظنیہ نے برنباسے اولیہ نہر عبیہ کے بیان فرمایا ہے بہتر ہو یا  
 مجتہد صاحب ہدایہ صاحب ہدایہ رحمہ اللہ کا سا تو حاصل کر لیجیے تب زبان طعن و  
 جدال کی دراز کبھی فتویٰ تاکو تو فرو دست درازش مرو رفت خواہی اول بر اہم شو

چونکہ سیاح و نہ در پیچھے	پس منگیں خویش از خود در آئے	اور قصر بحر گوہر آورد
وزن یا نہ اسود بر سر آورد	کاسے گر خاک گیر در شود	زربنا قص چو خاکستر شود
چون بول حق بود آن در دست	دست او در کار با دست	جہل آید پیش او دانش شود
جہل نہ علی کہ درنا قص و	دست ناقص نہ شیطانیست	از انکہ اندر دام باہیست نیل

قال باہمہا اب تک فضل الہی سے کسی بزرگ نے یہ نہیں فرمایا کہ حرمیوں کو مال طرح  
 کس اصول پر قرار دیا آیا قرآن مجید میں یا حدیث نبوی میں یہ حکم آیا ہے یا حضرت جبریل

او بن بزرگون پر وحی لائے تھے **اقول** او بن بزرگون پر توحی کا آنا ہمارا اعتقاد نہیں  
 اور نہ خود او کا اعتقاد ہے اور نہ خود تو صاحب وحی کے افعال اور اقوال سے ہم سرمد کو مستنبط  
 کیا ہے جیسا وہ خود نے قرآن مجید میں کفار کی نسبت یہ وحی دیکھی اِنْ هُمْ اِلَّا كَاكِبَاتٌ  
 اور یہ بھی قرآن مجید میں دیکھا کہ خدا ان کی عصمت سے بری ہو گیا چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بَرٌّ  
 حَنِیْفٌ مُّشْرِکِیْنَ اور عقل بھی متفقہ اس کی ہوئی کہ جب بسبب غلبہ نفس ہمیں کے جوہر خاص  
 جس کا نفس انسانی کہتے ہیں بہت ہی مغلوب کا معدوم ہو گیا تو جو صفت بھی ہے کے جوہر  
 طرح پر قابل مملوک ہو چکے ہیں کچھ باقی نہیں رہا اور افعال غیر سے اسد علیہ وآلہ وسلم کو بھی  
 اس کے موید پایا کہ بعد غلبہ کے وہ خود نے ان کو لونڈی غلام بنایا اگر فے مال مباح نہوتے  
 تو لونڈی غلام بنانا اور نکال سیطرح پر ممکن تھا پس اس اصول پر وہ خود نے حربیوں کو مال  
 مباح ٹھہرایا اگر آپ کو استعداد مطالعہ کتب اصول فقہ کی بہت تھی تو آپ ان اصول پر مطلع  
 ہوتے اور یہ نہ فرماتے کہ اب تک کسی بزرگ نے آخر آپ دیکھ لیتے یوح اور اصول فقہ الاسلام  
 سے لکھتے ہیں کہ اَلرُّقُّ هُوَ حَقُّ اللّٰهِ تَعَالٰی اِبْتِدَاعٌ مَعْنٰی اَنْ تَنْتَبِھَ حَزْرًا لِّلْكَفْرِ فَاِنْ  
 الْكَفَرُ لَمْ اَسْتَغْفِرْ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاسْتَحْضَرْتُ اَنْفُسَهُمْ بِالْبَهَائِمِ فِیْ عِدَمِ  
 الْمَنْظَرِ وَالتَّامِلِ فِیْ اٰیَاتِ التَّحْقِیْدِ جَاۤءَ اللّٰهُ تَعَالٰی یَجْعَلُهُمْ مُّتَمَلِّکِیْنَ مُّبْتَدِلِیْنَ  
 بِمَنْزِلَةِ الْبَهَائِمِ وَلِهَذَا لَمْ یَنْتَبِھِ الرِّقُّ عَلٰی السَّلَامِ اَنْتَهٰی وَبِالرَّجْعِ یَعْنِیْ بِرَدِّهِ حَدِیْثِ نَبَوِیْ  
 جَمِیْنِ اَوْ نَوَیْ مَبَاحِ ہونے پر نفس مریح موجود ہے آپ کو معلوم ہو مگر رزادہ مغالطہ کے باتون  
 میں ہر پھر کر رہے ہو یہ یَدُوْنَ لِیُطْفِقُوْا لَوَاۤءِکَ اَقْوَامٌ هُمْ هُوَ اللّٰهُ مَلِکُہُمْ وَلَوْ کَرِهَ الْغَیْبِیُّ  
 چنانچہ قول آئندہ میں پوری بحث اس کی آتی ہے **قال** البتہ خیاب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم نے یہ فرمایا کہ اِنّیٰ میں لوٹ کا مال اسد تعالیٰ نے مجھ کو مباح کیا ہے اور یہ نہایت غلو  
 اور بہت ہی خوب اصول ہے مگر انسان کو مال میں داخل نہیں فرمایا غلبہ ہمارے عقل نے تیس  
 سے انسان کو بھی مال سمجھا ہے **اقول** کلمات طیبات احادیث نبویہ میں حکم شاک



نبوی میں اسکی ملت پٹن میں ہے تو سب سے پہلے اور احتیاد و احتیاط سے من اول اللہ الخ  
 سجدہ و باطل ہو گئے اور مخالفت ہونا ایک صاحب عقل پر مانند شخص نصف انکار  
 آشکار ہو گیا قتل جائز الحق و رخص الباطل ان الباطل کا قتل واجب ہے مقتدا صاحب نسبت  
 کرتے ہیں کہ اموال حرمین جو خود کچھ اقرار سے بھی ملک غامضین ہو جاتا ہے اور ایک ملکیت کا  
 غلبہ اور تسلط کی صورت میں ہے یا بغیر غلبہ اور تسلط کے بھی نافذ ہو چکا کوئی چیز حرمی یا  
 ازراہ سترہ یا غایبان کی کچھ ایک تھک ملکیت ہے تو ایک ملکیت ہو جاوے گی اگر شق اول ہو تو ایک کچھ  
 سبب تسلطی غلبہ میں کیا کلام ہے اور اگر شق ثانی ہو تو سخت ہے مقول ہے قال بہر حال جو  
 اتنی بات ضرور تسلیم کرنی چاہیے کہ غلامی ایک مسئلہ ہے جسکو علماء اسلام بخلاسی یا اختیار کیا  
**اقول** صرف علماء اسلام ہی اختیار نہیں کیا بلکہ بغیر ان اسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے  
 تا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روی وحی آسمانی کے اختیار کیا ہے اور انکی اتباع سے علماء  
 اسلام نے بھی اختیار کیا ہے **قال** مگر اسکو ایک مسئلہ شرعی مندرج من اسد کما کیا جھوٹا  
 اور اسلام پر کتنا اثر اتمام کرنا ہے **اقول** کس قدر زیادہ تقریر اور جھوٹی بات ہے تو ریت میں  
 یہ مسئلہ مسلم قرآن میں یہ مسئلہ موجود ہے ہم نہیں سمجھتے کہ صنف کے نزدیک شرع کلام  
 ہے **قال** کتاب قرآن عین اللہ ہے اھل دیوبند کا کہنا ہے ان کتبہ صریحہ قرآن  
 کہہ کر کہ تو تم کوئی اور کتاب کہ ان دونوں یعنی تورات اور قرآن سے زیادہ راہ نیک دھما  
 ہو کہ اتباع کر دے اسکا اگر یہ تو ہم سے اس کے جواب میں کوئی کتاب کہانی تو پیش کر سکو گے  
 و بیہودہ و آئین اور کائنات کا کون سا کتاب وغیرہ کی اسے پر شکریہ قلیل سے انبیاء علیہ السلام  
 ہمیشہ کر کے و بس آماجہ نبی آخر الزمان مسلم صحت صاحب الہامہ مختلفہ البیضا حضرت کریم  
 عرم سے نبوت اسکا واضح خود صنف مقربین اسکی کہ تورات میں اجازت اسکی دی  
 ہوئے عرم نے اسکو جائز رکھا یہی عرم ایک حرف بھی نسبت اسکی زبان پر نہ لے  
 قبل از نزول آیت **وَمَا جَاءَكُمْ مِّنْ بَشِيرٍ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ إِلَّا نَحْنُ بَشِيرُونَ** و آلہ وسلم نے اسکو



تسليم کیا باوجود ان سب باتوں کے جو حکم کذب اور سبکی صاف تکذیب کتابی آسمانی کی ہے  
 قُلْ لَّوِ اَمَّا بِاللّٰهِ وَمَا اَنْزَلَ الْبَيِّنَاتِ اَنْزَلَ الْكِتَابَ الْاِمَامِ وَالْمُحْسِنِ وَالْمُحْسِنِ  
 وَالْمُحْسِنِ وَالْمُحْسِنِ وَمَا اَنْزَلَ الْبَيِّنَاتِ اَنْزَلَ الْكِتَابَ الْاِمَامِ وَالْمُحْسِنِ وَالْمُحْسِنِ  
 مِّنْ يَّعْقُوبَ لَا تَفْرَقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِنْهُمْ وَنَحْنُ كَهَاسْتِمْ اَنْزَلَ الْبَيِّنَاتِ اَنْزَلَ الْكِتَابَ الْاِمَامِ  
 مَا اَحْسَنُكُمْ بِهٖ نَفَقَا هَذَا وَلَوْ اَنْ تَوَكَّلْ اَوْ اِيَّاكُمْ فَمِنْ يَّسْتَفِئُ فَمِنْ يَّسْتَفِئُ فَمِنْ يَّسْتَفِئُ  
 وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ كَوْنُكُمْ كَرَامَانَ لَكُمْ خُذُوا بِرَأْسِ بَرَاءِ بَرَاءِ بَرَاءِ بَرَاءِ بَرَاءِ  
 گیا ہو ابراہیم اسماعیل اور اسحق اور یعقوب اور سبط اور جو دیے گئے ہیں موسیٰ  
 اور عیسیٰ اور سب بغیر نبی خدا کی طرف سے ہم تفریق نہیں کرتے اور نہیں سے کیسی در بیان  
 میں اور ہم اس کے زمان برادر ہیں پس اگر دے لوگ یعنی کفار ایسا ہی ایمان لاویں  
 جیسا تم ایمان لاہو تو وہ بھی راہ یاب ہو گئے اور جو پھر گئے تو جزا میں نیست کہ وہ ایک شب  
 جھگڑے میں ہیں سو خدا کافی ہوگا انکو اور وہ سنتے والا ہی اور جانتے والا ہی ہوتا  
 اکثر شرع مجتہد کی اقوال و لائتی صاحب دوست مجتہد اور ولیم و لر زوسن حسب وغیرہ کے  
 ہیں اور ان کے کلام کو بے مثل وحی ربانی سمجھتے ہیں تو ان کے لیے یہ جواب کافی ہے  
 اَنَّا كَوْنُ الْكَلِمَةِ سَوَاءٌ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَكُمْ اَنَّ كَلِمَةَ اللّٰهِ كَلِمَةُ اللّٰهِ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ كَلِمَةُ اللّٰهِ  
 بعضنا بعضا اہل بابا من دوز اللہ قائم ہو جاوے ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے در بیان  
 ایک طرح پر ہو کہ عبادت کر نیگے ہم کیسی بخیر خدا کے اور نہ ٹھہراوے کیا ایک ہمارے دوسرے کو  
 رب بخیر خدا کے قال ان تمام حالات سے اور تمام قسمی روایتوں سے جو مذکور ہوئیں یہ  
 ثابت ہو گئی کہ فقہائے اسلام نے جو غلبہ اور استیلا کو سبب قیامت قرار دیا ہے اسکی اصل  
 جہاد کے قیدیوں کو نوٹھی و غلام بنانے پر مبنی ہی ہے پس اب ہر کواں بات پر بحث کرنی چاہیے  
 کہ جہاد کے قیدیوں کا نوٹھی و غلام بنانا جائز ہے یا نہیں کیونکہ اگر ان قیدیوں کا نوٹھی  
 و غلام بنانا جائز نہ ثابت ہو جاوے گا تو یہ اصول بر قیامت باطل ہو جاوے گا اور سب کو تسلیم کرنا

چاہیگا کہ اسلام میں کوئی شخص اور کسی حالت میں لونڈی غلام نہیں ہو سکتا پس اب ہم  
 امر مذکور کی بحث پر متوجہ ہوتے ہیں اقول ہم بہت خوشی کے ساتھ اس مباحثہ کو  
 پسند کرتے ہیں کیونکہ اس کے ضمن میں یہ بات نفل خمس نصف النہار ظاہر ہو جاوے گی  
 کہ ہمارے علمائے کرام کتبہ اور افعال اور اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 تابع ہیں اور کس کس احتیاط اور گوشش کے ساتھ اسے استنباط مسائل شرعیہ فرماتے ہیں  
 اور کس درجہ کی محافظت کلمات قرآن اور احادیث نبوی کی رکھتے ہیں اور ایک بات بھی  
 پاس خاطر دوستوں اور اہل سے زبان پر نہیں لگتے لیکن ایک بات ہم باعلان تمام  
 مجتہد عصر کو آگاہ کیے تھے ہیں کہ چونکہ صفحہ ۱۱ پر سے دعویٰ اس کے ہے ہیں کہ ہم صرف خدا  
 اور خدا کے رسول کی اطاعت کریں گے اور کسی تقلید نہ کریں گے اس کا پاس اور کلمہ رکھنا چاہیے  
 ہم نے بھی بلحاظ اذکار شریعہ کے التزام کیا ہو کہ خبر آیات قرآن اور احادیث صحیحہ کے اور بھی  
 چیز سے استدلال کریں گے چنانچہ اوپر بھی ہم اس التزام پر قائم رہے اور آئندہ بھی قائم  
 رہیں گے ایک شرط ہم اور بھی کرتے ہیں کہ آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی میں کوئی  
 قید کوئی شرط اپنی طرف سے نہ لگائیں گے اور جو مصنف نے کوئی قید کوئی شرط بڑھائی تو  
 اس کو ہرگز نہ قبول کریں گے گو کہ مصنف کیسی ہی بڑے عالم مفسر کی تقلید سے اس قید کو  
 پیش کریں لغت کے معنی اپنے دل سے نکلے ہوں گے اور یہ بات بھی نہ سنیں گے کہ فلا نے مفسر نے  
 یہی معنی لکھے ہیں اگر مصنف نے کوئی معنی دل سے گھسے تو ہم کلام عرب سے سند  
 مانگیں گے وہ تفسیر جو بطرف ابن عباس منسوب ہو اس کی سند کچھ نہیں اور توثیق  
 اس کا ابن عباس تک ہی نہیں چلتا ناسیاً چونکہ مصنف اجماع صحابہ کو دلیل نہیں سمجھتے ہر  
 بالغ فرض اگر ابن عباس ہی سے وہ تفسیر ہو تو بھی اصول مصنف پر بطریق اولیٰ قایل  
 استدلال اور احتجاج کے نہیں تقسیم تفصیل الفاظ میں بدون دلیل شرعی کے نہ ہو کو  
 اختیار نہ مجتہد صاحب کو ہو گا لغت کے معنی میں التبعہ علماء لغت اور کلام فصحا اور

اور شعلے عرب کو مستند سمجھ گئے تہا کیسے اعرابہ و تقاریف کلمات میں اکابر علماء  
نحو کے کلام کو مستند سمجھ گئے بعد ان شرائط کے ہر کو کچھ ضرور نہیں کہ ہم کسی مفسر قرآن  
یا شراح حدیث کی عبارت نقل کریں یا جو عبارت مجتہد عصر نے لکھے ہیں ان کی طرف  
توجہ کریں اب ہم مستعیناً بامدیہ مباحثہ شروع کرتے ہیں و بحمل المدتوتہ ہم اس میدان  
میں جستجاء غالب ہو کر مخالفین کو غلام ہی بنا کر چھوڑیں گے و مَا الْقَصْرُ إِلَّا كَهَيْئَةِ  
عَيْنِ اللَّهِ الْكَافِرِينَ حَرْبِ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ قَالَ بَابِ جَہَا م اس بات کے بیان  
میں کہ قیدیوں جہاد کے نوٹوں میں غلام بنانے کا کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث صحیح میں نہیں  
اقول جس شخص نے قرآن و حدیث سے پڑھا ہو گا اور احادیث کی کتابیں دیکھی ہوں گی وہ  
ہرگز یہ لفظ زبان پنہیں لاسکتا قرآن اور احادیث میں بہت صاف حکم ہے چنانچہ کچھ  
اوپر اس کی تصریح ہوئی ہے اور کچھ گے آوگی اگر مجتہد عصر ان کو نہ دیکھیں یا سمجھ سکیں تو ان کی  
بصر و فہم کا تصور یہ ہے کہ نہ بنیں روز نشہ و چشم ۝ چشمہ آفتاب ہاچہ گناہ ۝ قَالَ  
کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ قرآن یا حدیث میں کسی جگہ یہ حکم ہے کہ جو لوگ جہاد میں لڑیں  
جاتے ہیں نوٹوں میں غلام ہو جائیں اقول جب خود خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے  
وَاَعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَإِنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ الْأَيْمِ  
أَتَا بَهُمْ فِيهَا قُرْبَىٰ مَّا مِثْلُ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُونَ ۝ يَأْخُذُونَ بِهَا طَائِفًا مِّنْهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ  
کِتَابِ ۝ يَأْخُذُونَ بِهَا طَائِفًا مِّنْهَا ۝ هَذِهِ الْأَيَّةُ یعنی بانوٹ جو لوٹ میں ان کو تم کچھ  
تو خمس اس کا واسطہ اور واسطہ رسول اور صاحبان قرابت وغیرہ کے ہے جس کا  
بیان آیت میں ہے وہی ایسے مسلمانوں کو فتح قریب اور غنائم بہت کہ لینگے اس کو  
وعدہ فرمایا جسے خدا نے بہت غنائم کا کہ لوگ تم اس کو پس جلد تر دے گا یہ غنیمت  
یعنی غنیمت خیر کہ حسین بن علی بھی تھیں اور اسباب میں سبب ورود احادیث صحیحہ  
مشہورہ کے کچھ کلام اور انکا نہیں ہو سکتا کہ چار خمس غنائم کے ہیں اور لام للذین

میں ملک کا جو حبیباً لکھا فی السموات وافی الارض میں ہر بس صاف ثابت ہوا کہ جو چیز  
 غنیمت میں آئے کوئی غیر کیوں نہ ہو چہر طلاق شی کا بھیج ہوا دسکا خمس تو ملوک خدا اور  
 رسول اور قرابت داران و دیگر اصناف مصرعہ آیت کا ہوا چار خمس ملوک غنائم میں  
 اور چونکہ سبایا مغنومہ پر بھی اطلاق نئے کا بالبدلتہ صادق ہر بس یہ آیت تہم اور تناول  
 سبایا میں ہر آیت مفسر کی کہ سیطرہ قابل تاویل تخصیص کے نہیں دوسری آیت و تحک  
 کھروا لله مِمَّا تَمْتَكِنُ مِنْهَا فَاْخُذْ مِنْهَا فَاْخُذْ لَكُمْ هَذَا الْيَوْمَ عَجَلًا لَمْ يَكُنْ لَكُمْ هَذَا مِنْ  
 لَام تَمْلِكُ بِحَيْثُ كُنْتُمْ يَوْمَ يَزِيدُ دِيَارَ اَتَيْتُمْ آتَاكُمْ فَخُذْ مِنْهَا قِيَّاسَ مَقَاتِلِكُمْ  
 كَيْتِسَ فَاْخُذْ مِنْهَا الْاَيَةَ عَنَّا يَكُنْ لَكُمْ قَرِيبٌ غَنِيْمَتَيْنِ يَوْمَ يَكُنْ لَكُمْ  
 اَوْسُكُوْا وِجْوَ كُمْ اِسْ مَخَانِمَ عَنَّا يَكُنْ لَكُمْ سَبَا يَهِیْ دَاخِلُ تَعِيْنُ لَكُمْ كَوْمَانُ شَخْصٌ يَه  
 كُوْهُ سَكْتَا هُوَ كَرَّانُ حَدِیْثِ مِیْنِ حَكَمُ لَوْنُ مِیْ غَلَامُ نِیَا جَانِیْ كَانِیْنِ هُوَ اَوْرُ پُزْ كَا سِ آیت اور  
 آیت دوم کی غنیمت مجملہ نسبت مغانم غنیمہ کی ہو اور اس میں سبایا بھی تھیں کہ سبایا غنیمہ  
 صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقسیم ہو کر ملوک غنائم کی گئی ہیں پس بسبب حقوق بیان  
 فعلی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آیت بھی مفسر ہو گئی و بسبب ملکیت سبایا  
 جہاد اور تناول کلہ مغانم میں سبایا کو چنانچہ مذکورہ اسکا آئندہ بھی آویگا بغیر خدا صلے اللہ  
 وآلہ وسلم نے فرمایا اَحْلَتْ لَنَا الْغَنَائِمُ وَاَحْلَ اللَّهُ لَنَا الْغَنَائِمُ مِنْ بَقِي مَنَاصِلِ  
 دَقَائِكُمْ فَاْخُذْ مِنْهَا بِنِیَا سَكَا اَوْرُ پُزْ گِیَا اور آئندہ بھی آویگا حسب ایسے مضمون مفسر ہو چو  
 ہیں تو وہ کون ہو کہ یہ کہہ سکتا ہو کہ جہاد کے قیدیوں کے ملوک کرنا قرآن و حدیث میں حکم  
 نہیں ہو قال لَکُمُ الْعَالَمُونَ قرآن مجید سے اس سلسلہ کے استنباط پر کوشش کی ہو  
 ہم اویز لکھ چکے ہیں کہ ممتنا اس بحث میں ایک غرض ہماری یہ بھی ہو کہ ہم خوب غبار کر دیں  
 اس امر کو کہ صحابہ کرام اور دیگر علمائے اعظام نے اعتقاد کرنے میں بہت کوشش کی ہو اگر  
 مانند مجتہد دھرم کے اعتقاد میں کوشش کرتے تو مثل مجتہد نصر فاش غلطیوں میں پڑ جاتے

اور نخل مجتہد عصر کے وہ بھی یہ کہہ سکتے تھے کہ کوئی شخص نہیں کر سکتا کہ قرآن میں انگریز یا انہیں کا کام تھا کہ ہر ایک آیت اور حدیث کو جیسے وہ تھے ویسا ہی سمجھا اگر کیا ہر تھی تو ظاہر اور اگر نفس تھی تو نفس اور اگر منفسر تھی تو منفسر سمجھا ہر خلاف ناخل مجتہد و کج کہ مجمل کہ منفسر سمجھے اور اگر مجمل یا تابع ہو انسانی اور حسب ہواہ کے خدا کے کلام پاک اور احادیث مقدسہ میں اپنے دل سے قیدین بنا کر وہ بدتر غرض ہو سے قوال چاہتا ہو اس کو اس مقام پر لکھتے ہیں اور جو غلطیاں اس میں تہبطا میں ہیں ان کو بھی بیان کرتے ہیں اقول ماشاء اللہ کیا کھانا آپ ایسے مجتہد تو نہیں جیسے اوڑھتا بدتر غریب بچارہ تھے کہ خدا سے بچے ڈرتے تھے پیغمبروں کا بھی بہت اور باور پاس کرتے تھے آپ تو خدا کی بھی غلطیاں پکڑتے ہیں اور پیغمبروں کی بھی خدا سے تالی کی کیسی غلطی فاش آپ نے پکڑی کہ جو چیز اگر الکر الکر اور فاش الفواحش طربس بدیون کی ہو اس کے ارتکاب کی اوسنہ تہریت مقدس میں اجازت دی موسیٰ عرم اور افکے بعد انبیاء بنی اسرائیل کی آپ نے کیسی غلطی پکڑی کہ انہوں نے الکر الکر کو جائز رکھا اور شریعت مقرر کیا عیسیٰ عرم کی کیسی غلطی فاش پکڑی کہ شے علی جناب الیک عرض بھی اس کے منع اور انکار کا زبان پر نہ لائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیسی غلطی فاش اپنے پکڑی کہ انہوں نے اتباع رسم جاہلیت کے ایسے الکر الکر اور اصل حلال قباح کو جاری رکھا جب آپ اس پادے عالیہ پر ہیں تو بیچ اسے علما اسلام کہ بہرہ صحت تابع فرمان خدا اور انبیاء کرام عرم کے ہیں آپ کو ان کی غلطیاں بیان کر نہیں کیا تا مل ہو اس بات

کہ بردش ملک الموت بسمل افتادہ ست  
ترپے ہی مرغ قبلہ نما شیخا نہ میں

چکوہ جان اسلامت برم زسفا کی  
ناوک نے تیسرے میر پنجو و طرا زانہ میں

مگر ہم بھی جانتی ہیں کہ غلطیاں آپ کی صحیح ہی آپ خود غلط ہیں قوال تہبطا اول وہ تھے  
ہیں کہ بہت سی جگہ قرآن مجید میں اور احادیث صحیح میں اور غلاموں کا ذکر آیا ہے اور بہت  
احکام ان کی نسبت بیان ہوئے ہیں اور اس سے پتا چلتا ہے کہ اسلام میں بھی لوٹنڈی غلام گناہ

جائز رکھا گیا ہو مگر یہ دلیل قیامت سے مستقبل سے متعلق نہیں ہو سکتی اقول ہم نہیں جانتے  
 کہ مراد کچھ استقبال سے کیا ہو جہاں مقام تفصیل کا ہو تاہم وہاں مغالطہ عوام کے لیے بہت ہو  
 اجمال کو کام میں لیتے ہیں اگر مراد استقبال سے استقبال نسبت زمان نزول آیات  
 مذکورہ ہو تو سرسری غلط ہو چنانچہ اس شق کو ہم خود اذکار میں لکھ لکھ کر دیکھ جائیں  
 اَلَا عَلٰی اَنْ حَاجِبًا مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُہُمْ سے باطل کر چکے ہیں اور بہت دلیل قرآنی  
 سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ آیات مذکورہ جنہیں ملکیت یا انکم یا ما نزل اس کے کلمات واروہوہ ہیں  
 وہ مشتمل ہیں اس زمانہ پر بھی جو نسبت زمانہ نزول آیات کے ماضی تھا اور اس زمانہ پر بھی  
 جو مستقبل ہو اور یہ نسبت معمول عموم ازمنہ کے آیات مذکورہ مفسرین اور آپ نے جو ملکیت کا  
 ترجمہ کیا تھا کہ مالک ہو چکے ہیں اسکی غلطی ہم نے خوب ظاہر کر دی ہے اور اگر مراد استقبال  
 استقبال نسبت نزول آیت اَمَّا مَتَا جَعَلْنَا فَاِذَا کَانَ ہُوَ تَمِیْزًا لِّیَہِ آیات زمانہ  
 نزول سے جس قدر ازمنہ مستقبل میں ہیں انکو متناول ہو کر پس امتداد زمانہ تا بعدیت  
 اما متا بعد واما فاذا کہ بدل سکے کہ یہ آیت اول آیات کی ناسخ ہو تصور نہیں ہو سکتا  
 کیونکہ قبل اس آیت کے تو امتداد کسی زمانہ کا آیات مذکورہ پایا نہیں جاتا اگر وہ آیت  
 ہمازل نبوتی تو مجتہد عصر بھی اول آیات کو جمیع ازمنہ مستقبلہ کے لیے تسلیم نہ کرتے مگر  
 اس آیت کے نزول سے مدت حکم آیات مذکورہ کی ظاہر ہوئی اور یہی معنی ہیں نسخ کے پس  
 اب آپ ہر مقام دعاوی مجتہد عصر کا یہ کہ یہ آیت اول آیات کی ناسخ ہو سوا ثبات اسکا  
 ورنہ مجتہد عصر کے ہو اور ہم یہ امر بھی کہ اثبات نسخ پر مجتہد عصر جو دلائل پیش کریں ہم اون پر ترجیح  
 کامل پیش کریں مگر مجتہد عصر نسخ ہونے آیت مذکورہ اور نسخ ہونے آیات مسطورہ ایک  
 دلیل بھی پیش نہ کر سکے اور ہمارے پاس دلائل وابطال انھوں سے نسخ کے بہت موجود ہیں چنانچہ  
 مختصر بیان اول کا آؤ لگا قال اس لیے کہ ہم یہ بات ثابت کر کے ہیں کہ قبل نزول آیت  
 نزلت کے جس قدر لوگوں میں وہ ظلام موجود تھا اور ان سب کو اسلام نے بطور لونڈی غلام کے



بیک اندیشی والا مہربان ہوا قول آیت میں کچھ تخصیص نہیں عرب کی نہیں اور نہ او کی ہر  
 کہ جنہوں نے عہد کو کہ توڑ دیا تھا التبتہ ایسا عہد میں ان شریکین کو جنہوں نے عہد کیا تھا اور  
 عہد پر قائم تھے ان کی نسبت تمام عہد کا حکم نافذ ہو اور شریکین عرب اور غیر عرب اور شریکین  
 جنہوں نے عہد توڑ دیا تھا اور غیر ان کو سب اسی عموم میں نل ہیں بلیل اخذ کا منوالہ  
 مَا كَسَبُوا مِنَ الْاَلْبَسِاسِ يَوْمَ تَجِيءُ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللَّهَ يَرْجِي مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَرَسُولَهُ  
 الْاَلَا يَهْدِي الْعَمُومَ الْمَالَغَاةَ لِمَا يَخْصُصُ الْاَسْبَابُ اَصْحَرُ وَتَمَّ كَسْنَى يَنْهَى يَنْهَى يَنْهَى  
 معنی ان کے یہ ہیں کہ تم کہ اور ان کو حصہ دے حصہ دے حصہ دے حصہ دے حصہ دے حصہ دے حصہ دے  
 اور بکڑ اور ان کو طلب اس کا یہ ہے کہ اسیر کر اور ان کو غلام بنا لیں معنی یہ ہیں کہ راہ اور ان کی خالی کر  
 ولیکن بطور متعارفہ کہ کلام قرآن کریم میں تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ تعالیٰ  
 وَقَالَ كُلْ خَلِيلُ كَتَبَ اَمْلَهُ لَا يَهْدِيكَ اِلٰى عَنَّا فَعُولٌ فَقُلْتُ خَلَا سَبِيلِي اَبَا الْكَوْثَرِ  
 فَعَلَمَا اَقْدَارَ الْوَحْدَانِ فَعُولٌ قَالَ اَلَا اَمْرٌ جَدِيدٌ نَجِي اس کی تائید نام آیت متعلق رکھا ہوا اور  
 علیہ السلام کے بڑی عدد رقیب پر یہ آیت ہو کر کوئی شخص بھی جس کے دل کی آنکھیں نہ دلائی تھیں  
 انہی میں سے ہیں کہ نہیں سکتا ہو کہ اس کی رقیب ثابت ہوتی ہو اقول علیہ السلام  
 رقیب کا مدار ثبوت کچھ اسی آیت پر نہیں لکھا بلکہ یہ آیت تو اتنا رقیب پر دلالت کرتی ہے  
 ماسو اس کے چند آیات ایسے ہیں کہ عبارتہ رقیب پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ ہنہ اور ان کو اور  
 لکھا ہوا اور اس سے ہم ان کی شرح کر سکیے مگر مجتہد صاحب نے ان کو تفسیر کیا ہے اور ان کو اور  
 بھی نہیں کیا بندگان فَوَيْلٌ مِنَ الْاَذِينَ اَوْثَقُوا الْكُتُبَ كِتَابِ اللَّهِ وَذُكُورُ الْاَعْمَالِ  
 کا یہ معنی ہے کہ ان کو بندگان کے ہونے کے لیے ان کو ان کے ہونے کے لیے ان کو ان کے ہونے کے لیے  
 کتاب کو اپنی بیویوں کے پیچھے گو یا کہ وہ چھو جاتے ہیں انہیں قال اس آیت میں یا حکم قتل نہ کیا  
 یعنی لڑنے کا یہ یا قید کرنے کا یا کافروں کے رہتوں کے روکنے کا ہے تاکہ وہ مسلمانوں پر فوج نہ لکھیں  
 یا شب خون یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ کر سکیں اور ان کو قیدیوں کو غلاموں کو بیگانے کا



کہیں فرج بھی نہیں انتہی مختصر اقول قتل کرینکے معنی مجتہد عصر نے لڑا پہلے لفظی بیان فرماتے  
 اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر زنا و اوقات ہین لغات عرب کے ایسے معروف لفظ کے بھی معنی سے وقت  
 نہیں یا و طفقہ کہ اس کے سبب تحریف قرآن پر گامادہ ہین العیاذ باللہ خباب مجتہد صاحب کیا  
 و ما اقلوا یقیناً کے یہ معنی ہین نہ لڑے وے اوس سے یقین کیا اقلت نفساً از گیت  
 کے معنی یہ ہین کہ کیا اقل اتو نفس نہ کی سے یہ لفظ تو اردو میں بھی زبان زد خلاق ہی بڑا تعجب ہے  
 اگر آپ صاحب مجتہد عصر ایسی غلطی میں شہر کے ایسی مشہور لفظ کے معنی غانا واقع بیان کرے شہر  
 چون غرض آمد نہ ہو شیدہ شد + صد حجاب دل بسوی دیدہ شد + خباب آب تو  
 اور دن کی غلطیاں پکڑنے پر مستعد ہوئے تھے خدا کی قدرت دیکھیے کہ کسی غلطی فاش ہین  
 پکڑے گئے شہر چون خدا خواہد کہ پر کوس درو + میلش اندر طفتہ پاکان نہ  
 خیر اس کو بجا دوسری غلطیاں آپ کی تو بہید و بشیار ہین کمان تک کوئی اذ کو پکڑے گا دوسری بات  
 سنئے کہ تعلیل اس صراور گھلت کی اس طور پر کہ تا کہ وہ مسلمانوں پر فرج نہ لاسکیں یا شہر  
 یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ کیں سراسر سچا ہے قرآن ہین تعلیل اصلاً نہیں اپنے دل سے مجتہد  
 عصر نے گھڑا ہے خباب مجتہد صاحب آپ کو اسی ہونہ سے مجتہدین امت مود یہ پرورد بایان  
 کرنے سبب ملکیت کے اعتراض کیا تھا جس ہونہ سے آپ خود تعلیل بجا فرماتے ہین یہاں بھی  
 تو وہی الفاظ فرماتے کہ لیا اسکے لینے کو میرے نص قرآن و حدیث میں موجود ہے یا نہیں اس کا جواب  
 صاف ہے کہ کوئی نہیں مجتہد عصر نے اپنے دل سے گھڑی ہے اور آپ جو فرماتے ہین کہ اوپر کو  
 غلام اور لونڈی بنانے کا ذکر بھی نہیں ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ عبارت است این استحقاق  
 مذکور نہیں لیکن جب کیات و احوال شیعہ میں استحقاق اسیر وں کا وارد ہے چنانچہ بیان  
 اوٹھا کچھ اوپر گزریا اور ایندہ بھی آچکا پس ایک نتیجہ اسیری کا استحقاق بھی قرار پایا پس  
 اسے لال اوٹھا اس کہیت سے استدلال ہو مزدوم سے لازم پر اور اس قسم کا استدلال الشیعہ  
 میں ہوتا ہے مشرک کوئی دلیل اس کی معارض نہواور تا کہ اسکی اور اذہ شریعہ سے پانی جاب

علامہ بران دیکھنا چاہیے کہ ان قیدیوں کا انجام بموجب حکم شارع کے کیا ہوا یا نہیں لیکن  
 چھوڑ دیے گئے یا نافذ ہی چھوڑ دیے گئے یا قتل کیے گئے یا لڑائی غلام بنائے گئے یا کوئی  
 اور طرح میں وہ مشورہ میں جلیانہ تھا کہ اس میں سے کیا کیا وہی محبوس سپر غرضکہ عیال  
 شارع نے ان کے ساتھ کیا ہوا یہ کہ حکم شرعی اور حکم خدا جتنا چاہیے اور چونکہ ہم اوپر پیش  
 ٹھہرائے ہیں کہ اس بحث میں ہم اہل کسب نفس کا نہ کریں گے اور مصنف اول ہی میں یہ شرط  
 قرار دے چکے ہیں کہ جو خدا اور خدا رسول کے یہی تعلیم نہ کریں گے پس ہم کو تو یہ طریقہ  
 تفاسیر منقولہ مصنف کے ضرور نہیں **قال استنباطا موم والخصیات من النساء الا ما ملکت**  
**ایمانکم الخ** استنباطا چارم قولہ تعالیٰ **وَمَا مَلَکَتْ یَمَیْنُکُمْ حَتّٰی اَوَّلَ اللّٰهِ حَلٰلٌ**  
 ان دونوں آیتوں کا بیان ہم دوسرے باب میں یہ بحث بیان لفظ مملکت خود کر چکے ہیں اور  
 بخوبی ثابت کرنا ہے کہ ان آیتوں کے اشتقاق پر استدلال کرنا محض غلطی ہے اقول ہنواوی  
 یہ بات بخوبی ثابت کر دی ہو کہ اپنے اپنی خواہش نفسانی کے سبب ان آیات کے معانی میں ہرگز  
 تصرف کی ہو اور بقدر کہ اپنے لکھا ہو سبب غلام لغت اور خلاف محاورہ عرب اپنے ہی سے  
 گزرتے کر لکھا ہو اور جو کچھ کہنے لکھا ہو محض تقلید ایک قول ضعیف جو فخر رازی نے نقل  
 کیا ہو لکھا ہو کہ سیطرہ پر اس کے قائل نہیں ہو کہ کچھ بھی التفات اوپر کیا ہوا **قال**  
**استنباطا** ترجمہ بخاری اور مسلم میں یہ حدیث ہے کہ **سئل رسول اللہ صلی علیہ وسلم عن اهل الدیار**  
**یسیتون من المشرکین فیصاب من نساءهم وذراریهم قال هم منهم وقرابت**  
**هم من ابائهم اقول** یہاں کہی تفسیر نے اس سے استدلال نہیں کیا خود مصنف نے جو قول  
 اسکی تفسیر میں لکھا ہو اس سے ظاہر ہو کہ وہ مراد اشتقاق میں شک کرتے ہیں پس ہم کو تو  
 کچھ بحث ضرور نہیں **قال استنباطا** شرم ترمذی اور ابو داؤد میں ہے عن ہر قریب  
 عن ابی سلمیٰ **قال اقلل الشیوخ المشرکین واستحقوا شرخهم ای صبیانہم غیر خدا**  
**صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑی عمر کی مشرکوں کو مار ڈالو اور ان کے بیٹوں کو بھی**

زائد رکھو **اقول** کلام اس حدیث میں وہی ہے جو استنباط دوم میں ہے پس ہم اس میں بھی  
 زیادہ بحث کی ضرورت نہیں جانتے **قال** استنباط ہفتم بہت بڑا استدلال علمائے  
 اسلام کا جو از استرقاق پر فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اگر یہ تو آیت  
 وحدہ قنا ہمارے سر انھوں پر مگر ہاں اس بات کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا  
 انکار ہے **اقول** آیت وحدہ قنا تو اگر کسی طرف زبان ہی پر جو وہ استرقاق کے معاملہ میں تو  
 آپ کو سب انبیاء پر اعتراض ہے خصوصاً پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اس معاملہ میں پابند  
 رحم جاہلیت ابعلاحت کہتے ہیں سہ جامی چلاؤن میں فی انہا کذا منی یہ برخیز تو انہیں دینے  
 شراب چیت نہ مگر ہنر لکھنے استرقاق کا جو آپ انکار کرتے ہیں آپکا انکار جو ہے بہت احادیث  
 صحیحہ سے استرقاق جیسا کہ آیت ہے چنانچہ چند احادیث کا بیان اور یہ ہوا کہ اسے  
 اور بھی ہیں کہ ہم قریب تر ان کو ذکر کریں گے اور بعد ثبوت کے انکار امر ثابت کا مقبول نہیں **قال**  
 استنباط کی صحت یا غلطی تین امر کی بحث پر منحصر ہے اول اس پر کہ قرآن مجید میں جہاد کے  
 تیاریوں کے لوندی و غلام نہ بنانے کا کوئی حکم ہے یا نہیں **اقول** نفس نبوت اس پر استدلال  
 نہیں جائز ہے کہ وہ حکم قرآن میں اتنا بیان ہوا اور بعد اس کے باجاوید مشہور و منسوخ ہو گیا  
**قال** کیونکہ اگر یہ تو اس کے برخلاف فعل رسول مقبول کیونکہ یہ لوہو کا **اقول** اس دلیل  
 تقریب تمام نہیں ہوتی ممکن ہے کہ بسبب نسخ کے ایسا طور میں آیا ہو **قال** دوسرے یہ کہ اگر  
 کوئی ایسا حکم قرآن میں موجود نہ ہو تو سب بات کو دیکھنا ضرور پڑے گا کہ اس کے بعد فعل رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہوا کیونکہ یہی فعل منشا استنباط سند شرعی ہو گا نہ اور کوئی **اقول**  
 یہ بات مسلم ہے اگر یہ فرض قرآن میں کوئی حکم وارد ہوا اور اس کے درود کے بعد فعل رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے متعارض ایسا ثابت ہو کہ توفیق دونوں میں نہ ہو سکتی ہو تو بیشک یہ  
 اول کو بسبب فعل و قول صاحب وحی کے منسوخ سمجھا حکم ثانی کو حکم اور نافذ سمجھا جائے گا  
**قال** تیسرے اس امر پر کہ اگر کسی وقت کوئی فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہو جائے

ہوا تو وہ قبل اسکے ہوا ہی یا بعد اسکے کیونکہ اگر اوسکا وقوع قبل اوسکے ثابت ہو تو فصل ہذا کا کونسی  
 مسئلہ شرعی کا نہیں ہو سکتا **اقول** بیان اسکا مطابق قرآنی کے ہو چو نکہ یہ استنباط تو ہی  
 برقرار فیصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پس اول بحث اس میں چلیس تھی کہ آیا ایسا ثابت  
 یا نہیں کیونکہ ہم مدعی ثبوت ہیں اور متہد عصر منکر ہیں پس اول ثبوت عدم ثبوت میں گفتگو کرنی  
 لازم تھی اور قمارض آیت سے اور ہی اس سے کہ یہ افعال اور اقوال نزول آیت سے پیشتر کی ہیں  
 یا بعد کے بعد اس کے بحث کی جاتی مگر متہد صاحب برعکس چلے خیر کچھ بضا لقمہ نہیں انھیں کی  
 خوشی سی **قال** باخمسیم اس بات کے بیان میں کہ قرآن مجید میں جہاد کے قیدیوں کی اتنی  
 غلام نہ بنانے کا حکم موجود ہے جسکو ہم آیت حریت کہتے ہیں **اقول** کوئی ایسا حکم موجود نہیں  
 کہ جس سے غلام بنانا سمجھا جاتا ہو یا اوس سے تحریر رقیقوں کی لازم آوے اور اوس بنا پر کوئی  
 اوسکو آیت حریت کہہ سکے **قال** قال اللہ تبارک و تعالیٰ نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ الَّذِي فِيهِ كَهْرُؤُا  
 فَضْرَبَ الرِّقَابَ حَتَّىٰ إِذَا أَخْلَسْتُمُوهُمْ فَتَشَارُؤَالْوَلَاءُ مَا مَنَّا بِكُنَّ وَلَا مَنَّا بِكُنَّ  
 اور صاحب نے فرمایا ہے کہ جب تم مقابل ہو کا فروع تو اؤنکی گردنیں کاٹو جبکہ تم اوں پر حکم سان کچھ  
 تو اؤنکو قید کر لو پھر قید کر ٹیکے بعد یا تو اوں پر احسان رکھ کر یا اون سے فدیہ چھوڑ لی کیا چھوڑ  
**اقول** چونکہ تاثر استدلال مجتہد صاحب کا یہ کہ یہ اؤن اقصیٰ المذنبین کفرؤا الایہ سے ہوا ہے  
 اؤنکے استنباط کا اوس آیت پر ہی پس ضرور ہوا کہ ہم قبل اس سے کہ استدلال اور استنباط مجتہد  
 میں کچھ کلام کریں ایک مقدمہ ترتیب دین کہ جس میں بیان دلالت آیت کا اوپر طریق  
 اصولیہ میں ادبیاتی معنی آکا سوافق **قال** امیہ لغت اور سخاۃ ادراہل صناعیہ میں منطقیہ  
 مشرح لکھا ہوا مقدمہ یہ مقدمہ مشتمل ہے اوپر تین فصل کے **فصل اول** بیان دلالت  
 آیت میں اوپر طریق اصولیہ کے اور او میں تین مقصد ہیں **مقصد اول**  
**قال** اللہ تعالیٰ نَزَّلْنَا الْقُرْآنَ الَّذِي فِيهِ كَهْرُؤُا فَضْرَبَ الرِّقَابَ حَتَّىٰ إِذَا  
 أَخْلَسْتُمُوهُمْ فَتَشَارُؤَالْوَلَاءُ مَا مَنَّا بِكُنَّ وَلَا مَنَّا بِكُنَّ ملائی ہو مومن کی

جو کافر ہو کے ہیں تو انرا ہرگز نونکایا یہاں تک کہ جب خوب مجروح کر چکا ہو تو مومن کو گم کر دے  
 نذرانے تب اختیار کئے ہو کہ یا احسان کرو بعد کو یا فدیہ لو یعنی من و خدا قبل از انخان  
 تو جائز ہی نہیں بعد از انخان نہ کو اختیار دیا گیا یا ہوا و نہ احسان کرو چاہو فدیہ لو یا کفایت  
 سے جو آیت میں واقع ہو ظاہر ہو کہ قبل از انخان من و خدا منظور ہیں چنانچہ آیت  
 وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ خَتْمٌ فِي الْأَنْفِ مِنْهُ سِوَىٰ اس کے  
 اور غایت اس خط کے وقوع انخان ہی اور چونکہ مطابق اقوال مفسرین رحمہم اللہ تعالیٰ  
 اور عتراف جناب فاضل سلمہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ آ یا اس آیت میں واسطے تفسیر کے ہر توبہ  
 تفسیر ہی بعد از انخان کے درمیان اون دونوں کو کہ جو قبل از انخان منظور تھیں یعنی  
 جب تک انخان پایا نہ جاوے تب تک من و خدا منظور ہیں بلکہ وجود انخان اون دونوں  
 امروں میں پہچانش از انخان منظور ہیں اختیار دیا گیا کہ چاہو احسان رکھنا اختیار  
 کرو چاہو فدیہ لینا مقصد دوم اس آیت میں ضمیر منصوب اختتام ہر خبر کو  
 اور ضمائر مجبور و مقدرہ یعنی اضربوا برقابہم و شدوا و انا قہم تمنون علیہم و نقدون انہم  
 یہ سب ضمائر راجع ہیں طرف الذین کفروا کے ضمیر فعل یقتیم واقع ہے یعنی طرف  
 یقتیم کے پس ظاہر ہوا کہ یہ آیت خاص متعلقین سے متعلق ہو نہ سبایا عورات  
 و ذرائع سے کہ جنکی نسبت ضرب رقاب اور انخان کی مماغت ہو مقصد سوم  
 آیت کریمہ سے بہت صاف واضح ہو کہ محل من و خدا کی وہی شخصیں ہیں جو بعد از  
 انخان شدوا و انا قہم ہوں چنانچہ خود مجبور و مقدرہ کے ہر ایک کو حسب تسوخی آیت من و خدا  
 میں فرماتے ہیں کہ آید من و خدا بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگوں سے علاوہ کسی ہر  
 جو قید ہو گئے ہوں اور لڑنے سے قادر نہ ہوں بربائی مقصد اول ہم کہتے ہیں کہ اصول  
 میں سب جہن ہو چکا ہو کہ تفسیر میں شخصیں یا اشیاء من و اس حالت میں مفید ہر حوالی  
 ہی جب کہ وہ دونوں شمس و اشیاء و سب ہوں اور چونکہ یہ بات یہاں ثابت ہو

کہ اس آیت میں تخمیر بین الواجدین نہیں بلکہ تخمیر بعد وجود انشان ہو در میان این دو شیون  
 کہ قبل از انشان مخطو رہیں پس یہ تخمیر کسی طرح مفید تھیں ہو سکتی ہے یہ نہیں کہ کوئی  
 شخص ناواقف حقیقت علم اصول فقہ سے یہ کہنے لگے کہ اصول کی دھکو سکون کو  
 تسلیم نہیں کرتے ہر چند کہ کہتا ہو اسکا دلیل علی اور سکی بے علمی پر یہ کہہ کہ مسائل اصول  
 برائی ہیں مگر یہ بھی مناسب معلوم ہوتا ہو کہ اس مسئلہ اصول کے دلیل عقلی بطور تخصیص  
 کے سمجھ لکھوں اور وہ یہ ہو کہ وجوب بدو ن ایجاب کے متحقق ہونے سے اسکا اثر اور ایجاب متبدل  
 المفہوم نہیں اور نہ باہم متلازمان ہیں اگر گاہ کہ مجر و تخمیر عین ایجاب نہیں ہے تسلیم  
 ایجاب ہو پس مجر و تخمیر سے ایجاب ثابت نہیں ہو سکتا ہو ان اگر وجوب دونوں شیون  
 یا اثبات کا ثابت ہو چکا ہو اور پھر ان کے در میان میں حکم تخمیر نافذ ہو تو بلا شک شود و تخمیر  
 بسبب وجوب ثابت کے مفید تھیں ہوگی کیونکہ اس حالت میں اگر مفید تھیں نہ تو سوال  
 دو شیون یا اثبات واجب کے اور ایک شیو کا وقوع بھی جائز ہو اور جب ارتفاع اثبات تھیں  
 اور اور اثبات کا وقوع بھی جائز ہو تو وجوب اثبات تھیں کا باقی نہ رہا خلص لیکن دلیل  
 تخمیر بعد اخطار میں جاری نہیں ہو سکتی کیونکہ جواز وقوع شئ ثالث اور ارتفاع  
 اثبات تھیں کا منافعی اسکا نہیں ہو کہ دو شیون جو بیشتر مخطو تھیں بعد از حدوث  
 کسی امر کے اور نہیں حکم تخمیر کا نافذ ہو ممکن ہو کہ قبل از وجود کسی قید یا شرط ایجاب  
 یا علت کے بعض اثبات جائز ہوں اور بعض مخطو رہوں اور بعد از وجود قید و شرط  
 کے وہ اثبات جو جائز تھیں بدستور جائز رہیں اور یہ اثبات کہ مخطو تھیں اور نہیں بھی  
 حکم تخمیر کا نافذ ہو دیکھو ہوا ان کو قبل از حکم تخمیر نہ ترک سبایا اور اسوال کے لینا  
 مال یا سبایا کا سیطرہ چھوڑنا تھا بعد از نفاد حکم ختار و احدی الطافتین اما  
 البقی فاما الاموال اگر چہ اختیار لے لینے ایک شیو کا سبیل اسوال سبایا کے ثابت ہوا  
 اگر امر ثالث یعنی ترک دونوں شیون کا جو بیشتر مخطو تھا اب بھی منسوخ نہوا اور تخمیر

منا فی اوس ترک کی نہ ہوئی یہی وجود ہیں کہ خود غیر صلح اور ان کے اصحاب مجمع اہل فردن مابعد  
علماء اعلام اور زبان دانان عرب نے جب تک اس کی کوئی ثبوت کھڑا درمیان نہ تھا تو وہ واجب بحث  
استراق قوت قتل کا نہیں سمجھا اور استدلال قائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا اس سے تمام تر مبنی ہو اور پر  
عدم و نفیت کے نہ بان عرب اور ضوابط و اصول استنباط احکام القرض آیہ متلوہ کی طرح پر مشتبہ  
نہیں اور اگر ہم صریحاً نہ جناب قائل کو بطور فرض محال کے تسلیم بھی کر لیں تب بھی حکم مقصود  
مخصوص ہر ساقہ مقالتین کے اور سبایا ذری اور عورت کے اصلاً متعلق نہیں اور حکم مقصد ثالث  
مختلفہ مقالتین کے بھی تخمین سے متعلق رکھتا ہے نہ غیر تخمین سے اور سبب خصوص تعلق کے عموماً  
حکم عدم جواز استراق کا جیسا کہ فرعون جناب قائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا ہی مرکز ہرگز ثابت نہیں ہوتا  
فصل دوم در بیان تفصیل کلامہ اور او کے بموجب لغت عرب اور طرق استعمال کے  
مخفی نہ ہے کہ آو اور آتا دونوں کے ایک معنی ہیں صحاح اما بالکسر والتشدید حنفی حطوف  
بمنزلة آو فی جمیع احکامہا الا وجه واحد وهو انک ثبتت فی او متیقناً شویہ لک  
الشک واما ثبتت ہی بھا شاکا فلا بد من تکیہا یعنی کلمہ اما بکسر نہزہ و تشدید میم حرت  
عطوف کا ہی بمنزلہ آو کے ہر سب احکام میں مگر ایک جہ میں اور وہ یہ ہے کہ تو او میں شروع کر گیا  
بطور یقین کے پھر ہو چکیا تجلو شک اور اما میں شروع ہی شک کے ساتھ ہوگا اور ضرور  
پڑیگا کہ لانا اما کا خلاصہ یہ ہے کہ ابتدا سے کلام میں شروع بلفظ او نہیں ہوتا معطوف  
آو لایا جاتا ہے اور اما میں معطوف اور معطوف علیہ دونوں پر حرف اما لانا واجب ہے نہ بحث  
اوسین لکھتا ہے واو حرف اذا دخل علی النجید علی التثاک والا یہام واذا دخل علی لامسا  
والنخی حل علی التخیید کہ قولہ کل التثاک واو شرب اللبن ای لا یجمع بینہما ولا بالانہ  
کہ قولہ ما لبس الحسن او ابن سیدین یعنی او حرف ہے کہ جب خبر مداخل ہوتا ہے تو دلالت  
کرتا ہے شک پر اور ایہام پر اور جب داخل ہوتا ہے صریحی پر تو دلالت کرتا ہے او پر تنبیہ کے ہند  
قول تیرے کے کل السک او شرب اللبن کہ اتو مجھلی کو یا پی تو دو کو یعنی جمع نہ کر درمیان انکے

اور بھی دلالت کرتا ہو اباحت پر جیسے جالس الحسن اور ابن سیرین مجاہدست کرتے تھے یا ابن  
 سیرین کے ساتھ فی القاموس اما انش للمعان للشك كجاءني اما زيد واما عمر واما  
 الجاني منهم واما ايها كما يعذبهم واما يتوب عليهم والتخيد اما ان تعذب واما  
 ان يتخذ فيهم حسنا واما اباحه تعلم اما قها واما انحا يعني اما اني معنون کے لیے  
 آتا ہو واسطے شک کے جیسے آیا زید یا عمر جب کہ آنے والا معلوم نہ ہو اور ایہام کے یعنی مخاطب  
 کو وہم میں ڈالنے کے لیے اور واسطے تخیر کے جیسے یا یہ کہ عذاب و تو انکو یا یہ کہ انہیں  
 بھلائی اور اباحت کے واسطے جیسے کہ تو یافتہ کو یا نحو کو آہن ہشام غنی لبیب میں لکھتے ہیں  
 لا ما خمسة معان احدها الشك والثاني الايها والثالث التخيد والرابع الابهام  
 والخامس التفصيل اما کے پنج معنی ہیں ایک شک دوسرے ایہام تیسرے تخیر چوتھے  
 اباحت پانچویں تفصیل اور بحث آہن تخیر کی یہ شرح کی ہو کہ ما يمنع فيه الجمع نحو في وج  
 هذا او اختها او دخل من مالي درهما او دينا لا تخير او سكو کہتے ہیں کہ حسین جمع نہ سکتی ہو  
 جیسے کہ کھاوے کہ نکاح کر یا ہند کر یا او کی بہن کو اور لے میرے مال میں سے یا درم یا دنیا  
 اور اباحت کی شرح کی ہو مایحی مذہب للجمع اباحت وہ ہے کہ حسین جمع جائز ہو اور یہ اقوال  
 او کے مطابق محاورہ عرب کے ہیں چنانچہ اون مثلاً کون جو اونھوں نے لکھی ہیں اور بھی مثلاً  
 ذیل سے یہ بات ثابت ہے حدیث وفد ہوازن میں جسکا بیان آگے آو گیا یہ کلمات ہیں قال  
 رسول الله صلعم اختار واحد الطائفتين اما السبي واما المال فرما یا رسول الله صلعم نے  
 اختیار کر و ایک کو دونوں میں سے یا مال کو یا قیدیوں کو دیکھو اسکا مطلب یہ نہیں ہو کہ ان  
 دونوں کے سوا تیسری صورت ممنوع ہو کیونکہ اگر وہ لوگ دونوں میں سے ایک بھی نہ لیتے  
 بلکہ دونوں کو چھوڑ دیتے تو اسکا حق تھا شرعاً و نہ کچھ واجب تھا کہ چھوڑ دینے کی نفی کو  
 قبول نہ کریں بلکہ طلب ہے کہ مجموعہ دونوں چیزیں نہ ملین گی صحیح بخاری میں کتاب الدیات  
 میں قول اصعب العبد صلعم منقول ہے من قتل لقتل فهو بغير النظر اما ان يوقع في ايقاف



دیکھو باتفاق علما اور حکم قرآن سولے ان دونوں مشقوں یعنی سوکدیت اور قصاص کے  
 تیسری صورت عفو کی بھی کثرت فرما اور پھر انھیں دونوں صورتوں میں نہیں ہی دوسری حد  
 میں فیروز دلی اپنے باب سے روایت کرتا ہے کہ قال قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
 انی اہملت وتحتی لختان قال اخترا بھما شئت کہا فیروز دلی کے پاس کہ کہا میں نے ای  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسلام لایا اور میرے نکاح میں دو بہنیں ہیں یعنی دو عورتیں ہیں کہ ایک  
 دوسرے کی بہن ہی فرمایا یہ غیر صلح نے اختیار کر لیا تو ان دونوں میں سے جسکو چاہے دیکھو  
 یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ تیسری صورت ممنوع ہی بلکہ اسکو جائز تھا کہ دونوں کو چھوڑ دیتا بلکہ مقصد  
 یہ ہے کہ جمع دونوں میں ممنوع ہی اسی طرح پر اس قسم کے کلام میں اکثر مراد تنبیہ یعنی مانعہ الجمع  
 ہوتی ہے چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے من قتل متعمداً فعلى اولیاء القتول ان شاءوا قتلوا  
 وان شاءوا اخذوا والدیۃ یعنی جس نے مار ڈالا کسی کو عمدہ تو وہ سو پ دیا جاوے گا مقتول  
 کے وارثوں کو اگر قے چاہیں تو اسکو مار ڈالیں اور اگر چاہیں تو خون بہا لی لیں دیکھو  
 یہاں سے یہ مراد نہیں کہ انھیں دونوں صورتوں میں ضرر ہو گیا بلکہ انکو ایک تیسری بات بھی  
 اختیار ہے کہ عفو کر کے چھوڑ دیں خلاصہ کلام یہ ہے کہ انا اور اؤ وسطیٰ احد الامرین یا اللہ کو  
 کے ہی چنانچہ شریف رضی لکھتے ہیں ینبغی ان یعرف ان جاز الجمع بین الامرین فی تعلم  
 الفقه والنحو لیفہم من انا واولیٰ لیست ہی الا احد الشیئین فی کل موضع وانما  
 استفیدت الاباحۃ ما قبل وما بعدھا واما احلا لھا فی الاباحۃ او فی التحذیر علی  
 احد الشیئین فھی علی السواء بل معانی الشاک والایہام والتفصیل والتحذیر لا یحتاج  
 جمیعاً لیست ہا استفید من اؤ واما اولیٰ علیہ اندھی لا تدل فی جمیع مواقع الا علی  
 احد الشیئین اولیٰ اشیاء وثلاث المعانی للذکر ثم تعض للکلام لا من قبل اؤ بل من قبل  
 اشیاء اخریٰ ان میں سے ظاہر ہوا کہ دلالت انا اور اؤ کی اور یہ شک اور یہام وغیرہ کے  
 بالذات نہیں بلکہ انا اور اؤ و باب دلالت کے اور یہ صرف کورہ کے محتاج قیام قرآن میں

اور جہاں کہیں کلام شائع ہوا منع ہو گئے تو در باب ارادہ کسی معنی کے عالمی مذکور ہو سے  
 بسبب اجمال کے ہر آئینہ محتاج بیان شائع اور قیام قرائن شرحیہ کے ہونگے لیکن فیہ میں نظر  
 کرنا چاہیے کہ آیا قرائن تخییر یعنی منع جمع کے قائل ہیں یا منع خلوکے مجتہد عصر کے بیان سے کوئی  
 قرینہ منع خلوکا پایا نہیں جاتا اور واقع میں بھی کوئی قرینہ منع خلوکا موجود نہیں البتہ قرائن تخییر  
 یعنی منع جمع کے موجود ہیں اولاً یہ کہ جواز قتل و سترقاوت باقر خصم پیش از ورود اس آیت کے  
 بھی ثابت ہی اور وہ جواز جو سابق سے تھا اسکی نسخ کے واسطے کوئی نص بزع خصم بھی ہو چو  
 نہیں پس کلمہ انا معارض اوس جواز کا نہیں ہو سکتا اور منسوخ نہ ہونا جواز سابقہ کا از رو سے  
 کسی نص صریح کے قرینہ اس پر ہو کہ کلمہ انا آیت مانحن فیہا میں معنی تخییر ہی نہ معنی منع خلوانیا  
 ہے نیز پیشتر ثابت کر دیا ہو اور آئندہ بھی خوب ثابت کر دینگے کہ جواز قتل و سترقاوت کا تا زروقات  
 پیغمبر صلعم کے باقی رہا اور اس پر عمل ہوتا رہا پس یہ معاملہ حضرت پیغمبر صلعم کا قولاً و فعلاً ہے آئینہ  
 بیان اوس اجمال کا ہو گیا اور کلمہ انا در باب ارادہ معنی تخییر کے لغت اور تخیلین ہو گیا تا لثا آیات  
 قرآنی جو اس کتاب میں ہم نے نقل کیے ہیں اور اون سے قتل و سترقاوت بصریح تمام واضح ہو  
 'نفسر اسکے ہیں کہ کلمہ انا واسطے تخییر یعنی منع جمع کی ہو پس گاہ کہ مارا ہو دیگر قرائن وجوہ ہو قرائن  
 وجوہ مؤید دعوی مجتہد کے کچھ نہیں بلکہ بطلان دعوی مجتہد پر قرائن و دلائل قائل قائل ہیں پس  
 صورت میں یہ آیت کس طرح پر مثبت دعوی مجتہد کی نہیں ہو سکتی اور ارادہ عصر کا کلمہ انا سے  
 منوع ہو اور اوعا اسکا کہ کلمہ انا بالذات واسطے عصر کے ہی سراسر ناواقفی لغت سے یہ بالذات غفلت ہو

## فصل سوم

در بیان طریق سبب من اہل صناعتی متفقین کے المنفصلۃ ما حکم فیما بمعاندۃ قضیہ  
 لا خلاف اما ثبوتاً و انتفاء و لیسیمی حقیقیہ و ثبوتاً فقط و لیسیمی مانعۃ للجمع و انتفاء  
 فقط و لیسیمی مانعۃ لخلو یعنی قضیہ منفصلہ مثل اوسکے کہ حسین مجتہد ہو وہ جو حسین حکم کیا جاوے  
 معاندۃ ایک قضیہ کا دوسرے کے ساتھ ثبوتاً و انتفاء و اسکا نام بھی منفصلہ حقیقیہ (مثال اسکی)

یہ کہ زید عالم و اما غیر عالم اس مثال میں معاندت نہوٹا اور انتقاء ہی کہ نہ یہ ہو سکتا ہے کہ زید عالم بھی ہو اور غیر عالم بھی اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں میں سے کچھ بھی نہو یا نہوٹا ہی فقط اسکا نام مانعہ الجمع ہو (مثال اسکی یہ ہونا الشی اماوس و اما حمیرہ تو نہیں ہو سکتا کہ وہ چیز گھوڑ بھی ہو اور تپھر بھی ہو گی یہ ہو سکتا ہے کہ دونوں میں سے کچھ بھی نہو) یا انتقاء ہی فقط اسکا نام مانعہ الخلو ہو (مثال اسکی یہ ہے کہ ہذا الشی اما غیر انسان و اما غیر حیوان جمع ممکن ہے کہ مثلاً تپھر ہو تو غیر انسان بھی ہو اور غیر حیوان بھی ہو کہ خلو ممکن نہیں پس تحقیق مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ لفظ اما مجملہ چند معانی کے معنی تخییر میں بھی استعمال ہوا اور یہی معنی اس کے مجتہد عصر نے اختیار فرمائے ہیں چنانچہ اخیر صفحہ ۱۳۲ میں وہ لکھتے ہیں کہ یہی معنی علماء اسلام نے بھی تسلیم کیے ہیں اور حوالہ بیضاوی اور کشاف وغیرہ کا دیتے ہیں کہ جنہیں تبصرح تمام میں آگیا کہ واسطے تخییر کے لکھا ہے اور تحقیق مرقومہ بالا سے یہ بھی ثابت ہو چکا کہ معنی تخییر کے منع الجمع ہر معنی یہاں آتا اور منع الجمع ممکن عمل ہی حسب سبب اور تحقیق ہو چکے تو معنی مجتہد آیت کا یہ ہے کہ بعد شکیں مانعہ لینے کے ممکن اختیار ہو گا چاہو اوپر (حسان بکھو گے چاہو اونے فدیہ لو گے غرض کہ چھوڑ دینا اور فدیہ لینا تمھارے اختیار پر موقوف فرمایا ہے نہ یہ کہ تم پر واجب گردانا ہے پس اب مجتہد عصر فرماویں کہ وہ منع الجمع سے منع الخلو کو پس طرح اللہ کرتے ہیں اور نکالوا استدلال تمام تر اس بات پر یعنی یہی کہ قضیہ اما مطلقاً بعد و اما فاذا مانعہ الخلو ہے کہ ان دو مقنون کے سوا ہی ہمیں ہی منع ہو حالانکہ خود اما کو بھی تخییر یعنی مانع الجمع کی تسلیم مانتے ہیں اور چونکہ مانع الجمع مستلزم مانعہ الخلو کی نہیں چنانچہ مثلاً مذکور سے ثابت ہو چکا ہے کہ خود باعتبار عرف مجتہد عصر کے دعویٰ اور محاسبہ سرخط اور باطل ہو گیا و الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام علی محمد وآلہ واصحابہ واتباعہ جمیعین جب ہم خود اعتراف اور تصریح مجتہد عصر سے اپنا دعویٰ ثابت کر چکے تو ہمارا کچھ ضرورت نہ تھی کہ مجتہد عصر کے اقوال کی طرف کچھ بھی توجہ کریں مگر تثنیہ اللادباں کچھ توجہ کرتے ہیں قولہ قال استبراء کے تقاضا

الی قولہ یا احسان مگر چھوڑ دو اقول دیکھ لو اس آیت میں نہ آزاد کرنے کے قیون کا حکم ہے اور نہ  
 مخالفت استرقاق ثابت ہوتی ہے البتہ اختیار فدیہ لینے کا مقابلہ شیخین سے یا احسان رکھنے کا  
 اور نہ ثابت ہے مگر ثبوت اختیار میں وذل مذکور کا مستلزم مخالفت استرقاق نہ تھا بالعموم یا انھوں  
 اور بھی مستلزم مخالفت قتل اسیروں کا نہیں ہے یا ان یہ بات اور صورت میں لازم آتی کہ اما  
 بجز معافی منع خلوع کے اور کسی معنی میں متعل نہوتا اس وقت میں البتہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ان دو  
 حال سے خالی نہیں کہ یا احسان کرو یا فدیہ لو حال آنکہ یہ امر غیر مسلم ہی چنانچہ بیان اوسکا  
 مقدمہ میں مفصل گذر چکا تھا اور لفظ انما اور انما کا حصر کے لیے آتا ہے اقول ابھی سے  
 صاف ظاہر ہے کہ متعدد عصر زبان عرب کے کچھ بھی واقع نہیں کہاں انما کہاں انما واقع نہیں  
 انما سمجھ الفاظ قصر کے ہو کہ فائدہ قصر الصنفہ علی الموصوف یا قصر الموصوف علی الصنفہ  
 کا بطریق قصر حقیقی یا قصر اضافی کے دیتا ہے مگر کج تک کسی نحوی نے یا کسی علم لغت نے  
 یہ نہیں کہا کہ انما بھی معنی قصر و حصر کے آتا ہے علماء نے معانی نے بھی اوسکو سمجھ الفاظ قصر  
 کے نہیں لکھا اگر کسی نے ایسا لکھا ہو تو بیان فرماوین ورنہ مصرعہ مقالات یہود وہاں  
 تھی مست و دیکھ کہ یہ قول ہمارا زید انما قائم و اما قائم منع خلوع یا انفصال  
 حقیقی کا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ کلام اوپر منع جمع کے محمول ہو سکتا ہے لیکن جب ہم  
 کہیں گے انما زید انما قائم اوقاعہ تو بیشک فائدہ قصر کا دیگا اور خلوع متنع ہوگا نظیر  
 انا الذائد الحامی النمار و انما کیدافع عن احسابہم انا او مثلی ہیں انما کو  
 بالذات انند انما کے مفید حصہ و قصر سمجھنا تا مترادف تھی مجتہد کی علم لغت عرب سے  
 اگر حقیقت حرف تردید مفید قصر ہوتا تو پھر حرف قصر کا اوپر و عمل کیا جیسا کہ شعر مذکور ہے  
 میں واقع ہوا جائز نہوتا کیونکہ جمع ہونا دو کلمہ قصر کا بی درجہ جائز نہیں اور کلام عرب میں  
 کہیں پایا نہیں گیا اور اس آیت میں تو کسی طرح یہ حصہ کا دعویٰ صحیح ہی نہیں سکتا کیونکہ  
 جب چھوڑ دینا واجب تھا تو اسے لوگ فدیہ کیوں دینگے اور سب سے سوال اپنا کیوں نہ

آئینے پس لامحالہ ضرور ہوا کہ احسان دکھ کر چھوڑ دیے جاوین یا کوئی تیسری صورت نکالے  
 صورت اول پر تو اختیار بطل ہو گئی کہ ہاں و بخیر احسان دکھ کر چھوڑ دینے کے اور کچھ اختیار ہی  
 نہیں رہا اور صورت ثانی میں ہمارا مدعا ثابت ہوا اور جسے باطل ہو گیا وہ جو مطلوب علماء و  
 بران یعنی ہمہ تراشہ مخالفت آئین سیاست اور منافی عقل کے ہیں اس لیے کہ مثلاً ایسی ہی اقعہ  
 واقع ہو کہ جمیعت کفار کی بہت کثرت سے ہو اور ان میں سے ایک جماعت کثیر مدبران جنگ  
 آزمودہ و صنادید کہ جنکے ماہرے جانے سے برہمی جماعت کفار مظنون و متیقن ہو بعد تمقابلے  
 کے اور جہد و جد کثیر کے کسی ہمد میر سے گرفتار ہو گئے تو آیا عقل سلیمہ اور کس سیاست  
 مقتضی ہیکہ ای کہ اس جماعت کو چھوڑ دیا جاوے اور جماعت محاربین کو خود اپنے عمل سے  
 مرد و دیکر غالب کر لیا جاوے یہ بات تو ہرگز نہ کوئی صاحب عقل پسند نہ کرے گا قال یعنی  
 عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی حکم اس طرح برپا جاوے کہ بایہ کرو یا یہ کرو تو اون دنوں  
 میں سے ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہے اور اس کے سوا کسی اور بات کے کرنے کا اختیار نہیں  
 اقول کسی قاعدہ دان کا قول اپنے اوہاے باطل پسند لاتے تو ہم اوہی طرف توجہ  
 بھی کرتے دیکھو ہم نے اپنے مدعا پر کس قدر سندیں اقوال ائمہ سخا و لغت اور ظاہر کلام  
 عرب کی پیش کن ہیں آپ سے تو ایک بھی سند نہ لائی گئی پھر آپ کس موندہ سے ایسا دعویٰ باطل  
 پیش کرتے ہیں دیکھئے کہ ذوالقرنین کو اختیار دیا گیا کہ چاہو اون لوگوں کو عموماً تعذیب  
 کرو چاہو اون لوگوں میں عموماً اپنا احسان رکھو اَمَّا اَنْ تُعَذِّبَ وَ اَمَّا اَنْ تُنْفِذَ فَبِهِمْ  
 حُسْنًا مگر چونکہ یہ تخییر تھی اس لیے اس نے تیسری صورت اختیار کی کہ دونوں صورتوں کے علاوہ  
 تھی یعنی بعض کی تعذیب اور بعض کی اوپر احسان چنانچہ تبصر صرح اوسکا ذکر قرآن مجید میں ہو  
 ہو قال تعالیٰ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْءَ لَعْنَتُهُ فَعَذَابُ الرَّحْمٰنِ لَهُ وَاَمَّا مَنْ كَفَرَ  
 وَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْءَ لَعْنَتُهُ فَعَذَابُ الرَّحْمٰنِ لَهُ وَاَمَّا مَنْ كَفَرَ  
 وَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْءَ لَعْنَتُهُ فَعَذَابُ الرَّحْمٰنِ لَهُ وَاَمَّا مَنْ كَفَرَ  
 وَ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْءَ لَعْنَتُهُ فَعَذَابُ الرَّحْمٰنِ لَهُ وَاَمَّا مَنْ كَفَرَ

اور نیک کام کر گیا تو جزا ادا ہو سکے لیے احسان کی ہر عطا وہ بران آیت میں تو یہ حکم نہیں کہ یا  
فدیہ لیلو یا احسان کہو بلکہ باقتضای تخمیر معنی آیت کے یہ ہیں کہ بعد اسکے تکو اختیار ہو گا چاہو  
فدیہ لو چاہو احسان رکھو مجتہد جو یہ کہتے ہیں کہ ایسی صورت میں ایک کارنا ضرور ہوتا ہو فضا  
غلط ہے حاکم الحسن اولین سیدین کے باتفاق اہل زبان اور سخاۃ کے معنی نہیں کہ جمع  
در میان مجالس حسن اور ابن سیرین کے ممنوع ہو اور صرف مجالس سادہ ایک ہی کے واجب  
ہو اور ایسی ہی امّا کلّ الشکاک و اما لشرب اللبن کے معنی نہیں کہ ان دونوں میں ایک کا  
کھانا واجب ہو بلکہ باتفاق اہل زبان و سخاۃ کے مراد یہ ہو کہ جمع نہ کران دونوں میں عرض کہ  
تسبیر مجتہد کی سنی اور بناو قعی کی زبان عرب ہو اور تحقیق اس باب میں وہی ہی جو  
ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ارادہ منع جمع و منع خلوا و الفضال حقیقی کا صرف اوپر قرآن کے ہر  
کلمہ اٹھا اور ان معانی میں سے بالذات کسی معنی پر دلالت نہیں کرنا قال بس اس آیت  
کے نازل ہونے کے بعد کوئی قیدی نہ قتل ہو سکتا ہو نہ لونڈی و غلام بنایا جا سکتا ہو اور مجتہد  
اسکے کہ نہ یا فدا اگر چھوڑ دیا جاوے اور کچھ اوسکے ساتھ نہیں ہو سکتا اقول اول تو  
یہ کلیہ مجتہد کا برہنہ تہدات مجتہد دہر بھی غلط ہے کیونکہ آیت متلوہ صرف مقابلہ شیخین سے  
علاقہ رکھتی ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا خایہ الام برفض تہدات مجتہد دہر بھی استقدر ہے کہ اس  
آیت کے بعد کوئی قیدی بخلاف مقابلہ شیخین کے نہ قتل ہو سکتا ہو نہ رفیق بنایا جا سکتا ہو  
ثانی اگر تحقیق ایسا ہوتا کہ اوس آیت سے حکم ایجاب انحصار کا دونوں مشقون مذکور  
میں غیر خدا صلعم سمجھتے تو واقع میں کوئی قیدی نہ قتل ہو سکتا نہ رفیق بنایا جاتا لیکن چونکہ ایام  
غزوہ ہوا زن میں جو بعد فتح مکہ کے ہو سلمہ بن الوء نے ایک شخص کو کھارین سے گرفتار کر کے  
سکھو نیمبر صلعم قتل کیا ابن شطل حسنی ہمارے کعبہ سے بہت اہ پڑی تھی اوسکے قتل کا حکم نیمبر  
صلعم نے دیا اور وہ قتل کیا گیا اور یہ معاملہ بعد فتح مکہ کے ہر غزوہ او طاس جو بعد از فتح مکہ  
اوسکی سبایا کو لونڈی و غلام بنایا گیا اور انکی حق میں وَالْمُحْسَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ لَا مَأْثَرَهُنَّ لَیْسَ لَکُمْ

نازل ہوئی غزوہ طایف میں جو شوال سنہ ہجری میں ہوا حضرت صلعم نے عبداللہ بن ابی اسیم  
 فرمایا کہ اگر خدا تمکو فتح طایف نصیب کرے تو یلیحیہ تو غیاث کی بی بی کو علاوہ اس کے اور بہت  
 واقعات ہیں کہ جیسے یہ بات ثابت ہو کہ بعد نزول آیت امامتا و امامت کے حکم پیغمبر صلعم  
 قتل بھی ہوا اور تراق بھی ہوا اگر واقع میں آیت مذکورہ فائدہ و وجوب حصر کا بخشتی تو از ہمار  
 حکم پیغمبر صلعم قتل اور تراق نہوتا لیکن چونکہ لازم باطل بھی فالملک و منشاہ تحقیقات  
 سے واضح ہوا کہ آیت مذکورہ بسبب حقوق بیان فعلی اور قولی جناب رسالت مآب صلعم اور  
 بیان آیت فی المحض کثافت من اللہ کے اہل ممالک کے اہل کفر کی تفسیر جو عدم ارادہ و وجوب  
 حصر میں تو اب مجتہد عصر کو اویس کی طرح کی گنجائش تاویل اور تخصیص کی نہ رہی قال علیہ السلام  
 نے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی معنی تسلیم کیے ہیں چنانچہ چند تفسیروں سے اس  
 مقام پر بطور سند کے ضمیموں اور عبارت لکھی جاتی ہیں تاکہ معلوم ہو و س کے کہ ان معنوں کے  
 کوئی انکار نہیں کر سکتا اقول صاحب کشف اور بیضاوی اور مدارک اور معالم نے  
 جو کچھ لکھا ہے معلوم اسکا انکار نہیں کرتے ان سب اسما کو محمول اور ترجیح کے کیا ہوا ترجیح  
 کے معنی ہم اوپر بیان کر چکے ہیں بالفرض اگر عبارات تفاسیر کی ہمارے خلاف بھی ہوں  
 تب بھی ہمارے کچھ تعرض ضرور نہوتا کیونکہ ہم مقلدانہ گفتگو نہیں کرتے مگر ہم یقین کرتے  
 ہیں کہ بعد مطالعہ ہمارے تحقیق کے آپ اس آیت کی تفسیر میں بھی انکو حسب عادت طعن  
 فرما دیں گے یا ان کی تفسیر ان کی کچھ تاویل دل سے گھڑیں گے ایک بات اور بھی  
 لائق اظہار کے ہو کہ ترجمہ عبارات تفاسیر مذکورہ جو مجتہد عصر نے کیے ہیں اکثر غلط ہیں  
 مضامین کو تو عموماً یعنی امر کے بغیر کسی دلیل شرعی کے ترجمہ کیا ہو اور علاوہ اس کے اور بھی  
 غلطیاں ہیں مگر چونکہ ہم مقلدانہ بحث نہیں کرتے پس ہمارے ترجمہ عبارات تفاسیر سے کچھ تعین  
 ضرور نہیں قابلِ رد ماننا جاہلیت میں اور نیز کس قدر ابتدائے زمانہ اسلام اور قبل نزول  
 اس آیت کے قیدیوں کو مار ڈالنے والا ہوتا ہی و خلاصہ یہ کہ لیسے یا احسان رکھ کر یا قدیر لیکر

چھوڑ دینے کا رواج تھا اقول سید قدرت اللہ سے زمانہ اسلام کے کیا معنی ابتک یہی حکم ہو  
 مگر امام ابو حنیفہ کے نزدیک بلا فدیہ چھوڑ دینا قید یا نہ جہاد کا ایسی حالت میں کہ وہ اپنے  
 کفر پر قائم ہو ورنہ اور دار الحرب کو لوٹ جاوے یا جان نہ زمین اور فدیہ لینے میں اس کے دوقول  
 ہیں تو اس مشہور عدم جواز پر اور روایت سیر کبیر میں ہے کہ لباس بے لہذا کان بالمسلمین حاجۃ  
 آیت اِمَّا مَنَا حُكْمٌ وَ اِمَّا فَرَادٍ کئی نسبت مجتہد عصر کا قول ہے کہ زمانہ فتح مکہ رمضان سنہ ہجری  
 میں نازل ہوئی اور زمانہ نزول وحی تشریحی کا ۲۳ برس ہجرت ہر برس مکے میں اور دس برس  
 مدینے میں منجملہ اس ۲۳ برس کے تو خود بقول مجتہد عصر بھی کہ اس برس تک برابر تفرق  
 کا جواز رہا اور وہی دستور مروج رہا پھر یہ لفظ کہنا کہ سید قدرت اللہ اسلام میں یہ یوں تھا  
 محض مغالطہ ہے اور ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ ایک شخص اسیر غزوہ ہوازن کا کہ بعد اس کے  
 تھا قتل کیا گیا اور سیایہ غزوہ او طاس کہ وہ بھی بعد اس کے ہو نو مڈی غلام بنائے گئے  
 اور آیت وَاَلْحَصْنَائَاتُ مِنَ الشَّعْرِ اَلَا مَنَا حُكْمٌ اِیْمَا حُكْمٌ اور کئی ہجرت واقعہ میں نازل ہوئی  
 تیسرا قول جامع الاحوال میں حروف عین کے باب بعث علی بن ابی طالب و خالد بن  
 ولید میں ہے عن بريدة قَالَ بعث رسول الله صلعم علیا الی خالد لیقبض منه النفس فاعطاه  
 فاصطفی علی منها سبیه فاصبهم وقد اعتسل لیلًا وکنت ابغض علیا فقلت لخالد  
 اذ تری الی هذا فلما قد مناع علی رسول الله صلعم ذکرت ذلک له فقال یا بريدة انی  
 علیا قلت نعم قال لا تبغضه فان له فی النفس کذا من ذلک اخرجه البخاری بريدة عنی  
 کہا کہ بھیجا علی بن ابی طالب کو بغیر خد ا صلعم نے خالد کے پاس تاک لیوین او نئے غمیں  
 دیدیا خالد نے او کو لو پس بھانٹ لی علی رضی اللہ عنہ نے ایک چھو کری او میں سے پس  
 صبح کی علی نے اور حال یہ کہ وہ خون نے غسل کیا اور بر اجاتا تھا میں او کو لو پس کہا میں نے  
 خالد سے کہا نہیں دیکھا تو اس کو بھربہم نے پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا میں نے اس کا  
 پس فرمایا کہ وہ یہ کہ کیا بھرا جاتا ہے تو علی کو میں نے کہا کہ ہاں فرمایا کہ ہر از جان او کو



لیے اس سے زیادہ خمس میں روایت کی یہ بخاری نے دیکھو یہ معاملہ چند روز پیشتر کج الکوی  
 سے ہکر اوس سے قریب تین مہینے بعد حضرت صلعم نے انتقال فرمایا ہمیں وہ کونسا  
 نزول وحی یا اوس سے بعد کا تھا کہ جمیع بیرون موقوف و منسوخ ہو گیا قال او کوئی  
 حکم نازل نہیں ہوا تھا اقول یہ بھی غلط ہے اور تکذیب اوسکی اون آیات اور احکام سے  
 جو پہلے ان پر لکھے ہیں اور بھی اون آیات سے ظاہر ہو جو در باب رہائی اساری بدر کے  
 نازل ہوئی ہیں جنہیں چھوڑ دینے قید بان بدر کو بعد لینے فدیہ کے ناپسند فرمایا اور  
 چھوڑ دینے کیسے قیدیوں کے مانعت فرمائی گئی ہو پس اگر مجتہد عصر یہ فرماتے کہ  
 غزوہ بدر کے بعد سے تافح مکہ من و فدا کی مانعت رہی بعد از ان وہ بھی جائز ہو گیا  
 یا اپنے اجتماع فاسد کے مطابق یہ کہتے کہ بعد از ان وہی واجب ہو گیا تو البتہ گناہین بھی  
 مٹتی اور یہ قول اونکا کراۓ اسلام الی قولہ کوئی حکم نازل نہیں ہوا یہ تو سرسرخ غلط اور باطل  
 محض اور خود ادسکے اقوال کی برخلاف ہے قال اس آیت میں قیدیوں کی نسبت حکم  
 نازل ہوا جس میں بجز من و فدا کے اور کوئی حکم نہیں ہے اور اسلیے قتل و استرقاق جائز نہ رہا  
 اقول بارے احمد لہ کہ آپ کی تقریر سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ جواز قتل و استرقاق  
 جو پیشتر سے چلا آتا ہے اوسکی نسبت کوئی حکم نہیں ہوا اور جب اوسکی نسبت کوئی حکم نہیں ہوا  
 تو وہ جواز بدستور رہا اور منسوخ نہ ہوا پس یہ کہنا آپ کا کہ اسلیے قتل و استرقاق جائز نہ رہا  
 سرسرخ ہے کیونکہ جب قتل و استرقاق کی منسوخی کا حکم نہیں ہے اور پیشتر سے وہ جائز چلا  
 آتا تھا تو اوسکو کس چیز نے منسوخ کر دیا آپ پر اثبات اسکا واجب ہے کہ اس آیت سے  
 من و فدا الہی واجب ہو گیا اور قتل و استرقاق ممنوع ہو گیا اور یہ امر کلہ اٹا سے ہم گرد نہ  
 نہیں ہو سکتا کوئی دلیل وجوب کی پیش کیجیے قال اس آیت پر جو بعض مصرع ناقابل التناول  
 ہے علماء اسلام نے متعدد طرح سے بحث کی ہے خبا یہ ہم اون تمام بحثوں کو مع اوکی تردید  
 اس مقام پر لکھتے ہیں اقول جناب مجتہد نو مجتہد عصر جن واقفیت لغات عرب سے



تھی کہ تم کو رہبر فتح پاؤ گے بعد ازاں کرباات سورہ انفال وبراءۃ سے آیت سن و خدا کی نسبت  
 ہو گئی تو تفصیل اسکی آگے آوے گی پس مجرور یہ قول کہ یہ سورہ مکہ ہی ہے بسطہ اشبات اس پر  
 کے کافی نہیں ہو کہ اون قائلین کا مطلب یہ ہے کہ یہ آیت ہر زمانہ فتح مکہ نازل ہوئی ہو نہ فتح بیت  
 سورہ تون کی نسبت یہ لکھا ہو کہ یہ مکہ میں انشعابہ لازم نہیں کہ وہ زمانہ فتح مکہ ہی میں نازل  
 ہوئی ہوں پس اگر سورہ محمد صلعم کی نسبت کسی نے یہ لکھا کہ مکہ میں اس سے کیونکر لازم آیا  
 کہ زمانہ فتح مکہ میں نازل ہوئی کیا لفظ مکہ یہ منسوب طرف فتح مکہ کے ہو جو مجتہد عصر نے لیا  
 گمان فاسد کیا ہے اب ہم دلائل قطعیہ مجتہدہ عصر پر متوجہ ہوتے ہیں قال اول یہ کہ تفسیر شیبانی  
 میں لکھا ہے کہ بعض علماء کا قول ہے کہ سورہ محمد صلعم مکہ میں نازل ہوئی ہے اقوال اشد فیلے  
 معاہدے کو اور اپنے دعوے ترک اتباع و تقلید کو حداث علی لاسد و مکتات حکم المشائخ  
 اور بعد ازاں یہ التماس ہے کہ بعض علماء کا قول بھی سہی مگر یہ تو کسی نے بھی نہیں کہا کہ بروز  
 فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ کہ عا کے بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہو تو فی غیثنا بیت شیبانی نے اتفاق کیا ہے کہ حضرت  
 ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت بعد جنگ بدر نازل ہوئی ہے جو صاحب تفسیر کہیں میں تحت آیکڑ  
 مَا كَانَ لِأَنْبِيَاءٍ أَنْ يَكُنْ لَهُمْ كُنْ أَمْثَلُ هِيَ قَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ كَمَا مَدْرَجُ هُوَ قَوْلُ يَادُ فَرَّاسٍ  
 معاہدہ اور دعویٰ ترک اتباع کو بڑا تعجب ہے کہ اپنے اس مضمون کو جو تفسیر کہیں میں نقل  
 قول ابن عباس کے لکھا ہو اس جگہ بیان کیا حالانکہ صاحب تفسیر مذکور نے اس قول کی  
 بدلیل قوی تضعیف کی ہے اور صاف لکھا ہے کہ لیس کہ لکھائی یہ بات نہیں پس کی بدلیل  
 ہے کہ لغوی و تشبہت بکلی حشیش علاوہ ہر ان قول غیر ثابت ابن عباس میں بھی تفسیر  
 کہیں میں منقول ہے یہ نہیں کہ آیت من و فدا نہ مانہ فتح مکہ میں نازل ہوئی اور منقول بعد جنگ بدر  
 مستلزم نزول بروز فتح مکہ نہیں ہے پس اس قول ضعیف سے بھی دعویٰ مجتہدہ صاحب کا کسی  
 طرح پر ثابت نہیں ہو سکتا قال تیسرے یہ کہ علماء کثیفہ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت بدر کی لائی  
 میں اور ہی تھی اقوال کیسی کا قول نہیں صاحب ہدیہ نے لکھا ہے کہ یہ آیت من و فدا

اسی طرح ہر صاحب توضیح اور صاحب نسخ القدر لکھتے ہیں انہیں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ  
یہ آیت بدر کے روز نازل ہوئی ہے پس اسکی بنا پر مجتہد مجتہد عصر نے لکھا ہو چکا ہو اسکی طرف  
توجہ ضرور نہیں بان اقتدار ہو چکا ہو لکن ضرور یہ کہ یہ تیسری دلیل مجتہد عصر کی ہے اس امر کے ثبات  
پر کہ یہ آیت بروز فتح مکہ کے نازل ہوئی ہو مگر یہ دلیل کسی طرح پر مجتہد عصر کی مدعا پر دلالت  
نہیں کرتی اگر انفر من کسی نے یہ کہا بھی ہو کہ یہ آیت بدر میں اترتی ہو اور اسکا وہ قول غلط  
بھی نہ ہو نہ ہنسی یہ امر کیہ نکڑ ثابت ہو کہ وہ آیت فتح مکہ کے دن اترتی ہو پس غلطی مجتہد عصر  
کی اس قول سے ہند لال کرنے میں جو محروک زیادہ روشن ہو کہ باب عقل کی جناب میں التماس ہو کہ وہ  
تینوں دلیلوں پر مجتہد عصر کی نظر فرما دیں اور الفصاف کریں کہ یہ کیسے مجتہد عصر ہیں کہ ان  
دلائل کو جسے ایک ذرہ بھی ثبوت نزول آیت کا فتح مکہ میں نہیں دلائل قطعیہ اور ثبوت مذکور  
کے فرماتے ہیں اگر انہیں کا نام دلائل قطعیہ ہو تو دیکھئے کہ دلائل ظنیہ کیا ثبات لکھا وہیں باب  
ہم کہتے ہیں کہ الحق ان شیخ خود اس سورۃ کے مضمون کو دیکھا چاہیے کہ اس سے  
کیا معلوم ہوتا ہو یا یہ معلوم ہوتا ہو کہ کئی ہی مادی ہو اگر مادی ہو تو کس نے میں نازل ہوئی ہو  
میں کہتا ہوں کہ یہ سورۃ ظاہر ایکہ نہیں ہو کیونکہ آمین یہ کہتے ہو کہ کائنات میں حق یہ بھی کہتے  
حق فرماتے حق سیدنا الہی اسحق بن حنظل بہت قمرے قوت میں شدید تر تھے تیرے قمرے سے  
جس میں سے محال باد بان کے رہنے والوں نے تجاویز ظاہر ہو کہ بعد ہجرت پیغمبر صلعم کے یہ  
سورۃ نازل ہوئی پس ظاہر اندنی معلوم ہوتی ہو اور چونکہ اسی سورۃ میں ہر یقول اللہ تعالیٰ  
اصول اللہ کا قول کہ سوره فاذا انزلناک سورة فاعلم انک سورۃ فاعلم انک سورۃ فاعلم انک سورۃ فاعلم انک سورۃ  
فی قلوبہم مہم من یظنون انک الیاء نظر العشی علیہ من اللہ کا قول کہ ہم طاعة و  
قول مہم و فاذ اعلم انک سورۃ فاعلم انک سورۃ فاعلم انک سورۃ فاعلم انک سورۃ فاعلم انک سورۃ  
جو ایمان لائے ہیں کیوں نہیں اوارا رہی گئی سورۃ (یعنی وضعت جاوین) پس جناب ل  
ہو گی کوئی سورۃ حکم اور کر کیا جاوے گا اس میں لڑائی کا تو دیکھے گا تو ان لوگوں کو جو جنکے دل میں

ظنیہ نظر انداز  
ان کیوں نہ ہو  
مجلس جعفر  
الاعراف والی الدنۃ  
وہذا العشر  
الاولیٰ من کل  
سورۃ

بیماری ہو کہ تکلیفیں نہجوتکنا اوسکا ساجس پر بیوشی موت کی چھاگئی ہولیں خرابی ہوا کی طاقت  
 اور بات سچی بہتر ہو پس جب بچا ہو جاوے گا وہ کام (یعنی وجہ ہوا و گیا جہاد) تو اس وقت تک  
 سچے رہیں گے تو بہتر ہوگا اوسکے لیے اس سے صاف ثابت ہوا کہ یہ سورۃ فرضیت جہاد  
 پیشتر اتری ہو سبقت میں کہ مسلمان آرزو کرتے تھے کہ جہاد فرض کیا جاوے اور اس پر  
 جب کہ قرآن نازل ہووے پس نزل اس سورۃ کا اوائل سنین ہجرت میں ہر جنگ ہر  
 سے پیشتر قبل از فرضیت جہاد صاف عیان ہی اگر کوئی یہ کہے کہ اس سورۃ میں جو آیت  
 کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ** کہ جو حق افضل علی القایہ کہ جب مقابلہ میں ہوئم اوان لوگوں کے جو  
 کافر ہیں پس مارنا گردون کا ہی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جہاد پیشتر فرض ہو چکا ہو تو جواب  
 اوسکا یہ ہے کہ یہ بھی واسطے استقبال کے ہو چکیا کہ فاذا اعزکم الامر من بیان کیا گیا یعنی جب  
 آئندہ ایسا ہو کہ تمہارا مقابلہ کفار سے پڑے تو انکو جو قبل کجیو اسلئے کہ حرف اذہو  
 واسطے غیر مفاحات کے ہو غالب اوسمیں یہ ہو کہ ختم ہوتا ہو معنی نہ اکو اور ظرف ہوتا ہو  
 استقبال میں قال تعالیٰ **إِذَا دَعَا كُفْرًا إِلَى كُفْرٍ آخَرَ** اذ انتم تخرجون جب  
 بلا و گیا تکو بلا ناز میں سے اوس وقت میں تم نکل آؤ گے قال الشاعر والنفس راغبہ اذا  
 راغبہا فاذا اخرج الی القلیل تقنع پس اس آیت سے فرضیت جہاد کی ثابت نہیں ہوتی البتہ  
 اشارہ نکلتا ہے کہ آئندہ جہاد فرض ہوگا اور اس وقت تکو یہ کام کرنا ہوگا جب یہ امور متحقق  
 ہوئے تو اب ہم یہ کہتے ہیں کہ دعویٰ مجتہد صاحب کا کہ یہ سورۃ ایام فتح مکہ میں نازل ہوئی ہے  
 تاثر غلط ہے اور خود اسی سورۃ سے تکذیب مجتہد صحرانی ثابت ہو علاوہ بران ایک دلیل  
 اور علم کھفصی کی طرف سے اس پر قائم ہوئی ہے کہ یہ سورۃ قبل از واقعہ بدر نازل ہوئی ہے  
 چنانچہ ہمارا و سکوا آئندہ لکھینگے اور ہر گاہ کہ مجتہد عصر کے پاس کوئی دلیل قوی یا ضعیف کہ  
 جس سے یہ گمان بھی پیدا ہووے کہ یہ سورۃ ایام فتح مکہ میں نازل ہوئی ہے تو نہیں ہو تو دعویٰ  
 اوں کا بقا باطل لائل مذکورہ کے ہرگز لا کون الثقات کے بھی نہیں ہو کیونکہ دعویٰ بلا دلیل

فی نفسہ لائق التقات کے معنی ہوتا ہے جہاں تک بقایا اسکے دلائل موجود ہوں —  
 فائدہ جلیلا مجتہد عصر ہر امر ثابت نہ کر سکے کہ آیت امامتا بعد واما فلا غیر فرسخ مکالم  
 ہوئی ہو تو آئندہ جہاں مجتہد عصر اسکے اثبات کا حوالہ دینگے ہم باین الفاظ اور حکم کو کرینگے  
 کہ دیکھو فائدہ جلیلا قال بحث دوم متعلق بمعنی عصر امام ابوحنیفہ صاحب توقید یوں کہ چھوٹا  
 کسی طرح جائز نہیں سمجھتے اقول نہ یہ سب خفیہ تھنے اور بیان کر دیا ہو قال مگر امام شافعی صاحب  
 اور امام احمد حنبل صاحب فرماتے ہیں کہ قیدیوں کا قتل کرنا بھی جائز ہے اور لونڈی و غلام  
 بنانا بھی جائز ہے اور حسان رکھ کر اور فدیہ لیکر چھوڑ دینا بھی جائز ہے اقول فتح القدیر میں  
 لکھا ہے کہ بقولنا قال مالک و احمد اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مالک اور امام احمد اور امام  
 ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ استثنیٰ ہیں کہ بدون فدیہ کے چھوڑ دینا قیدیوں کا اون کے کفر پر  
 جائز نہیں ہے قال جن بزرگوں نے قیدیوں کی نسبت جاروں اور معنی متعلق ہر تراق  
 ومن وفدا جائز قرار دئے او بخون نے یہ دیکھ لیا کہ تمام غزوات میں کیا کیا واقع  
 ہوا اور اس کے او بخون نے جائز قرار دیا اقول او یہ وجہ تھا کہ افعال افعال  
 رسول اللہ صلی علیہ وسلم پر غور فرمائیں چنانچہ او بخون نے او بہر بہت احتیاط سے جیسا کہ چاہیے  
 غور فرمائی قال مگر غور صرف اس پر کرنا تھا کہ حب قیدیوں کی نسبت خاص حکم چکا ہو سکے  
 بعد کیا کیا ہوا اقول صرف اس پر غور کرنا اور حالات سابقہ پر توجہ نہ کرنا یہ کام نادر الون  
 نے احتیاطوں کا بھی مجتہدین بہت نے سب حالات سابقہ اور سب قبلیہ پر غور فرمائے تھے  
 اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت پر اور حالات سابقہ اور حالات مستقبلہ پر بھی غور  
 کر کے جاروں اور جائز رکھے ہیں اگر وہ اس آیت پر غور فرمائے تو من و فلا کو کیوں جائز رکھا  
 کیونکہ دوسری آیت جو غزوہ بدر کے قیدیوں میں نازل ہوئی تھی اس سے تو من و فلا  
 کی مخالفت ظاہر تھی اور او بخون نے بعد کے حالات پر بھی غور کیا اور غزوہ احدا  
 کے سبب اور بھی نظر کی اور آیت قال لکم صنادید من النساء الا کما ملککم انما لکم کی شان

نزول اور اسکے کلمات کی مفہوم پر عجیب غور کی تجویز دیکھوں نے یہ چاروں امر جائز  
تھیں کہ انہیں قال یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی ہو کہ اسکے بعد بجز من و فدا کے اور کچھ  
نہیں ہوا۔ قول جمیع مضمونی بات ہو بلکہ برعکس اسکے بخوبی ثابت ہو گیا ہو کہ جواز ان وغیرہ کے  
بعض قیدی قتل کیے گئے اور بعض کو رقیق بنایا گیا اور غزوہ اوطس کے قیدی  
لوٹے غلام بنائے گئے قال بہ حال منشا ان اختلافات کا کچھ ہی ہو جبکہ مابعد کے  
عالموں نے ایسے میں یہ اختلاف دیکھا تو اپنے اپنے مذہب کی طرف داری سے کیا  
کر دیا۔ اَمَّا مَنَّا بَعْدُ وَ اَمَّا فَاذْکَا مَیْنِ جو صریح مصرع اور سہر کج بخشی شروع کی اور کہا اس  
مصرع مراد نہیں ہے کہ قول انصاف کرو اور اس وقت جب جاہ اور تقلید و ستون کو بر  
کر کے فرماؤ کج بخشی آپ کی ہو انہی آپ مدعی مصرع کے ہیں آپ کون سی دلیل آپ پر پیش  
کی کہ امارت مصرع کے ہو مستند معانی علمای لغت نے اس کے کچھ ہیں اور نہیں تو  
مصرع کا نام بھی نہیں ہم بدلائل دعویٰ مصرع کو باطل کر چکے ہیں آپ نے جو خلاف لغت  
ایک بات طبیعت سے لکھ کر لکھ دی تو فرمائیے کہ کج بخشی آپ کی ہو انہی تعجب ہو کہ آپ  
اپنے دل میں کچھ نہ شمارائے اور دوستوں کی طرف داری سے جو ایک بات طبیعت  
سے لکھی تھی اس کو کج بخشی تصور نہ کر کے اپنے جرم کا الزام صلی اور علما پر لگانے  
لگے آپ کی وہ مثل ہو کہ اولٹا جوڑ کو تو ال کو ڈانڈے واقع میں یہ بات ممکنہ اون لوگوں  
کا ایک کمال یہ بھی ہو کہ آپ لوگ افسوس کیا کریں و نعم قال و اذا ائتاکم بنی  
من ناقصہ فی الشہادۃ لی باقی فاضل بقال چنانچہ تفسیر کہ میں لکھا ہو کہ اٹا و اٹھا  
للصبر و حالہ بعد الا لاسرغین منصرف لہ امرین بل بجل القتل والاستفان  
والمن والفداء لغوی الام قول و اہ جناب مجتہد صاحب گئے تو ایسے گئے کہ اثبات  
معنی لغت پر فخر رازی کے قول کو تقلید اسد لائے جس کو آج تک کسی نے علم سے  
لغت اور علم علوم عربیہ میں شمار بھی نہیں کیا پھر اس بات کو تو ہم ہرگز پسند نہ کریں گے

کہ ایک معاملہ میں تو فخر رازی کی تقلید اور دوسرے جزو میں اس پر انکار شدیدی اٹھا کہ جو انھوں  
 نے مثل انما کے واسطے صحر کے ازراہ غلطی کے قرار دیا اوس غلطی میں تو آپ اور انکی پیروی  
 اور تقلید کرنے لگے اور جو انھوں نے بعد غلطی کے اوس غلطی کے نتیجہ غلطی کے وضع کر کے یہ توضیح  
 کی تو اس پر نام دھرنے لگے معنی لغت میں فخر رازی اصلاً اسناد نہیں وہ علما لغت میں  
 سے تھے مشاہیر سخاۃ میں سے بھی تھے علما سے بیان میں سے بھی تھے لیکن جو انھوں  
 نے اٹھا کہ بعضی انما کے برخلاف لغت عرب اور برخلاف ائمہ لغت و نحو مدیان کے  
 تسلیم کیا تو تسلیم انکی سر اسر غلط تھی اوس غلطی کی آپ نے محض تقلیدِ اسیروں کی یہ بات  
 آپ کی قابل تسلیم نہیں مگر چونکہ پھر بھی فخر رازی کمال رکھتا تھا باوجود غلطی کے نہ کہ معنی لغت  
 میں غلطی کے نتیجہ سے لوٹ پلٹ کر کمال کیا نہ راہی تو ناخون کی ہو کہ خود بصیرت نہیں  
 رکھتے اور کسی صاحب کمال کا ہاتھ نہیں پکڑتے اس سبب سے ہمیشہ مبادی اور مقاصد  
 میں غلطی میں ہی پڑے رہتے ہیں اگرچہ ہر کچھ ضرورت کسی بحث کی اس امر میں نہیں کہ یہ  
 یہ توضیح فخر رازی کی سببی اور پرنا سے فاسد ہو مگر پھر بھی ہم شرح کرتے ہیں عبارت تفسیر  
 کی ہیں سے مجتہد عصر نے استدلال فرمایا ہوتا کہ ظاہر ہو جاوے کہ بقرض تسلیم صحر کے  
 بھی آپ اس مسئلہ اور جماعت قتل و مترقات کے دلالت نہیں کرتی قال فی قضیۃ حاکم  
 تعالیٰ فاذا اُلْقِیَ لَمْ یَلِدْ یَنْکَرُوْا اَقْصَرُ بَیِّنَاتٍ حَتّٰی اِذَا اُخْشَعُوا لَمْ یَجْعَلْ لَّیْلًا  
 غایۃ لا مرآۃ لیبیان غایۃ القتل والقتل جائز حتی جوازاً اُخْشَعُوا لَمْ یَجْعَلْ لَّیْلًا  
 غایۃ امر کے ہر نہ واسطے بیان غایۃ قتل کے حال یہ ہو کہ قتل جواز نہ ہو کوئی یہ نہ سمجھے  
 کہ بعد اٹھان قتل جائز نہ رہا اور غایۃ قتل اٹھان ہی تک ہو بلکہ مراد یہ ہو کہ حکم وجوب قتل  
 کے غایۃ اٹھان ہو کہ بعد اٹھان قتل واجب نہ رہا بلکہ جائز ہو گیا یعنی ہمیشہ اٹھان جہز  
 قتل کے اور کچھ تھا اب سوائے قتل کے وہ امور جو آئندہ مذکور ہیں مشروع ہو گئے  
 اور قتل بھی جائز رہا کہ حسب مصالح جائز قتل کریں چاہیں اور نہ کوئی مابعد عمل کہیں



واذا انتقم منهن بالشیخ الهرم والمراد کما اذا قطعت ید او رجلا فنهی عن قتلہ  
 اور جب لائق ہو جاوے شیخ ساتھ ہو رہی ہو یا کہ عینی کٹ جاوے اور سکے ونون یا تیرہ یا دو نون یا لڑکے  
 کنوی کی گئی ہو تو سکے قتل سے ڈھ یعنی جب مشغنین کا ایسا حال ہو جاوے کہ ماتہ پیران  
 ضعیف کے تاثر بیکار ہو جاوے تو جو نبی اور وراثت میں پیران ضعیف کے قتل کی وارد  
 ہو وہ نبی اور کو بھی متناول ہوگی اور قتل اور کما منہی عنہ ہوگا ثم قال تعالیٰ فقتلوا الوثاق  
 امر ارشاد مشکین باندھے کما امر ارشاد ہی یعنی امر استحبابی ہی امر وجوبی نہیں کہ مانع جواز  
 قتل ہووے ثم قال تعالیٰ واما منکم بعد الاثم فاذا فاء و فیہ مسائل المسئلة الاولی  
 اما واما الخصر واما الخصر بعد الاثم غلبت فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق  
 والممن والفلذ فانقول هذا ارشاد فذلک الامر العام اجماعی فی سائر الاجناس سقانی  
 غیب جائی فی اسلام العرب فان النبی صلواتہ علیہ وسلم کان معہ فلو بدی کی الاسترقاق واما القتل  
 فلان الظاهر فی الشیخ لانہ امان ولان القتل ذکر بقولہ فاضرب القاب فلم یبق  
 الا الامان لہ اور اس میں کئی مسئلے ہیں پہلا مسئلہ امان اور امان واسطے مصر کے ہو اور  
 حال اور کما بقید غیر نص ہو اور دو نون امر میں بلکہ جائز ہو قتل امر استرقاق اور میں اور فداء  
 پس کہتا ہوں میں کہ یہ امر ارشاد ہی ہی یعنی وجوبی نہیں پس ذکر کیا وہ امر عام کہ سب اجناس  
 میں جاری ہو اور استرقاق ناجائز ہی عرب کے قیدیوں میں کہ تھے پیغمبر اور کما ساتھ  
 اہم جب سے استرقاق کا ذکر کیا گیا اور قتل تو اس واسطے کہ ظاہر مشغنین میں بیکار ہو جانا ہی  
 اور اس سبب سے بھی کہ ذکر کیے ہو قتل کا اس قول سابقہ میں فاضرب القاب لیس  
 باقی رہے مگر وہی دو امر یعنی من وفداء و قتل اصعب کلام کا یہ ہو کہ من اور فداء کا حکم وجوبی نہیں  
 بلکہ استحبابی ہو اور دوحیز میں مجتہد ہوں اور کما خاد ذکر کرنے سے نامشروع ہوا  
 مباحات کا لازم نہیں آتا اور چونکہ استرقاق عرب جائز نہیں اور مشغنین میں اکثر بھی ہاتھ ہی  
 کہ وہ بیکار ہو جاتے ہیں کہ اور کما قتل منہی عنہ ہی اور وہ اس کے قتل کا جواز قول سابق ہی

ضرب القاب سے بھی ظاہر ہے چنانچہ توجیبہ اسکی اور پند کو پہنچا کر اس سے بیان تہیاب  
 اور فضیلت کے چند چاروں صنفوں مذکورہ کے یہی دو صنف یعنی من و فدا، باقی رہ گئیں  
 پھر اگر کچھ ہیں وہ اللہ ہی بہن یکن مال او ان یکن عین من لا یشتر او شتر شینط  
 علیہم او علی وحدہ اور فدا جائز ہو کہ مال ہو جو سے اور یہ کہ سوا سے مال کے ہو کہ اس کے  
 بدلے قیدی لئے لیے جاویں یا کوئی شرط اون سب پر یا صرف اکیلے اسی شخص پر لگائی جاوے  
 پھر مسئلہ ثالثہ کے آخرین لکھتے ہیں المقصود ہر هذا امر انشاء العق منین الی الفضل المقصود  
 اس جگہ ارشاد مؤئین کا یہی طرف فضیلت کے یعنی حکم من و فدا کا ایجابی نہیں ہے بلکہ امر  
 فضیلت و ندب ہی غرض کہ تفسیر رام رازی کی مطابق بھی باوجود تیسیم کر لینے اس امر کے کہ ما  
 واسطے حصر کے یہ وجوب من و فدا اور ممنوع ہونا قتل و استرقاق کا لازم نہیں آتا غایۃ الامر  
 یہ ہے کہ من و فدا استحباب ہو اور قتل و استرقاق سے افضل ہو اور مجتہد عصر نے کوئی دلیل وجوب  
 من و فدا کی پیش نہیں کی کہ حصر بن الوہب بن سلم عدم جواز امر ثالث کا ہووے اب ہم یہ سمجھتے  
 ہیں کہ مجتہد عصر فخر رازی کے اقوال کو کہ کن کن وجوہ سے رد کرتے ہیں چنانچہ فرماتا ہے کہ فخر رازی نے  
 بعد تیسیم صرح کر کے جو توجیبہ کی یہ خلاصہ اسکا یہ ہے کہ ذکر من و فدا کا ارشاد ہی اس امر کا کہ  
 یہ دونوں باتیں جمیع اجناس عرب و عجم میں جائز ہیں اور استرقاق عرب کو گو کہ جائز نہیں ہے مگر غیر مسلم  
 اور عیسائی تھے اسلئے ذکر استرقاق کا نکلیا گیا تاکہ عموم اسکا بھی سمجھا جاوے اور قتل تو اسکا حال ہی کہ شد  
 و ماتح نہیں کا ہے یہیں حکم ہے کہ کوئی نہ لوثا قیق کا لوثا ق معروف باللام نہ تو لام تعریف بعض مضائق  
 ہی یعنی اصل من شدہ او ناقص تمام مضائق الیہ جو ضمیر راجع طرف متخنین کے بھی اسکو وفات  
 کر کے لام تعریف اس کے عوض یعنی لے گئے اور چونکہ شدہ الوناق صرف متخنین ہی ٹھہری  
 اور متخنین بالیقین ناکارہ بات پا گون سے اپاہج معدودی ہونگے پس وجوب قتل اس  
 ساقط ہو گیا پس کوئی چیز باقی نہ رہی مگر یہی دونوں امر یعنی من و فدا اور علاوہ بران قتل کا حکم  
 کا ضرب القاب سے ثابت نہ ہو کر غیر متخنین بن تو وہی واجب رہا متخنین بن واجب نہ رہا

غایت وجوب قتل اثنان تک بھی اور رفع وجوب سے جواز باطل نہیں ہو سکتا مجتہد عصر ایک  
حرف بھی تقریر فخر رازی کا نہیں سمجھ پیلے ہی غلطی تو یہ کی کہ اوستے جو یہ لکھا تھا (فلان الظاهر  
فی المنہجین) کہ زمانہ لفظ ازمان کا یہ مطلب سمجھے کہ اس کے لیے کچھ زمانہ چاہیے کہ لفظ ازمان کو  
مادہ زمان سے جو یعنی ساعات ہی تصور فرمایا اور اسی طرح پیرا و سکا ترجمہ دیا کیا کہ بن مجموعہ  
لغت عرب سے اگر ہی حاصل نہیں مادہ معروف ہو اور اسکو عمل فرمایا یہ غور نہ کی کہ فخر رازی  
کی عبارت میں لفظ افعال پر کہ دلالت کرتا ہو و پیشہ تفاق کے اور زمانہ جامد ہو شاید کہ اوہ  
افعال بفتح ہمزہ بصیغہ جمع تصور کیا اور یہ غلطی بالائے غلطی ہو چونکہ لغت عرب سے وقت  
نہیں ہیں عربت مدعی اجتہاد ہوئے ہیں ہر جگہ پر غلطی پر غلطی کرتے چلے آتے ہیں حال آنکہ  
ازمان جو تفسیر کبیر میں یہاں واقع ہو زمانہ سے نہیں بلکہ زمانت سے ہے جس کے معنی ہیں وقت  
زودہ ہو جانا جائدار کا چنانچہ کہتے ہیں کہ خلاصے کو مرصع فرمن لایحق یہ یعنی ایسا مرصع ہی کہ  
منے اسکو بیکار اور ماؤف اور معذور کر دیا ہو صراح زمانۃ بالفتح پر جامی ماند کی عمر ک  
ف ۲ رجل زمن لغت منہ با اینمہ غلط کاری کے مجتہد صاحب فخر رازی پر مقتضی ہو کر فرمایا  
ہیں قال جو لغویت اس تقریر کی ہو وہ خود اوس سے ظاہر ہو اول تو یہ کہنا غلط ہو کہ قوم  
عرب کا استرقاق ناجائز تھا اقول کوئی دلیل اسپر لائے ہوتے یا اونکے دلائل کو رو کیا  
ہوتا عدم جواز استرقاق عرب کبھی لوگ قائل ہیں و سے اسپر کوئی دلیل پیش کرتے ہیں اول  
حدیث متفق علیہ قریش طالا انصار و منزینۃ و سلم و غفار و شجع موالی یس لم مولی دون  
الدور رسولہ یعنی قریش اور انصار اور منزینہ اور سلم اور غفار اصدا شجع یہ خود آقا حسین بن علی  
کوئی آقا سوسے خدا اور رسول کے دوسری حدیث جسکا ذکر آگے آوے گا کہ ایک کنیز عایشہ  
کی نسبت یہ تعبیر خدا صلعم نے عایشہ رضی سے فرمایا کہ اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل آرا کر دے  
اسکو کیونکہ یہ اولاد اسمعیل ہم سے ہو دوسری دلیل اونکی یہ ہے کہ یہ تعبیر اسی قوم میں سے ہیں اور  
جسطحیر ترقاق بنی اسرائیل فرعونیت موسیٰ میں جائز نہ تھا اسی طرح استرقاق بنی اسمعیل

شریعت محمد بن جابر نہیں کہ جامع دونوں میں ایک ہی بات ہو بدون رد وجہ خصم حکماً یہ بات  
 کہدینی کہ یہ کہنا غلط ہے مگر مقبول نہیں ہو سکتی چند سے بعد رد یا بل عتاق جاری تہمید کے  
 آپ نے خود سبب عتاق اسکو قرار دیا تو انہما من ولاد اسمعیل کہ وہ اولاد اسمعیل ہی تھا آپ اس  
 باب میں فخر رازی پر کس طرح پر معترض ہو سکتے ہیں قال اور بالفرض اگر کوئی قوم حکم شقاق  
 مستثنیٰ تھی تو اسکو مستثنیٰ کرنا نہ یہ کہ اس حکم کے بیان ہی کو متروک کیا جاتا اقول جناب  
 آپ بھی تھوڑے عرصے کے بعد المشرکین سے مشرکین عرب مراد لیتے ہیں چنانچہ عنقریب بحث  
 او سکی آتی ہو پس اگر فخر رازی نے بھی الذین کفرو اسے کفار عرب مراد لیے اور وہی صحیح  
 پیش کی ہوئی آپکا پیش کی کہ تمام کفار سے مقابلہ اور اوکلی گردنیں مارنی تو محال عادی  
 ہو پیش کی اور بے بن و صیت آیت کے کفار عرب کے کچھ ضرورت اشتناکی نہ سمجھی تو اب کس  
 موہنے سے اس پر معترض ہو سکتے ہیں قال اور ازمان کے سبب سے حکم قتل کا بیان نہ کرنا  
 یا جو حکم قتل عین لڑائی میں ہو اسکو بعد لڑائی کے قیدیوں کی نسبت منسوب کرنا ایسی لغو  
 باتیں ہیں کہ کوئی اس پر التفات نہیں کر سکتا اقول دونوں ہی معترض مجتہد عصر کے بلا دلیل اور  
 محض لغو ہیں امام رازی کا یہ مطلب ہو کہ پیش از زمان میں اور فدا اور قتل میں حصہ تھا یعنی  
 کفار و اولاد اسمعیل کے حق میں سوا امن اور فدا اور قتل کے اور کسی چیز کا حکم تھا بعد از زمان  
 قتل واجب نہ رہا پس دو ہی صورتیں باقی رہ گئیں سوا و نہیں دہیان کیا گیا اس تقریر میں  
 کیا لغویت ہو وجہ لغویت نو بیان فرمائی ہوئی اسی طرح پر یہ جو فرماتے ہیں کہ جو حکم قتل عین  
 لڑائی میں ہے آئم یہ بھی بلا دلیل ایک لغو بات ہے مجتہد عصر اس پر اگر کوئی دلیل لکھتے ہوں تو پیش  
 کریں کہ جملہ احکام جو عین لڑائی میں ہیں بعد لڑائی کے وہ سہل ہے چلتے ہیں اور سہل ہو جاتا  
 اور کافر و سہمی ہم کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہو دیکھو بنی قریظہ کے مقتاتین کو اسیر کر کے  
 قتل کر لیا گیا اگر قول مجتہد عصر کا صحیح ہو تھا تو انکو گھر گھر قتل نہ کر لیا جاتا سوا اسکے لام مغزی  
 جو یہ لکھتے ہیں کہ یہ مراد شادی ہو یعنی ایجابی نہیں ہو اسکا کیا جواب ہو مجتہد صاحب نے

اسپر نہ کچھ اعتراض کیا نہ اسباب ثابت کیا غرض کہ ایک بات بھی امام لازمی کی مجتہد حضرت  
 اوٹھ نہ سکی اور حجتاً اس قدر بلا دلیل کہہ دینا کہ یہ بات لغوی و دلیل غجز اور سرسراہو و صلا  
 قابل التفات نہیں قال بحث سوط نسبت معنی مہین و فدا مہین کے معنی قیدیوں کو وغیرہ  
 احسان رکھ کر اور فدا کے معنی کچھ لیکر چھوڑ دینے کے ہیں اور یہ ایسے معنی ہیں کہ کوئی بھی  
 اس سے انکار نہیں کر سکتا اتھول من کے یہ معنی نہیں بلکہ معنی مہین انعام ہیں چنانچہ علی  
 لعنت اسمہ تفرق ہیں اور ایسی بات ہو کہ کوئی اس سے انکار نہیں کر سکتا یَعْلَمُونَ عَلَیْکَ  
 اَنْ اَسْلَمُوا قُلْ لَا تَعْلَمُوْنَ اَعْلَیَّ سَلَامُکُمْ بِاللّٰهِ یَعْلَمُ عَلَیْکُمْ وَتِلْکَ نِعْمَۃٌ تَنْمُوْا عَلَیْہَا اِنْ  
 عِبَادَکُمْ یَعْلَمُوْنَ اَسْلَمَ اَنْ اَسْلَمَ اَحْمَدیٰ مین لکھا ہو کہ من کے معنی قیدی کا فکرو بغیر کچھ  
 لیے چھوڑنے کے ہیں اور فدا کے معنی کچھ مال لیکر یا مسلمان قیدی کے بدلے میں کافر  
 قیدی کو چھوڑ دینے کے ہیں اَلْمَنْ اِنْ یَّتِلَّکَ اَلْاَسِیْدُ الْکَافِرُ مِنْ عِیْدِ اِنْ یُّنْجِزْ مِنْ شِیْءٍ  
 وَالْفِدَاءُ اَنْ یَّتْرَکَ وَیَاْخُذَ مِنْهُ مَا لَا اَوْاسِیْدًا مَّسْلُماً اَنْتَھ اقول جناب آپ بہانہ خیا  
 کو کام میں لائے اور تھوڑی عبارت جو اس سے پہلے ہی چھوڑ دی ورنہ معلوم ہو جاتا کہ یہ  
 معنی مطلق من کے نہیں بیان کیے بلکہ اوس مہین کے ہیں جسکی صاحب شراح وقایہ نفی  
 کا قائل ہو اور یہ قول بھی تفسیر احمدی مین قول شراح وقایہ کا نقل کیا ہو چنانچہ عبارت اوسکی یہ  
 کہ وقال فی شرح الوقایہ وقتل الایسا را و استرقہم او ترکہم احراراً ذمہ لنا ای لیکونوا  
 اهل ذمۃ لنا ونفی منہم وفدا ہم والرب ان یثاک الایسید الکافر من عید ان یخذ  
 منہ شئی و الفداء ان یترک و یاخذ منہ ما لا و اسیداً مسلماً یعنی کہا ہو شرح وقایہ مین اقول  
 کرے امام قیدیوں کو یا قیق کرے او کو یا چھوڑے او کو ذمی ٹھہر کر اور نہ مارے او کی مہین اور  
 فدا اور یہ مین (یعنی جسکے نفی کا حکم ہو) یہ بات ہو کہ قیدی بغیر کچھ لیے چھوڑ دیا جاوے اور  
 یہ فدا یہ بات ہو کہ بدلے میں مال یا قیدی مسلمان کے چھوڑ دیا جاوے پس ظاہر ہوا کہ یہ  
 تعریف مین کی جو شرح وقایہ مین مطلق مہین کی نہیں بلکہ اوس مین کی ہو جسکی نسبت وہ لکھا ہو

کہ نفی الحسن الخجیب یہ مترشح ہوا کہ من کے معنی مطلق احسان اولیٰ عام کے ہیں پس شوہر تل ہو کر  
 اوپر ہر طرح احسان کیں مجملہ اسکے بھی ایک صورت احسان کی ہو کہ جان بچا دیا گیا اور قہر میں بنا لیا جاو  
 یا جزوہ لیکر ذبح کر دیا جاوے قال یہ تمام تاویلین بلکہ تخریضین صحیح معنوں کی غلط اور خیالی  
 معنوں کی طرف صرف بات کی پیچ اور مذہب کی طرف ذاری اور تقلید کی گمراہی کے سبب  
 کی گئی ہیں اقوال یا زبان سے کہہ دینی بہت آسان ہو مگر جوابات زبان سے  
 نکالی جاوے اور سکون ثابت کرنا لازم ہو کوئی دلیل تحریف اور غلطی کی لکھی جوتی اور اگر آپ  
 دل میں انصاف کریں اور ایمان داری کو با تھ سے ندین تو یہ توجیہ اون توجیہات سے  
 ہزار ہا درجہ بہتر ہو کہ جو آپ نے معنی ملکوت الہی انکو میں اور معنی آقا و العدا اور معنی انا  
 میں کی ہیں کیونکہ یہ توجیہ گو کہ کیسی ہی ہو مگر خلاف لغت کے کہ انہیں اور آپ کی وہ توجیہات  
 باوجود رکاکت اور زبافت اور انکار مقام کے سرسر خلاف لغت کے ہیں پس اس توجیہ  
 پر اطلاق تحریف کا کسی طرح پر نہیں ہو سکتا مگر آپ کی توجیہات پر بلا شک و شبہ اطلاق  
 تحریف اور گمراہی میں کچھ کلام نہیں قال بحث چہارم متعلق خاص ہونے اس آیت  
 کے اکثر علما سے حنفیہ کا قول ہے کہ یہ آیت قید بیان بدر سے مخصوص ہے قریش کی غلطی قاس  
 بحث اول سے بخوبی ثابت ہو اس لیے کہ اون بحث میں جسے ثابت کر دیا ہو کہ بدر کی لڑائی  
 تک یہ آیت نازل ہی نہیں ہوئی تھی اقوال ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ سورہ محمد صلعم  
 جسمین یہ آیت ہو جنگ بدر سے پیشتر نازل ہوئی ہو اور یہ بھی ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ علما  
 حنفیہ سورہ محمد صلعم کو مکہ سمجھتے ہیں یعنی قبل از ہجرت نازل ہوئی ہو اور بعد اسکے سورہ  
 انفال کی آیات سے اور سورہ براء کی آیات سے منسوخ ہو گئی مجتہد عصر جو یہ فرماتے  
 ہیں کہ جسے ثابت کر دیا ہو کہ بدر کی لڑائی تک یہ آیت نازل ہی نہیں ہوئی تھی غلط ہو دیکھو  
 قانکہ جلیلہ بحث اول کا بیان ایک شبہ البتہ وارو ہوتا ہو اور وہ یہ ہے کہ جب جنگ  
 بدر سے پیشتر یہ آیت نازل ہو چکی تھی تو یہ غیر خدا صلعم نے جو قید بیان بدر کو فدیہ لیکر رہا

کر دیا تو اس پر انکار شدیدیوں نازل ہوا کیونکہ او بخون سے مجبور بخیر کے عمل کیا تھا تو عمل  
 حنفیہ اسکے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ چونکہ آیت میں ریجاب تھا بلکہ تمیز تھی اور تمیز کے معنی علو  
 ہو چکے ہیں کہ مستلزم منع خلوکا نہیں ہو پس اونکو یہ بھی جائز تھا کہ اساری بدر کو قتل کریں  
 مگر او بخون نے ایک روز انتظار وحی کا اس باب میں کیا کہ کیا کرنا چاہیے اور شورہ اصحاب  
 رضوان اللہ علیہم سے کیا اور رائیں اس باب میں مختلف ہوئیں آخر کو جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 ایک بات از روئے اجتہاد کے اختیار کی لیکن اگرچہ اس بات کی غرضت تھی مگر غرضت  
 اسکی خلاف میں تھی اور مقتضائے وقت یہ تھا کہ اونکو چھوڑ دیا جاوے بلکہ مقتضائے  
 وقت یہ تھا کہ صنادید قریش کو اسوقت قتل کیا جاوے تاکہ آیندہ جمعیت اونکی کم ہو جاوے  
 اور عجب اللہ دلوں پر بٹھے جاوے اور معاملہ انبیاء کا یہ ہو کہ اونپر ایسی غرضت کے ترک  
 بھی انکار شدیدا ورتدید کی جاتی ہو پس جو انکار اور تمدید قرآن میں اس فعل پر ہو منشا  
 اوسکا ترک غرضت ہو اور یہ تقریر اونکی ایسی ہو کہ واسطے روشنی مذکورہ کے ہر آئینہ کافی ہو  
 مجتہد عصر بھی اس سے انکار نہیں کر سکتے کیونکہ او بخون نے تبیین الکلام میں خود یہ  
 عبارت لکھی ہو کہ البتہ انبیاء سے نیک ارادہ اور زیادہ نیکی حاصل کرنے کی نیت سے خطا  
 اجتہادی کا ہونا ممکن ہو اور ظاہر ہو کہ جو کام نیک ارادہ سے کیا گیا ہو وہ گناہ شرعی میں  
 مگر انبیاء کی نسبت وہ بھی گناہ ہو انھوں نے اور علما حنفیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ معنی کو کتاب میں اللہ  
 سبقت کمسکتی کا اخذ تم عذاب عظیم کے ہی میں یعنی اگر آیت رخصت کی پشتہ خدا کی  
 طرف سے ناوتری ہوتی تو تمکو اس لینے پر عذاب رنج ناک پہنچتا لیکن چونکہ پشتہ آیت  
 رخصت اتر چکی تھی اسلئے مجرور ترک غرضت پر کچھ عتاب نہ کیا گیا اور محبت اونکی یہی  
 کہ اگر یہ آیت واقعہ بدر سے پیشتر نازل نہیں ہوتی تھی تو اور کون سی آیت تھی جسکا ذکر آیت  
 لولا کتاب من اللہ سبق میں ہو اور بعض مفسرین جو کتاب کے معنی حکم لیتے ہیں اور پھر حکم کی  
 شرح یہ کرتے ہیں کہ وہ یہ حکم ہو کہ خدا عتاب نہ کرے مجتہد پر اونکی اجتہاد میں یا یہ کہ حکم

حلو یہ ہو کہ عذاب نہ کر گیا اہل بدر کو اور سبق کی جو یہ تفسیر کرتے ہیں کہ سبقی اشبات فی اللوح  
 المحفوظ یعنی یہ پیسٹر ہو چکا ہو ثبات کرنا اس کا لوح محفوظ میں ان سب کو دے تسلیم نہیں کرتے اور  
 دے یہ کہتے ہیں کہ ان سب تاویلات میں اس کتاب مجاز غیر متعارف اور حذف چند کلمات کا  
 ہوا اور کوئی قمریہ اس پر قائم نہیں ہے حقیقت کو چھوڑ کر مجاز غیر متعارف اور حذف کلمات کثیرہ  
 قائل نہ ہونا بلا قیام قمریہ قویہ کے اصلاحاً جائز نہیں ہے اور دوسے یہ بھی کہتے ہیں کہ فرض کیا جاوے  
 کہ یہ آیت جو جواز من و فدا پر دلالت کرتی ہے قمریہ ہی ہو تب بھی آیت کتاب میں اللہ سبق  
 سے مطابق بیان مذکورہ کے لازم آتا ہے کہ نزول اس کا قبل از واقعہ بدر ہی بعد تہیدان  
 سطا ب کے دے یہ کہتے ہیں کہ آیت من و فدا جو قبل از واقعہ بدر کے نازل ہوئی ہے  
 آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ أَنْ يُلْغَىٰ نَ كَلَامُهُ فِي حَقِّ يَوْمٍ فِي الْأَمْثَلِ مِنْ مَنَاسِبِ نَبِيِّنِمْ مَغِيبِ كُو  
 کہ اس کے پاس قیدی ہوں جب تک کہ نہ مارا کر دے اور کو خاک میں مَرْدُودٌ وَنَ عَرَضَ  
 الدُّنْيَا ثُمَّ ارْجَعْ كَرْتے ہو یعنی فدیہ لینے سے متناع و دنیا کا کو اللہ مَرْدُودٌ كَلَامُهُ ثُمَّ ارْجَعْ  
 کرتا ہے آخرت کا یعنی خدایہ بات پسند کرتا ہے کہ کفر و شرک رو سے زمین سے محو کیا جاوے  
 اور کفار کو چھوڑا جاوے اور دیگر آیات قتل سے منسوخ ہو گئے پس بعد از ان حکم میں  
 و فدا کا باقی نہ رہا اگر کوئی یہ کہے کہ ان آیات سے تو صرف قتل کا وجوب دریافت ہوا ہے  
 پس لازم آئے کہ استرقاق بھی جائز نہ ہو یا یہ کہ ان آیات کو بھی منسوخ ٹھہرایا جاوے تو اس کے  
 جواب میں وہ یہ کہتے ہیں کہ بیشک ان آیات سے ایسا ہی مستنبط ہوتا ہے لیکن چونکہ  
 و رباب جواز استرقاق کے احادیث صحیحہ قولی و فعلی بہت منقول ہوئی ہیں اور دوسے  
 احادیث از قسم شاہیہ بلکہ متواتر المعنی ہیں اور اس قسم کی احادیث ہمارے نزدیک  
 زیادت علی النصائح علاوہ بران آیات وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ الْيَاكُونَ  
 وَعَدَ كُؤَالَهُ مَعْلُوكُمْ كُنْتُمْ تُلْغُونَ عَنْهَا قِطْعًا لَكُمْ هُنَا آيَةُ أَنَّا لَنَجْزِيَنَّكُمْ  
 وَمَعَانِمَ كُنْتُمْ تُلْغُونَ عَنْهَا آيَةُ وَالْحَصْنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ كَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ



مفسرین ثبوت استرقاق میں ہوسے اسکے مقصود اصلی یعنی کمزور کر دینا معیار میں کیا  
اور گھٹا دینا اولیٰ جماعت کا حبس یا کہ صورت قتل میں ہی صورت استرقاق میں بھی تصور نہیں  
ان دلائل قطعہ سے زیادت علی النصف جائز ہوئی اور اس قسم کی زیادت جائز ہے  
اگرچہ ایک قسم ہوا قسم منہج سے کہ بیشتر ایک ہی چیز جائز تھی اب متحدہ اسکے ایک اور چیز  
بھی زیادہ ہو گئی مگر اصطلاح میں اسکا مزیدادۃ علی النصف ہی جو شرط ہے کہ آیت وضو میں  
صرف پاؤں کا دھونا فرض تھا مگر بسبب خبر مشہور کے مسح علی الخفین بھی جائز ہوا  
پس اب بجز قتل و استرقاق کے کوئی چیز جائز نہیں اگر کوئی کہے کہ بعد جنگ بیکر بھی جہان  
رہکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا ہی چنانچہ روایات مفصلہ ذیل سے یہ بات ثابت ہوا  
حدیث متفق علیہ بعث رسول اللہ صلعم خیلاً قبل نجد فجاؤت رجل من بنی حنیفۃ  
یقال لہ ثمامۃ بن اثال فریطوم یساریۃ من سوارۃ المسجد فخرج الیہ النبی صلعم فقال  
ما عندک یا ثمامۃ فقال عندک خیال محمد ان تقتل نفساً من حیوان تنعم تنعم علی قتلک وان کنت تری المال  
فکمال عنہ ما شئت فقل یعنی کان لک ثوبان قال ما عندک یا ثمامۃ قال عندک ثوبان تنعم تنعم علی شاکر فکما  
حتی کان بعداً فقال ما عندک یا ثمامۃ قال عندک ما قد لک قال اطلقوا ثمامۃ فانطلق الی نخل  
قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشهد ان لا الہ الا الله وان محمداً  
رسول الله یا محمد والله ما کان علی وجه لا یرضی وجہ الغضریٰ من وجهک فقد  
وجهک احب الی اللہ ما کان الی واللہ ما کان من دین الغضریٰ من دینک فاصبح دینک  
احب الی اللہ ما کان من دینک احب الی اللہ ما کان من بلد الغضریٰ من بلدک فاصبح بلدک احب الی اللہ  
الی الخ حدیث بھیجہ پیغمبر صلعم نے سواروان کو بطرف نجد کے پس لے آئے وہ ایک آدمی  
کو بنی حنیفہ میں سے کہ اوسکو ثمامہ بن اثال کہتے تھے پس باندھ دیا اوسکو مسی کے لکین  
ستون سے پس نکلے اوسکی طرف پیغمبر صلعم پس اوس سے کہا کہ کیا تیرے نزدیک ایسی  
نامتہ پس کہا اوسنے خیر ہی ایسی مجھ کو قتل کر گیا تو قتل کر گیا ایک جاندار کو اور اگر انعام کر گیا

تو انعام کر گیا ایک شکر گزار پر اور اگر مال لینے کا ارادہ ہو تو طلب کہ جو کچھ چاہے پس وہ سب پتھر  
 رکھا گیا جب دوسرا دن ہوا تو اس سے بغیر صلعم نے بوجھا کہ کیا تیرے نزدیک ایسی نعمت  
 اس نے کہا کہ جو مینے کل کہا تھا کہ اگر انعام کر گیا تو انعام کر گیا ایک شکر گزار پر پھر یہ سنو رہے  
 دیا او اسکو بہان تک کہ تیرا دن ہوا پھر فرمایا بغیر صلعم نے کیا ہو نزدیک تیرے ایسی نعمت  
 اس نے کہا جو کچھ پہلے مینے کہا ہے بغیر صلعم نے فرمایا کہ کھول دو نعمت کو پس گیا وہ نخل کے  
 پاس قریب مسجد کے پھر بنایا پھر داخل ہوا مسجد میں پھر کہا اشدان لالا کہ الا اسد وان محمد رسول  
 اسد ای محمد قسم خدا کی ہو کہ رو سے زمین پر کوئی مومنہ میرے نزدیک دشمن تیرے مومنہ  
 تھا پس اب تیرا مومنہ سب زیادہ مجھ کو دوست ہو گیا کوئی دین ناپسند تیرے دین سے  
 مجھ کو تھا اب تیرا دین سب زیادہ محبوب ہو گیا تیرا شہر سب زیادہ بُرا تھا میرے نزدیک اب  
 زیادہ محبوب ہو گیا دوم حدیث مسلم ان ثمانین رجلاً من اهل مكة هبطوا على رسول  
 الله صلعم من جبل التنعيم يريدون غزاة النبي صلعم واصحابه فاخذهم +  
 سلماً فاستحياءهم وفي رواية فاعتقهم فانزل الله تعالى وَهَذَا الَّذِي كُنتَ آتِيَهُمْ  
 عَنْكُمْ وَاَيْنِ يَكُونُ عَنْهُمْ بِطْنِ مَكَّةَ اَتَى اَوْ مِي نعيم کے پہاڑ سے اترے بطرف بغیر صلعم  
 کے ارادہ کرتے تھے غفلت یا دھوکا دینا بغیر صلعم کا پس بکڑ لیا او نکو صلحا پس زندہ رکھا  
 او نکو اور ایک روایت میں ہے کہ آزاد کر دیا او نکو پس وقاری اسد نے یہ آیت کہ خدا وہ ہے جسے  
 باز رکھا او نکے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو او نکے ہاتھوں سے۔ مگر میں —  
 حدیث سوم مسلم کان ثقیف حلیفاً للنبی عقیل فلبث ثقیف رجلین من صحاب رسول الله صلعم  
 واسرا صحاب رسول الله صلعم رجلاً من بنی عقیل فلو ثقیف فطر حوق فی الحرة فبرہ رسول  
 الله صلعم فناداه یا محیل یا محیل فیما اخذت قال بجر حرة حلفاً لک ثقیف فتوک ومض  
 فناداه یا محیل یا محیل فرحمہ رسول الله صلعم فوجع قال ما شانک قال انی مسلم  
 وقال لو قلت اذ انت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال فقد امر رسول الله صلعم

بالجليلين اللذين اسراتهما نقيفتھن نقیف ہم عہد بنی عقیل کے پس قید کر لیا نقیف  
 نے دو آدمیوں کو اصحاب پیغمبر صلعم میں سے اور قید کر لیا اسی پیغمبر صلعم نے ایک آدمی  
 بنی عقیل میں سے پس اسکو باندھ کر دھوپ میں ڈال دیا پس اسپر گز سے پیغمبر صلعم  
 پھراو سنے پکارا ای محمد ای محمد کس گناہ میں ہیں پکارا گیا ہوں فرمایا کہ اپنے ہم عہدوں کے  
 جرم میں یعنی نقیف کے پھر بدستور اسکو چھوڑ کر چلے گئے پھر اوسنے پکارا ای محمد ای محمد پس  
 اسپر رحم فرمایا اور پھر آئے اور کہا کہ کیا شان ہی تیری اوسنے کہا میں مسلمان ہوں فرمایا  
 کہ اگر تو یہ کہتا اوسوقت میں کہ اپنے اختیار میں تھا تو فالخ پاتا پوری فلاح پھر عرض میں  
 دو قیدیوں کے جنکو نقیف نے قید کر لیا تھا دیدیا اسکو سوا سکا وے جواب متنبہ فی کل  
 دیتے ہیں حدیث اول سے مدعا ہمارا ثابت ہو کہ تین روز تک ثمانہ بن انال نے ذر جوت  
 فدیہ دینے اور احسان رکھنے کی کی مگر پیغمبر خدا صلعم نے منظور نہ فرمائی اگر فدیہ یا احسان  
 رکھ کر چھوڑ دینا فرض ہوتا تو بیشک اول ہی روز اسکو چھوڑ دیتے اور تیسرے روز بھی  
 اسکو ایسا نہیں چھوڑا کہ وہ داحرب کو لوٹ جاوے بلکہ فرست یا وحی کی رو سے جب  
 دریافت ہوا کہ اسکا دل اسلام ہی اور تھوڑی ہی ملاطفت اور تالیف سے اطہار  
 اسلام کر دیگا تب یہ لفظ فرمایا کہ اطلقوه یعنی کھول دو اسکو چنانچہ ہجر و کھول دینے کے وہ  
 مسلمان ہو گیا اگر بلا تعرض وہ داحرب کو لوٹ جاتا تب البتہ استدلال اس حدیث  
 سے گنجائش رکھتا تھا پس یہ حدیث ہمارے مدعا کی مثبت ہو نہ ہمارے خلاف کی۔  
 حدیث دوم سے مدعاے خصم ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اونکی گرفتاری قہراً نہیں ہوئی  
 بلکہ صلحی ہوئی تھی اور وفائے عہد برائینہ واجب ہے اور یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ کے  
 وقت مرجعت کے حدیبیہ سے ہوا ہونچنا بخیر بیان اسکا آگے آجکا حدیث سوم سے  
 ظاہر ہوئی کہ وہ اسلام کا مدعی تھا پس اسکا چھوڑ دینا اس کے بدلے دو مسلمان لینے  
 ہمارے مدعا کے مضر نہیں دیکھی جیسا سب مجتہد عصر اپنے تحقیق اور تدقیق اسلام الامیر ابو نعیم

لی تو انکی تحقیق اور دلائل کے مطالعہ کے بعد کون شخص یہی کہہ سکے خلاف اس باب میں  
 دوسے سکتا ہے اگر آپ کچھ استعداد رکھتے ہیں تو او انکی دلائل کو رد کیجئے مگر آپ کے اقتدار و  
 یہ ہرگز نہ ہو سکیگا کیونکہ یہ سنا ہے کہ ایک زعم فاسدین یہ تھا کہ اس مسئلہ میں امام ہمام نے غلطی فاش  
 کی جو اسی سبب سے بہت شد و مد سے آپ نے حسب عادات جاہلان علماء سے حنفیہ پر زبان  
 طعن کی کھولی تھی آپ لوگوں کے زعم فاسدین یہ ہے کہ امام ہمام قیاس پر زیادہ عمل کرتے  
 ہیں اور احادیث و آیات کی طرف توجہ کم فرماتے ہیں مگر آپ لوگوں کا یہ زعم سرسرفاسد  
 اور تواتر حسد ہی دیکھو اس مسئلہ خاص میں کس قدر کوشش بلینج فرما کر یہ فتویٰ دیا ہے اور کس  
 درجہ اتباع آیات اور احادیث کا واجب سمجھا ہے قال بحث پنجم نسبت منسوخ ہونے اس  
 آیت کے اقوال بحث اسکی بہت مفصل مذکور ہوئی قال اتنی بات یاد رکھنی چاہیے  
 کہ اس بیان میں غلطی نہ دو غلطیان ہیں اول یہ کہ سورہ براۃ کی آیت میں جو عنقریب بیان کی  
 استسراق کا مطلق ذکر نہیں ہے اسکا آیت استسراق نام رکھنا محض غلط ہے اقول جب  
 علماء حنفیہ اس بات کو ثابت کر چکے کہ حکم من و فدا کا منسوخ ہو گیا اور ان آیات سورہ  
 برات اور سورہ انفال میں اسیر کرنے کا حکم ہے اور احادیث صحیحہ میں اساری  
 کے حق میں حکم استسراق کا بھی وارد ہے اور اسیری سبب ہے استسراق کا پس باعتبار تسمیہ  
 السبب باسم السبب اگر نام ان آیات کا آیات استسراق رکھا تو کچھ غلطی نہیں مگر  
 چونکہ یہ امامان و افاضائے میں مطلق ذکر حریت کا نہیں اور من و فدا و ستارم و سبب حریت بھی  
 نہیں پس مجتہد عصر نے جو نام اس آیت کا آیت حریت رکھا ہے البتہ محض غلط اور بے سبب ہے  
 قال دوسرے یہ کہ آیت قتل کو یا سورہ بقرہ کو جو آخر ما نزل کہا ہے یہ بھی غلط ہے علماء کا قول  
 ہے کہ سورہ براۃ یک لخت پوری اوتری ہے اور اسکے بعد کوئی پوری سورت نہیں اوتری  
 پس جس سورت میں کہ پوری پوری اوتری ہیں ان میں اخیر سورت البتہ اخیر ہے الا آخر ما نزل  
 نہیں ہے فتدبر اقول یہ قول مجتہد عصر کا کہ علماء کا قول ہے کہ سورہ براۃ یک لخت پوری

اوتری ہو اگر غلط محض ہو اور سراسر افتراء کا قول ہو تو یہ کہ معظم سورہ براۃ کہ اول سے  
 تا قریب چالیس آیتوں کے ہر ایک مرتبہ نازل ہوئی ہو اور یہی مراد ہو لفظ کاملہ سے  
 ہم آئین اس جگہ زیادہ بحث ضرور نہیں جانتے یہی ہے کہ سورہ براۃ کے بعد کوئی سورہ  
 پوری نہیں اوتری ہو کہ سورہ براۃ میں حال غزوہ تبوک اور دیگر حالات ایسے ہیں کہ  
 جسے ثابت ہوتا ہو کہ حربہ نہ پھری میں یا کچھ بعد اوسکے اور قبل از ذی القعدہ  
 ہجری کے اوتری ہو کیونکہ اوسے جیسے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو  
 اوسکی آیات کے اعلان کر سکے واسطے یا مہج ابوبکر صدیق میں پیغمبر خدا صلعم نے مکے کو  
 بھیجا تھا پس ہر آیت ایت اما من بعد و اما فداء سے کہ قبول غیر ثابت مجتہد نہ پھری میں  
 نازل ہوئی تھی بعد نازل ہوئی ہو اگر اس میں تقدیر کا فی ہر زیادہ بحث کرنا کچھ ضرور نہیں قال غرض کہ ان  
 روایتوں سے خفیون کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ وہ آیت میں وفاء کو منسوخ بتاتے ہیں پس  
 اس امر پر بحث کر نیکی لیے اولاً ان آیات کو جنکو مانع قرار دیا ہو یا جبکہ مانع قرار دینا ممکن ہو  
 اس مقام پر نقل کرتے ہیں اقول ایک آیت حسین صافات حکم کا ہے کہ اسیروں کی جب  
 تک کہ خونریزی نہ کی جاوے اور انکو مار کر خاک میں نہ ملا دیا جاوے کوئی بات لائق  
 نہیں مجتہد نے یہاں چھوڑ دی ہم اوسکو مع شان نزول لکھتے ہیں فَمَا اسْرُؤُا کَا سَا دٰی  
 (یعنی اساری بداد) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یبے بکرم عمرہ رضی اللہ عنہما  
 تو من فی ہلکاء الاساری فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم بنو العہم والعشیرۃ اری ان  
 تاخذ منهم فذیہ فیکون لنا قوق علی الکفار فغسی اللہ ان یمہد لہم للاسلام  
 فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما توی یا ابن الخطاب قال قلت لا واللہ لا رسول  
 اللہ ما اری الذی ساری ابو بکر و لکن اری ان تمکننا فنضرب اعناقہم فتمکن علیا من  
 عقیل فیضرب عققہ و لکنی من فلان لسیب العمرہ فاضرب عققہ فان ہو لاء ائمتہ  
 الکفر و صنادیدہا فھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما قال ابو بکر و کو بھی مقلت

فلما كان من الغد جئت فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم والابو بكر قاعدين  
 وهما يباكيان قلت يا رسول الله صلعم من اي شئ تبكي انت وصاحبك فان وجدت  
 بكاء بكيت وان لم تجد بكاءً لمالكيت لبكائك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم  
 ابيك للذي عرض علي صاحبك من اخذهم الغداء لقد عرض علي عذابهم  
 اذ نزلت من هذه الشجرة مشجعاً فمرتبة من نبي الله صلى الله عليه وسلم فاقول الله عز وجل  
 مَا كَانَتْ لِنَبِيِّ اَنْ يَكُنْ لَكَ كُتْمٌ اَمْ يَكُنْ فِي الْاَرْضِ اِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى فَمَكُوا مِمَّا عَزَمْتُمْ  
 حَلَالًا وَكَتِبًا فاحل الله الغنيمه لهم - جب سیر کیا بدر کے قیدیوں کو فرمایا رسول  
 اللہ صلعم نے ابو بکر رضی سے اور عمر فاروق سے کیا راسے دیتے ہو ان قیدیوں کے باب  
 میں کہا ابو بکر رضی نے ایسی نبی اللہ بنی الاعلام اور کنبے کے لوگ ہیں میری راسے یہ تو کہ اللہ  
 ہم قدر ہے لیکن تاکہ ہکو قوت ہو جائے کفار پر شاید کہ خدا انکو بھی ہدایت اسلام کی کرے  
 پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا راسے دیتا ہی تو اوی بیٹھے خطاب کے کہا عمر رضی نے کہ  
 سینے کہا کہ نہیں واسے ای رسول اللہ میں وہ راسے نہیں دیتا جو ابو بکر نے دی ہو  
 لیکن میری راسے یہ تو کہ ہکو قادر کر دے تو اس پر کہ ہم انکی گردنیں ماریں قادر کرے  
 علی کو عقیل بن ابی طالب پر کہ وہ اسکی گردن مار اور مجاہد قادر کر دے کہ فلاں شخص  
 جو میرا قریب ہوا و سکی گردن ماروں پس تحقیق یہ لوگ پیشو اسے کفر ہیں اور سوار کاؤٹو  
 کے ہیں پس مہل فرمایا رسول اللہ صلعم نے طرف قول ابی بکر کے اور نہ میل فرمایا طرف  
 میرے قول کے پھر جب ہوا او و سران تو آیا میں پس دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم  
 اور ابو بکر رضی بیٹھے ہوئے ہیں اور رور ہے ہیں سینے کہا یا رسول اللہ صلعم کیا بات سے  
 تم اور تمھارے صاحب رور ہے ہیں اگر اس بات سے مجھ کو بھی رونا آوے گا تو میں  
 بھی روؤں گا اور اگر نہ رونا آوے گا تو تمھارے رونے کے سبب سے رونا آوے گا پس پلایا رسول  
 اللہ صلعم نے رونا ہوں اس بات پر جو تیرے اصحاب نے بسبب نبیہ قدریہ کے مجھ پرش کی تم

کہ تحقیق پیش کیا گیا مجھ غدا اب او کا قریب تر اس نخت کے یعنی ایک رخت سے جو چھوٹا  
 تھا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پس او تاروی اسد نے یہ آیت ماکان لیلیٰ ان یلکون لہ اسری سخی  
 یثخن فی الارض تا کلوا کما عینتم حلاک کلہا جس لال کی اسد نے غنیمت  
 اونکے لیے سدوہ سلم پس اس آیت اور اس حدیث سے صاف ثابت ہو کہ جو اسے  
 حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی یہ بات کہ اونکو قتل ہی کیا جاوے وہی پسند بیٹھوے اور کشتہ  
 جو کچھ ہوا تھا معاف فرما کر آئندہ کے واسطے اوسی کے مطابق وحی قرآنی نازل  
 ہوئی اور بنجر شاخان اسارے اور صل غنیمت کے اور کسی چیز کی اجازت نہ دی گئی  
 پس اجازت من وفد کی جو پیشتر تھی وہ منسوخ ہوئی قال اول آیت سورہ انفال الذین  
 عاہدنا منہم یشترکون عہدکم فی کل مرقۃ وھم لا یقفون ۝ واما انفسکم  
 فی الحرب فشرک بھم من خلفھم لعلھم یدکون ۝ خدا تعالیٰ پیغمبر صاحب سے  
 فرماتا ہو کہ جن سے تو نے عہد کیا ہی بھروہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہیں اور عہد توڑنے سے  
 پہنیز نہیں کرتے پھر اگر تو اونکو لڑائی میں پاوے تو اون لوگوں تک جو اونکے پیچھے ہیں  
 تترتیر کر دے شاید کہ وہ عبرت پکڑیں اقول اگرچہ ترجمہ عصر کا تمام تر غلط ہو لیکن  
 اور غلطیان معمول او پر اسکے ہیں کہ مجتہد عصر زبان عرب سے خوب واقف نہیں اسلئے  
 مزید کہو معنی مجرور اور دوجلوں کا ایک جملہ ٹھہرتے ہیں لیکن فترتہم من قبلہم کا جو ترجمہ  
 اسطور پر کیا ہو کہ تو اون لوگوں تک جو اونکے پیچھے ہیں تترتیر کر دے عہد آخرین کی ہر  
 جناب مجتہد صاحب اون لوگوں تک آپ نے کس لفظ کا ترجمہ کیا غایت معنی یہاں کہنا  
 ہو حتی یا الی جو غایت بہ دلالت کرتا ہی اس آیت میں ہرگز نہیں پس اپنے معنی غایت کہنا  
 سے گڑھ لینے باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہوا اسکے معنی کہاں جاتے رہے تھے  
 نہ سے کہ باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہو باے سببت ہو انکو ظلمتم انفسکم  
 یا تحاذرکم العجل فکلا احدنا یدکبہ فی ظلم من الذین ہادوا و احرمنا علیہم کل ابو





بنی نضیر کو اور ٹھہرا رہنے دیا تھا بنی قریظہ کو اور احسان رکھا اور نہر سہان بہاگ ٹپڑے  
 بنی قریظہ پر قتل کیا اونکے مزدوں کو اور تقسیم کر دیا اونکی عورتوں اور مال اور بچوں  
 درمیان سلمانوں کے مگر کچھ لوگ اُن دن میں سے جو مل گئے تھے پیغمبر خدا صلعم سے تو انکو  
 اس وی بچہ وہ اسلام لائے چونکہ یہ حدیث مفسرین روایت کی اور بسبب حقوق اس بیان کے  
 وہ روایت مفسرین ہو گئی اور بمعنی آیت کے یہی نہیں ہوئے کہ جنہیں حضور پیغمبر صلعم عمل ہوا پس  
 کوئی چارہ نہیں اس سے کہ فشر وہم کا ترجمہ یہی کیا جاوے کہ فشر وقتیکہ وہم کافر تھے  
 من خلفہم یعنی پرگندہ کر دے بسبب قتل اور شتر قاف اونکی کے اُن لوگوں کو جو انکے  
 پیچھے ہیں کہا قال الشاعر اذا شقیقک بک اکھیان یعنی مگر کہ بد بخت ہو جاوین زنگہ  
 بسبب قتل کرنے تیرے کے اونکو و کہا قال اللہ تعالیٰ لیغیظ بہم الکفار یعنی تاکہ غصے  
 میں ڈالے بسبب خوشحالی اور سعادت سلمانوں کی کفار کو اور اس بطور پر تفسیر رحمت کی  
 اعلام مفسرین نے کی یہی پنجہ خود مجتہد عبارات اونکے بطور سند اپنے قول کے بحوالہ  
 مدارک لکھتے ہیں کثیرۃ یھو قال النجاشی افعل بہم بالفرق جمعہم و نفرد بہن  
 ینک انہم یعنی اونکے ساتھ وہ کام کر کہ جس سے اونکی جمعیت میں تو نفرد ڈال دے  
 اور تنہا کر دے تو بسبب اس فعل کے اُن لوگوں کو جو اُن سے نزدیک رہتے ہوئے تھے  
 لو یہی سند جو مجتہد لائے ہیں صاف ہمارے مدعا کے موافق ہے کیونکہ تنہائی اور تنہا رہ جانا  
 اور لوگوں کا اسی صورت میں متصور ہے کہ اُن قیدیوں کو چھوڑا جاوے اور صورت  
 چھوڑ دینے کے تو تکثیر جماعت ہو گئی تقریباً کہاں باقی رہی پھر مجتہد عصر عبارت تفسیر کبیر  
 کو سند لاتے ہیں فمعنی الاکث انک ان ظفرت فی الحرب بھو لک الکفار لک ان یفقدوا  
 العهد فافعل بہم ففعل یفقد بہم من خلفہم قال عطائہ تنخن فیہم القتل حتی  
 یخافک غدھو و فی کل بہم تکلیف لیشرا غیب ہم من ناقض العہد یعنی معنی  
 آیت کے یہ ہیں تحقیق تو اگر کپڑے تو اُن کفار کو جو عہد توڑتے ہیں تو انکے ساتھ وہ

معاملہ کر کے پرانہ کر دے وہ معاملہ بسبب اونکے اون لوگوں کو جو بعد اونکے ہیں کہا عطا  
 نے کہ خوب طرح پر قتل کرو سکا تاکہ ٹورین تجھے ماسوا اونکے اور کہا گیا ہے کہ ایسی تعذیب  
 اونکی کہ اونکی تعذیب پرانہ کر دیوے اونکے غیروں کو جو توڑنے والے عہد کے ہیں  
 دیکھ لو اس تفسیر سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہے کہ وہ کام کرنا چاہیے جسے جمعیت کفار کی  
 پرانہ ہو جاوے نہ وہ کہ جس سے جمعیت میں قوت اور کثرت ہو جاوے بموجب قول عطا  
 بن نسیار کے جو اس تفسیر سے قبل مجتہد عصر میں مذکور ہو صرف قتل ہی اونکا واجب ہو اور  
 بموجب دوسرے قول کے کہ او میں مطلق تعذیب ہی جواز ہر قاتل بھی سمجھا جاتا ہو مگر میں فدا  
 کی نفی دونوں قولوں سے ثابت ہے پھر مجتہد عصر تفسیر کشاف کی سند لاتے ہیں فشرعہ ہم  
 مختلفہم ففرق عن محاربتک ومنامہبتک بقتلہم فشرقتلہ والذکایتہ فیہم وجہ لانتہام  
 من الکفرۃ حتی لا یجوز علیک احد بعد احدھما اعتباراً بہما وانما علیہما لاجل احسان  
 کے معنی میں مجتہد صاحب نے بہت ہی تصرف فرمایا ہے چنانچہ ہم اسکی شرح کرینگے اور لیکن علم  
 اوپر سے چھوڑ دیا فاما انصاف فہمہ وظفران بہم فشرعہم الیہ معنی صحیح اس عبارت کے  
 یہ ہیں کہ جب تو اونکو پکڑے اور فتیاب ہو جاوے اوپر تو بسبب بر طیح کے قتل کرنے  
 کے لوگوں اور اونکو زخمون میں چکنا چور کرینے پرانہ کر دے اپنی جنگ اور عداوت سے  
 اون لوگوں کو جو سوا اونکے ہیں کافروں سے تاکہ بعد اونکے کوئی تجھ پر جرات نہ کرے اونکے  
 حال سے عبرت اور نصیحت پکڑ کر دیکھو یہ تفسیر ہمارے مدعا کے موافق ہے اور اس سے  
 اسیران مقاتلین کے حق میں بجز اسکے کہ اونکو خوب قتل کرو اور خوب زخمون میں چکنا چور  
 کرو اور کسی چیز کی اجازت نہین پائی جاتی اور اس تفسیر سے بھی ظاہر ہے کہ باوجود ہر ہم میں  
 باوسیدیت ہو اور معنی ہر ہم کے یہ ہیں کہ سبب اونکے قتل کے اور اس تفسیر میں ایک لفظ  
 ہی شرقتلہ یہ لفظ مبالغہ قتل میں استعمال ہوتا ہے ایسے مقام پر کہ جہان بے ڈھک فلت و  
 رسوائی سے قتل کیا جاتا ہے عرب کہتے ہیں قتلہ قتلاً وسوء قتلاً دوسرا لفظ آیتا

والنکایۃ فیہو نکایۃ کے معنی میں قتل و جرح نکیت العدو و فی العدو نکایۃ اذا قتلتہ  
 و جرحتہ قال ابو النجہونکے العدو و جرحہ الا ضیافا لئین قتل کرتے ہیں ہم دشمن کو اور  
 اکرام کرتے ہیں ہم بیہانوں کو اگر چہ او ترجمہ میں بھی مجتہد عصر نے خیانت بہت کی ہو پر  
 ہمنے بسبب اسکے کہ ہم کچھ مقلد نہ گفتگو نہیں کرتے اوس سے کچھ تعرض نہیں کیا لیکر چونکہ  
 جارا سد زختیری رحمہ اللہ علیہ بخوارا اعلام علماء علم لغت و تصرف و نحو و بیان کے ہر ایسے  
 شخص کے کلام کی صیانت کا ہمارا حق ہو اور ہمہ واجب ہو کہ اوسکے کلام کی در باب بیان  
 و معانی و لغت و محاورہ عرب کے بہت حفاظت کریں اور یہ دیا نمی او میں چلنے ندین  
 لہذا ہم مجتہد عصر کی خیانت کا عبارت کشاف میں اعلان کرتے ہیں اوس نے لکھا کہ  
 ففرق عن محاربتک و منا صبتک بقتلہ مجتہد عصر اوسکے ترجمے میں از راہ خیانت  
 کے لکھتے ہیں کہ (اڑنے سے اور بُری طرح قتل کرنے سے) دیکھو کیسی خیانت ظاہری  
 جنگو کچھ بھی دخل ہو گا علم عربیت میں وہ اس خیانت کو خوب سمجھ لیگا مفسر نے لفظ  
 عن او پر محاربتہ کے داخل کیا اور نہ صبت کو او سپر معطوف کیا اور عن واسطے بعد اور  
 مجاورۃ کے مستعمل ہیں عرب کہتے ہیں راصیت السهم عن القوس چونکہ جذائی اور مجاور  
 تیر کی کمان سے مستحق ہوا سلیہ لفظ عن یہاں آیا اور پھر مفسر کا قصہ کہ کو مفصول بلا  
 لا یا اور لفظ قتل پر باوسبت و داخل کی مجتہد عصر نے مدخل عن اور مدخل باوسبت کو  
 معطوف و معطوف علیہ ظہر اگر غلط ترجمہ کر دیا نہ عن کے معنی کا لحاظ کیا نہ باوسبت کا  
 او سکا مدعا تو یہ تھا کہ اپنی جنگ و مقابلہ سے دور کرنے قیدیوں کے ماسوا لوگوں کو  
 اور یہ دور کرنا کس طرح ہر حاصل ہو گا یہ دور کرنا بسبب قیدیوں کے قتل کے ہو گا  
 مجتہد عصر اوسکے خاکسار نے خلاف ترجمہ کیا پھر لفظ نکایۃ واسطے کہ قتل کی بیان کر دیا کی مجتہد عصر اوسکے بھی  
 معنی طبیعت فیا و سبت گھر کر غلط لکھ دے یعنی اوسکا ترجمہ بلطف ظاہری کہ اسے اصل کا کو خرابی میں لے دیا تو  
 بالمدین شروہ نفسا و مینا اعمالا اور ہم کہتے ہیں کہ علاوہ ان مفسرین کے جماعت مترجمین نے بھی

اسی طرح بہائیت کا ترجمہ کیا ہو جس طرح مہینہ کیا ملا جسدین اعظم لکھتے ہیں فشر و بہم پس مبدہ گردان و متفرق ساز سبب قتل ایشان میں خلاصہ ہم آکر کہ از پس حمل ایشان فرار سندہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں متفرق ساز سبب قتل ایشان آنا از الکلیہ قتل ایشان باشند اٹھی کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم مفسرین کے اقوال سے استدلال تقلیدی کر رہے ہیں ہرگز نہیں بلکہ معنی ترجمہ آیت کا مطابق لغت و محاورہ عرب کے پیشتر کر دیا ہو اور ہر لغت پر سداہل زبان کی پیش کی ہو اس مقام میں ہم نے جو عبارات مفسرین کی لکھی ہیں اپنی طرف سے نہیں لکھیں بلکہ معتبر و معتبر جو تقلید اونسے استدلال غلط کرتے تھے ان کی غلطی کے اظہار کے واسطے نقل کی ہیں ورنہ ہکواؤنکے نقل کی کچھ ضرورت تھی۔ المعرض جب بموجب بیان فعلی جہا صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بموجب لغت عرب اور محاورہ فصحا و بلغا کے ہم ثابت کر چکے کہ معنی تشرید کے پر گندہ کرنا اور متفرق اور تترتیر کرنا ہی اور کلمہ ہم ہر آئینہ از روئے فعل صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام مفسر قتل و استرقاق ہو اور من و فدا استلزام تحرب و اجتماع جمعیت کا ہو جیسا سچہ یہ بات ملاحظہ حال امیران بدر سے ثابت ہو کہ بعد رہائی کے غزوہ احد و اخزاب میں پھر مجتمع ہو کر محاربت کو چڑھا آئے پس من و فدا و ہر آئینہ مستلزم ایسی چیز کا ہو جو صراحتہ مناقض تشرید ہی اور بھی منافی قتل و استرقاق ہو کہ بموجب فعل صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمہ بہم ہونے ساتھ مفسر ہوا ہو پس آیت مستشددہ ہر آئینہ مفسر ہوئی و در باب وجوب قتل و استرقاق کے لیکن اب یہاں کلام ہمیں رہا کہ کلمہ تشرید صیغہ امر ہو یہاں واقع ہو آیا واسطے ایجاب کے ہو یا بیان اولویت و فضیلت کے ہو اگر شوق اول ہو تو ہریت موید مذہب حنفیہ کی ہو کہ جب تشرید مفسر فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجب ہوئی تو من و فدا واجب نہیں رہا اور اگر شوق ثانی ہو تو مذہب شافعی کی بصورت کے واسطے ایک جہ ظاہر ہوئی ہو اور ہکواؤں صاحب میں کچھ زیادہ بحث ضرور نہیں ہو کہ ہم نے بہم نہایت جواز استرقاق کے بحث کر کے ہیں

بنسبت عدم جواز من و قدا اور وجوب قتل و سترفاق صحابہ ہمارے علماء میں مختلف فیہ  
 ہو کر بحث نہیں کرتے قال دوم آیت سورہ برآۃ فاذا انسلكم اليكم فاقولوا لا  
 حرج علیکم شیئاً منکم و قد حرمت علیکم و اعدوا لکم کل مہجد فان تاملوا قائلوا  
 الصلوات و الحوائج و کذا فخلوا سبیلکم ان الله غفور رحیم مگر جن مشرکین عرب نے ہر شکنی  
 لی تھی اوکلی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنے نبی سے فرمایا کہ جب وہ مینے جنہیں لڑائی منع ہو  
 لذر جاوین تو مشرکوں کو مار و جہان باؤ اور اوکو پکڑو اور کھیر و اور مٹیو اوکلی گھات میں  
 ہر گھات کی جگہ میں پھر اگر وہ کھر سے توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو اوکا ستہ  
 جھوڑو و بیشاک اسدی بنشنے والا مہربان اقول اس آیت کے ترجمے میں بحث اور  
 لذر چکی ہو قال سوم آیت سورہ بقرہ صاحب فرمایا قاتلوا فی سبیل اللہ لانی  
 یقاتلواکم و لا یقتلوا ان الله لا یحب المعتدین و اقاتلوا ہم حتی یفتنموی  
 و اسخروا ہم من حیث اخرجکم و الفتنۃ اسد من القتل و ان قاتلوا و اسخروا  
 انکرا ام حتی یقاتلواکم فیہ فان قاتلوا فاقتلوا و ان قاتلواکم فافترسوا انکرا فافترسوا  
 انتم فان الله غفور رحیم و قاتلوہم حتی لا یطعنوا فیکم و یکون الذلیلین جو لوگ  
 تم سے لڑتے ہیں تم بھی اون سے خدا کی راہ میں لڑو اور زیادتی مت کرو بے شک اللہ یادتی  
 کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا اور قتل کرو اوکو جس جگہ باؤ اور نکالو اوکو جہان  
 او خوں سے نکالو نکالا اور سدا کرنا قتل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہوا اور اون سے کعبے کے  
 پاس مت لڑو جب تک کہ وہ تم سے وہاں نہ لڑیں پھر اگر وہ تم سے لڑیں تو اوکو مارو  
 یہی سنا ہو کا فروع کی پس اگر باز رہیں وہ تو اسد بنشنے والا مہربان ہو اور لڑو اون سے  
 تا انکہ ترہے فتنہ اور ہو و سے دین صرف خدا ہی کا اقول صحیح ترجمہ بیت کا یہ ہو کہ لڑو  
 خدا کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے لڑیں اور زیادتی نہ کرو کہ تحقیق اللہ دوست نہیں  
 رکھتا زیادتی کرنے والوں کو اور قتل کرو اوکو جہان کہیں پکڑو اور نکال دو اوکو جہاں



حکمت لَوْ قُتِلَ مُحَمَّدٌ وَوُلْدُهُ لَكُنَّا لَكُمْ عَاكِفَةً سُلْطَانًا مُبِينًا پاؤ گئے تم اور لوگوں کو جو  
 ارادہ رکھتے ہیں اسکا کہ جسے بھی امن ہیں امن اور اپنی قوم سے بھی امن ہیں امن جب لوگ  
 عباسی تھے امن فتنے کی طرف کو تو خوب لپٹ پڑتے ہیں اور میں آپ اگر ترک تعرض تھا انکریں  
 اور صلیح تھے نہ کریں اور ایسے باطلہ نہ روکیں تو کہ پڑا و نکو اور قتل کرو جہاں کہیں کچل لو یہ  
 وہ لوگ آپ کی بیعت اور پڑھنی کر دی تھی ری لیل روشن اقول ان دونوں آیتوں میں یہ  
 ہو کہ پڑا اور عارضا و جہاں پڑا اور نہ پڑا اور نہ پڑا کہ وجوب پر دلالت کرتا ہو جس کا معنی  
 کا قتل واجب ہو تو من و فدا کا مان لگایا بلکہ نسخہ اس کا ظاہر ہو جو کہ مجتہد عصر کا حکم صریح  
 برخلاف ان آیات کے ہو اندام طرح کے مناسطے دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں فعال  
 فرض کیا جاوے کہ یہ آیتیں آیت من و فدا کی ناسخ ہیں تو منجانبہ نسخہ کے قید یوں کا چھوڑنا  
 جائز نہیں بلکہ قتل کرنا چاہیے مگر ان کا لونی غلام بنانا ثابت نہ ہو گا اور چکا امین بحث  
 کہ لونی غلام بنانا جائز نہیں اقول یہ موجودہ مترقان ضمن بحث آیت ماکا کی لینی آن  
 لیکو کن لہ اسری تھی تھیں فی الارض اور آیت فتنہ و ہرجم میں بیان کر چکے ہیں وہاں دیکھ لیا  
 چاہیے حاجت اعادہ کی نہیں یہاں بحث نسخہ حکم آیت من و فدا کی ہر سو و بخوبی ثابت ہو گا  
 قال مگر ہم صرف اسی پر اکتفا کرینگے بلکہ ثابت کرینگے کہ ان آیتوں سے آیت من و فدا کا  
 مستنسخ قرار دینا صحیح نہیں ہوا اقول ہم بھی دیکھتے ہیں کہ آپ کا طرح ہر اہل علم ثابت کر سکتے  
 ہیں مگر یاد رہے کہ خلاف لغت جو کوئی معنی اٹھے اور باسے جائزہ کو معنی کا ف جائزہ کے  
 بیان کیا یا محض کسی قول غیر ثابت پر تقلید عمل کیا یا کوئی غیر ثابت روایت کتب سیر و تاریخ  
 سے نقل کی تو ہم اسکو ہرگز منظور نہ کریں گے اور حجت الزام مجتہد عصر پر عالم کریں گے  
 قال آیت سورہ انفال (یعنی فتنہ و ہرجم تھیں جلفھو) یہود بنی قریظہ کے حق میں  
 نازل ہوئی ہو جسے سنہ ہجری میں لڑائی ہوئی تھی اقول ہنہ اسکو تسلیم کیا اور ہم اور پیامت  
 کر چکے ہیں کہ آیت من و فدا سنہ ہجری یعنی غزوہ یدر سے پیشتر نازل ہو چکی ہو خواہ منہ میں

نازل ہوئی ہو خواہ سیکھین قال پس جب کہ یہ آیت قبل نازل ہو سنہ آیت من فداکے  
 نازل ہو چکی تھی تو اسکی ناسخ کیونکر ہو سکتی ہو اقول ذری پھر سوچیے کہ سنہ ہجری پہلے تھا  
 یا سنہ ہجری اسکو سمجھ کر جو کچھ فرمانا ہو فرمائیے قال علاوہ اسکے کوئی لفظ بھی آیت کا  
 آیت من فدا کا منسوخ کرنے والا نہیں اقول یہ محدثین نے بخوبی طر کر لیا ہو کہ سنہ آیت او  
 میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آیت مذکورہ مفسر ہی بیان استرقاق او قتل اسار سے میں قال جبکہ  
 اس آیت میں قتل کی تصریح نہیں اور نہ قیدیوں کا ذکر ہو تو اس سے نص صریح آیت من و  
 فدا کی جو با تخصیص قیدیوں کے لیے ہو کیونکر منسوخ ہو سکتی ہو اقول اس آیت میں جب  
 کچھ موجود ہو آیت مذکورہ مفسر تو در باب قتل و استرقاق کے اور مفسر سے نسخ نص ہر مفسر جائز  
 ہو مگر نص سے نسخ مفسرین کلام ہو بعد اسکے نجد عصر اس حدیث کی تحریف پر متوجہ ہوئے  
 جنہیں یہ فعلی آیت ففسر نہ ہو ہم کی مذکور ہو اور جسکے سبب ہم اس آیت کو مفسر در قتل و  
 و استرقاق اسار سے کہتے ہیں مگر وہ اقبل از شروع اس بحث کے لکھتے ہیں کہ آیت مذکورہ  
 کام آمیز اور بار بار لکھنا نہ پڑے اول یہ غیر جہد صلعم کا دستور تھا کہ جب کوئی بات تعلیم  
 فرماتے تھے یا کچھ خبر دیتے تو اسکو کئی کئی بار عادیہ کیا کرتے تھے تاکہ ہر کوئی سمجھ لے  
 جتنا چہ ترمذی نے شامل میں انس بن مالک سے روایت کی ہو اور بخاری نے بھی ہی  
 مضمون نقل کیا ہو کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعید الکلم ثلاثا لتعقل عنہ تھے  
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عادیہ کرتے تھے کیونکہ تین بار تاکہ خوب سمجھ لیا جاوے اسی سبب بعض علما  
 میں الفاظ مراد فیما قریب المعانی کا با ہم اختلاف ہو اور جب ایسے کلمات کسی حدیث  
 میں واقع ہوں تو اونکو ایک ہی محلی پر محمول کرنا چاہیے تاکہ با ہم تناقض واقع نہ ہو  
 اور بہت لحاظ رکھنا چاہیے اسکا کہ ایسے اذاز سے اون کلمات میں سے کسی کلمہ کی  
 تفسیر نہ کی جاوے کہ تناقض یا تعارض لازم آجاوے دوسرے بخاری کا دستور او کہ  
 جہاں کہیں راوی کا شک کسی کلمہ میں ہوتا ہو اسکی تصریح کرتا ہو کہ شک فلان اور اس میں



مستند کرتی تھیں چنانچہ یہ بات دیکھنے والوں صحیح بخاری میں بھی نہیں آہم محمد بنی تحریف پر  
 توجہ کیے ہیں قال یہودی قرظیہ نے خود اپنے تئیں اس شرط پر سپرد کیا تھا کہ جو سزا  
 عہد شکنی اور لڑنے کی اونکی نسبت سعد بن معاذ تجویز کرے وہ اونکو دیجاوے اور یہ  
 رسول خدا صلعم نے اس بات کو قبول کر لیا تھا اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا  
 صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہیں فرمایا تھا کہ غور و خواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہی قبول  
 کلام امین کہ اونھوں نے خود اپنے تئیں سپرد کیا تھا اور کچھ معاملہ پیش آیا تھا عنقریب  
 آویگا بالفرض اگر اونھوں نے عاجز ہو کر اپنے تئیں خود سپرد کیا تو اونکے اپنے تئیں خود سپرد  
 کر دینے سے یہ بات کیونکر ثابت ہوئی کہ رسول خدا صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہیں  
 فرمایا تھا کہ آیت میں اونکے قتل کا حکم ہی اگر محمد صاحب کوئی دلیل اس دعوے پر کہتے  
 ہوں تو پیش کریں قال اہیں کچھ شک نہیں کہ وہ قتل ہونے کا یہ کسی حکم مخصوص اس  
 آیت سے بلکہ سعد بن معاذ کی بیجاہت سے اقول نبی قرظیہ پر سبب عہد شکنی کے بعد  
 فرائع کے غرور و جرات لشکر کشی ہوئی یہاں تک حضرت صلعم نے اپنے اصحاب پر تاکید  
 فرمائی کہ غار عسری بنی قرظیہ میں نہ بڑھیں اور روایت بخاری اور مسلم میں ہے کہ جبریلؑ  
 اور اونھوں نے پیغمبر صلعم سے کہا کہ تم نے ہتھیار کھول ڈالے حالانکہ ہم نے ابھی تک  
 ہتھیار نہیں کھولے اور اشارہ کیا کہ نبی قرظیہ پر فوج کشی کیجیے چنانچہ اسی وقت نبیؐ  
 پر لشکر کشی ہوئی اور اوسے لڑائی ہوئی چنانچہ مسلم بن ہریرہ نے کہا کہ صلعم نے اوسے ہتھیار  
 جب وہ مغلوب ہو تو تنگ کر کے بنی عسری انصاری کے حکم پر لے گئے اور انھوں نے حکم دیا کہ اونکے لڑنے والوں  
 قتل کیا جاوے اور انکی ذریت کو کوئی غلام نہ لایا جاوے اور رسول صلعم فرمایا اَوْصِيَتْ بِكُمْ اَللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ  
 یعنی فیصلہ کیا تو نے اے سعد بن معاذ کہ حکم خدا کے غرور و جبر کے اور بعد اوسے کہ وہ جبریلؑ کے حکم کے  
 پیغمبر صلعم نے اونکے لڑنے والوں کو قتل کیا اور اونکی ذریت کو بھی ہدین میں تسلیم فرمایا  
 چنانچہ بخاری نے کتاب المغازی باب حدیث بنی النضیر میں روایت کی کہ قتل رجالہم

وقتیکہ نساکہم نوا ووالدہ واولادہ وبنو مسلمین قتل کیا یہ بھی جہاد میں سے ہے اور جو مرد و زن کو  
 اور قبیہ کو یا ان کی عورتوں اور اموال اور اولاد کو درمیان مسلمانوں کے لپس چڑھتا ہے ہر  
 فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی یہ خیال نہیں فرمایا  
 تھا کہ خواہ خود اور کئے قتل ہی کا حکم ہی محض مخالفہ ہے بعد بنی معاذ نے اسے بھی آیت کا یہاں  
 سمجھا کہ مطابق اس کے حکم دیا اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ویسا ہی سمجھا کہ نسبت تکم سعد بن  
 معاذ نے اس کے یہ فرمایا کہ قضیت حکم اللہ عزوجل اور پیغمبر اسی حکم کو جاری کیا کہ مطابق اس کے  
 قتل و استرقاق عمل میں آیا اور یہ جو فرماتے ہیں کہ کسی حکم مخصوص اس آیت سے بلکہ سعد  
 بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بیعت سے یہ بھی مخالفہ ہے حکم مخصوص آیت کیا معنی یہ حکم سعد بن معاذ اور  
 تسلیم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حکم کو اور نسبت اس حکم کے یہ فرمانا کہ قضیت حکم اللہ عزوجل  
 نص سے بڑھ کر پیغمبر اس آیت کا اس لئے بھی ہو گیا کہ وہ آیت محکمات و فہرات کہیں ہو گئی  
 کہ بجز اسکے اور کسی عمل مجبوز ہی نہیں ہو سکتی اور جہاد بحال و ساریت میں تھا سب اس سے  
 فعلی اور قولی سے جاتا رہا اور سعد بن معاذ کی بیعت حکم آیت کے بخلاف انہیں تھی جو  
 مجتہد عصر نے اس کو بلفظ اضراب یعنی ہلکے کے لکھا ہے اگر اس کا حکم خلاف آیت کے ہوتا تو پیغمبر  
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خلاف قرآن ہو کس طرح جاری کر دیتے اور اس کی نسبت کس طرح یہ فرماتے  
 کہ قضیت حکم اللہ عزوجل اور اگر بنی قریظہ کے حق میں یہ عمل جو وقوع میں آیا ہو جب حکم آیت  
 کے تھا تو آپ ہی فرمائیے کہ امتثال حکم آیت کا کسی اور طرح ہو رہا اور اگر اور طرح ہو رہا تو اس کو  
 ثابت کیجیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس امر کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حکم آیت فرمانا  
 فی الحرب فشرکوا بہم من خلفہم بنی قریظہ کے حق میں نازل ہوا ہے اور مخاطب اسکے پیغمبر  
 خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کل شہداء وصدیقہ امراء وبنو کہ اس حکم الہی اور پروردگار کے پس پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
 تھا کہ امتثال حکم آیت حکم آیت کو نسبت بنی قریظہ کے جاری فرمانے کیونکہ عصیان شان  
 انبیاء کسر خلاف ہے پس اگر مطابق فیصلہ سعد بن معاذ پیغمبر کے امتثال آیت کا ہوا تو مجتہد عصر

فرماوین کہ اگر سطح پر ہوا اگر ہم اس فیصلہ سعد بن معاذ نہ کو امتثال حکم آیت کا سمجھیں تو سہو  
 بد بختی اور شہادت ہماری اور قساوت قلبی ہو کر ایک الزام تو ہم نے اس سے صحابی علیل القدر پر کہ  
 جس کے حق میں بغیر خدا صلعم فرماتے ہیں کہ اھل بیت عترت الخلفاء جمعوت سعد بن معاذ و  
 البخاری اور اوس کے حق میں اصحاب فرماتے ہیں کہ حق موالی سید کو و خدیو کو رواۃ  
 اور اونکے حسن عاقبت کی اس حدیث متفق علیہ میں خبر دیتے ہیں عن البراء قال اُحدیت  
 لرسول اللہ صلعم حکم حر و فیجعل اصحابہ یسئونہا و یتعجبون من لینہا فقال تعجبون  
 من لین ہذا لئنا ذیل سعد بن معاذ فی الجنة خیر و منها والین بڑا الزام لگایا کہ اھل بیت  
 نے حکم دینے کے برخلاف فیصلہ کیا اور مرتے وقت وہاں اس جو کہ کہہ دیا اپنے اوپر لیا اور  
 دو الزام ہم نے بغیر صلعم پر عائد کیے ایک یہ کہ امتثال حکم آیت کا کچھ نہ کیا دوسرا یہ کہ ازراہ  
 ظلم و تعدی کے برخلاف کتاب اللہ کے جو ایک ظالم نے فیصلہ کر دیا اوس کو جاری کر کے  
 بہت سے آدمیوں کو کہہ متوح قتل کے تھے اور فدیہ لیکر یا احسان رکھ کر چھوڑ دینا اور کھانا  
 تھا قتل کر دیا اور اون کی ذریت کو آپس میں تقسیم کر لیا مالی کہ نہ خودیہ فرمایا  
 کرتے تھے کہ انما آنا بشرا و انکم تختصمون الی و لعل بعضکم ان یکون احسن بحجۃ بن  
 بعض فاقضہ لہ علی سخی ما اسمع منہ فمن قضیت لیشی من حق اخیه فلا یلخذ نہ فاما  
 اقطع لہ قطعة من النار متفق علیہ نہیں ہوں میں گنہگار اور تم جھگڑا لاتے ہو میرے پاس  
 اور شاید کہ ہووے ایک تھا رتیز زبان اپنی محبت میں دوسرے سے پس میں حکم کروں  
 اوس کے حق میں جیسا کہ سنوں میں اوس کے پس جو شخص کہ حکم کروں میں اوس کے حق میں  
 کسی چیز کا اوس کے بھائی کے حق میں سے پس چاہیے کہ نہ لیوے اوس کو کہ بڑا نیست  
 کہ میں دفعہ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہوں اتھی دیکھو اس حدیث میں حضرت صلعم نے  
 اقتدر تاکید فرمائی ہو اس کی کہ اگر حکم یا حاکم میں غلطی ہو کر ایک کا حق دوسرے کو دلا  
 یا حاکم صادر کرے تو اوس فریق کو جس کے حق میں حکم دیا گیا ہو نہ چاہیے کہ بموجب اوس حکم کے



معنی ٹھہرانے جاوین کسپا ہم متناقض ہو جاوے روایت مسلم روایت ابو بکر بن ابی شیبہ ابن  
 ابی شریحہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قضیت بحکم اللہ وبعما قال قضیت بحکم الملک فرمایا رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کہ حکم اللہ اور حکم الملک کے درمیان میں یہ لفظ نہیں کہ سبھا قال  
 قضیت بحکم الملک اور روایت زہیر بن الحریث سے مسلم بن یحییٰ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد  
 حکمت بحکم اللہ وقال صرہ بحکم الملک قسم ہے کہ تحقیق حکم دیا تو نے ہو جب حکم خدا کے اور  
 دوسرے فرمایا کہ حکم الملک اوسلم بن ابی بکر بن ابی شریحہ قال لقد حکمت فیہ صرہ بحکم اللہ  
 عن اوجیل یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ قسم ہے کہ حکم دیا تو نے انہیں بحکم اللہ عزوجل بخاری میں  
 بروایت ابو الولید یہ کلمات ہیں لقد حکمت عا حکم الملک یعنی قسم ہے کہ تو نے حکم کیا رسول اللہ صلی  
 اللہ علیہ وسلم کہ جب کا حکم دیا تھا خدا نے ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات فرما  
 کرتے تھے تو کوئی کئی مرتبہ اوسکو کہا کرتے تھے اسی بنا پر یہاں بھی کئی روایت ہیں اور سب سے  
 ایک معنی ہیں اگرچہ ان سب روایات میں اشارہ ہی بظرف آئی کہ یہی ہے کہ ہو جب حکم خدا کے یعنی آیت  
 مسئلہ کے تو نے حکم دیا اگر روایت بحکم الملک میں ہمت ہو صاف فرمایا کہ تو نے حکم دیا مطابق  
 اوس حکم کے جو خدا نے حکم دیا تھا تحقیق نہ عصر نے حکم الملک کا جو ترجمہ طور پر کیا کہ بادشاہ کا  
 سا حکم دیا اس سے ثابت ہو کہ بنا محض ہوا کہ ہنوز معنی بارے جارہ اور کاف جار میں بھی تمیز نہیں  
 یہی یہاں حکم الملک نہیں ہوا و معنوں بادشاہ کا سا ترجمہ کیا یہاں تو بحکم الملک ہو جس کے معنی  
 جو نے یہ حکم دیا فرمان خدا جناب مجتہد صاحب شمس باجاء تو بہت جگہ قرآن مجید میں بھی  
 اَنَّا اَنْزَلْنَا الْقُرْآنَ فِیْہَا هُدًی وَاَنْزَلْنَا فِیْہَا النَّبِیُّنَ وَمَنْ یُحْکَمْ فِیْہَا اَنْزَلْنَا اللّٰہُ  
 کَاوْلَیَاتِہُمْ الْکَافِرُوْنَ وَلَیْسَ لَہُمْ اَلَّا یَنْجِیَہَا اَنْزَلْنَا اللّٰہُ فِیْہَا فَلَمْ یُکْرِہَا اَنْزَلْنَا اللّٰہُ  
 وَہُنَّ اٰیَاتِہُمْ اَنْ تَقُوْا اللّٰہَ کَاوْلَیَاتِہُمْ اَلَا تَرْضٰوْنَ اَمْ یَا عٰرِفِیْنَ وَغَیْرُ ذٰلِکَ کیا ان آیات کی آپ کے  
 نزدیک معنی ہیں حکم کرتے تھے پیغمبر تو ریت کا سا + تبصرون نہ حکم دیا خدا کا سا تو وہ کافر ہیں +  
 چاہیے کہ حکم دین اہل انجیل اوس چیز کا سا جو خدا نے نازل کیا ہو انجیل میں + حضرت توراویں

بخواند تازی بخوانے + خدا کی نشانیوں میں یہ ہو کہ قائم ہیں آسمان زمین اور اسکے حکم کا سا  
 سبحان اللہ باین استعداد دعویٰ ابتدا و تخریم جناب تقدیر سے دریافت کرتے ہیں کہ اوکے  
 شریعت میں جو لفظ بادشاہ ہو اس سے مراد بادشاہ حقیقی ہو یا اور کوئی بادشاہ اگر صورت اول  
 ہو تو عین مدعا ہوا ہو اور صورت دوم ظاہر ہو کہ جماعت ملوک مراد ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ لفظ  
 مفرد سے ارادہ جماعت کا صحیح نہیں اگر ایسا ہو تو لفظ الملوک وارد ہوتا ہی یہ بات کہ کوئی  
 ایک بادشاہ غیر عین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو الملک معرف بالام واقع ہوتا  
 باقی رہا یہ امر کہ کوئی بادشاہ مہو و عین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ سیاق و سباق کلام سے  
 مذکور کسی بادشاہ کا لفظ یا معنی پایا نہیں جاتا کہ جسکی طرف لام تعریف سے اشارہ سمجھا جاوے  
 خود مجتہد بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ بادشاہ عین کون ہے جس کا ماسا حکم سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ  
 دیا تھا اور کون سا قرینہ اور سپر وال ہو مجتہد صاحب کی غلط فہمی پر بھی معنی یہ ہو چکا ہیں کہ  
 لٹوئے اوس بادشاہ کا ماسا حکم دیا اور چونکہ کسی بادشاہ کا تذکرہ اور لفظاً و معنی نہیں ہو کر کسی  
 طرف لام عدل کا اشارہ سمجھا جاوے پس کلمۃ الملک سے بجز بادشاہ حقیقی کے اور کچھ مراد ہو ہی نہیں سکتا  
 اور یہی ہو مدعا ہوا اگر یہ کہا جاوے کہ الملک میں لام عہد ذہنی ہو کہ جو حکم میں تذکرہ کے ہوتا ہو  
 تو اس کا جواب یہ ہو کہ لام عہد ذہنی کے ارادے کے واسطے کوئی قرینہ چاہیے بغیر قرینے کے  
 ارادہ اس کا صحیح نہیں ہو کما صرح بہ العالمتہ التفاتاً فی حریث قال یطلق للعرفان بلاد الحقیقة  
 الذی ہوا من صنف الحقیقة المتحدۃ فی الذہن علی قدر صحتہ من الحقیقة باعتبار کونہ  
 معہم فی الذہن وجہاً من جوئیات ثلاث الحقیقة مطابقتاً یا اھا وذلک عند قلم  
 قرینہ علی ان لیس الفصل فی نفس الحقیقة من حیث ہی بل من حیث الوجہ و حیث  
 وجہا فی ضمن جمیع الافراد بل بعضها انتھ علاوہ بران اس تقدیر پر کہ سبب عدم مجرہ  
 معنی یہ ہو کہ حکم دیا تو نے کسی ایک بادشاہ کا سا اور عین ہی تاسر متصل و مجمل و محض لغویں  
 کہ نہ وہ ایک بادشاہ صاحب حکم معلوم ہو نہ حکم مشبہ کی کیفیت معلوم ہو نہ حکم عدل ہو یا حکم ظلم ہو +

پس ایسے معنی محل اور لغو عمل کے ناکلام انصاف افسوس کو نہایت بجا اور سببی پر کمال تعسف ہو اور  
 ہر گاہ باعتبار ان معانی کے بھی یہ مترعین نہیں ہوتا کہ وہ حکم ظلم تھا اور دعا مجتہد کا ان  
 تاویلات و تحریفات کو کیسے سے صرف یہ ہو کہ سعد بن معاذ کا حکم ظلم بخلاف حکم خدا تھا  
 اور برخلاف مرضی غیر خدا اصلہ تھا یہ سب تاویلات و تحریفات مجتہد دھڑکی سے سود میں لگے ہیں  
 اگر یہ فراویں کہ مراد یہ ہو کہ حکم الملک اجماع یعنی حکم یا تو نے بادشاہ ظالم کا سا تو ہم کہہ سکتے  
 کہ اہل قدر حکومت طلبی آپ کی مسلمانوں کو گوارا نہیں ہو آپ کوئی ایسا نہیں کہ صاحبی نہ ہو  
 کلام میں اصلاح پر صلح دے یہ جلد جاوینگے اور مسلمانوں کو سکون ملو کر تے رہیں گے حال  
 یہ زیادتی بھی آپ کے برخلاف قرآن حالیہ کے ہے ظاہر ہو کر کہ وہ حکم بادشاہ ظالم کا سا ہے تاویلات  
 عادل خلیفہ خدا سے عدل کے اوسکو کیونکر جاری فرماتے سوا اسکے اگر وہ حکم نیابت کا حکم  
 ظلم ہوتا تو چونکہ نبی قرطیہ بھی اوس سے راضی تھے تو ایسا حکم نیابت کا تبیین قدر ترمیمان تبیین  
 یعنی خدا سے نعم کی مرضی کے بھی خلاف تھا قرطیہ بھی اوس پر رضامند تھے جاری کرنے والے  
 حکم کے بھی اوسکو بڑا اور ظالمانہ سمجھتے تھے باہر نہ مزاجیوں اور ظالم کے اوسکو جاری نہ  
 کیا اوسکو باطل کیوں نہ کر دیا اگر آپ تو شمر پستان مغربیہ و شمالیہ کے تقلید کو ظلم سے  
 حکم دیکھیں تو صاف یقین فرمالیں کہ تعبیر کرنا جناب سوال صلح کا اس ایک مضمون کو کہی جا  
 میں یعنی کبھی یہ نہ یا کہ حکمت بحکم اللہ عز وجل اور کبھی یہ فرما کہ حکمت بحکم الملک اور  
 کبھی یہ فرما کہ حکمت بحکم اللہ اسی غرض سے تھا کہ کوئی کج فہم حکمت ظلم کی سعد بن  
 ہر نہ لگا دے یہ اس واسطے بتکرار عبارت متنوع اور مضمون کو ادا فرمایا کہ شاید ملتفت  
 بھی باقی نہ رہے مگر یہ دھڑکی کا کچھ علاج نہیں پھر مجتہد نے نزالت کا ترمیم جو کیا یا نہی بیت  
 پر نہی تین یہ ترمیم کی نزالت کے عنون میں کہاں سے پہلے کہ اپنی ہر کائناتی  
 کی اتباع سے جس لفظ کے جو معنی چاہو گھر کر لکھ دیے نہ لغت کا اتنا کچھ نہ محاورے کی خبر  
 ہی سن مانی گھر جانی ہی سمجھ کر نزول کے معنی میں در آمدن یا فرو آمدن عربی میں اوسکا

حلول اور یہ لفظ بلا واسطہ اور بواسطہ بای جا رہہ و علی جا رہہ کے بھی متعدی ہوتا ہی قال فی  
 القاموس النزول انحلول نیز لم یصح و علیہ و غیرہ و لا و صنفی انحلال انتھیں جو  
 لفظ کہ توسط علی نزل کے بعد واقع ہو ہی ہو چکی طرف نزل متعدی ہو چکی معنی لما نزلت  
 بنو قریظہ کے یہ نہیں ہیں جو آپ سے لگے ہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ بنو قریظہ سعد کے حکم میں  
 آئے یعنی اونھوں نے اسکو اپنا حاکم سے ملے میں بنایا انا اذنا فلنا بساحتہ قوم فسأ صباہ  
 المذاریب یہ ہم داخل ہوئے کسی قوم کے میدان میں تو کیا بری ہی صبح ڈرائے گئے کی  
 آپ نے ازراہ ناواقفگی کے لغت و محاورہ عرب کے ایک مفعول نزلت کا اور پیدا کیا یعنی لما نزلت  
 بنو قریظہ انفسہم علی حکم سعد تو آپ نے نزلت متعدی ہی میں ٹھہرایا ایک قدر بلا واسطہ و سزا دیکر بواسطہ  
 علی پھر جواب دیا کیا تو لازم آیا کہ نزلت یعنی نزلت یا نزلت لیا جاوے یعنی فعلت فعلا کو  
 بمعنی افعلت افعالا یا فعلت تفعیلا کے ٹھہرایا جاوے ورنہ بعد یہ صحیح ہوگا و ما ہذا الیہ  
 غرض کہ جب مجتہد عمر ترجمہ کسی آیت یا حدیث کا فرماتے ہیں تو میں بغیر تحریف کے باز نہیں رہتے  
 تحقیقات مذکور سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ سعد بن معاذ نے بنو حبیب کی قرآنی کے حکم قتل و  
 استرقاق بنی قریظہ کا دیا تھا اور اسی کو بغیر خدائے معلوم نے جاری فرمایا اور اسی طرح پر مثال  
 حکم آیت کا بخیر جواب حل اسد صلح کے ہوا نہ اور کسی طرح اور بعد مجتہد عمر سے حدیث کے  
 معنی میں تحریف کی نہ کسی طرح قابل التفات کے نہیں قال اس تمام واقعہ سے جو اس حدیث  
 میں مذکور ہے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ بنی قریظہ کے قتل کا کوئی حکم مخصوص نہ تھا اقول جناب  
 مجتہد صاحب فقہ حل رسول اللہ صلح سے حکم آیت کا غور ہو گیا تو وہ تو مخصوص بھی لکھتے  
 بیٹھ گیا منصوص کیا وہ تو غور ہو گیا پس اس میں تاویل کی گنجائش نہ رہی اگر آپ کے نزدیک اس  
 اس حکم کے جبکہ اسلحہ غیر خدائے کیا اور اس آیت کا اور کوئی حکم منصوص نہ تھا تو اسکو بیان کیا  
 اور چونکہ آیت مصدر لفظ ہے کہ اب ہم کہ حضرت صلح پر مثال دیکھا کہ نہ وہ جب تو یہ بھی  
 آپ کے اس منصوص معنی کی اسطر تقریر میں ہوئی ورنہ یہ سب ہو چکا آپ کی محض شاعرانہ تعبیر ہو چکی



آیات کو جو اس باب میں وارد ہوئی لکھتے ہیں اور اس سے یہ بات ثابت ہو کہ یہ معاملہ ظالمین  
 حکم خدا کے ہوا اور خدا اس باب میں اپنا انعام مومنین پر بیان کر کے ان کی کوشش اور صدق  
 و خلوص پر ان کی مدح کرتا ہے۔ **مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ**  
**مَنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَلُوا أَتِّبِدًا وَلَا يَحْيَىٰ اللَّهُ الصَّادِقِينَ** **بِعَهْدِهِمْ**  
**وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ أَوْسَىٰ أَفْضَلُ عَلَىٰ النَّاسِ كَانَ عَفْوًا رَاجِعًا وَكَانَ اللَّهُ**  
**الَّذِينَ كَفَرُوا يَعْلَمُونَ** کہ یہاں لکھا کہ اے خدا! ان مومنین کے ساتھ جو اللہ سے عہد کیا تھا وہ سب  
 عیناً پکڑے گئے اور ان کے ظاہر و باطن میں کمال کی کتاب میں صلیباں صید ہو کر قذاف  
 فی قلوبہم والی عذاب قریباً نقل ہوئے و تاسموا من قریبنا منی کا اور کھڑے اور کھڑے  
 یا رہے و امواکھم و ارضاء و کھڑے و کھڑے و کھڑے و کھڑے و کھڑے و کھڑے و کھڑے و کھڑے  
 کو ذری غور کر کے پڑھیے اور دیکھیے کہ اول تو خدا ہی تعالیٰ نے مومنین کے اوپر ان کے  
 صدق کے اور اوپر اس بات کے کہ انھوں نے جیسا خدا سے عہد کیا ہوا وہ سب کچھ فرق نہیں  
 کیا صفت و ثناء کی اور جزلے خیر کا اوکھڑے و کھڑے اور کھڑے اپنے انعام اور اپنی طرف سے  
 جزلے خیر جو ان کو دیے اور سکون بیان فرمایا کہ تمھاری طرف سے قتال خراب مرنے خود کافی  
 ہو گیا اور جو کھڑے خراب کی مدد کی تھی یعنی بنی قریظہ ان کے دل میں تمھارا عذاب ایسا ڈال  
 دیا کہ ایک فریق کو تو ان میں سے تم نے قتل کیا اور ایک فریق کو گرفتار کر لیا اور ان کی زمین اور  
 گھروں اور مال کا تھکوارش کر دیا اور سو اس کے اور زمین کی عطا کا وعدہ فرمایا تمھارے فرمائیے  
 کہ اگر قتل و ستر قات بنی قریظہ کا ظلم واقع ہوتا اور حکم خدا سے تعالیٰ کے نہ ہوتا تو اس معاملے  
 احسانا گسٹر چہ بیان فرماتا بلکہ برعکس اس کے عتاب نازل ہوتا قال مگر بعض حکام یہ بحث  
 کر چکے کہ اس حدیث کے خیر بن جو لفظ حکم الملک ہوا وہ میں یہ بھی روایت ہو کہ وہ لفظ  
 حکم الملک لام کے زور سے یعنی فرشتے کے اور ایک روایت میں صاف حکم اللہ ہوا اس سے  
 معلوم ہوتا ہے کہ ان کے قتل کا اور ان کے بچوں کو قیدی یا لونڈی وغلام بنانے کا حکم

حکم تھا اقول جناب مجتہد صاحب یہ کاہرہ نہیں یہ تو ملات بہت ہے اور ثابت کر دیا ہے کہ اگر الملک کے سلام ہو تب بھی اوس مراد حکم الحاکمین ہی اور تنہا یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ حکم الملک و حکم اللہ و یا حکم الملک یہ تینوں کلمے فرمائے ہوئے جناب سالت مات صلعم کے ہیں نہ ایک بار حکم اللہ و جل فرمایا دوسری بار حکم الملک فرمایا تیسری بار حکم الملک فرمایا اور یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ مراد الملک سے یہاں کوئی بادشاہ غیر معبود بادشاہان دنیا سے نہیں ہو سکتا اور جو آپ نے حکم الملک کے معنی گھڑے ہیں کہ حکم بادشاہ کا سایہ صاف تحریف ہو معنی کسی طرح پر نہیں ہو سکتے کہ جس آپ ہی انصاف سمجھیں کہ اتھار پر یہ وہی جھوٹی بات کی جو آپ کر رہے ہیں مکارہ اور شاغبہ آپ کا یہ ہوا افعال مگر بہت محبت میا ہوا سلیہ کہ ہر گاہ خود وہ آیت موجود ہی اور اوسین قتل کا کوئی حکم موجود نہیں ہو تو اختلاف روایت پر استدلال نہیں ہو سکتا اقول وہ آیت موجود ہی اور وہ آقا میر جسے آپ نے استدلال کیا ہو وہ بھی موجود ہیں اوس آیت اور اول سے قبلا میر سے ہر حکم قتل کو استرقاق اور کوئی چیز ثابت ہی نہیں البتہ آپ نے جو ترجمہ غلط باسے جاتہ کے معنی لی جارہ خلاف لغت کے کیا ہو اوسین کو قتل کا نہیں مگر چونکہ ترجمہ آپ کا صاف تحریف قرآن ہی اسلیے اوسکا کچھ اعتبار نہیں اور اوسکی بنا پر جو آپ نے یہاں لکھا ہو کہ قتل کا اوسین کوئی حکم نہیں یہ بے بنیاد فاسد علی الفاسد ہے اور آپ کی اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپ کو فن بنا طرے میں بھی اندر اور فتون کے کچھ دخل نہیں کیونکہ آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ آیت میں قتل و استرقاق کا حکم نہیں جب اوس دعویٰ کے رد کے واسطے آیت کا ایسا صحیح ترجمہ آپ نے دیکھا کہ جس سے یہ ظاہر ہو گیا ہے معانی میں سو قتل و استرقاق کے اور کچھ اجازت نہیں اور اوس صحیح ترجمے کی تائید کے واسطے ایک ایسا فعل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی پیش ہوا کہ جو فاسد اوس آیت کا ہو اور کوئی بجز قتل و استرقاق کے اور کچھ نہیں ہو کچھ آپ جو یہ فرماتے ہیں اوسین قتل کا کوئی حکم نہیں ہے یہ تو جیسے آپ کی مصلوۃ علی المطلوب ہی کہ اصل لائق توجہ کے نہیں پس باطل ہوئی تو جیسے سفید

آپ کی اور ثابت ہوا مدعا ہمارا جب مجتہد صاحب بدلائل تو یہ مغلوب ہو تو بطرف توہمات  
 اور غلطیات کے توجہ ہوئی چنانچہ فرماتے ہیں کہ معنہ لام کا زبر پڑھنا صرف شبہ تجنیس خطی  
 اور روایت بخاری کی آئین زیادہ اعتبار کے لائق ہو اقول اگر کوئی کہے کہ لام کا کسرہ  
 پڑھنا صرف شبہ تجنیس خطی ہی اور روایت بخاری آئین زیادہ اعتبار کے لائق ہو تو فرمایا  
 جناب اسکا کیا جواب ہو مخفی نہیں ہے کہ الملک جو بکسر لام و فتح لام پڑھا گیا ہی یہ فتح  
 صحیح بخاری کا اختلاف قرار ہے بخاری کی شیوخ میں کسی کو آئین شک نہیں ہوا بخاری تک  
 کلام الملک منقول ہوا ہی قلم سے بخاری کو یہ شبہ ہوا کہ بخاری الملک نقل کیا ہو یا بفتح لام اسی سبب  
 نسخات بخاری میں اس کلمہ پر دونوں حرکتیں لکھ کر لفظ معبار یک قلم سے لکھ دیا جاتا ہے  
 پس یہ دونوں احتمال برابر ہیں فی نفسہ ایک کو دوسرے پر ترجیح نہیں مگر چونکہ اس حالت  
 میں توافق دونوں کا اوپر ایک مراد کے ممکن ہی نہیں ہے کہ ایک ہی مراد پر دونوں کو  
 محمول کیا جاوے اور حمل اوپر مراد واحد کے صرف اسی صورت میں ممکن ہو کہ دونوں  
 مراد حکم اللہ لیا جائے علی الخصوص کہ اس ارادگی تائید پر اور روایات موجود ہیں اور یہ بات  
 بلا دلیل کہہ دینی کہ بکسر لام صحیح ہو اور بفتح لام شبہ ہی مخفی حکم ہی علی الخصوص اسی صورت  
 میں کہ اسکی تاکید میں صاف لفظ حکم اللہ موجود ہو قال اور جس روایت میں لفظ اللہ کا  
 ہی وہ صرف راوی کی سمجھ ہو کہ لفظ ملک بکسر لام سے وہ خدا کا تھا اور مطابق اپنی سمجھ کے بجا  
 لفظ ملک بکسر لام کے لفظ اللہ کہہ دیا اقول اگر کوئی یہ کہے کہ جس روایت میں لفظ الملک کا  
 وہ صرف راوی کی سمجھ ہو کہ لفظ اللہ یعنی اہم ذات کو اسنے باسم صفت تعبیر کیا تو فرمایا  
 کہ اسکا کیا جواب دیجیے گا مخفی نہیں ہے کہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ کلمہ حکم الملک اور  
 حکم اللہ عزوجل اور ہما حکم الملک سب فرماتے ہوئے جناب غیر خدا صلعم کے ہیں اور یہ  
 ایک ہی معنی ہیں چنانچہ خود اہل روایات میں تصریح اسکی ہو کہ ایک مرتبہ بغیر صلعم نے حکم الملک  
 کہا دوسرے مرتبہ حکم اللہ عزوجل کہ تیسری مرتبہ ہما حکم الملک فرمایا اور قول مجتہد صاحب بدلائل

کہ ہرگز قابل التفات نہیں اگر وہ مدعی اسکے ہیں کہ یہ راوی کی غلطی ہو تو ہرگز ثابت نہیں اور یہ  
 بھی بیان کریں کہ کس راوی کی غلطی ہو اور بغیر اس بیان اور اثبات کے تو ہم ونکے قول کو  
 محض لغو اور سرسراہیات سمجھتے ہیں علاوہ ان سب امور کی روایت الملک بکر لاجہ بھی  
 مجتہد کے قول کی کچھ تائید نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے بھی ہمارے ہی مدعا ثابت ہو چکا ہے  
 اسکا اور گزر گیا قال علاوہ اسکے سیرت ہشامی میں لکھا ہوا قول جناب ایک ذری  
 دولت دیجیہ کہ میں اپنی تحریر کا صفحہ ۴۱ و ۴۲ پر ملاحظہ کروں اور تو میں دیکھوں کہ سیرت  
 ہشامی جس کے آپ استدلال کرتے ہیں منجملہ معتبرت کے ہو گا کہ ایسی ہی کہ بسکی نسبت آپ نے  
 ہیں کہ دودھ کی کھی کی طرح نکال کر پھینکے یا جو سے اور پھر آپ کے اس قول کو بھی دیکھ لیں جو  
 آپ نے اوائل رسالہ ہذا میں لکھا ہے کہ ہم بحر خدا اور خدا کے رسول کے کسی سال مجتہد وغیرہ کے  
 اتبع سے گمراہی میں نہ پڑینگے جناب میں نے اون سب تحریرات کو دیکھ لیا اور آپ کی لاف و  
 گداز اوائل رسالہ کو بھی خوب ملاحظہ کر لیا بعد ملاحظہ ان سب امور کے جناب کو سلام  
 کرتا ہوں مصرعہ چل ہوا ہوا ایسا دیکھا تھے و شمع جامی چ لاف میں فی از پاک  
 دانی پو بر خرقہ تو اینہمہ داغ شراب سپیت ہر کچھ سیرت ہشامی سے مسلمانوں کے  
 مقابلے میں کچھ استدلال نہ فرمایا کیجیے اور آئندہ ایسی ہی ہونے لگے بات بھی زبان پر  
 نہ لایا کیجیے کہ جسکا نباہ آپ لوگوں کے مشکل ہے مصرعہ چرا کاری کنہ قافل کہ باز اینہما  
 قال بہر حال یہودی قرظیہ کسی طرح قتل ہو گے ہوں ہکو مرف یہ بحث ہے کہ اس آیت سے  
 من و خدا کا منوع ہونا لازم آتا ہے یا نہیں اقوال یہ تو مسلم ہو کہ یہ آیت واسطے تعدی  
 بنی قرظیہ اور امثال ونکی کے نازل ہوئی ہے اور طریقہ تعدی بنی قرظیہ کا ازرو سے  
 قول فعل جناب سالت ما صلعم کے قتل و استرقاق ثابت ہوا آپ اگر استفادائے  
 و خدا حسب زعم محمد و عمر و حوہ بن یا فلا کافر بن کیا جاوے اور کلمہ لٹا کو واسطے  
 افادہ جس کے سمجھا جاوے تو لزوم نسخ آیت میں بسبب قتل و استرقاق کے کیا کلام ہوا

پس یہ کہنا مجھے مدعا ہے کہ یہ بات علانیہ ہو گئی کہ کسی طرح اس کا منسوخ ہونا لازم نہیں آتا  
علانیہ باطل اور بالبدلتہ غلط ہے

الحمد للہ اللہ کہ پہلے اس بحث میں مجتہد عصر کو خوب ہی مغلوب کیا اور بہت ساری  
 کے ساتھ از رو قواعد عربیہ اول لغت عربیہ و ثانیہ عربیہ مجتہد عصر کی غلطیاں پکڑیں اور  
 ان کی تخریج کا اعلان کر دیا اور ان کے لاف و گدازات کی بھی خوب ہی علمی کھون سی کہ جب  
 مغلوب ہو تو باوجود سبب لغت تمام اور لاف و گداز مالا کلام کے سیرت بہت اچھی جو ایک تاریخ  
 کی کتاب غیر مستند ہی نہ پڑھنے لگے اب تو دوسری آیت میں بحث کرتے ہیں ہم کو  
 آیت اور اس سے قبل کے آیت جو ایک ساتھ نازل ہوئی ہیں اور باہم متناسق اور ایک دوسری  
 کی مفسر ہو لکھتے ہیں قال تعالیٰ بَرَاءۃٌ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ إِلَى الَّذِينَ عَاهَدُوا مَعَهُ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ  
 قَسِیۡمًا فِی الْأَرْضِ اَرْبَعۡہٗ اَشْهُرًا عَلٰمًا اَنَّکُمْ غٰیۡرُ مُجۡرِمِیۡنَ ۝ وَاَنَّ اللّٰہَ مُخۡبِی  
 الْکَافِرِیۡنَ ۝ وَاِذَا نَزَلَ مِنَ اللّٰہِ وَرَسُولُہٗ اِلَی النَّاسِ یُوحِیْ اَلَا کَلِمَۃٌ اِنَّ اللّٰہَ بِہِی  
 عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ وَرَسُولُہٗ کَوَافٍ ۝ ثُمَّ فَوۡضُوۡا عٰیۡدَہُمۡ لَکُمۡ ۝ وَاِنۡ تَوَلَّیۡتُمۡ فَاَعْلَمُوۡا اَنَّکُمْ غٰیۡرُ  
 مُجۡرِمِیۡنَ ۝ اللّٰہُ عَلٰمُ الْغُیۡوۡمِ ۝ اَلَا الَّذِیۡنَ عٰہَدُوۡا اِلَی الدِّیۡنِ عَاہِدًا مِّنۡ اَمۡنٍ لِّیۡ  
 کُمۡ لَیۡسَ بِیَقۡصُوۡمٍ شَیۡءًا ۝ وَاَعْلَمُوۡا اَنَّکُمۡ اِلَیۡہِمْ عٰہِدٌ مَّۤا لَیۡسَ بِیَقۡصُوۡمٍ اَللّٰہُ  
 یُحِبُّ الْمُتَّقِیۡنَ ۝ وَاِذَا اَلَسۡلَمُ اَلَسۡلَمُ اَلَسۡلَمُ اَلَسۡلَمُ ۝ اَمۡنًا لِّلۡمُشۡرِکِیۡنَ حِیۡثُ وَجَدُوۡہُمۡ وَحَدَّ حَدَّہُمۡ  
 یَحۡصِیۡہُمۡ وَاعۡدُوۡہُمۡ کُلَّ مَہۡدٍ ۝ فَکَانَ تَابُوۡا وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَآتَوُا الذَّلٰوۃَ فَخَلَقَ سَبِیۡلَہُمۡ  
 اِنَّ اللّٰہَ خَفِیۡقُ الْحِیۡوٰۃِ ۝ اب ہم مجتہد عصر کے اقوال کی طرف متوجہ ہو ہیں اور ان کے  
 لاف و گدازات کو بھی دیکھتے ہیں کہ آیا وہ جو دعویٰ کرتے تھے کہ ہم مجتہد اور خدا کے جلال کا  
 اوکسی کی تقلید سے گرا ہی میں نہ پڑینگے اس بات کا انھوں نے نباہ کیا یا یہ کہ تقلید میں  
 پڑ کر خدا اور خدا کے رسول کی بھی نہ سنی اور گمراہی میں پڑ گئے قال آیت سورہ توبہ  
 قبل نسخ مکہ نازل ہوئی تھی اقوال ایسی جھوٹے بات مجتہد نے فرمائی کہ جس کا جھوٹہ خود

انھیں آیات عیمانیہ اور بیان اوسکایہ ہو کہ ایہ تفریق علیہم کہ فتح مکہ رمضان سنہ ہجری  
 میں ہوئی اور حج اکبر جسکا ذکر آیت میں ہے وہ سنہ ہجری میں ہوا اور حجۃ الوداع سنہ ہجری  
 میں ہوا یعنی الاول سنہ ہجری میں پیغمبر صلعم نے وفات پائی سنہ ہجری میں پیغمبر صلعم  
 بعد فتح مکہ کے چند روز کے میں قیام فرما کر مدینہ کو واپس گئے تھے سنہ ہجری میں حج  
 حج کو تشریف نہ لے گئے تھے ابو بکر صدیق کو یہ حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور بعد روانگی ابو بکر  
 کے غلے بن ابی طالب کو آیات سورہ براءۃ دیکر اعلان و ایذان کے واسطے روانہ فرمایا  
 بخاری میں روایت ہے ان اباہریرہ قال بعثنی ابو بکر فی ثلاث الحجۃ فی مؤذنین بعثہ  
 یوم النحر یؤذنون یعنی ان کا بیچ بعد اعام مشرکوں کو لا یطوف بالبيت عربان  
 قال حمید بن عبد الرحمن شہد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن ابی طالب فامر ابی بکر  
 بیداعۃ اور یہ ایذان نوین ذی الحجہ سنہ ہجری میں ہوا بنی ظاہر ہوا کہ نزول آیات کا کچھ پیشہ  
 ذی الحجہ سنہ ہجری سے ہوا فتح مکہ تک یہ آیات نازل ہی نہیں ہوئی تھیں علاوہ بران ان  
 آیات میں یہ حکم تھا اذ انکم لکنتم احراراً قتلتمکم لکن انکم لکنتم احراراً حال آنکہ بعد فتح مکہ  
 کے جو شہر حرم تھے انکے گزر جانے پر یہ حکم تھا اور نہ فتح مکہ سے پیشہ مہلت چارہا کی دی  
 گئی تھی جسکا ذکر آیت قیسٹھ فی الارض انکے آتھم مین ہوا و ربی دلیل صریح  
 یہ آیت ہے اذ انکم لکنتم احراراً قتلتمکم لکن انکم لکنتم احراراً قتلتمکم لکن انکم لکنتم احراراً  
 جزیں نیست کہ مشرکین میں بنی بنی نزدیکات وین سجد حرام کے اس برس کے بعد اس صاف ظاہر  
 ہوا کہ جس برس کے بعد آئندہ کو مشرکین کے واسطے ممانعت و دخول مسجد حرام کی ہوئی وہی  
 سال ہے جس میں یہ آیات نازل ہوئی ہیں اور باتفاق ارباب سید و مفسرین اور محدثین اور  
 فقہاء وہ سال نوان ہجری تھا کہ سیدنا خلیفۃ الرسول اللہ ابو بکر صدیق و امیر المؤمنین جناب  
 علی رضی اللہ عنہما نے اعلان و مناوی کر دی کہ لا اکلیکم بعد اعام مشرک  
 لکما رواہ البخاری و صحیحہ جب خود آیات بینات کتابت ہوا کہ یہ آیات بعد فتح مکہ کے سنہ ہجری

میں قریہ یا م حج کے نازل ہوئی ہیں تو قول مجتہد کا کہ یہ آیات قبل از فتح مکہ نازل ہوئی  
 ہیں صریح مجھوتھ اور محض نظر دھوکا دینے اور پاس سخن باطل کے بھولایا ذیباتہ تعالیٰ  
 تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہوا کہ اقول جہل سے حضرت مجتہد صاحب ہی موندہ سے  
 لاف و گداز کے کلمات فرمائے تھے ہمارا سلام لیجیے کیا صاحب علم عین خدا اور رسول  
 خدا ہیں کیا یہ محمد بن اسحق و مجاہد بن ابی اسحاق و ابن ابی عمیر و ابن ابی عمیر نے لکھا ہوا کہ اسناد  
 قوی سے متبرک و حدیث میں جنکی تعلیم آپ نے خاتمہ رسالہ میں فرمائی کہ ہر قوم پر فرض کیا جائے  
 کہ اگر معالم التنزیل سے دعا آج کل ثابت ہو تو آیات تنزیل پر آپ اور سکوا اس بات میں  
 کہ بنابر ترجیح دیتے ہیں مصرعہ بر خرقہ تو انہمہ داغ شراب صلیبت پخت علاوہ بران  
 معالم التنزیل میں آیات گمان ہو کہ یہ آیت قبل فتح مکہ کے نازل ہوئی ہو تو عین تویذ الفاظ تین  
 نزلات فی اہل مکہ یعنی نازل ہوئی ہو یہ سوتہ حق اہل مکہ میں اور بعد ان کے تمام قصہ روز  
 حج اکبر نقل کیا ہو کہ جسکو آپ نے فتح مکہ تک نقل کر کے چھوڑ دیا ہم و سکوت تمام و کمال معالم  
 نقل کرتے ہیں اول تو معالم میں یہ عبارت ہو و ابتداء هذا الاجل یو حوالہ الحج الاکبر و  
 انقضاء الی عشر من شہر ربیع الاخر فاما من لو لیکن لا عہد فانما اجلہ انسا لاخر  
 الا شہر الحرم و ذلک حسن و یوماً و قال ابوہریرۃ الا شہر الا ربعة شوال و ذلک  
 و ذلک الحجة و الحرم لان هذه الایۃ نزلت فی شوال و الاول هو الا لصوب علیہ الا کثرت  
 بہ تخریجہ سطر بعد لکھا ہو و قیل نزلت هذه الایۃ قبل تبوک و قال محمد بن اسحق و محمد  
 نزلت فی اہل مکة و ذلک ان رسول اللہ صلی علیہ و آلہ و سلم قد قرأ بشاء یوم اکمل بیبۃ علی  
 ان یصلوا الحجاب عشر سنین یا من فیہا الناس و دخلت خزاعۃ فی عہد النبی صلی  
 و دخلت بنو بکر فی عہد قریش بنو عدات بنو بکر علی خزاعۃ فقاتل منهم و اعانہم  
 قریش بالاسلحہ فلما تظاہر بنو بکر و قریش علی خزاعۃ و نقصوا عہدہم و خرج  
 عمر بن سالم بن النخعی حقی و قیل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم فقالت

**اشعار** مؤاني ناشد محمدًا : حلفت ابينا وابيئنا لا نلدا : كذبت لنا ابا وكنا ولدا  
 ثمت اسلمنا ولونزع يد : فانصر هذا الله نصر الله : وادعوا عباد الله يا  
 ملادًا : فيهم رسول الله قد تجردا : في فيلق كالبحر يجري صرنا : ابيض مثل  
 الشمس يموعدا : ان سيم خفا وجهه تويدا : ان قبر اشأ اخلفوا الموعدا  
 ونقضوا ميثاقك المؤكدا : هو يبتونا بالهجير مهجلا : وقتلونا ركعا وسجدا :  
 فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نصرا ان لو انصر كوفجنا الى مكة ففتح مكة  
 سنة ثمان من الهجرة فلما كان سنة تسع اراد رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يخرج شوقا  
 انه يحضر المشركون فيطوفون على مكة فبعث ابا بكر رضي الله عنه تلك السنة  
 اميرا على المؤمنين ليقوم للناس الحج ويعت مع باربعين اية من صدر البراءة  
 ليقراها على اهل الموسو ثم بعث بعده عليا رضي الله عنه على ناقته الخضراء ليقرا  
 على الناس صدر البراءة وامره ان يؤذن بكرة ومنى وعرفة ان قد ربيت ذمة الله و  
 ذمة رسول الله صلى الله عليه وسلم من كل مشرك ولا يطوف بالبيت عريان فوجع  
 ابوبكر فقال يا رسول الله يا ابي انت وامى انزل في شاني شيء قال لا ولكن لا ينبغي ان يبلغ  
 هذا الرجل من اهل امارتضى يا ابا بكر انك كنت معي في الغار وانك صا جبي  
 على الحوض قال بلى يا رسول الله فصار ابوبكر رضي الله عنه اميرا على الحج وعيلا يؤذ  
 ببراءة فلما كان قبل الترميد يوم خطب ابوبكر للناس وحدهم عن مناسكهم  
 واقام للناس الحج والعرف في تلك السنة على مناسكهم التي كانوا عليها في الجاهلية  
 من الحج حتى اذا كان يوم النحر قام علي بن ابي طالب رضي الله عنه فاذن في الناس  
 بالذي امر به وقرا عليهم سورة براءة وقال زيد بن منيع سألنا عليا باي شيء بعثت  
 في الحج فقال بعثت باربع لا يطوف بالبيت عريان ومن كان بيته وبين رسول  
 الله صلى الله عليه وسلم الى ملاته ومن لم يكن له ملادة فاجله اربعة اشهر ولا يدخل الجنة



الا نفس مؤمنة ولا یجتمع المسلمون والمشرکون بعد ما هم هذا شوخ النبی صلعم  
 سنة عشر هجرة الواع انتھو دیکھو اس عبارت معاملت سے صاف ظاہر ہے کہ آیات سورہ  
 برائہ ششہ ہجری میں نازل ہوئی ہیں کیونکہ ان آیات میں جو یہ حکم ہے کہ اس سال کے بعد کوئی  
 مشرک کسی حرام میں نہ جاوے حج اکبر میں وسکا اعلان کر لیا گیا اور حج اکبر ششہ ہجری میں ہوا  
 یہ ظاہر ہوا کہ آیات سورہ برائہ ششہ ہجری میں ایک برس بعد فتح مکہ کے نازل ہوئیں  
 قال اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی اور منجسہ اوپر  
 ثابت کیا ہے کہ آیت من وفدا بعد فتح مکہ نازل ہوئی تھی پس یہ آیت اس کی ناسخ نہیں کر سکتی  
 اقول یہ جو مجتہد صاحب نے فرمایا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا سو یہ روایت مستند ہے  
 یہ نیز صلعم سے نہیں صرف مجاہد اور محمد بن اسحق کا قول ہی بخیر مجاہد کے بھی تھے غرض کہ  
 ان کے قول سے نبوت زمانہ نزول آیت کا ہوا نہ وہ قدرت و ثبات ہو گیا کہ وہ دعویٰ  
 کہ شروع رسالہ میں مجتہد صاحب نے کیا تھا کہ ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت  
 کریں گے اور کسی مولوی ملاختیہ مجتہد کی تقلید سے غلطی میں نہ پڑیں گے محض لاف و گداز  
 تھا کہ کچھ بھی عمل و سپہ ہوا اور آخر کار یہی ہوا کہ تقلید ہی کرنی پڑی ہے انجہ دانانہ کند  
 نادان کو ایک بعد از قبول رسوائی کو اب ہم کہتے ہیں کہ نہ اس عبارت معاملت سے  
 یہ بات ثابت ہو کہ آیات سورہ برائت قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہیں بلکہ یہ بات ثابت ہو  
 کہ ایک برس بعد فتح مکہ کے یعنی ششہ ہجری میں نازل ہوئی ہیں اور نہ مجتہد سے پیشتر  
 یہ بات ثابت ہو سکی کہ آیت من وفدا بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی ہے وہاں تک اوپر  
 یہ دعویٰ بھی مجتہد کا نہ تھا کہ آیت مذکور بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی بلکہ اوپر تو یہ دعویٰ تھا  
 کہ یہ زمانہ فتح مکہ میں نازل ہوئی ہے بعد از زمانہ فتح مکہ کا تو نام ہی وقت زبان پر مجتہد صاحب  
 کے آیا ہو دیکھیں اس بعدیت کو روز وفات جناب سالت مآب پر نہ معمول فرما دیں تاکہ  
 احتمال نسخ ہی باقی نہ رہے کیونکہ جب مدار صرف مجرد قول مجتہد ہی پر ہے اور دلیل کچھ نہ ہو

تو برو فتح ملکہ اور بروز وفات پیغمبر صلعم کہ دنیا دونوں یکساں ہیں نہ ثبوت اسکا ہونہ اسکا ہونا  
 دیکھو فائدہ جلیلہ بحث اول کا اور ہم پیشہ دلائل علیٰ حنفیہ کے اس امر کا اثبات پر قائم رکھیں  
 ہیں کہ آیہ من وفرا قبلہ واقعہ بدر کے نازل ہوئی تھی محمد صاحب اپنے دلائل و در علمائے  
 حنفیہ کے دلائل کو مقابلہ کر کے دکھیں اور آپ ہی خدا کو حاضر ناظر جان کر فرماویں کہ علمائے  
 حنفیہ کے دلائل قوی ہیں یا توہمات مجتہد عصر کے قال بعض مکابر یہ بات کہیں گے کہ سورۃ  
 براۃ کے بعد کوئی سورۃ نازل نہیں ہوئی اور اسلیئے سورۃ محمد صلعم کا جہیں بیت من فرا  
 ہو سورۃ براۃ کے بعد نازل ہونا صحیح نہیں ہو گا کہنا بالکل غلط ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ  
 سورۃ براۃ اول سورۃ کی اخیر سورۃ ہو جو پوری ایک نفل و تری ہیں مگر اسکو بھی علمائے  
 تسلیم نہیں کیا اور اس حدیث میں شبہ کیا ہوتا ہے ہم اپنے اس قول کی تصدیق کے لیے اس  
 حدیث کو مع عاملون کی تشکیک کے اس مقام پر نقل کرتے ہیں بخاری میں لکھا ہے کہ عن البلاء  
 قال اخر سورة نزلت كاملة سورة براۃ و اخر سورة نزلت خاتمة سورة النساء يستفتونك  
 قال الله يفتيكم في الكلاۃ في القسط لاني استشكل هذا حين انزلت  
 شيئاً فاشيئاً فالله بعضهما او معظمها والا فقيها آيات كثيرة نزلت قبل  
 سنة وفاة النبوة اقول بخاری میں یہ حدیث دو جگہ کتاب التفسیر میں نقل کی  
 ہو ایک آخر سورۃ النساء میں بروایت سلیمان بن حرب ہاں یہ الفاظ ہیں حدثنا سليمان  
 بن حرب قال حدثنا شعبه عن ابي سفيان سمعت البلاء اخر سورة نزلت قبل سنة  
 الله و اخر آية نزلت يستفتونك قال الله يفتيكم في الكلاۃ و دوسری جگہ سورۃ  
 براۃ میں وہاں یہ الفاظ ہیں حدثنا البلاء لوليد قال حدثنا شعبه عن ابي سفيان  
 سمعت البلاء يقول اخر آية نزلت يستفتونك قال الله يفتيكم في الكلاۃ و اخر سورة  
 نزلت براۃ اقول ان دونون جگہ کاملہ کا لفظ نہیں ہے اور اس روایت میں کچھ کمال  
 نہیں ہے یا نہ دوسری جگہ جو روایت کی ہے اور میں لفظ کاملہ کا واقع ہوا ہو سکے معنی نہیں

تمام سورۃ بلکہ مراد یہ ہے کہ کاملہ سورۃ یعنی معظم اور مجزی بڑی باتیں شروع کی چنانچہ راوی نے  
 بمقابلہ کاملہ کے خاتمہ سورۃ النساء کا بیان کیا ہے بلکہ ظاہر ہے کہ مراد اسکی فواتح سورۃ برآۃ ہے  
 پیغمبر خدا صلی علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کوئی آیت متفرق نازل ہوتی تو فرمادیتے تھے اھل بیت  
 سورۃ کذا چنانچہ یہ روایت ترمذی و دیگر صحاح میں موجود ہے یعنی اسکو خالانی سورۃ میں  
 شامل کر دے و سوجہی سورتین نازل ہوئی ہیں وہ سورۃ برآۃ پہلے نازل ہوئی ہیں یعنی فواتح  
 سب سے پہلے کی سورۃ برآۃ کی فواتح سے پہلے اور چکی ہیں گو کہ کسی سورۃ میں کوئی آیت  
 نیچے سے ایسی شامل ہوئی ہو کہ بعد نزول فواتح سورۃ برآۃ سے نازل ہوئی ہو اور معتبر  
 صاحب فرماتے ہیں کہ علمائے اص حدیث پر شبہ کیا ہی اگر کسی عالم نے حدیث میں شبہ نہیں کیا  
 یہ کس نے نہیں کہا کہ یہ حدیث مستحبہ یا دراصل براہین عازب رحمہ منقول نہیں ہے یا موضوع  
 یا ضعیف ہے چنانچہ مجتہد صاحب جو اپنے دعوے شک شبہ پر قول قسطلانی کا دلیل ٹھہرایا ہے  
 اوسکی کوئی تکذیب عیان ہے قسطلانی نے لفظ استشکال کو بلا لای لفظ شک شبہ کا نہیں کہا  
 اور استشکال معنوی حدیث میں شک شبہ نہیں ہے پس کتا ایک شخص کے ذہن میں ایک بات شکل  
 ٹھہری تو ضرور نہیں کہ وہ بات شکل ہو و اور اسے مفہوم حدیث میں شک شبہ پڑے اور  
 دیکھو جو بات قسطلانی کو بادی النظر میں شکل نظر آئی تھی خود اسنے اس شکل کو رفع کر دیا مگر  
 چونکہ آپ نے خود بحث اول زمانہ نزول آیت میں فرمایا ہے کہ ہم دعوی کرتے ہیں کہ سورۃ محمد صلی  
 علیہ وسلم میں زمانہ دفعہ مکہ نازل ہوئی پس حدیث براہین عازب کے بخوبی یہ بات ثابت ہو گئی کہ سورۃ  
 محمد صلی علیہ وسلم فواتح سورۃ برآۃ سے پہلے اور تری ہے کیونکہ جب اس حدیث سے یہ قرابت ہوا کہ فواتح  
 سب سے پہلے کی سورۃ برآۃ سے پہلے اور چکی ہیں تو جو سورۃ کہ پوری دفعہ واحد نازل ہوئی  
 اور نہ نماز گھبراہٹ میں تری تو بالبداہتہ وہ سورۃ کچھ نہیں آتا تھا سورۃ برآۃ سے پہلے اور چکی ہے  
 اور چونکہ سورۃ محمد دفعہ واحد نازل ہوئی ہے تو وہ بھی ہرگز نہ سورۃ برآۃ سے پہلے اور چکی  
 ہے اور سورۃ برآۃ خصوصاً فواتح اوسکے ضمن میں یہ آیت قتل واقع ہوئی لہذا شک شبہ متاخر سورۃ

محمد سے ہوا اور یہی اتحاد عاہدہ رکھ جونی ثابت ہو گیا قال بہم اسبت سے بھی قطع نظر کرتے  
ہیں اور اس بات پر غور کرتے ہیں کہ آیت سورہ برادۃ سے آیت من وقد اٰمنسوخ بھی ہو سکتی ہو  
یا نہیں اور کہتے ہیں کہ منسوخ نہیں ہو سکتی آیت سورہ برادۃ میں دو جملہ ہیں جیسے آیت  
من وقد اٰمنسوخ ہونے پر استدلال ہو سکتا ہو اول قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ اور دوسرے حَتَّى  
وَجِدَ لَكُمْ مَلِكًا اسے استدلال محض غلط ہو اول جملہ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ میں جو مشرکین  
کا لفظ ہی اسکا الف لام متفرق کا تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اگر استغراق کا ہو تو معنی یہ ہو گئے  
کہ تمام مشرکین کو مار ڈالو اول تو یہ ایسا حکم ہو گا جو طاعت انسان کی بلکہ عادت الہی سے بھی  
خارج ہو دوسرے تمام احکام مزید لینے کے اور اصلاح کرنے کے بالکل باطل ہو جاوے گئے اول  
ہم شرح اس لام کی کہ یا عہد کا ہو یا استغراق کا ہو بعد کو کرینگے اب تو ہم مجتہد عصر کے  
دلائل پر جاوے ہوں اور پائتضاع ارادہ استغراق لام کے قائم کیے ہیں تو مجہد کرتے ہیں  
دلیل دینی صرف وہی ہو کچھ بی ضرورت نہیں ہو کہ امثال اسکا ایک ہی زمانہ میں یا کسی قدر زمانہ  
ممتد محدود میں ہو بلکہ حکم الجہاد ماضی الی یوم القیامہ کے اس حکم کی تعمیل ہوتی رہنے چاہیے  
اور جہان اونپر قابو چلے وہاں مارنا چاہیے مامورین کو اپنی طرف سے کوشش ملین  
آجین کرنی چاہیے اگر اونکے جدا اختیار سے کسی کا قتل خارج ہووے تو امر کی امثال  
میں کچھ قصور نہیں آپ غور فرمائیے کہ اوں کو تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو مشرکین مقابلہ  
پر آوین تو اونکے حق میں حکم قَاتِلُوا الْمُشْرِكِينَ کا نافذ ہو اور اہل اسلام مامور ہیں کہ اون کو قتل  
کریں لیکن اگر کوئی اون میں سے بھاگ جاوے اور یا تھکے اوے یا لڑائی بگڑ جاوے  
تو امر کی محنت میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ امر تو اون کے قتل کا تھا مگر چونکہ جدا اختیار  
بسبب بعض موانع کے امثال اسکا خارج رہا تو اس امر میں کچھ نقصان نہیں آتا نظیر  
اسی سورہ میں وَجِدَ لَكُمْ مَلِكًا قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ  
کے ایسی موانع ماضی الی یوم القیامہ کے وکالہ میں دین اس میں دین اور

حَتَّى يُعْطُوا بَعْضُكَ عَنْ بَعْضٍ وَهُمْ صَافِرُونَ ○ ایک ہی دلیل سے لازم آیا کہ تیسری بھی صحیح نہ ہو  
 بلکہ اس بھی کوئی خاص لوگ مراد ہوں کہ جب تک اس تک سیکو علم حاصل نہ ہو کیونکہ وہ دلیل تو  
 اس میں بھی جاری ہو سکتی ہو اگر بیان تو لام بھی نہیں کہ جسکو عہدہ پر مقرر کیا جاوے گا  
 معزز ایک قیدِ حریت و جبروت و عہدہ پر آیت میں موجود ہو اور اس کے سب سے پہلے ہات کا جواب  
 ہو اور سبھی پر لحاظ کیجیے دلیل دوم کا صاف جواب ہو کہ معاہدین ہر ایک قسم کے بموجب حکم  
 اَلَّذِينَ عَاهَدُوا لَكَ فِي الْقَوْمِ کَثِيرًا مِّنْهُمْ لَا يَذْكُرُونَ اَلَّذِينَ عَاهَدُوا لَكَ فِي الْقَوْمِ کَثِيرًا مِّنْهُمْ لَا يَذْكُرُونَ  
 کثرتِ معاہدین الا نہ یاد رکھیں اسکو کوئی زبان کا جاننے والا یہ نہیں کہہ سکتا کہ لام  
 جو داخل ہو تو قوم پر لام استغراق نہیں و ما مثله فی الناس الا صدکا و کھولا لام ہوا جس  
 داخل ہو غیر ان استغراق اور کسی معنی پر محمول نہیں ہو سکتا قال یہ ضرور ہو کہ الف لام  
 عہدی ہو قول و معبود کو معین فرمائیے اور دلیل اول سے معبود ہونے کی لائق ہے  
 جو عبارات تفاسیر بیضاوی و مدرک اور احمدی اور کشاف اور معالم کو مستدل لائے ہیں  
 اور ان ظاہر ہو کہ معبود وہ مشرکین ہیں جو عہد توڑیں اور مقابلہ کریں ہننے مانا کہ وہ ہی مشرکین  
 معبود ہیں اسی بات پر قائم ہو اس عہد کو توڑ لو اسی عہد کو آپ کے ہر منظر و کردار کے آپ کے قول  
 آئندہ میں بحث کریں گے قال یہاں اس آیت نص صریح آیت میں وفاداری منوع قرار دینے کو  
 ضرور ہو کہ کسی نص صریح قرآنی سے یہ بات ثابت کی جاوے کہ مشرکین میں سارے مشرکین  
 ہی داخل ہیں اور یہ بات ثابت نہیں تو دعویٰ نسخ باطل ہو قول یہ کہ اس تقریر پر مجتہد  
 عصر کے نہایت تعجب ہوا ہو تم سمجھتے ہیں کہ دیدہ و نہشتہ اوغلوں پر یہ مشاغب کیا ہی محض  
 قول مجتہد عصر کا یہ کہ لام مشرکین میں عہدی کا سہی لیکن اگر معبودین میں ہی کے  
 اس لئے ہو تو وہ حکم کو نسبت معبودین کے ہی نسبت اور ان کے اس لئے کے کس طرح  
 نص نہ ہوگا اور وہ اسرار کو حکم سے کیونکر خارج ہو جائیگا یا کوئی اور قاعدہ مجتہد صاحب  
 نے گھڑا یا اور قسم لام کی بنیالی کہ جسکی بنا پر وہ عہد و عہد کا فائدہ دے رہے ہیں نص کیا

کہ مطابق تفاسیر متعدد مجتہد عہد کے لام عہد کا ہوا اور اس کے منجملہ مشرکین کے صرف ناقضین  
 عہد مراد نہیں ہیں ہم کہتے ہیں کہ حکم اقسام کے نسبت کل ناقضین عہد کے ہوا اور چونکہ ناقضین عہد  
 میں لوگ بھی تھے جواب یہ ہوا ہے کہ اس میں ہرگز نہیں ہے کبھی تحت حکم اقسام کو داخل ہو گئے  
 پس وہ حکم حیا اور ان کی نسبت منصوص ہو ویسا ہی اساری کی نسبت بھی منصوص ہے  
 اور یہ نہیں ہو سکتا کہ دونوں حکم یعنی حکم فعلیت اسباب کل ناقضین اور دو اہم سلب  
 قتل اساری کے بعض ناقضین میں ہیں جمع ہو سکے کیونکہ جائز رکھنا اسکا التزام جماع نہیں  
 کا ہو غور فرمائیے کہ جب یہ حکم دیا گیا کہ کل ناقضین عہد بالفعل قتل کیے جاویں تو بموجب اعد  
 قتل میں ان کے یہ قضیہ کہ بعض ناقضین عہد کی قتل شک کیے جاویں صاف نفی حاصل ہو سکی  
 ہو اور جب باہم دونوں کے تناقض کہ جسکو اصطلاح فقہاء میں تعارض اولہ کہتے ہیں متحقق  
 ہوا تو لازم آیا کہ واسطے رفع تعارض کے ایک کو منسوخ دوسری کو نسخ ٹھہرایا جاوے  
 اور چونکہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ آیت من وفد اسلایت سے پہلے نازل ہوئی ہو تلافی بران  
 نحو مجتہد بھی اس آیت کے منسوخ ہونیکے قابل نہیں ہیں لازم آیا کہ آیت من وفد اہم نسخ  
 ٹھہری اور یہ نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ میں جو لام ہو اول تو اسکو عہد کا ٹھہرا کر منجملہ مشرکین کے  
 صرف ناقضین عہد اس مراد لین اور پھر عہد در عہد جو ذکر کے اہلین سے خاصہ غیر اسار کے  
 مراد لین کیونکہ اس صورت میں ایک قسم لام کی لام عہد در عہد پیدا ہوتی ہو اور یہ برخلاف  
 لغت کے ہو پس باطل ہوئی نسبت یہ مجتہد عصر کی اور ثابت ہوا دعاہما والحمد للہ رب العالمین  
 قال دو ستر جملہ حدیث و بعد ثم ہو ہم کو اساری سے کچھ تعلق نہیں ہو اقول میں نہیں سمجھتا  
 کہ مجتہد صاحب کیا سمجھ رہے ہیں اور کیا فرما رہے ہیں حدیث و بعد ثم ہو ہم جملہ ظریف ہو اور  
 اہلکو ہو ہم سے تعلق ہو اور اس سے جواب آپ کے تو ہم محال عادی کا حاصل ہوتا ہو جو کچھ متعلق  
 نہیں بلکہ قید جملہ سابقہ کی ہو معلوم نہیں ہوتا کہ اسکی نسبت آپ کیا فضول باتیں تحریر فرما رہے  
 ہیں اور ہکو اور نے تعرض ضرور نہیں معنی آیت کے صاف یہ ہیں کہ لایہ مشرکین جہاں لو



وال ہو کہ قید عین معرکہ کا زرار کی نہیں ہے جہاں پاؤ وہاں مار ڈالو آپس اونکو خاص معرکہ کا زرار  
 میں قرار دینا غلام ظاہر آیت کے عمل کرنا ہو اور عبارات تفاسیر جو مجتہد صاحب نے بطور سند  
 پیش کی ہیں ان میں سے کہیں مختصر میدان کا زرار کی نہیں بلکہ اون سے بھی ہمارے یہی قول کی تائید  
 حاصل ہو کہ حیث جو طرف ہوا وہی تفسیر کرتے ہیں من جمل و حرم یعنی حرم یا باہر حرم سے جہاں  
 کہیں پاؤ قتل کروادھو کہ کہیں نہیں لکھا کہ باہر میدان کا زرار قتل کر و قال آیت سورۃ  
 بقرہ آخ قول ہم اس آیت کی تفسیر روپوش شمار آیات ناسخہ میں کر چکے ہیں اور وجہ استدلال  
 کی بھی اس جگہ لکھی ہو قال آیت سورۃ بقرہ صلیح حدیب میں جو سنہ ہجری میں ہوئی تھی ناظر  
 ہوئی اور اس لیے اس کی ناسخ نہیں ہو سکتی اقول یہ تو جناب مجتہد صاحب کا معمولی عذر ہو کہ  
 ہر جگہ اس کو پیش کرتے ہیں بعض جگہ سبب مشہور اور بعض جگہ نہ سبب ت عدم کے منظور  
 کیا جاتا ہو پانچ بیان بھی ایسا ہی حال ہو قال تفسیر معالم التنزیل میں ہے عن ابن عباس نقلت  
 هذه الآية في صلح الحديبية الخ اقول معالم التنزيل میں یہ الفاظ ہیں وقال الکلبی  
 عن ابی صالح عن ابی عباس الخ خود مجتہد صاحب نے خاتمہ رسالے میں کتاب کلبی کو داخل مغتبر  
 نہیں کیا پس اس سے استدلال و حکایا بجا ہو علاوہ ہر ان فرض کیا کہ یہ آیت سنہ یا سنہ ہجری میں  
 او تری ہو مگر ثبوت نزول آیت من وفدا کا سنہ ہجری میں کیا ہو ہم و پر ثابت کر چکے ہیں کہ  
 آیت من وفدا غزوہ بدر سے پیشتر نازل ہو چکی ہو اس قول مجتہد کا کہ اس کی ناسخ نہیں ہو سکتی  
 سرسر غلط ہی قال قطع نظر اس بات سے کہ یہ آیت قبل امت من وفدا کے نازل ہوئی تھی  
 اس بات سے بھی غور کرنا چاہیے کہ اس آیت سے آیت من وفدا نسخ بھی ہو سکتی ہو یا نہیں ہوا ظاہر  
 ہو کہ کسی طرح نسخ نہیں ہو سکتی اس لیے کہ اس آیت میں جو حکم ہو وہ خاص اون اہل مکہ کے لیے  
 ہو جو بر خلاف عہد کے لڑنے پر تیار ہوں تمام مشرکین کے متعلق نہیں ہو پس قیدی جو  
 بعد قید کے لڑنے پر تیار نہیں رہتے اس حکم میں داخل نہیں ہو سکتی اقول اس میں یہ کہ  
 بمقدور لاف و گداز شروع رسالے میں مجتہد عصر نے کیا تھا او سکے پاس کبھی سنا نہ کیا



اور بر خلاف اوس لاف و گداز کے ہر مقام پر وہ بندہ تقلید ہو گئے اب اگر وہ تقلید سے  
 دست بردار ہو کر ہماری بات سنیں تو ہم اونکے سامنے تفسیر سیرت کی کرین مخفی نہ رہے کہ  
 پوری آیت یہ ہوتی ہے قَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُوكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ  
 الْعَظِيمُ ۝ وَقَاتِلُوا حَتَّى تَقُتْلُوهُمْ وَكُفِّرُوا عَنْهُمْ حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ وَالْغَنَّةُ أَكْثَرُ  
 مِنَ الْقَتْلِ وَلَا تَقَاتِلُوا حَتَّى يَخْرُجَ إِلَيْكُمْ السَّيْرَةُ الْحَرَامُ حَتَّى يُقَاتِلُوكُمْ فِيهِ فَإِنْ قَاتَلُوكُمْ فَاقْتُلُوا  
 كَذَلِكَ يَجْزَاءُ الْكَافِرِينَ ۝ فَإِنْ أَسْتَوْفُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ وَقَاتِلُوا حَتَّى  
 لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ لِلدِّينِ بَلَدٌ فَإِنْ أَسْتَوْفُوا فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَالْعَظِيمُ ۝ لَوْ  
 خدا کی راہ میں اون لوگوں کو جو تم سے ٹہیں اور زیادتی نہ کرو تحقیق خدا دوست نہیں رکھتا ارباب  
 کینے والوں کو اور مار ڈالو انکو جہان کبیر پکڑ لو اور نکال دو انکو جہان اونھوں نے  
 نکال دیا تو ہکو اور فتنہ سخت تر ہو مار ڈالنے سے اور نہ لڑو ان سے پانسے بعد ہر حکم تا وقتیکہ وہ  
 شمشے ٹہیں پس اگر ٹہیں وہ شمشے تو قتل کرو انکو ایسی ہی ہر کافر و کفر کی پس اگر وہ  
 باز رہیں تو خدا بخشنے والا ہو مہربان اور لڑو ان تکا کہ نہ ہو وہ فتنہ اور نہ ہو وہ دین خدا  
 ہنگام پس اگر وہ باز رہیں تو نہیں ہر زیادتی مگر اوپر ظالموں کے جانتا چاہیے کہ ہمارے  
 دین میں ایسا جنگ قتال جائز نہیں بلکہ لازم ہے کہ اول کفار کو دین خدا کی طرف بلاؤں اور  
 انکو سمجھاؤں اگر باوجود اتمام حجت کو سے باز نہ آویں اور اطاعت حکم نہ کریں اور لڑنے پر  
 آمادہ ہووین تو اوس وقت خدا سے مدد مانگیں اور مقابلہ شروع کریں چنانچہ یہی ہر ملاوہیت کی  
 اور جسے یہ سمجھا ہی کہ جب کفار لڑنے کو مجبور ہیں تب ہکو ان سے لڑنا روا ہے ورنہ نہیں ظاہر  
 غلط سمجھاؤ چھوٹے بڑے و غیرہ پر حضرت نے فوج کشی فرمائی اون لوگوں میں کون لڑتے  
 آیا تھا اور کس سے عہد ہوا تھا کہ اسے عہد شکنی کی مقررہ و مقررہ و شام و آئندہ فارس  
 و دیگر بلاد پر جہاد ہوا اون میں کون کس عہد لڑنے آیا تھا اور کس نے عہد کر کے عہد توڑ دیا تھا  
 مگر ان میں بات بھی کہ اطاعت اسلام کو راد کر کے آلودہ جنگ ہو گئے اور جب کو ان کا

تو کہو یہ مصداق الذین یقاتلونکم کی جو آیت منسلوہ میں ہو گئی پس اس کا نسخہ اس ایک صریح غلطی  
 ہو پھر خدای تعالیٰ فرماتا ہو کہ **وَأَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ** اس کے معنی بہت فصاحت میں ہیں اور ان لوگوں کو  
 جو تم سے لڑنے کو آمادہ ہو وہین قتل کرو جہاں کہیں بکری لواتو اور یہ معنی تقصیر ہم کہے ہیں  
 کہ چکے ہیں اب ہم مجدد عصر کی تقریر پر بحث کرتے ہیں قولہ سلیہ کہ اس آیت میں جو حکم ہو وہ خاص  
 اہل مکہ کے لیے ہو **أَقُولُ** غلط بات ہو کہ اس سے تخصیص اہل مکہ کی ثابت نہیں ہونے فرض کیا کہ  
 اہل مکہ کے معاملے میں نازل ہوئی ہو مگر کسی خاص شخص یا خاص صنف کے معاملے میں اور نہ سے  
 حکم عام مخصوص و شخص یا اور صنف کے ساتھ نہیں ہو جاتا العبد للعوم الاطلاق الحسن  
 الاسباب اور ہم نے یہ بھی بطور فرض محال فرض کر لیا کہ یہ آیت مخصوص شرکین مکہ کے واسطے  
 ہو لیکن مجتہد صاحب فرما دین کہ کیا آیت بن و فدا ان کے نزدیک متعلق شرکین مکہ سے نہیں  
 اگر نہیں تو دلیل ان کی مستثنی ہونیکے حکم اس آیت سے کیا ہو اور اگر ہو تو کچھ کلام میں  
 نہیں کہ اس آیت سے منسوخ ہو گئی کیونکہ جب دونوں کا تعلق شرکین مکہ ہی سے ہو  
 اور ایک میں حکم قتل و جواباً ہو دوسری میں اجازت من و فدا کی ہو تو بلا شک و شبہ ایک کا  
 منسوخ ہونا لازم ہو کہ قولہ پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہیں رہتے اس حکم میں  
 داخل نہیں ہو سکتے **أَقُولُ** جناب بعد اسیر کی قدرت و عدم قدرت کا آیت میں کچھ  
 تذکرہ نہیں ہو جب کہ مومنین سے لڑنے پر آمادہ ہوئے تو **وَأَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ** صادق  
 آگیا اور جب یہ ہو گئے تو مصداق تقصیر ہو گئی پس مصداق مقاتلہ کے قبل اسیری کے  
 اور جب قتل کے بعد اسیری کے ہو گئے اور **وَأَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ** معطوف ہو قاتلوہ اس کے صاف و ظہور  
 کہ دونوں امر ہو چاہیں اگر **وَأَقْتُلُوا** اسے بھی مراد زمانہ کا زمانہ ہی ہوتا تو یہ جملہ مفید ہو  
 کیونکہ جملہ قاتلو الذین الذین اللہ اس کے لیے کافی تھا حاجت دوسرے جملے کی کچھ تھی بعد  
 جو مجتہد عصر کچھ عبارت تقدیر کی کھرا و نہ حرج کی ہو چکو تو عباد کی طرف ضرور نہیں کہوں گے  
 پرانی اقوال مغلن کچھ گفتگو نہیں کرتے بلکہ ایک بڑے بڑے مجتہد علیہ القدر جلیل الشان فیض الہام

امام محمد بنان کی طرف سے روئے طاعان کر رہے ہیں کہ جسکی اجتہاد صاحب اور علم و فضل کے  
 مستحق ہیں و محترم بن قائل ہیں یہی ہے کہ صورت اتباع کلمات طیبات قرآن مجید ضرور ہو چاہئے  
 سمجھنے والوں کلمات کی تفسیر مطابق لغت و علم بیان کے کر دی تیرا زان ہوا تو مجلسی غسر کے  
 قول پر ضرور نہیں قائل صاحب تفسیر مدارک جو معنی نفق کے گھرے ہیں اول تو وہ لائق تسلیم  
 کے نہیں کیونکہ نفق کے معنی پکار کر اور علیہ کر کر پانچ لکے جو اس نے بیان کیے ہیں جسے قری  
 بن نکلتا ہے اسکی کوئی سند نہیں ہے اقول آپکی ناواقف ہی ہو کہ صحیح بات بطعنہ دیتے ہیں ہنسنے اور ہنسنے  
 کھی اور سکی لکھی ہو اور ہرے ہرے علم اسے لغت کے احوال اسکے معنی میں نقل کیے ہیں انکو  
 دیکھئے شیعہ تاکہ آپ کو معلوم ہو چکا کہ قول صاحب رک تمامہ صحیح ہو اور طعنہ آپ کا مبنی و پر  
 بیعلی کے ہو مگر آپ پر واجب ہو کہ آپ کوئی ایسی سند پیش کریں کہ جہاں لفظ نفق تمام  
 غیر غلبہ میں متعل ہو اقول معند اوہ صاف صاف قیدیوں پر دلالت بھی نہیں کرتے  
 کیونکہ مقابلین کے نسبت یہی صادق آسکتے ہیں اقول کیا خوب یہ نئی طرز استدلال کی آپ نے  
 کہ جہاں کہتے ہیں کہ حیدر بن جریج نے دواؤ کو نقل کریم تھی یہی صحیح ہے کہ اطاعت اور جہاد قبل حکمین ویر طے  
 پر متعلق ہو دواؤ ڈواؤ ڈواؤ کو جہاں کہیں پڑا ہے ہنسنے نہ چاہا ہے کیا پڑا تو یا مثال علم اہل قرآن  
 ہو پڑا ہو گا دواؤ کو نقل کریں اگر جہاں میں اس سے اپنے کس طرح اور کس سے خارج مقصود ہے میں متعالمین صاف  
 آنا دوسری بات ہے کہ اگر کافراں کا خارج ہو جانا دواؤ کا آپ پر اثبات کا لازم ہے کہ اس کے خارج نہیں کہ مقابلین  
 نسبت بھی صادق آسکتے ہی علاوہ ہر ان اس کا مقابلین بھی تو نچھلے مقابلین بھی کہ ہیں  
 پس صدق اہمیت کا مقابلین پر بعدینہ صدق اور سکا ہو اسرا بہ ظاہر جو فرق کہ مقابل و قائل  
 میں ہے جناب سامی کو ابھی تک وہم و اطلاع نہیں اسی سبب شاید آپ مقابل کو بمعنی قائل کے  
 سمجھ رہے ہیں اور اسی بنا پر آپ کی یہ توجیہ ہو زری کتب لغت کو ملاحظہ کیجیے اور معایت  
 الہاب کو کتاب بیوہ میں نہیں دیکھ سکتے تو فصول اکبری میں ہی دیکھئے قائل مطمع نظر ان  
 سب باتوں کے اگر بالکل غائب سریر مخالفین تسلیم کر لیا تو جو حکم اس آیت میں ہو چوہ

اہل مکہ سے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیئے عمومیت آیت من  
وفدا کا مخصوص ہوگا نہ مبطل القول کیا فرمے اگرچہ یہ حکم مخصوص بیت اہل مکہ صادر ہو تو قبح مجاہدہ حکم  
نسبت اہل مکہ کے مخصوص نہیں ہے کہ کوئی ایسا کچھ پاس نہ تو پیش کیجیے اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اگر سب  
نزول حکم عام کا کوئی واقعہ خاص ہو تو اس حکم کی تعلیم کو باطل کر کے اوسى واقعہ خاص  
ساتھ مخصوص کر دیا جائے نیز یہ ایک مسئلہ متفق علیہ ہے کہ العبدہ لعمومہ لافاظ اولیٰ  
الاسباب ایسے تو بہت حکم عام نکلیں گے کہ واقعہ خاص میں نازل ہو جن میں آج تک  
کوئی اونکی خصوصیت کا قائل نہیں اور پیغمبر صلعم کے روبرو بھی اونکے عموم ہی پر عمل ہوا  
اور چونکہ یہ آیت بھی ایسی ہی ہے نہایت کمنا کہ حکم اس کی کا مخصوص اہل مکہ سے ہی ہوگا سوچ  
غلط ہو اور پھر اگر لائق تسلیم نہیں اگر ایسا ہو تو سب آیات فرضیت جہاد پر نسبت اہل مکہ کے  
ہو مخصوص ہو جاوین اور سب جہاد جو وقوع میں آئے اور اونکے سبب الام نے غالبہ و ترقی  
روز افزوں پائی سب سفک الدماء محض فتنہ و فساد موجب خرابی عاقبت مجاہدین قرار پائے  
العیاذ باللہ تعالیٰ + اب ہم جناب محمد کی تقریر کا الزام اوپر عائد کرتے ہیں اور منتظر جواب  
ہیں یعنی قطع نظر ان سب باتوں کے اگر بالکل تقریر مجتہد تسلیم کر لی جاوے تو جو حکم آیت میں مذکور  
ہو وہ مخصوص تھا قریش کے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیئے حکم  
جواز من وفدا کا عام ہوگا بلکہ مخصوص اہل مکہ ہوگا قال اب باقی رکھیں سورہ نسا کی  
آیتیں وہ بھی قبل فتح مکہ یعنی قبل نزول آیت من وفدا نازل ہوئی ہیں اور اسلیئے اسکی تاخیر  
نہیں ہو سکتی قول یہ تو آپکا معمولی غدر ہے کہ ہر جگہ اوسکو پیش فرماتے ہیں مگر ایک  
جگہ بھی اوسکو ثابت نہ کر کے آپس طرح صبر اور جگہ نہ منظور کیا گیا ہو نہ ان بھی منظور نہیں ہو  
قال علاوہ اسکے ان تینوں میں بھی وہی لفظ حیث و وجد متواتر ہے جسکی نسبت ہم اور  
بحث کرتے ہیں کہ وہ کونسا ہے من ہا و اسلیئے آیت من وفدا کا تاخیر نہ ہو سکتا اور جو حکم خفین کی علی علم ظاہر ہو  
ہو آیت من وفدا میں کہ اسلیئے ہو کہ زیادہ بحث کرنی کچھ ضرورت نہیں بلکہ ہم بھی دوسرے میں کمالی بات

حکم قتل اسرارے ثابت کر چکے ہیں کہ مستلزم نسخ وجوب من وفاء ہے اور علیٰ حقیقہ کے متفقہ ہے  
کسی اہمیت واسطہ کی نہیں ہے چنانچہ یہ ایہ میں لکھا ہے کہ لَنَا قَوْلُهُ تَعَالَى اَقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّى  
وَسَيِّدًا مُحَمَّدًا وَهَارُوهُ مَنَسُوخٌ لَمَّا تَلَوْنَا مَطْلَبًا وَسَكَوْهُ بِرُكْنِ جَنِّ آيَاتِ مِثْنِ سِلَافِ  
ہیں یا ان کے معنی میں ہیں وہ ناسخ نہیں من وفاء کی مگر چونکہ ہم پوری بحث اور لکھ چکے ہیں  
ہم کو اب زیادہ تر بحث ضرور نہیں ہے جو قال بہ ہم آیت من وفاء کے بغیر منسوخ ہونے کو ثابت  
کر سیکے ہیں اور اس بات کی ثابت کرنے کے لیے کہ قید یوں کہ ساتھ ہجر من وفاء کے اور کچھ  
نہیں ہو سکتا ایسی ہی میں بیان کرنے پر متوجہ ہوتے ہیں یہ کہ کسی گنگو کو مائل نہ ہے گا اقول  
تصریحات مرقومہ سابق سے یہ ثابت ہے کہ من وفاء میں علیٰ امت کے دو قول ہیں ایک یہ کہ جائز  
نہیں اور ابہد میں تھا مگر منسوخ ہو گیا دوسرا قول ہے کہ واجب نہیں جائز ہے کہ امام اور سرِ عمل  
کرے اگر مصلحت دیکھے قول اول کے رد کے واسطے تو البتہ یہ بات کافی ہو گی کہ جس قسم کے  
دلائل سے اس مضمون نسخ ثابت کیا ہے اسی قسم کے دلیل سے اس پر عمل ثابت کر دیا جاوے گا  
دوسرے قول کے رد کے لیے مجر ثبوت عمل کافی نہیں جب تک کہ یہ ثابت ہو کہ قتل و سترقاق  
کی ممانعت فرمائی کیونکہ مجر و عمل دلیل جواز تو البتہ ہو سکتا ہے کہ دلیل وجوب نہیں ہو سکتا ہے اگر  
کسی قیدی فدیہ لیا گیا یا بلا فدیہ اس کو چھوڑ دیا تو اس فعل سے جواز من وفاء کا ثابت ہو گا مگر  
قتل و سترقاق کی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی اور اگر کہیں کسی جگہ یہ ثابت ہو گیا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم  
بعد زوال آیت من وفاء کے سترقاق اور قتل بر عمل جواز تو بلا تامل یہ بات مستحق ہو جاوے گی کہ  
مکو من وفاء یا منسوخ ہو گیا یا من وفاء واجب نہیں بلکہ جائز ہے اور امام کے اختیار میں ہے کہ  
مصلحت وقت اور سرِ عمل کرے یا نہ کرے اب ہم ایک اور بات بھی کہتے ہیں کہ علیٰ حقیقہ کا  
قول یہ ہے کہ آیت من وفاء قبل از غزوہ بدر نازل ہوئی چنانچہ ماسبق میں صریح ہے کہ تمام  
اس کو لکھا ہے اور دلیل اس کی اور یہ ہرگز کر چکے ہیں اگر واقع میں یہ تھا کہ مجر و سترقاق  
کہ من وفاء واجب ہے یا ایسا ہی ہو تو کچھ شک نہیں کہ وہ منسوخ ہی آیت مذکورہ اور تیسرا دیکھو

معاملے بنی قرظہ اور بنی المصطلق اور خیبر اور دیگر مساملات جو بخیر و جہاد میں صلح ظہور میں آئی  
 واضح ہو اور علی شافعیہ کا قول یہ ہے کہ آیت من فلاس اختیار دیا گیا جو من و فدا وجب نہیں ہے  
 تب بھی آیات متل سے بلحاظ ظاہر وجوب امر کہ وجوب ہو منسوخ ہونا اور سکا لازم آتا جو اگر یہ کہ  
 امر کو مذہب و تحباب فضیلت پر محمول کیا جاوے اس حالت میں مدعا مجتہد عصر کا اسی صورت میں  
 ثابت ہوگا کہ جب کوئی دلیل من و فدا کی وجوب پر قائم ہو جو مجرد عمل ہرگز کافی نہ ہوگا چونکہ مجتہد  
 عصر و دو کتبہ دلیل پیش کرتے ہیں ایک یہ کہ آیت من فدا یا من فتح کے میں نازل ہوئی ہو تو اگر  
 یہ کہ من و فدا ہی واجب آتا بعد فرض کرنے دعویٰ اول کے ہم ایسی دلائل پیش کرتے ہیں کہ  
 جلسہ دعویٰ میں مجتہد عصر کا اعلان ظاہر ہو کر سیکو او مین محل گفتگو باقی نہیں رہتا **دلیل اول**  
 مسلم بن ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہو قال صابنا سبا يوم اوطاس لهن ازواج ففتوا  
 فانكلت هذه الامة والخصومات النساء الا ما ملكت ائمتنا انكروا بين اصحابي صلعم في  
 سبا بجزع اوطاس كسروا نكس شوهر تھے لیخوف کیا انھوں نے یعنی انکی مباشرت سے  
 خوف کیا چنانچہ دوسری روایت میں ہے کہ تخرجوا من سبا من ائمتنا یعنی حرج میں بڑے انکی مباشرت  
 سے پس نازل ہوئی یہ آیت والخصومات من النساء الا ما ملكت ائمتنا انكروا مرام کی تین شوہر  
 عورتیں مگر جبکہ مالک ہوئے ہاتھ تھامے روایت ترمذی یہ ہے عن ابی سعید الانصاری  
 صلبنا سبا یا یوم اوطاس لهن ازواج في قوم من فدا واذك لرسول الله صلعم فكن  
 والخصومات من النساء الا ما ملكت ائمتنا انكروا یا یمنے سبا کو بوز و اوطاس اور ان کے  
 شوہر تھے انکی قوم میں پہنچ کر کیا لوگوں نے سبا پر صلعم سے پس اور تری یہ آیت والخصومات  
 من النساء الا ما ملكت ائمتنا انكروا تھیں لیجئے جب اوطاس بعد فتح مکہ کے ہوا اور اس وقت  
 نسبت ملوک ہونے اور حجاز شرفان سبا یا اوطاس کی یہ فرض صح نازل ہوئی —  
**دلیل دوم** ہماری میں حمیر بن جیسہ روایت ہو کہ وہ کہتے ہیں کہ جب کسریٰ علیہ السلام نے اہل  
 اسلام جہاد کیے گئے تو عامل کسریٰ سے مغیرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات کہی انھیں انھیں صلعم رسول اللہ

ربنا اذن من قتل مناصدا الى الجنة في نعیم کہ میں شہداء قتل ہوں من بقی مناصدا رفاہ اللہ  
 کہ خیر ہے ہلکے ہمارے خیر ہے ہمارے رب کے پیغام کہ جو بار جاو گیا ہم میں وہ جاو گیا بطرف بہشت  
 ایسی نعمت میں کہ اس کے مانگ کبھی بھی نہیں گئی اور جو باقی رہ جاو گیا ہم میں وہ مالک ہو گیا  
 تمہارے رفاہ کا (یعنی تم اس کے ملک اور غلام ہو گے اور وہ تمہارا مالک ہوگا) دیکھ لیجیے یہ  
 بشارت منجر صادق مسلم کی خدا تعالیٰ کی طرف سے اس زمانے کے بابت ہر کہ جو فتح بیکہ سے بہت  
 بعد ہو اور اس میں بشارت اس کی ہو کہ تم کو خدا و ان لوگوں کا مالک کر دیا اور لوگ تمہارے اونٹنی  
 غلام ہونگے و دلیل تیسری سبایا ہوا زن کہ جنہیں بچپن کرتے ہیں بفضل بیان اس کا لگے آواز  
 دلیل چوتھی قتل ابن اخطاب فتح مکہ کے جس کو ہم اور بشارت کر چکے ہیں و دلیل پانچویں  
 قتل ایک قیدی کا بعد فتح مکہ قبل از واقعہ حنین جس کو سلم بن اکوع نے بجا کفر غیر خدا مسلم قتل کیا  
 و دلیل چھٹی باب بعث ابی موسیٰ و معاذ بن جبل الی القریں حجۃ الوداع میں بخاری حدیث ابی  
 برہہ رحمہ سے روایت کی کہ حدیث طویل ہے میں اس کا خلاصہ متعلق مآخذ میں لکھتا ہوں بعث  
 البنی ابا موسیٰ و معاذ بن جبل الی الیمین فصار معاذ فی ارضہ قریبا من صاحب ابی موسیٰ  
 فجاء یسید علی غلامہ حتی اتھ الیہ فاذ احوالہ و قال اجتمع الیک الناس و اذ ارجلہ  
 قد جمعت یلاہ الی عنقہ فقال لم معاذ یا معاذ اللہ بن قیس یوحیذا قال لہذا اجل کھنہ  
 اسلامہ قال لا ازل حتی یقتل قال انما حی بہ لذلک فانزل قال ما ازل حتی یقتل  
 فامر بہ فقتل یحییٰ الشکر کے ساتھ پیغمبر خدا صلعم نے ابو موسیٰ اور معاذ بن جبل کو طرفین کے  
 پس چلے ارضین میں قریب اپنے صاحب ابو موسیٰ سے پھر آئے وہ اپنی بھری پر سوار پھرتے ہوئے  
 تاکہ پیونچے پاس ابو موسیٰ کے پس گاہ وہ بیٹھے تھے اور جمع تھے ان کے پاس وحی اور ناگاہ ایک  
 آدمی نزدیک ابو موسیٰ کے دیکھا کہ بات اس کی گزرتی ہے اس کے ملائے گئے تھے یعنی ہاتھ دیا  
 گزرتی ملا کر باز رہے تھے کہا معاذ نے ابو عبد اللہ بن قیس کہا جو یہ آؤ تھو ان کے پاس کہ ایک  
 آدمی کا کافر ہوا بعد اسلام کے کہ معاذ نے کہ میں خدا و ترون گا اس کے مارے جانے کہ اس کو

کہا کہ یہ ہوا سطر بیان لایا گیا ہو تم و تو رو کا معاوضہ نے میں نہ اور ترون گانا اسکے بارے جانے  
 کے پس حکم کیا گیا پس وہ مارا گیا دیکھو اس سے ثابت ہو کہ یہ من فدا کیچہ واجب نہیں اور اس بات پر  
 کچھ انکار غیر مسلم کی طرف سے بھی بقول نہیں یہ نہیں کہا جاسکتا کہ غیر مسلم کو اس واقعہ کی خبر  
 نہ ہوئی ہو کیونکہ یہ غیر مسلم اپنے سرابا اور بعوث کے حال سے نہایت خبر رکھا کرتے تھے  
 کوئی بات اونچہ چھپی نہیں کرتی تھی جتنا غیر مسلم ایسے غافل تھے کہ ایسے واقعہ غیر مسلم  
 نے خبر نہ رہتے اور ایسا جرم فہم اونکے سرداروں کا تھہ سے واقع ہوتا اور اوپر سے تنبیہ اور  
 تہدید نہ فرماتے دلیل یہ ہے کہ غزوہ طائف جو سوال شہہ ہجری میں بعد فتح مکہ کے ہجرت  
 پیغمبر مسلم نے عبد بن ابی اسے فرمایا آیات ان فتحہ اللہ علیہ کو الطایف غکا فعلیک با  
 غیلان اگر خدا کل تکو فتح طایف نصیب کرے تو لے لیجیو غیلان کی بیٹی کو دیکھو یہاں  
 یہ بات ثابت ہو کہ بعد فتح مکہ کے بھی ساری کے مملوک ہونیکا حکم دیا گیا ہو دلیل اٹھوین  
 ترجمہ شیخ عمران بن حصین سے روایت کی ہو قال بعث رسول اللہ صلوات اللہ علیہ وسلم  
 علی بن ابی طالب فی فی السہیۃ فاصاب جاریۃ فالتکوی علیہ و تعاقدا ربعة من اصحاب  
 رسول اللہ صلوات اللہ علیہ اذ القینا رسول اللہ صلوات اللہ علیہ اذینا ہ ما صنع علیہ و کان المسلمون  
 اذ الرجوع من سفرہ و ابی رسول اللہ صلوات اللہ علیہ شوا انصر فوالی رحا الہم فلما اقدت  
 السراۃ سلموا علی الغنیہ صلوات اللہ علیہ فقام احد الا ربعة فقال یا رسول اللہ الم قال علی بن ابی طالب  
 صنع کذا و کذا فاعرض عند رسول اللہ صلوات اللہ علیہ ثم قام الثانی فقال مثل مقالۃ فاعرض عندہ شو  
 قام الیہ الثالث فقال مثل مقالۃ فاعرض عندہ شو قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل المیر رسول  
 اللہ صلوات اللہ علیہ و الغضب یعرف فی وجہہ فقال ما قیدون من علیہ ما قیدون من علیہ ما قیدون  
 من علی بن ابی طالب و انما منہ و هو ولی کل من من بعدکے کہا عمران بن حصین نے کہ یہ غیر مسلم  
 جو یہ حکم دیا گیا کہ اس پر علی بن ابی طالب کو پس گئے علی رض او لشکر کے ایک گروہ  
 کے ساتھ پس لے لیا او حضونے ایک چھو کری کو پس لیا کہ کیا او نہ لوگوں اور محمد کیا باہر



آدمیوں نے اصحاب پیغمبر صلیم سے کہا اوھو نکلے کہ جب یمن کے ہم پیغمبر صلیم سے تو خبر دینے کے لئے نکلے  
 اوس کام کی جو کیا ہی علی نے ذکر تھے سلمان جب کہ پھر کرتے تھے کسی سے اول نے تھے  
 پیغمبر صلیم کے پاس پھر سلام کرتے تھے او نکلے اور اسکے اپنے اپنے مکانات کو جاتے تھے پھر  
 وہ گریہ آیا تو سلام کیا پیغمبر صلیم کو پھر پھر ہوا ایک آدمی اون چاروں میں کا اور کہا کہ اے  
 رسول اللہ صلیم دیکھتے علی بن ابیطالب کو کہ یہ یہ کام کیا اوھو نکلے بقیہ جن کی اوس کی طرف  
 پیغمبر صلیم نے پھر دوسرے پھر ہوا اور اسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی پھر  
 فرمایا پیغمبر صلیم نے پھر تیسرا پھر ہوا اور اسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی پھر  
 کیا رسول اللہ صلیم نے پھر چوتھا پھر ہوا اور اسنے بھی کہا جیسا کہ اوں تینوں نے کہا تھا پس توبہ  
 ہوئے پیغمبر صلیم اور غصہ معلوم ہوتا تھا او نکلے مونہ سے فرمایا کہ کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے  
 کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے تحقیق علی مجھ سے برا و میں علی  
 اور وہ ولی ہر مومن کا اوس سے بعد فقط دوسری روایت ترمذی کی برائے بن عازب سے  
 معاویہ بن یزید قال جث النبی صلعم جلیشین وامر علیہ احدہما علی بن ابیطالب و  
 علی بن ابی طالب بن الولید وقال اذا کان القتال فعی قال فافتر علی جصنا فاخذ منہ  
 فکذب می خالد کتا بالی النبی صلعم یثقی بہ قال فقد مت علی النبی صلعم فقرا الکتاب  
 فتغیرا لہ شوقا قال ما تو فی رجل یحبہ اللہ ورسولہ وحبہ اللہ ورسولہ قال قلت لعلی  
 بالہ من غضب اللہ ومن غضبہ رسولہ وانما انا رسول فسکت کہا براؤ کہ مجھے رسول اللہ  
 دو شکار دے میرا ایک بر علی بن ابیطالب کو اور دوسرا خالد بن لیدر کو اور فرمایا کہ جب  
 واقع ہو و قتال تو علی میرے کو براؤ نے کہ فرج کیا علی رضی نے ایک قلعہ لپیچا او میں سے ایک  
 پھوڑی کو پس لکھا خالد نے خط پیغمبر صلیم کو کہ بُرائی لکھتے تھے او میں ان کی پس پہونیا  
 یمن پیغمبر صلیم کے پاس پھر پھر چاہا پیغمبر صلیم نے خط کو پس تغیر ہو گیا نگ و نکا بعد از ان پھر  
 کہ کیا دیکھتا ہی تو ایسے آدمی میں کہ جسکو دولت رکھتا ہو اللہ اور اللہ و سکا اور دوست

لکھا ہے وہ اسرار اللہ کے رسول کو کہا برائے کہا میں نے پناہ مانگی انہوں نے خدا کی خدمت کے غضب  
 اور خدا کے رسول کے غضب سے اور میں نے قاصد ہوں پس رک گیا غضب سے پیر صلیہ کا اسی معاملہ  
 میں روایت بخاری کی ہے بريدہ رحمہ اللہ کہ ہم اسکو مع شرح قسط لانی کے لکھتے ہیں اور حدیث  
 پر رد و خط اور شرح پر ایک خط کا نشان لگا دینگے اور یہ حدیث بخاری میں باب بعث علی  
 بن ابیطالب خالد بن ولید رضی اللہ عنہما الی الیمین بل حجۃ الوداع کتاب النجاشی میں مرقوم ہے  
 بعث النبی صلیہ علیہ السلام الی خالد ليقبض الخمس وکنت انقبض علیا لانه لاه اخذ من الغنم  
 جاریہ وقد اغتسل فظن انه غلها ووطيها وللاسماعيلی من طرق الی اور سہ بن عبد  
 بعث علیا الی خالد ليقبض الخمس وفي رواية لم يقبض الفخا فاصطفی علی عند نفسه  
 ای جاریہ بشواہد وراسہ یقطر قلت لخالد الا ترى الی هذا یعنی علیا فلما قاما قد غل  
 النبی صلیہ ذکرت ذلک له فقال یا بريدہ اتقبض علیا قلت نعم قال لا اتقبض زاد  
 احمد بن طریق عبد الجلیل عن عبد اللہ بن بريدہ عن ابيه فان كنت تحبہ فارد و لہ جالہ  
 ایضا من طریق احمد بن محمد عن عبد اللہ بن بريدہ لا تقم فی علی فاند منی وانا مند و هو  
 ولیکم بعد ی فان لم فی الخمس اکثر من ذلک قال الحافظ ابی زبنا انقبض علیا لانه  
 لاه اخذ منہ من المغنم فظن ان غل فلما علم صلیہ انہ اخذ اقل من حق صاحبہ انتہی  
 وفي طریق عبد الجلیل قال فما کان فی الناس احد احب الی من علی و صحیح بخاری میں ہے علی  
 کو بطرف خالد رضہ کے تاکہ جوین اس اور میں بغض کرتا تھا علی رضہ سے نش اسلیہ کہ بريدہ  
 نے دیکھا ہے کہ لے لی علی نے ایک چھو کر غنیمت میں و اور تحقیق کہ غل کیا تھا علی رضہ  
 نش پس کہاں کیا بريدہ رضہ کے کہ علی نے غنیمت میں غل کیا اور وحی کیا اس کے حق  
 اور اسماعیل کی روایت ابی روح بن عبدہ کے طریق سے اسطورہ پر ہے کہ صحیح بخاری میں ہے  
 علی بنکویطرت خالد بنک کے تاکہ بانٹ لاوین خمس اور ایک روایت میں ہے اس کے کہ بانٹ  
 لاوین فی اس چھانٹ لی علی بنکے او میں سے اپنے لیے ایک چھو کر ہی بچر چھو کر لے و چھانٹ

کہ سکر اونکو قطرے ٹپکتے تھے ہر گناہ میں غافل سے کیا تو دیکھتا نہیں اس آدمی کو یعنی  
 علی کو جو چرب گئے ہر غیر صلہ کے بارے میں ذکر کیا نہیں یہ قصہ غیر صلہ سے فرمایا یہ غیر صلہ کے نام  
 بریدہ کیا بغض رکھتا ہو علی سے میں نے کہا کہ ہاں فرمایا یہ غیر صلہ کے نام بغض رکھتا ہو اس کے لش  
 احمد کی روایت میں از طریق عبد الجلیل عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابراہیم بن سعد اور بھی ہو کہ اگر تو  
 محبت رکھتا ہو اس سے تو زیادہ کہ محبت کو اور بھی احمد کی روایت میں از طریق جابر بن عبد اللہ  
 عن عبد اللہ بن بریدہ سے یہ بھی ہو کہ غیبت نہ کر تو علی کی کہ وہ مجھے ہر اور میں اس سے ہوں اور  
 وہ ولی تھا راہ میرے بعد جو یہ سخت حق کہ اس کے لیے غم میں ہے اس کا بھی  
 زیادہ ہو بیش کہنا حافظ ابو ذر نے کہ غیبت بغض کیا تھا بریدہ نے علی سے مگر اس وجہ  
 سے کہ اس نے یہ دیکھا تھا کہ علی اپنے غیبت میں سے لے لیا اور گمان کیا کہ اس نے  
 نے غیبت میں غلوں کیا یعنی خیانت کی چرب آگاہ کر دیا یہ غیر صلہ کے نام بریدہ کو کہ انھوں  
 نے اپنے حق سے کم لیا تو دوست رکھا اونکو اور جابر بن عبد الجلیل کے ہو کہ کہا بریدہ  
 کہ بعد اسکے تھا کوئی آدمیوں میں دوست تیرے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے —  
 روایات مذکورہ سے ظاہر ہو کہ یہ معاملہ کچھ روزوں پیشتر کا حجۃ اللوداع سے یعنی  
 ہجری کا بعد از فتح مکہ کے ہوا اور اطلاع پانا یہ غیر صلہ کا فعل علی پر اور جان کر رکھنا اس کا  
 بخوبی ثابت ہو اگرچہ دلائل اور بھی ہیں کہ اکثر ذکر اونکا اور کیا ہوا اس کے اعادہ کی کچھ ضرورت  
 نہیں ہو قال اور وہ یہ ہو کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے کسی قیدی  
 کو قتل کیا نہ کیونکہ وہ بڑی وفلا مہربانیا بلکہ سب کو بلا استثنای احد احسان رکھ کر بایا دیکر  
 چھوڑ دیا اقول سہرا سر جھوٹی بات ہو علاوہ برآن اول تو نزول آیت من وفلا کا زمانہ  
 جو مجتہد عمر زیادہ فتح مکہ کے بعد اس سے ہیں کچھ ثبوت اسکا نہیں بلکہ نزول اسکا قبل از جنگ  
 بدر ثابت ہو تا یہاں اگر ایسا ہی فرض کیا جاوے تب بھی دلائل مذکورہ سے تلمذ یہ  
 مجتہد عمر کی تمام ہو قال اور اس کتابت ہو ملک آیت من وفلا نسخ نہیں ہو علی

اور قیدیوں کا لونڈی وغلام بنانا جائز نہیں رہا **اقول** یہ سب امور نبی ہین اسپر کہ آیت من  
وفدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور یہ بات ثابت نہیں بلکہ آنجنک کوئی شخص اسکا قائل نہیں اگر  
پیش از واقعہ بنی قریظہ وغیرہ بنی مطلق یا قبل از بدر نازل ہوئی ہو تو صلا مفید بھی مقید  
عصر نہیں کیونکہ اشتراق اور قتل بہت کفار کا اون واقعات میں باقرار مجتہد عصر ثبات  
ہو اور یہ ثبوت واسطے ابطال قول مجتہد کے کافی و دافی ہی مجتہد عصر پر واجب تھا کہ اول  
یہ ثابت کرے کہ یہ آیت بروز فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ اونسے ہونے کا پس بے ثبوتی ہوئے  
جو نبی او پر نزول آیت مذکورہ کے ایام فتح مکہ میں ہین بننا فاسد علی الفاسد میں اور چونکہ  
قتل اور اشتراق کفار کا بدلائل مذکورہ بعد فتح مکہ بھی ہم ثابت کر چکے ہین پس بطلان قول  
مجتہد عصر میں کسی صورت پر کچھ شک و شبہ باقی نہیں رہا علاوہ بران اگر ہم یہ بھی فرض کریں  
کہ آیت مذکورہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور بعد اوسکے کیونکہ قتل کیا گیا نہ رقیق بنایا گیا  
تو اس سے وجوب من وفدا و عدم جواز اشتراق و قتل اسکا ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ اور  
فعلیہ غیر خدا صلعم سے واضح ہو ثابت نہیں ہوتا کیونکہ عمل احادیثا حیات پرستلزم حرمت  
و سکر مباح کا نہیں ہو سکتا اور اگر عمل بر احادیثا حیات پرستلزم حرمت باقی مباحات کا  
ہو تو چونکہ اولیٰ استدلال مجتہد عصر سے صرف ہسان ہی رکھ کر چھوڑ دینا مجتبے سم  
مجتہد عصر پر یا جاتا ہو پس لازم آوے کہ فدیہ لینا بھی منوع و ناجائز ہو و سے ہذا خلف  
**قال** بابت شمر اس بات کے بیان میں کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم  
کیسکونڈی وغلام نہیں بنایا الی قولہ اب ہم اس کلام کے اثبات کو اون غرواات کے  
قیدیوں کا جو بعد نزول آیت من وفدا ہو گئے ذکر کرتے ہین **اقول** بنی قریظہ اور  
غیر اور بنی مطلق اور دیگر غرواات کے قیدیوں کو کیوں نہیں ذکر کرتے یا اسلیئے کہ کچھ  
معا کے خلاف ہین حق کو چھپاتے ہو اگر یہ ہو کہ آیت من وفدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہو  
تو ہم کہیں گے کہ ثبوت اسکا ویسے ورنہ سب تقریر آپ کی محض مغالطہ ہے ان مجتہد صاحب ہین

چوکے اگر یہ دعویٰ کرتے کہ آیت من وفدا ہفتہ دو ہفتہ پیش از وفات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی تو غزوہ اوطاس کی قیدی اور سبکیا سنیں اور قتل ابن اخطل اور قتل مقتول سلمہ بن الاکوع وغیرہ سب سولی عذر میں آجاتے مگر کیا کریں کہ وعدہ خدا کا سچا ہو اور پورا ہو کر رہتا ہو کیا عہد الحق الباطل ان الباطل کان کفواً واللہ معکم فیما کنتم تعملون وکونکم المظلمون من احداث فی اصنافہ انھو ہم ان مواعید موندہ بند کر دیا ورنہ بلا دلیل ملامت جبر و نزول آیت مذکورہ کو منسوب بزمان فتح مکہ فرماتے ہیں پھر اگر منسوب بزمان قریشات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تو کون اونکی زبان پر کہتا تھا اور جو دلائل نزول روز فتح مکہ پر پیش فرمائے ہیں اس بلکہ پر بھی پیش ہو سکتی تھیں مگر وہ بشارت دلیل و مہرباب ملک تقابلی بھی تھی محبت تائید باقی رہتی اور سکا علاج ناممکن ہے اب ہم اون دلائل کی طرف توجہ کرتے ہیں جو مجتہد صاحب نے اپنے مدعا کے اثبات پر پیش کیں ہیں اور بخوبی ظاہر کرتے ہیں کہ ان میں سے ایک دلیل بھی مثبت مدعا محمد بنین ہے قال اول اساری بطین مکہ اذ فہم بنون میں جبکہ فتح ہوا انھی آدمی جو جبل تنیم سے لڑنے کو اترے تھے قید ہوئے اور جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسان رکھ کر سب کو چھوڑ دیا اقول جناب مجتہد صاحب ہم کو کہاں تک بتاویں آپ کو تو تاریخ واقعات کی بھی اطلاع نہیں یہ معاملہ ایام حدیث میں ہوا اور بعد فتح مکہ کے چنانچہ اسکی بحث مندرجہ پیشہ و آئینہ میں کی جاوے گی مگر اول جناب میں یہ تسلیم ہو کہ وہ بانوں کا لحاظ رکھیے ایک یہ کہ تحریف لفظی اور معنوی درست برہنہ ہو چکے ہیں اسکا کوئی استدلال اور ایسا نہیں پایا گیا کہ جسکی بنا تحریف پر نہ ہو و اوطاس میں یہ بھی ایسا ہی کچھ نظر آتا ہو دوسرے یہ کہ اس باب میں آپ نے تقلید مومنین اور باب سیر کی بہت سی ہوا اور اسلاف و گداز پر جو شریعہ رسالے میں کی ہو مطلقاً عمل نہیں کیا ہم دیات غیر ثابتہ اباب سیر و تاریخ کو ہرگز نہ سنیں گے اور جب آپ اون سے استدلال کریں گے ہم آپ کے الزام مجرما و حریفانے اس استدلال میں بحث کی مقدمہ کر دیا یہ واقعہ بعد صلح حدیبیہ کے



ہو سکتا جو کہ تمیز نہ ہو کہ واسطے رفع ابہام اندر کے کہ آیا پکڑنا اور سکارا ہوا تھا یا انقیاد ہوا  
 تھا پس اس لفظ سے یہ بات تعین ہو گئی کہ حرباً و عنوۃً او نکوۃً نہیں پکڑا تھا بلکہ انقیاداً پکڑا  
 تھا یا یہ کہ صدر یعنی اسم فاعل ہو کر حال واقع ہو یعنی پکڑا او نکوۃً ایسے حال میں کہ وہ  
 مطیع و منقاد تھے نہ اسلئے حال پر کہ محارب و مقاتل تھے غرض کہ تینوں دانتوں ظاہر  
 ہو کہ اون کو از روئے صلح کے پکڑا تھا نہ از روئے جنگ کے قتال کے یہاں تک  
 بیان تھا خرفیات مجتہد عصر کا اب ہر اظہار اسکا کرتے ہیں کہ یہ معاملہ بعد صلح حدیبیہ  
 کے ایام حدیبیہ میں واقع ہوا تھا چنانچہ اس پر ہم سند قوی حدیث صحیحہ سلم کی نقل کرتے  
 ہیں ابن کثیر سے روایت ہو قال قد منا الحدیبیۃ مع رسول اللہ صلعم و نحن  
 اربع عشر مائۃ و علیہا خمسون شاة و ہو یفا قال فقعد رسول اللہ صلعم علی  
 جبا الرکبۃ فامداد عارفاً ما یسوی فیہا فجا شت فسقینا و استعینا قال ثوان رسول  
 اللہ صلعم عانا للبیعة فی اصل الشہر ثم قال فبايعتہ اول الناس ثم یایع و یایع حتی  
 اذا کان فی وسط من الناس قال یایع یا سلمۃ قال قلت قد بايعتک یا رسول اللہ فی  
 اول الناس قال و ایضا قال و رأی رسول اللہ صلعم عمر بن الخطاب یبغی لیس فی سلاحہ قال  
 فاعطاک رسول اللہ صلعم حقیقۃً او درقۃً ثم یایع حتی اذا کان فی اخیال الناس قال لولنا  
 یا سلمۃ قال قلت قد بايعتک یا رسول اللہ صلعم فی اول الناس و فی اوسط الناس  
 قال و ایضا قال فبايعتہ الثالثۃ ثم قال لی یا سلمۃ ان حقیقتک او درقۃً التي اعطیتک  
 قال قلت یا رسول اللہ صلعم لفتنی تمی عامر عنہ لاف اعطیتہ ایاہا قال فضحک رسول  
 اللہ صلعم و قال انک کالذی قال الاول الکھنۃ یعنی حبیباً علی حب من نفسہ  
 ان المشرکین را سولنا الصالح حتی مشی بعضنا فی بعض و اصطلحنا قال و کنت تبغی  
 لطلحۃ بن عبید اللہ استقی فرس و لحشۃ و لخدمہ فاکل من طعامہ و تکتب بحدیثہ و  
 مالی مہاجر الی اللہ تعالیٰ و رسولہ قال قبل اصطلحنا نحن و اهل مکہ و اختلطنا

بعضی آیت شجرہ فطحت شوکھا فاضطجعت اصلہا قال فانانی اربعة من المشرکین  
 من اهل مکہ فاجعلوا بقی فی رسول اللہ صلعم فاقبضتم فتحوکث الی شجرۃ اشواک وعلقوا  
 سلا حصر واضطجعو فبینا ہم کذلک اذ نادى مناد من اسفل الوادی یا للہاجنہ  
 قن ابن زہریم قال فاختزلت سیفی شوشد دت علی اولئک الاربعة وہم یقولون  
 فاضلنا دت سلا حصر فجلتہ ضغنا فی یدی قال شوقلت والذی کرم وجہہ فیہ  
 اخرج منکوا رسد الاضربت الذی فیہ عیدناہ قال شوجعت بہم اسوقہم الی رسول  
 اللہ صلعم قال وجاء عی عامراضی اللہ عنہ برجل من العبادۃ یقال لہ کز بقو دت  
 الی رسول اللہ صلعم علیہ فرہن مجتہف فی سبعین من المشرکین فنظر الیہم رسول اللہ  
 صلعم فقال دعوہم یکن لہم بدای الفحل وثناء فغض عنہم رسول اللہ صلعم و  
 انزل اللہ وهو الذی کف آئیہ یثمر عنک وایدیکو عنہم یطین مکہ ومن بعد انہ  
 اظہر کو علیہم الای کلہا قال شوخ جنا لاجہین الی المدینۃ الحدیث کہما سلمہ الی کو  
 سبے کہ ہونچے ہم خدیج بن ساعدہ رسول اللہ صلعم کے آورہم چودہ سو سقے اور چاہہا تہ  
 پنجاس کرمان تھیں ہمیں سیرب کر سکتا تھا وہ کنواں اونکو پس بیٹھے بغیر صلعم کنارہ  
 کنوین پر پھر بادعا کی یا تھا وہاں اوس کنوین میں پھر تراب ہو گیا وہ کنواں پھر پانی بلایا  
 اور پھر پانی منہ پھر بلایا اہلو رسول اللہ صلعم نے واسطے بیعت کے اوس درخت کی چڑ  
 یں کہما سلمہ نے کہ بیعت کی مینے اونسے اول آدمیوں میں پھر بیعت کی اور بیعت کی یعنی  
 اور آدمی بیعت کرتے تھے یہاں تاک کہ ہونچا درمیان آدمیوں کا یعنی نصف یا  
 نصف کے کہما بغیر صلعم نے بیعت کر تو ای سلمہ کہما سلمہ نے کہما مینے تحقیق بیعت کی چکا  
 ہونچیں تھے ای رسول اللہ صلعم اول آدمیوں میں فرمایا بغیر صلعم نے اور پھر بھی کہما سلمہ  
 نے اور دیکھا چکا بغیر صلعم نے خالی ہمیں نہ تھا ہر سے پاس کوئی ہتھیار ہمیں ہی محمول  
 اللہ صلعم نے جبہ یا دھو حنفہ اور دھواوس ڈھال کو کہتے ہیں چین لکڑی اور پٹھانہو



شک او ی ہو کہ سلمہ نے لفظ جھٹ کہا یا لفظ درتہ معنی دونوں کے ایک ہی ہیں ہجرت کرنے  
 لگے یہاں تک کہ جب پہونچے آخر الناس فرمایا کیا تو نہیں بیعت کرتا مجھے اسی سلمہ نے  
 کہا میں تحقیق بیعت کی مینے تم سے ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اوسط الناس میں  
 فرمایا کہ اور پھر ہی کہا سلمہ نے ہجرت کی مینے اون سے تیسری مرتبہ پھر کہا مجھے اسی سلمہ نے کہا  
 تیری ڈھال جو مینے تجھے دی تھی کہا سلمہ نے مینے کہا ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملا مجھے میرا  
 چچا عامر خالی ہاتھوں پس یدی مینے اوسکو وہ ڈھال کہا سلمہ نے پس منگلے رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ تو مانند اوسکے ہو جس نے کہا اولیٰ خدمت و کاری کر تو میری ایک سویت  
 سے کہ وہ پیارا ہو نجو میری ذات سے پھر شکر کرنے پر پیغام صلح کا کیا ہے یہاں تک کہ جانے  
 لگے بعض ہمارے اونکے بعضوں میں اور صلح کر لی مینے کہا سلمہ نے اور تھا میں تابع  
 طلحہ بن عبید اللہ کا اوسکے گھوڑے کو پانی پلایا کرتا تھا اور گھر پرہ کیا کرتا تھا اوسکو اور  
 خدمت کیا کرتا تھا اوسکی اور کھانا تھا طلحہ کے کھانے میں گور چھوڑ آیا تھا اپنے اہل  
 اور مال کو دور جا لیکر ہجرت کرنے والا تھا میں بسوے خدا و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا سلمہ نے  
 پھر صلح کر لی مینے اور اہل مکہ نے اور مانے لگے باہم آیا میں ایک درخت کے پاس  
 پس کیری مینے کانٹے اوسکے پھر لیٹ گیا میں اوسکی بڑ میں پھر آئے میرے پاس چوڑ شکر میں  
 اہل مکہ میں سے پیش شروع کیا اونھوں نے کہ غیبت کرتے تھے پیغمبر صلح کی دشمن  
 سمجھا اون کو مینے پھر وہاں سے چلا گیا میں ایک درخت کے پاس وراونھوں نے  
 لٹکا دیے ہتھیار اپنے اور لیٹ رہے وہ کہ اس عرصہ میں ناگاہ بچا را ایک پکارنے والا  
 جنگل کے نیچے طرف سے کہ ای مہاجرین مارا گیا بیٹا زینم کا کہا سلمہ نے پھر کھینچا مینے تلوار  
 اپنی کو پھر بھاری حملہ کیا مینے اون چاروں پر اور وہ سوتے تھے پس لے لیے مینے  
 ہتھیار اونکے پھر کر لیا مینے ہتھیاروں کو اپنے قبضے میں کہا سلمہ نے پھر کہا مینے قسم  
 بخدا اس فحاشی کی جس نے کرامت بخشی ہر روز سے محمد صلح کو نہ اٹھا و لگا کوئی تیسرا ہمارا

مگر کہ مارون گا اوسکی اوس چیز کو جس میں اوسکی آنکھیں ہیں پھر ہانک لایا میں نے اوسکو بغیر صلح  
 کی طرف کہا کہ میں نے اور لایا بچا میرا عام ایک آدمی کو قیدی لے گیا کہ کہا جاتا تھا اوسکو مار  
 لیے آتا تھا اوسکو ایک گھوڑے پر کہ اوسپر عرق گہر پڑا تھا اس ستر آدمیوں کے مشرکین میں  
 سے پس دیکھا اون کی طرف بغیر صلح نے پھر فرمایا کہ جانے دو اونکو تاکہ ہو و انہیں  
 کی طرف ابتداء سے بغیر صلح کی عہد شکنی کے اور خود فوراً کا پس معاف کیا اونکو رسول اللہ صلعم  
 اور اتاری خدیہ قالی نے یہ آیت کہ وہ اسد وہ ہوسنے باز رکھے اون کے ہاتھ  
 اور تھما سے ہاتھ اون سے بطن مکہ میں بعد اسکے کہ فتح کر دیا نکلا و پھر تمام آیت  
 پوری کہ اس نے پھر چلے ہم در حالیکہ رجوع کرنے والے تھے طرف مدینہ کے اسی شہ  
 دیکھ کہ اوس حدیث صحیح سے خوب ثابت ہو کہ یہ قصبہ عین حدیبیہ کا بعد وقوع صلح کے ہو  
 اوسہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ہنوز اونکی طرف سے کچھ قتال اور پوری پوری عہد شکنی نہیں  
 ہوئی تھی آئینہ اوسکا ارادہ یہ تھا کہ غفلت دیکھیں تو دھوکا دیکر کچھ غارت گری میں  
 یا چھاپہ ماریں مگر اسکا ظہور کچھ نہیں ہوا تھا اسی سبب حضرت صلعم نے اوسکو چھوڑ دیا  
 تاکہ ایسا نہ ہو کہ ابتداء عہد شکنی کو حضرت صلعم کی طرف منسوب کیا جاوے اور اسی واسطے  
 یہ فرمایا کہ جانے دو اونکو ابتداء سے عہد شکنی کی آنکھیں کی طرف سے ہو دیکھیں اظہار ہوا  
 کہ یہ واقعہ علق حکم آیت **وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحُوا لَهَا** کے ہونہ آیت **إِذَا أَقْبَلْتُمُ الدِّينَ**  
**لَكُمْ فَاصْطَبُوا إِلَيْهِ قَائِلِينَ** کے اور خود حدیث اول میں بھی کلمہ موجود ہے کہ دلیل قوی ہے کہ  
 کہ حالت صلح میں اون کو پکڑا گیا تھا نہ حالت قتال میں لہذا استدلال مجتہد عظمیٰ اوس  
 غلطی فاش اور سر اسر غفلت مجتہد عصر کی اور ناواقفی اون کے طریقوں اور شرائط  
 اجتماع سے ہے اور مطابق منطوق **وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحُوا لَهَا** اور مفہوم **وَإِنْ لَمْ يَكُنْ**  
**يَعْنِي لَكُمْ لَكُمْ السَّلَامُ وَيَكْفُوا أَيْدِيَهُمْ فَنُحَذِّرُهُمْ وَأَقْبَلُوا وَهُمْ حَيٌّ يَفْقَهُوا**  
 کے ہے لوگ صلح استوجب قتل و شرافت کے تھے بلکہ مستحق اسی امر کے تھے جو ان

ساتھ کیا گیا قال تمام علماء اور مفسرین اور اہل سیرت کا قائل ہیں کہ لشکر کشی بعد  
 فتح مکہ ہوئی اقول سراسر غلط فرماتے ہو سب کا یہ قول نہیں بعض نے ازلہ خطا اس واقعہ  
 کو بعد واقعہ فتح مکہ کے سمجھا ہو سو بمقابلہ ایسی خبر تند کے جو منہ صیح مسلم سے  
 نقل کی وہ قول اصحاب قبول کے لائق نہیں قاضی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر برہان و بیہد میں اس  
 آیت کی تفسیر میں بعد نقل کر کے قصہ خروج عکرمہ کے نزول اس آیت کا حدیث میں لکھ کر لکھتے  
 ہیں وقیل کان ذلک یوم الفتح و مستشهدوا بہ ان مکہ فتحت عنق و هو ضعیف  
 للسوق نزلت قبلہ اور کہا گیا کہ تھا یہ واقعہ روز فتح مکہ کے اور اس استدلال کرتے  
 ہیں کہ مکہ قہراً فتح کیا گیا ہو حال آنکہ یہ قول ضعیف ہے کیونکہ سورہ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی  
 ہو صاحب کشف لکھتے ہیں و ذلک یوم الفتح وقیل کان ذلک فی غزوۃ احد بیئۃ  
 اور تھا یہ معاملہ بروز فتح مکہ اور کہا گیا کہ تھا یہ حدیث میں تفسیر جلالین میں ہے یسئلونک  
 بالحدیث من بعد ان اظفر کمر علیک فما کان ثانی منہم طافوا بعسکرک و لیس صلیبوا  
 منکم فآخذوا ذویہم والی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففعل عنہم و خلی سبیہم  
 کان ذلک بسبب الصلح انتھایہ بات ہو کہ اسی آدمی تھا جسے لشکر میں رات کے وقت لے  
 کہ تھا جسے فرار ہو چھانے سے ہر ہند ہوں پس پڑے گئے وہ اور لائے گئے یہ غیر مسلم  
 کے پاس پس معاف کیا او کو بغیر صلح نے اور چھوڑ دیا تھا پس تھا یہ سبب افسس کے  
 یعنی صلح حدیبیہ کے و اقدی کتاب المغازی میں نزول اس آیت کا ایام حدیبیہ میں تھا  
 لکھتے ہیں اور اور مفسرین اور علم اور ارباب سیرت بھی مطابق انہیں کے لکھتے ہیں غرض ہمارا  
 نقل اقوال مفسرین اور مؤرخین سے یہ نہیں ہو کہ ہم ان کے اقوال سے استدلال کرتے  
 ہیں غرض صرف یہ ہو کہ مجتہد عصر نے جو یہ مجھوٹی بات لکھی ہو کہ تمام علماء اور مفسرین اہل سیرت  
 اس بات کا قائل ہیں کہ لشکر کشی بعد فتح مکہ ہوئی اسکا جھوٹا ہونا ثابت کر دین کہ اتفاق  
 سب مفسرین اور مؤرخین کا اسپر نہیں ہو بلکہ اقوال مختلف اسباب میں ہیں مگر قول صحیح

اس باب میں وہی ہی جو حدیث مستند سے ثابت ہوا اور مجتہد غرض فرماتے ہیں کہ لشکر کشی لشکر کشی بیان کرمان ہوئی تھی وہی لوگ بارادہ غارت و غارت آئے تھے کہ کچلے گئے نہ فوج کشی ہوئی نہ لشکر کشی اور ایک اور فوج کشی کا قصہ جو اکثر مورخوں اور مسرورین لکھا ہے وہ بھی روز حدیبیہ کے ہو کر کہنے اب تک اس کو کسی کتاب تہذیب نہیں دیکھا قال اور خود قرآن مجید کی آیت سے بھی ہی ثابت ہوتا ہوا قول یہ بھی دھوکا بہت دہر کا ہے کہ آیت میں تذکرہ بھی روز فتح کا نہیں ہے بلکہ البتہ ہوسوا و سکا اطلاق حدیبیہ پر کہ داخل مکہ قریب آبادی مکہ سے ہی ہو سکتا ہے اور نعيم مکہ سے تین یا چار میل کے فاصلہ سے ہو کر یا ان آیت ہمارے قول کی تائید کرتی ہے کیونکہ یہ آیت سورہ فتح میں ہے اور سورہ فتح فتح مکہ سے پیشتر اور چکی ہے بنا پختہ جاری کی کتاب التفسیر میں حدیث مرفوعہ متصل لکھی ہے اور اسکے آخر میں جو بیان نزول سورہ فتح کا ہے وہ ہم نقل کرتے ہیں فقال سهل بن حنيف فلقدر رأيتنا يوم الحديبية يعني الصلح الذي كان بين النبي صلعم و للشركيين ولونزى قتالا فلما تلتنا فجاء عمر فقال السنا على الحق وهم على الباطل اليس قتلا لنا في الجنة وقتلاهم في النار قال بلى قال فم أعطى الدنيا في ديننا وترجع ولا يلهم الله بيننا فقال يا ابن الخطاب رسول الله ولى يضيق الله أبكا فرجع متغيظا فلم يصبر حتى جاء بابا بكو فقال يا بابكو السنا على الحق وهم على الباطل قال يا ابن الخطاب رسول الله صلعم ولى يضيق الله تعا أبدا فقلت سورة الفتح كما سئل بن حنيف في قسمي كه ديكه ليا ابري عني لينه آپ کو یہ حدیبیہ یعنی بروز اوس صلح کے جو تھی درمیان بنی نبیہ صلعم اور مشرکین کے اور اگر ہم دیکھتے تھے تو بیشک لڑتے پھرتے پھرتے عمر نہ پھر کہا اور خون کہ کیا نہیں میں ہم حق پر اور کفار باطل پر کیا نہیں میں کشتگان ہمارے بہشت میں اور اوس کے دوزخ میں خرمایا پیغمبر صلعم کے کہ حق پر ہو اور وہ باطل پر اور تمہارے کشتگان بہشت میں اور اوس کے دوزخ میں کہا عمر نے

پھر کوین ہم دیوین نصف وقت کو اپنے دین میں اور پھر جاوین اور تہو کہ حکم نہیں دیا  
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا پیغمبر صلعم نے ای ابن خطاب میں خدا کا پیغمبر ہوں مجھ کو خدا بھی ضایع  
 و خوار نہ کرے گا پھر گئے عمر غصے میں پیش صبر کیا کہ آئے ابو بکر کے پاس پھر کہا کہ ای ابو بکر  
 کیا تم حق پر نہیں ہیں اور وہ باطل پر کہا ابو بکر نے ای ابن خطاب تم صلعم خدا کے پیغمبر  
 ہیں اور خدا و نگو خوار نہ کرے گا کبھی کبھی نازل ہوئی سورۃ فتح پھر جاری میں دوسرے  
 طریق سے سہل بن حنیفؓ سے روایت ہو کہ فانا کنا مع رسول اللہ صلعم لسانہ علی اللہ و  
 ولو تری قتلاً لقاتلنا فاجاء عمر بن الخطاب فقال یا رسول اللہ صلعم لسانہ علی اللہ و  
 علی باطل فقال بئنا فقال ایس قتلاً فانی الجنة وقتلاہ فی النار قال بئنا فقال  
 فعلے ما فعلی الدین فی دیننا انزع ولو حکم اللہ بیننا و بینکم فقال یا ابن الخطاب  
 ای رسول اللہ صلعم ولین یضیع علی اللہ ابدًا فانطلق عمر لے لے بکوفہ فقال لے مثل ما  
 قال للنبی صلعم فقال اند رسول اللہ صلعم ولین یضیع اللہ ابدًا فنزلت سورۃ الفتح  
 فقراء رسول اللہ صلعم علی عمر الی اخرها قال عمر رسول اللہ وقتہ و قول نعم رسول بن حنیفؓ  
 کہتے ہیں کہ ہم تھے ساتھ پیغمبر کے حدیبیہ کے روز اگر دیکھتے تھے کہ انی تو اترے پھر کہ عمر بن خطاب  
 پھر کہا او خود بخود ای رسول اللہ صلعم کیا نہیں میں ہم حق پر اور وہ شرکین باطل پر فرمایا پیغمبر  
 صلعم نے تم حق پر ہو اور وہ باطل پر پھر کہا عمر نے کیا نہیں ہیں کشتے ہماری طرف کے  
 بہشت میں اور کشتے انکی طرف کے دوزخ میں فرمایا ہاں تمھاری طرف کے کشتے  
 بہشت میں اور انکی طرف کے کشتے دوزخ میں کہا عمر نے پھر کس بات پر ہم دیوین وقت  
 اور ضعیف کو اپنے دین میں کیا پھر جاوین ہم اور نہیں حکم کیا ہو خدا نے ہمارے اور کو  
 دوزخ میں پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے ای بیٹے خطاب کے تحقیق میں رسول خدا کا ہون اور  
 ہرگز ذلت نہ کیا مجھ کو خدا ابھی پھر چلے گئے عمر رضی اللہ عنہ پاس ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پھر اونسے بھی یہی  
 کہا جو رسول اللہ صلعم سے کہا تھا پھر کہا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بیشک وہ یعنی محمد صلعم خدا کے پیغمبر

ہیں ان کو خدا قلت اور خواری نہ کیا کبھی پس نازل ہوئی سورہ فتح پس پڑھا اور سکو پیغمبر  
 نے عمر رضی کے ساتھ سورہ تک کہما عرض نے ابایہ صلح ہماری فتح ہو فرمایا پیغمبر صلح نے  
 بیشک فتح ہو آب یہاں ایک بات باقی رہی کہ بعض نے اواقف محاورہ عربی سے مانند  
 محمد عمر کے شاید یہ تو ہم کہیں کہ آیت میں کلہ لطن مکہ واقع ہوا اور یہ معاملہ حدیبہ کا ہو تو  
 جواب اس کا یہ ہو کہ لفظ لطن سے یہ ضرور زمین ہو کہ بچا بچ آبادی کا یا آبادی مرادی جوا  
 از روے لغت کے لطن الوادی کے معنی داخل الوادی ہیں خواہ درمیان ہو خواہ  
 کوئی کنارہ ہو جو بحر صیاح میں لکھتے ہیں کہ بطن الوادی دخلتہ اور چونکہ حدیبہ نو میل  
 آبادی مکہ سے کنا سے حرم مکہ پر ہو اور تنعیم چار میل آبادی مکہ سے ہو تنعیم و حدیبہ  
 میں جو چوچکل اور پھاڑ واقع ہو وہ سب حرم مکہ اور لطن مکہ اور عین مکہ ہو خارج اوس سے نہیں  
 پس اس طلاق لفظ لطن مکہ اوس موقع پر بھی بموجب لغت عرب ہر آئینہ صحیح ہو جیسا جو قاضی  
 میں لکھا ہو مکہ احکامہ و نقصد و عند مکہ للبلد الحرام و السلام مکہ یعنی اس معنی کے اعتبار  
 سے بلکہ حرام اور کل حرم کو مکہ کہتے ہیں اور تنعیم کلام اہل حجاز سے ثابت ہو کہ وہ لوگ  
 بھی حدیبہ اور اوس کے لواحق کو بلفظ لطن مکہ تعبیر کیا کرتے تھے چنانچہ انھیں ایام  
 میں جو جناب رسالت مصلیٰ نے مقام حدیبہ فرود گاہ لشکر اسلام سے عثمان بن عفان  
 کو مکہ کو بھیجا ہو اور عبداللہ بن عمر رضی سے یہ معاملہ بخاری اور مسلمین روایت کیا ہو تو انھیں  
 عبداللہ بن عمر رضی حدیبہ فرود گاہ لشکر کو بلفظ لطن مکہ فرماتے ہیں اور کلمات روایت  
 کے یہ ہیں فلو کان احدنا بطن مکہ من عثمان رضی لبعثت عثمان الی مکہ  
 و کانت بیعتہ الرضوان بعد ما ذهب عثمان رضی الحدیث یعنی ہوتا کوئی شخص بطن  
 مکہ (یعنی حدیبہ فرود گاہ لشکر میں) مقرر زیادہ عثمان رضی سے ہر آئینہ صحیح ہے پیغمبر  
 اور سکو پیغمبر صلح نے عثمان کو مکہ کو اور تھی بیعت الرضوان بعد جائے عثمان  
 کے الی آخر الحدیث علی کونہ بران یہ شبہہ لقاؤس تقدیر پر بھی وارد ہوتا ہو کہ اس

واقعہ کو واقعہ روز فتح مکہ سمجھا جاوے کیونکہ ایام فتح مکہ میں بھی پیغمبر صلعم نے عین آبادی  
مکہ میں قیام نہیں فرمایا تھا بلکہ قبل از فتح مکہ انظران میں جو سوطھ میل - مکہ کی آبادی  
ہی خمیمہ ہوا تھا چنانچہ یہ بات حدیث بخاری سے جو باب ابن رکر الہی صلعم الراہی عام  
الفتح میں نقل کی ہوئی ثابت ہو اور بعد فتح مکہ کے خیف کناہ میں خمیمہ ہوا تھا اور مکہ  
کے گھروں میں قیام نہیں فرمایا چنانچہ بخاری نے اسامہ بن زید سے روایت  
کی ہوئی کہ قال ذمنا الفتح ابن تلزل غدا قال لبني صلعم وهل ترون لنا عقيل من  
منزل كما اسامہ نے زمانہ فتح میں یا رسول اللہ کہا ان او ترينكے آپ کل فرمایا پیغمبر  
صلعم نے ایا کوئی او ترنے کی جگہ ہمارے لیے عقیل نے چھوڑی ہو یعنی عقیل بن  
ابی طالب نے ہمارے لیے کوئی جگہ مکہ میں نہیں چھوڑی الحدیث دوسری حدیث  
ابو ہریرہ رضی سے روایت کی ہوئی عن النبی صلعم قال منزلنا ان شاء الله تعالى اذا  
فتح الله عز وجل الخيف حيث تقاسموا على الكهنا پیغمبر صلعم سے روایت کرتے  
ہیں کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے انشاء اللہ تعالیٰ جب خدا اچکوفتح دیدے تو مٹھرنے کی جگہ  
ہماری خیف ہو جہاں باہم عہد کیا تھا شریکین نے اوپر کفر کے اور ظاہر ہو کر خیف  
فاصلہ پر آبادی سے تھا کیونکہ خیف منے میں ہو تین میل - مکہ سے اور وہ اسوقت  
ایک جنگل تھا چنانچہ قول زہری کا بخاری میں باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب لہم  
مال وارضون فی لہم من لکھا ہو والخيف الوادي قاموس میں لکھا ہو الخيف غرة  
بيضاء فی الجبل الاسود الذي خلف ابی قبيس وبها يسمى مسجد الخيف او لکھا  
ناحیة تقع فی النخلة خيف سفید تھری ہو جبل اسود میں جو ابو قیسیس پہاڑ کے پیچھے  
اور اسی نام سے نام رکھی گئی ہو مسجد خیف یا اسلیہ کہ وہ ناحیہ ہوا محمی سے پر  
واضح ہوا کہ یہ شہر نے اصل جیسا واقعہ حدیبیہ پر ہو سکتا ہو ویسا ہی واقعہ فتح مکہ پر  
بھی وارد ہوتا ہو ایت اور شہرہ واہی ناواقفوں کو یہ ہو سکتا ہو کہ چونکہ سورہ فتح میں

یہ کلمات ہیں اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا اور اس سے ظاہر ہے کہ سورہ فتح بعد فتح مکہ کے  
 نازل ہوئی ہو سو یہ شبہ بھی بجا ہی کیونکہ احادیث مرقومہ سابق سے ظاہر ہے کہ وہ فتح مکہ  
 حدیبیہ ہی پر ہوا چنانچہ حضرت عمرؓ نے پیغمبرِ اہلِ صلعم سے دریافت کیا کہ آیا وہ فتح ہے یعنی یہ معاملہ  
 حدیبیہ فتح ہی فرمایا پیغمبرِ صلعم نے ہاں فتح ہی اور تفصیل اس کی کتب تفاسیر میں مرقوم ہے علاوہ  
 بران چند آیت جو اسی سورہ میں ہیں اور نسے خود ظاہر ہے کہ یہ سورہ قبل از فتح مکہ نازل  
 ہوئی ہو صحیحین اور ترمذی میں بھی عن انس قال قال علی بن ابی طالب اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا  
 فَتَحًا مُبِينًا لِيَعْلَمَنَّ اَنَّكَ اللَّهُ مَا تَقْدَامُ مِنْ دُنْيَاكَ وَمَا تَأْخُرُ مِنْ رَجْعٍ مِنَ الْحَدِيثِ  
 خالفتم المبین هو فتح الحدیبیۃ الحدیث کہ انسخ فی کہ نازل ہوئی اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا  
 مُبِينًا لِيَعْلَمَنَّ اَنَّكَ اللَّهُ مَا تَقْدَامُ مِنْ دُنْيَاكَ وَمَا تَأْخُرُ مِنْ رَجْعٍ مِنَ الْحَدِيثِ  
 سے پس فتح مبین فتح حدیبیہ ہی قال مگر بعض لغویوں میں ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ میں  
 قبل فتح مکہ ہوا تھا اقول مجتہد و ہر سخت لغوی اور از بس یا وہ گوین کہ ایسے سند اور  
 ثابت راہیوں کو لغویات میں ہر ایک کو بی خیال نہیں کہ باستطہار روایات غیر ثابتہ تلویح  
 کے کہ وہ بھی مختلف فیہ ہیں صحیح سند راہیوں کی تکذیب کرتے ہیں دعویٰ تو ظہر  
 یہ کرتے جاتے ہیں کہ ہم ہر احوال سند کے روایات کتب سیر و تواریخ کو نہ مانیں گے  
 اور بڑی تشبیہ اس پر کرتے ہیں کہ کتب تواریخ و سیر مدار سلطنت شریعہ کے ہو وین مگر  
 ہولے نفسانی یہاں تک غالب ہے کہ ہر حکم اپنے قول کے بضلات عمل کرتے  
 ہیں اور انھیں کتب غیر معتبرہ سے استدلال فرماتے ہیں عرقہ علی اقدام اللوح  
 لا شئ قال لیکن جب کہ سب لوگ اس روایت کو مردود جانتے ہیں تو اس پر  
 بحث کرنے کی ضرورت نہیں اقول کیوں اپنی عاقبت خراب کرتے ہو کیوں  
 سب لوگوں پر افتراء پکارتے ہو کس نے اس روایت کو مردود جانا ہی اس کا  
 نام نہ لکھو روایات بخاری اور مسلم کو سولے آپ کے کون مسلمان مردود جانے گا



قال دوم اسار سے بنی خذیمہ اقول جناب مجتہد دہر خذیمہ بنجانی مجتہد بنی  
 ناوا قننی سے ہر جگہ کہ او خذیمہ بالخی البعیر لکھتے ہیں بلکہ خذیمہ بحیرہ اقول بنی  
 القاموس و خذیمہ کسفینۃ قبیلۃ من عبد النیس قال اس غزوہ کی  
 جو حدیث بخاری میں ہے اس کو ہم تو اپنی استنباط کئے وافق سمجھتے ہیں۔  
 اقول غلط سمجھتے ہیں۔ اقول اور وہ حدیث یہ ہے عن سالم عن ابیہ قال بحث  
 النبی صلعم خالد بن الولید الی بنی خذیمۃ فدعاہم الی الاسلام فلو  
 یحسنون یقولوا اسلمنا فنجعل یقولون صبا ناصبا نافعین خالد یقتل ریاس  
 و د فصر الی کل رجل منا اسید حتی اذا کان یوم اخرنا من خالد یقتل کل رجل  
 منا اسید فقلت واللہ لا اقتل اسیدی ولا یقتل رجل من اصحابی اسید حتی  
 قد منا الی النبی صلعم فذکرنا لہ فرفع النبی صلعم یدہ فقال اللہم انی ابوء  
 الیہ ما صنع خالد مرأتین سالم نے روایت کی ہے کہ اس کے باپ نے کہا کہ بیوی خذیمہ  
 صلعم نے خالد بن ولید کو شکر دیکر بنی خذیمہ پر بھیجا خالد نے ان کو کہا کہ تم مسلمان  
 نہ ہو جاؤ اور بخون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے بلکہ  
 یہ کہنے لگے کہ ہم بد مذہب ہو گئے پس خالد نے ان کو قتل کرنا مشروع کیا اور  
 ہر ایک کا قیدی اسی کے سپرد کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو خالد نے حکم دیا  
 کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے پس کہہ گئے کہ خدا کی قسم میں تو اپنا قیدی نہیں مارتے گا اور نہ میرے  
 ساتھیوں میں سے کوئی اپنے قیدی کو مارے گا جب کہ ہم رسول خدا صلعم کے پاس گئے تو ہم نے ان  
 باتوں کا ذکر کیا پس انہیں خذیمہ خذیمہ علیہ السلام نے اپنے ہاتھ اٹھائے اور دو دفعہ  
 کہنا کہ باخبر رہا جو کچھ خالد نے کیا ہے میں اپنی برائت تیرے سامنے اس سے  
 قطع کرتا ہوں اقول جناب مجتہد کیا خاک آپ کا اجتماع ہو آپ تو  
 مجتہد یوں کے برابر بھی نہ سمجھتے خذیمہ کو خذیمہ ہر جگہ لکھتے ہو فلم یجزموا ان یقولوا

اسکنا کے معنی یہ لکھتے ہو کہ اوٹھوں نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ  
ہم مسلمان ہو گئے حال آنکہ ترجمہ سر غلط خلاف لغت کے ہو بلکہ اسکے معنی ہیں  
کہ نہ جانا اوٹھوں نے یہ کہ کہین لفظ اسکنا صحیح جو ہری دیکھیے وہ لکھتے ہیں  
وہو یکن الشئ ای یعلمہ یعنی عرب کہتے ہیں کہ ہو یکن شئ ای جاننا ہو وہ  
ہو شئ کو فاموس میں ہی ہو یکن شئ اسانا ای علمہ یعنی معنی یکن شئ کے جو باخمال  
سے یہ ہیں کہ وہ جانتا ہی اس شئ کو پھر صبا کا ترجمہ یہ کیا کہ ہم بد مذہب ہو گئے  
یہ بھی غلط ہی اسکے معنی اس جگہ میں کہ ہم اپنے دین سے خارج ہو گئے فاموس میں ہی  
صبا کہ نہ و کم صبا و صبو و صبو و صبو عن دین الی اخر صحاح میں ہو صبا  
الوجل صبو و اذا حیز من دین الی دین قال ابو عبیدہ صبا من دین الی دین انا  
کما انصباء النجوم او تخرج من مطالعہ پھر الفاظ حدیث یہ ہیں حتی اذا کان یوم امر  
خالد مراد یوم سے مجرور وقت ہو یعنی جبکہ وقت قتل سیران آپہنچا تو حکم دیا خالد نے  
انہ آپہنچا دیران یوم و امر کے ایک لفظ آخر اور بڑھا دیا ظاہر امشکوۃ مطبع احمدی  
مطبوعہ شامین جو اس مقام پر جگہ خالی ہی آپہنچا سمجھا کہ یہاں کچھ لفظ رکھا ہو پھر  
آپہنچا طبیعت فزون سے لفظ آخر اس جگہ گڑ کر لکھ دیا پھر بحالی جعل القیول  
کے جعل القیول لکھ دیا یہ بھی نہ سمجھے کہ جعل صیغہ واحد اور یہاں ضمیر جمع کی فعل میں  
چاہیے پھر باوجودیکہ اصل حدیث میں لفظ یدہ بلفظ مفرد لکھا ہی ترجمہ اوسکا بلفظ متنیہ  
لکھا کہ ہاتھ اوٹھائے قال ہمارے مخالف تو اس حدیث سے یہ استدلال کر گئے  
کہ اس غزوہ میں جو بعد فتح مکہ ہوا خالد نے قیدیوں کو قتل کیا اور انکے قتل کا  
حکم دیا پس معلوم ہوتا ہو کہ آیت من و فلا منوخ ہو چکی تھی یا اوس سے صریحاً  
نہا قول البتہ ہم اس حدیث سے برہنا آپ کے اقرار کے استدلال کرتے  
ہیں کیونکہ آپ اس جگہ اقرار کرتے ہیں کہ بہت سے اصحاب جو خالد کے ساتھ

وہ نزول آیت من وفدا سے واقف تھے پس ہماری محبت آپ پر تمام ہو گئی یعنی  
 باوجود واقفیت کے آیت من وفدا سے نہ اونھوں نے قیدیوں کو احسان بھرا  
 چھوڑا نہ فدیہ لیکر بلکہ اونکو بکڑ لائے بڑا تعجب یہ ہو کہ آپ نے یہ بات شرم میں عکس  
 اثبات کے واسطے بتایا ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے بعد فتح مکہ کے کسی قیدی کو  
 لونڈی غلام نہ بنایا اور یوں لیل اپنے مدعا پر لائے ہیں فرمائیے کہ اس حدیث  
 سے کیا مدعا آپ کا ثابت ہوا خالد بن ولید نے جو لبیب غور نہ کرنے کے  
 اونکے الفاظ پر اور لبیب نہ تحقیق کرنے کے اونکے مدعا سے دلی کے ایک یہ  
 غلطی کی کہ بعض تو قید کیا دوسری غلطی کی کہ اونکو قید کر لیا اور یہ بات خلاف  
 مرضی جناب پیغمبر صلعم کے وقوع میں آئی اسلیے دوم مرتبہ جناب پیغمبر صلعم نے اونکے  
 ان دونوں فعلوں سے تبرہ کیا آپ کا اس سے کیا مدعا ثابت ہو عبث اپنے  
 اس واقعہ کا بیان لکھ کر اپنی ناواقفیت علوم عربیہ اور زبان عربی سے اعلان کرنا  
 اور ہماری اوقات گنوائی اور کچھ مدعا آپ کا حاصل ہوا قال مگر یہ دلیل دو وجہ  
 غلط ہی اول تو خالد کا فعل ناسخ آیت قرآنی نہیں ہو سکتا قول استدلال  
 علما حنفیہ کا یہ ہے کہ آیت من وفدا آیات سورہ براءۃ وغیرہا سے جنکا ذکر اوپر ہو چکا  
 ہے منسوخ ہو گئی ہے اور تائید اس کی فعل خالد بن الولید سے ظاہر ہے کیونکہ اگر وہ  
 آیت منسوخ نہ ہوتی تو خالد بن الولید اونکو قتل کرتے نہ قید کرتے بلکہ یا فدیہ  
 لیتے یا احسان رکھتے علما حنفیہ کا یہ قول ہرگز نہیں کہ خالد رض کا فعل ناسخ آیت  
 ہو گیا پس جواب مجتہد دہر کا واسطے استدلال علما حنفیہ کے کافی نہیں اور  
 استدلال علما شافعیہ کا یہ ہے کہ آیت منسوخہ کے کلمات صرطان نہیں سمجھا جاتا وہ نہ  
 خالد بن الولید کہ اویسی قوم سے تھے کہ جنگی زبان میں قرآن نازل ہوا ہونہار ایسا

نہ کرتے سو مجتہد دہر کی وجہ اول میں اونکے استدلال سے کچھ تعرض نہیں قال  
 دوسری اور بت سے صحابوں کا جو خالد کے ساتھ تھے قیدیوں کے قتل سے  
 انکار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آیت میں وفدا سے واقف تھے اقوال اس  
 بیان سے تو استدلال میں کچھ بھی خلل واقع نہیں ہوتا بلکہ مؤید استدلال ہے کہ باوجود  
 بقول مجتہد عصر کے بھی اکثر صحابہ آیت میں وفدا سے واقف تھے پھر بھی اونہوں نے  
 نہ سیکو احسان رکھ کر چھوڑا نہ فدیہ لیکر چھوڑا اور قتل سے انکار کرنا بعض صحابہ کا سن  
 وجوب میں وفدا کا نہیں بلکہ ظاہر یہ بات ہے کہ خالد بن الولید نے لفظ صبا ئما کے  
 مراد کو تحقیق نہ کیا اور اجر لے حکم قتل میں بلا تحقیق عملت کی اور پھر اور صحابہ نے  
 انکار کیا اور قتل کے مانع ہوئے اور ممکن ہے کہ انکار قتل اس سبب ہو کہ قتل انکار  
 واجب نہیں استرقاق بھی جائز ہے قال اور کیا عجب ہے کہ اہو وقت حضرت خالد  
 واقف نہ ہوئے ہوں اسلیے کہ انھی آیت قتال کو نازل ہوئی صرف کئی دن ہو  
 تھے اور خالد بن الولید اون دنوں میں لڑائیوں میں مصروف تھے اقوال واقف  
 ہونا اور صحابہ رض کا اور نہ واقف ہونا خالد بن الولید رض کا آیت متکوہ سے نہایت  
 مستبعد ہے کیونکہ ایام فتح کا میں یعنی جن ایام میں کہ مجتہد دہر نزول آیت کے عی  
 میں خالد بن الولید رض ہمراہ پیغمبر صلیم کے تھے اور لڑائی پر نہیں بھیجے گئے تھے  
 چنانچہ بخاری میں جو حدیث این رکز النبی صلعم الایہ یوم الفتح میں روایت کی ہے  
 او میں یہ کلمات واقع ہیں وامر رسول اللہ صلعم خالد بن الولید ان یدخل  
 من اعلى مكة من گداء اور جس لڑائی میں یعنی غزوہ فجع میں خالد بن الولید رض  
 تھے اس لڑائی میں عباس بن عمر بھی جنہوں نے انکار قتل اس لیے بنی جذیرہ کا تھا  
 مصروف تھے اور ہمراہ پیغمبر صلیم کے مکہ میں داخل ہوئے تھے چنانچہ پیام بھی احادیث  
 بخاری و مسلم وغیرہا سے ثابت ہے قال پس چنانچہ یہاں کہ جن لوگوں نے قیدیوں

قتل سے انکار کیا اور انکو صبا نا کے لفظ سے اس بات کا شبہ ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہو چکے تھے کیونکہ اگر وہ انکو مسلمان سمجھتے تو قید ہی کا ہیکو کرتے اقول دلیل مجتہدہ کی انکے مدلل کے مطابق نہیں بنائے اسیری اور پرستہا کے ہو اور دلیل دینی ہو اور یقین صحیح عالم کے حقیقت اگر وہ انکو مسلمان سمجھتے اور انکے اسلام یقین کر لیتے تو زہار انکو قید نہ کرتے مگر چونکہ لفظ صبا نا افادہ اسلام میں مجمل تھا لہذا انکو قید کر لیا اور اسی اجمال اور شبہات کے سبب سے خالد بن الولید نے جو ان کے قتل میں جلدی کی اور سکے مانع ہوئے اور انکے باب میں رسول اللہ صلم کے پاس ہو چنے تک اجر لے حکم کو ملتوی رکھا قال غرض کہ یہ واقعہ اس وجہ سے کہ خلافت مرضی رسول اللہ صلم کے ہو اور آنحضرت صلم نے اپنی نافرمانی سے ظاہر کی ہماری استنباط کا مثبت اور محدود معاون ہو اور ہمارے مخالفوں کے مفید نہیں اقول ہم بھی کہتے ہیں کہ خالد بن الولید نے جو فعل وقوع میں آیا وہ خلاف مرضی پیغمبر صلم کے تھا مگر ہمارے اور مجتہد دہر کے درمیان میں یہ بحث ہو کہ امور غیر مرضیہ کیا تھے مجتہد دہر اصل حدیث سے مستدل ہیں اور ہم مجیب ہیں فرض کرو کہ یہ حدیث ہمارے مفید نہیں مگر ہمارے مفید نہونا مستلزم کما نہیں کہ مجتہد دہر کے مفید ہو کیونکہ حدیث میں تو کچھ تصریح وجوب میں وفاداری نہیں اور احتمالات مفید مجتہد مستدل اور مفید ہمارے برابر ہیں بلکہ احتمالات مفید ہماری نسبت احتمالات مفید مجتہد دہر زیادہ تر قوی ہیں پس جب تک کہ وہ احتمالات جو ہمارے مفید ہیں مجتہد دہر انکو قطع نہ کرینگے استدلال و نفا صحیح نہیں ہو سکتا قال سوم ساری ہوازن اقول بحکم آنکہ انفریق تیشبت بکل شیش آپنے اس قصہ میں زیادہ تر کتب سیر سے استدلال کیا ہو کہ استنباط مسائل فقہ میں اگر تک کسی مجتہد نے اوپر توجہ نہیں کی اور زندہ اس لائق ہیں کہ استنباط مسائل فقہ میں اوپر ایک ذرہ بھی اعتبار کیا جاوے

جزا تعجب ہو کر آپ نے چند ایسی کتابیں حدیث کی کہ بنیہ ضعیف و صحیح حدیثیں مخلوط ہیں باق  
 الاعتبار طہرائی میں اور کتب سیر سے کہ نہ جنگی حکایات و روایات کا ٹھکانہ سلسلہ  
 رواۃ کا صاحب جی صلعم تک پہنچا ہی نہ راویوں کا نام معلوم ہی استہلال فرماتے ہو  
 صلت علی الاسناد و بلبک عن الشافعی خوب سمجھ لیجیے کہ میں ایک ذرہ بھی سیرت شریف  
 اور سیرت مخبر کی طرف متوجہ نہ ہو گا اور حقد رکھ آپ انکی بنا پر کچھ لکھا ہو گا اوکو  
 سزا سرفرازاور بے بنیاد سمجھ کر لو س کچھ بھی تعرض نہ کرو نگاہی وہاں تھا جس سے آپ نے  
 شروع رسالے میں بہت لاف و گداز کی باتیں نکالی تھیں سبحان اللہ گرے تو ایسے  
 گرے یا باین شور شوری یا باین نے مکی مصرعہ برزقہ تو انہمہ و اغ شراب حبیبیت  
 اور آئندہ بھی آپ کا لحاظ رکھیں کہ بقاء ہر مسلمانوں کے کرب سیر و لوایرخ سے  
 استدلال نہ کیا کریں ورنہ مطلقاً جواب نہ دیا جاوے گا قال بخاری میں اسی واقعے  
 کی بابت یہ حدیث ہے ان رسول اللہ صلعم قام حین جاءہ وفد ہوا زن مسلمین  
 خصالوہ ان یرد الیہم موالہم و سبیہم فقال لہم رسول اللہ صلعم معی من  
 ترون و لحب الحدیث الی اصدقہ فاختروا احدی الطائفتین اما السید  
 و امثال المال و قد کنت استانیبت بک و کان انظر ہو رسول اللہ صلعم بضع  
 عشر لیلۃ حین فقل من الطائف فلما تبین لہم ان رسول اللہ صلعم غیر اراد  
 الیہم الا احدی الطائفتین قالوا فانما نختار سبینا فقام رسول اللہ صلعم فی المسلمین  
 فاتنی علی اللہ بھا ہا ہلہ شوقا لما بعد فان احوالکم قد جاء و نانا تبین وانی  
 قد رأیت ان ارد الیہم سبیہم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ذلک  
 و من احب منکم ان یكون علی حظہ حتی نعطیا یا ہ من اول ما یفی اللہ علیا  
 فلیفعل فقال للناس قد طیبنا ذلک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلعم وانا لا  
 ندرعی من اذن منکر فی ذلک من لویا ذن فادعوا حتی یوقع الیناعرا فاء کوام کم



کذب علی متعده فلیتبع مقعدہ من النار جسے جھوٹے بولنا مجھ پر خدا تو چاہے کہ میرا  
 کر لے وہی جگہ دفع بین انصاف کے کہ کوکہ معی من ترون کا یہ ہی ترجمہ ہو جو آپ نے لکھا ہے جب  
 آپ عادیث نبوی کے معنی بھی نہیں سمجھ سکتے تو کیوں بولاموسیٰ میں پڑ کر مجھ پر بنے ہو سنیں  
 معنی معی من ترون کے معنی ظرف ہو اور علی اختلاف النحاة بتاویل حملہ علیہ یا اہمیہ کے  
 خبر مقدم ہو من حصول ہو ترون فعل صلیہ ہو ضمیر عائذ مذوف ہو صلیا کہ اکثر ہوتا ہو کما قال  
 وقد یحذف العائد لقیام قرینہ پس تقدیر کلام یہ ہو کہ معی من ترون نعم ترون رویت  
 بصر سے ہی نہ رویت قلب راہت راکھا کیونکہ رویت طلب متعدی الی المفعولین ہوتا ہو اور ات  
 راکھا کا یہاں موقع نہیں اور نہ کچھ معنی صحیح ہو سکتے ہیں من مخصوص ہو واسطے ذوی العقول کے  
 قال الجوهری ومن اسلم لمن یصلہ ان ینحاطب هو ہم غیث تمکن وهو فی اللفظ واحد  
 یتکون فی معنی الجماعة یعنی من اسم ہو واسطے اوس کے جو صلاحت خطاب کی رکھتا ہو اور  
 مبہم غیر ممکن ہو اور لفظ من واحد ہو اور ہوتا ہو معنی جمع میں پس ترجمہ صحیح اس حملے کا یہ ہو  
 کہ میرے ساتھ وہ لوگ ہیں کہ جنکو تم دیکھتے ہو مراد اس کے یہ ہو کہ میں تمھارے سوال کے پورا کر  
 میں بالانفراد اختیار نہیں رکھتا بلکہ میرے ساتھ تو یہ جماعت ہو کہ جنکو تم دیکھتے ہو یعنی  
 بلا استرضای اس جماعت کے تمھارے سوال کے پورا کر دینے میں معذور ہوں سو مجھے ایک  
 بات پکی سچی کہدو پھر آپ نے یہ رد الیہم اموا کہم وہی ہم کا ترجمہ کیا ہو کہ پھر یہی جاوین انہی بھی  
 غلط ہو یہ رد فعل معروف ہو اور اموال و رب ہی مفعول و ضمیر فاعل مستتر راجع طرف رسول اللہ صلی  
 علیہ وسلم کے ہو صحیح ترجمہ یہ ہو کہ پھر وہی رسول اللہ صلی علیہ وسلم ان کو ان کا مال و رب ہی پھر وقد انت استانیت ہم کا  
 ترجمہ جو یہ کیا کہ میں بیشک تم سے ان سے کہتا ہوں اس کا ظاہر ہوتا ہو کہ جناب مجتہد حضرت نور  
 عالم تصریف نے کھلی داقت ہیں یہ بھی نہیں سمجھتے کہ استانیت استغلت الی یا فی سے ہو اور  
 ناقص ہو النقص سبب جو صیغ اللام معزولانہ ہو کہ سطر صبر ہو سکتا ہو (ان ی) و (ان من)  
 کیونکہ ایک ہو سکتے ہیں جناب مجتہد صاحب نے مدعی اجتہاد ہیں جس کے لیے کمال مدخلت



عربیت میں درکار ہو یا تقدیر یا کمال غلطی کو تو ہم مبتدی ہی سمجھتے ہیں تعجب یہ کہ آپ باوجود ادبی  
 اجتہاد ایسی غلطی فاش میں مبتلا ہوئے جسے جب یہ حال ہو تو آپ کیا غلطک اجتہاد کر سکتے  
 ہیں آپ اپنا کام سمجھیں کیا ہم آپ کا نہیں ہو اس کام کے لیے بہت علم اور عقل درکار ہو شہر نہ ہو کہ  
 چہرہ برفروخت دلبری و انداز نہ ہو کہ آئینہ ساز و سجداری دانہ نہ ہو کہ ہر طرف کلمن کے منہ نہ ہوں  
 نشست ہو کلاہ داری و آئین سروری دانہ کہ آب سنیہ یعنی استنات بک کے چہرہ ہی  
 وہ کہتے ہیں استثنائی بسا اے قیصر بقال استثنائی نہ جی کہ معنی استثنائی جس کے انتظار  
 کیا اور حکما کہا جاتا ہو استثنائی نہ جی لا یعنی انتظار کیا اور سکا برس روز و گھوہ بیان بھی وہی لفظ  
 ہیں کہ استثنائیت بک یعنی مینے انتظار کیا تھا اور بڑا تعجب یہ کہ مملکت کے کلمے میں اردو ہی  
 ماضی پر بڑا غلو اور زور شور تھا اور بیان و ہودیک لفظ قد جو فائدہ بھی نہیں قربت یا ہوا اور کلمہ کنت کے  
 داخل ہوا اور احتمال بھی ارادہ حال کو استقبال کا باقی نہ رہا اور کیا آپ نے معنی حال ترجمہ کیا اپنے  
 پیچھے قاعدہ کے موافق یہاں بھی یہ فرمایا ہوتا کہ میں اس لکھا تھا جسے یہاں یہ کیوں فرمایا کہ  
 ان لکھا ہوں پھر آپ نے بضع عشرہ ذیلہ کا ترجمہ یہ کیا کہ دس بھی زیادہ رات تک یہ بھی غلط  
 صریح اور لفظ بھی تو نہ ثابت ہی غلط اور جملہ بضع کے معنی زیادہ بھی نہیں ہو جیسا کہ آپ  
 ناواقفی کی راہ سے سمجھ رہے ہیں من شری رحمہ اللہ علیہ صبحی سے نقل کرتے ہیں البضع  
 ما بین الثلث الی العشرۃ جو ہری لکھتے ہیں و بضع من العدد یکمل الباع و بعض  
 یفتیہا و ہوا بین الثلث الی التسع پس صحیح ترجمہ یہ ہو کہ انتظار کیا تھا اور کا بیغ صبر علم نے  
 مابین تیرہ اور نو میں راتوں کے لفظ عرفا و جو حدیث میں ہو یہ سے نزدیک جمع عریض یعنی  
 وانا اور عالم امور ہو جیسا کہ قول شاعرین ہو شاعر اور کلام اور حدت عکلا قیلہ ہو  
 بعضاں عریض و متوسع اور ہو سکتا ہو کہ بعض نقیب یا رئیس کہ ہوتی ترجمہ جی و فہم لینا  
 عرفاء کو امر کو کا بھی آپ نے غلط کیا ہو صحیح ترجمہ یہ ہو کہ ہو بجا وین ہو تک تمہاری ہو شہید  
 و دانیا سرور یا نقیب تھا را حال کلمہ صحر عرفاء کا ترجمہ یہ ہو کہ غلط کیا کہ غلط کیا کہ غلط

اور معمول کو فاعل بنا لیا صیغہ یہ کہ کلام کیا اور نسے عرفا ان کے نے یہاں تک نصیبان تھا  
 اور غلطیوں کا جو مجتہد و مفسر نسبت ناواقفی کی زبان عربی سے ظہور میں آئے اب ہم یہ کہتے  
 ہیں کہ یہ حدیث ہمارے مدعا کی دلیل ہو اور مجتہد عصر کے ابطال دعویٰ برحمت قاطع ہو چکا ہو  
 اول یہ کہ یہ غیر خبر صلعم اور نسے پر سبیل مانقہ الجمع کے یہ بات فرائی کہ اختیار کر دیا اموال کو یا  
 سبایا کو یعنی اگر مال لینا چاہو گے تو سبایا مذکور و مکی لیں ہر جو کہ سبایا کا نہ دینا اور استفادہ  
 و مکارمہ قریب غیر صلعم جائز تھا اس سبب سے صاف تحقق ہوا کہ من و فدا واجب نہیں اور کچھ منع  
 نہیں کہ من و فدا پر عمل نہ ہو و اور بھی خود عا ہمارا اگر دے لو گے جو واجب پر غیر صلعم کے مال کا  
 لینا اختیار کرتے تو صورت میں بلا شک و شبہ باقتضای مانقہ الجمع کے استراق سبایا کا واجب  
 حکم غیر صلعم کے لازم آتا ورنہ وہ صحر کہ جبکا مجتہد صاحب عہد کرتے ہیں صراحتہً باطل ہو جاتا  
 پس حدیث ہر آئینہ مثبت ہمارے مدعا کی اور مطلق دعویٰ مجتہد عصر کی ہو نہ برعکس دوسرے کہ اگر  
 فی الحقیقت چھوڑ دینا سبایا کا بطور احسان یا بعد لینے فدیے کے بغیر کسی شرط کے واجب  
 ہو جاتا جیسا کہ مجتہد صاحب عہد ہی کرتے ہیں تو اسکو مشروط و پر دست برداری دیکھا مال غنیمت  
 کے کیون کیا جاتا حال میں کہ چھوڑ دینا حکم آیت قرآن کے واجب تھا تو غیر خبر صلعم  
 اسکو مشروط اس پر کیون کیا کہ اگر مال نہ لو گے تو سبایا و مکی و مکی ورنہ نہیں کیا وے سے ہر عہد  
 مجتہد صاحب عہد کے معنی اور وضاحت من و فدا کو نہیں سمجھتے تھے کیا صاحب حنفی بھی  
 کو مجتہد صاحب عہد کے لئے سمجھتے تھے جو من و فدا کے وجوب مطلق کو مشروط و پر دست برداری دیگر  
 اموال کے فرماتے تھے اور جنکے چھوڑ دینے کا حکم قطعی قرآن میں آچکا تھا اور فدا کو یا بھرا کہ ہے  
 تھے العیاذ باللہ تعالیٰ تیسرے یہ کہ حالت میں کہ قطع فی الواقع چھوڑ دینے کی موجود تھی پس اگر  
 صحابہ میں سے کسی نے قطع فی الواقع چھوڑ دینا واجب لا ابراہیم خواہ کوئی رضی ہو یا نہ ہو قطع فی الواقع  
 فرمانا غیر صلعم کا اولیٰ ہر ضامین اور جب تک کہ من و فدا پر قطع رضی نہ ہو گئے تب تک غیر  
 سبایا کا صاف و پاک ہونا چاہیے کہ من و فدا کے وجوب نہیں بلکہ اختیاری امر ہو اور ہم ہی جگہ سے

استدلال سپر کرتے ہیں کہ آیت من وفدا سے وجوب من وفدا ثابت نہیں ہوتا یا یہ کہ وہ منسوخ  
 ہی اس لیے کہ اگر حکم او سکا وجوبی ہوتا اور صحابہ میں کسی کو سوا ایسا جیسا کہ مجتہد عصر سمجھتے ہیں مجھا  
 تو یہ موقع تھا کہ پیغمبر صلعم او سکا اعلان فرماتے اور صحابہ کو اس کے اچھے طرح کا گاہ کہتے نہ یہ  
 ایسے موقع پر ذکر بھی اون آیت کا زبان پر نہ لاتے جو قطعی دلیل کہ اگر من وفدا واجب تھا تو او  
 روز کے قریب تک اُنکو کیون روک رکھا تھا واللہ کہ جس کے واسطے کوئی زمانہ معین نہ ہو سکی  
 تعمیل میں عجلت ہی بہتر اور اوی کا ملین کی شان کو من اس قدر تاخیر نہایت مستبعد ہی ہے لیکن  
 دلیل یہ ہے کہ اگر چھوڑ دینا سبایا کا واجب ہوتا تو حضرت صلعم اُنکو تقسیم کیوں کر دیتے مگر صلعم  
 میں اخیر سرس مصمین مذکور ہے فلما غنما رسول اللہ صلعم نزل عن البغلة فحوض قبضة من  
 تراب من الارض ثم استقبل به وجوههم فقال شأهت الوجوه فاخلق الله منهم انسانا  
 الاملاہ علیہ نوا یا بملأ القبضة فلو امد بید فہن مہموا للہ وقسم رسول اللہ صلعم  
 غنائہم بین المسلمین جب گردا گرد ہو گئے کفار ہوازن وغیرہم قبیلہ کے تو پیغمبر صلعم اور  
 خچر سے بھر لیا ٹھنی خاک کی زمین سے بھر کر اُنکے موہون کی طرف پھینکی پس کہا کہ بڑ گئے یہا  
 موہنہ لیکن میں یہ لکھا تھا خدا نے او میں سے کسی ان کو مگر یہ کہ بھڑیا او سکی نکھون میں  
 مٹی کو اُنکے کئی ٹھنی سے لپوٹ کفار ٹھنین بھیر کر بھیر گئے پس بگا دیا او نکو اسد تعالیٰ نے  
 اُنکو تقسیم کر دیا پیغمبر صلعم نے اُنکی غنائم کو درمیان سلمانوں کے دیکھو یہ سب معاملہ وفد  
 ہوازن سے پیشتر کا اور چنانچہ سیاق کلام سے واضح ہے اور دلیل قوی اسے حدیث بخاری  
 کی ہے کہ جس سے ثابت ہے کہ حضرت عمرؓ کو دو چھوکر یاں مجاہدوں غنیمت کے علی ٹھنین چنانچہ  
 انھا لحدیث یہ ہیں اصحاب عمار ستین میں سب حنین فی صنعہما فی بعض بیوت مکہ  
 الی ریش بائی ٹھنین عمرؓ نے دو چھوکر یاں سجدہ قیدیوں حنین کے پس کہہ دیا تھا اوں کو  
 بعض گھروں میں مکہ کے ایک اور دلیل او پر وقوع تقسیم قبل اُنکے ہوازن کے یہ کہ الوداد  
 نے بایں العبادہ نقل قبضہ مذکور کے روایت کی ہے فقال رسول اللہ صلعم ردوہم وسلم

وانباء ہوا حدیث یعنی پھیر دوانکواونکے اولاد اور اونکی عورتیں اگر سب یا تقسیم نہ ہو کر ایک  
 کے پاس نہیں پہنچ گئیں تھیں تو پھیر دینے کا جو حکم اونکو دیا گیا اسکے کیا معنی پھر خود سی  
 حدیث وقوع تقسیم کا بخوبی عیاں ہو کیونکہ حدیث میں بھی لفظ ہو کہ من کان علی خطہ اور خطہ  
 معنی میں حصہ چنانچہ صراح میں ہوا الخطہ النصیب اگر واقع میں قسمت نہیں ہوئی ہوتی اور  
 حصہ ہر ایک کا معلوم نہ ہوتا تو یہ لفظ علی خطہ یعنی اپنے حصے پر کس طرح صادق آتا علاوہ  
 جب حصہ ہی متعین نہیں ہوا تھا اور مقدار اونکی معلوم نہیں تھی تو مبادلا اسکے حصہ کا  
 جسکا پیغمبر صلعم وعدہ فرماتے تھے کہ بنی اسرائیل ہر کس کا تھا علاوہ بران احادیث مفصلہ  
 ذیل سے ثابت ہو کہ تقسیم غنائم حنین کے بلا حیلہ کسی اور معاملہ ہم کے واقع ہوئی  
 اور ہوازن کے آنے کا معاملہ بعد وقوع غزوہ طائف اور رجوع پیغمبر صلعم کے غزوہ مذکور  
 سے واقع ہوا کہ اس اثنا میں کچھ زیادہ ایک مہینے سے گزر گیا اسلیئے کہ ٹھہری شوال سنہ  
 کو غزوہ حنین واقع ہوا اور آخر شوال سنہ ہجری کو پیغمبر صلعم غزوہ طائف کو تشریف لے گئے  
 اور مابین تیسروں روز اور دہائیس روز کے وہاں قیام فرمایا اور پھر وہاں رجوع فرمایا اب ہوازن  
 احادیث کو مختصر لکھتے ہیں جب تقسیم غنائم حنین کی بعد نہایت کفار ہوازن کے بلاتراخی  
 ثابت ہوتی پھر بخاری بروایت علی بن عبداللہ فاہزم المشرقون فاعطی اطلاقا  
 والمہاجرین ولم یعط الا نضار شیعۃ الیہا بروایت محمد بن ابی ہاشم کان یوم حنین  
 اقبلت ہوازن وعطشان وغلبہم فبعضہم وذرا دیہم فاہزم المشرقون فاعطی اطلاقا  
 یومئذ غنائم کثیرۃ فقسّم فی المہاجرین والاطلاق ولم یعط الا نضار شیعۃ الیہم  
 لیجیہ بیان حرف فا تعقیب قسم پر داخل ہو جس سے صاف واضح ہو کہ تقسیم غنائم حنین  
 نہیں ہوئی اگر تراخی ہوتی تو حرف تعقیب قسم پر ہوتا لیکہ کہ تم ہوتا پھر ایک اور جہی  
 دلیل بروایت بخاری عبداللہ بن عمر سے یہ کہ ایاہم حنین میں ہی تقسیم غنائم ہو گئی تھی لہذا  
 کان یوم حنین قال الذی صلعم انما اعطی القریع بن حابس ثمانۃ الفین و عطا علی بن ابی ہاشم

ذات واعلیٰ السلام علیہ وسلم لیجری بیان مثل منیر ذر کے ثابت ہو کہ ایام حنین میں تقسیم ہو گئی تھی اور وفدہ بوازن بعد غزوہ اُحٹ تک ہو کہ ان روزوں کو بلقظ ایام حنین یا یوم حنین تقسیم نہیں کیا جاسکتا غرض کہ ان سب اہل سے واقع ہو جانا تقسیم سبایا کا جیسا کہ چالیسے ثابت ہو اور جب تقسیم کر دینا بنیغیر خدا کا سبایا مذکور کو ثابت ہو تو کچھ شک نہیں کہ منہ فدا امر و جوبی نہیں بلکہ اختیاری ہو اور یہ بھی محتمل ہو کہ آیت مذکورہ نسخ ہو جیسا کہ علما حنفیہ کہتے ہیں مجتہد عصر نے ان امور پر کچھ بحث نہیں کی البتہ حضرت عمرؓ پر کچھ درپردہ طعنہ دینے پر مستعد ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھو کوئی لڑکی بخش نہیں تھی بلکہ خود حضرت عمرؓ نے گرفتار کیا تھا اقول یہ غلط بات ہو اور کھس بناوٹ اور بڑا ہی اقرار ہے العیاذ باللہ من ذلک حدیث میں لفظ اخذ عمر نہیں جو گمان اسکا ہوتا کہ وہ خود کٹر لالہ بلکہ لفظ اصحاب عمرؓ جو جس صاف ظاہر ہو کہ وہ نکو باجارت بنیغیر صلعم کے ہو بھی تھیں قال اسکی سند کے لیے ہم حدیث بخاری کی اپنے پاس موجود رکھتے ہیں اقول ہم بھی وہی سند اپنے پاس کی تکذیب کے لیے وجود رکھتے ہیں اہل الضابط اور صاحبان ایمان سے آرزو رکھتے ہیں کہ وہ غور فرماویں کہ وہ حدیث ہمارے معام کی مثبت ہو یا مجتہد عصر کی مگر مجتہد عصر نے نقل حدیث میں رعایت دیانت کی جیسا کہ مجتہد منیر جو اب بن حنین کی ہم اور حدیث کو بخاری پورا پورا نقل کرتے ہیں حدیثنا ابوالنعمان حدیثنا حماد بن زید عن ایوب عن نافع عن عمر بن الخطاب قال یا رسول اللہ صلعم انما کان علی اعتکاف یوم فی الجاہلیۃ فامر ان ینفی بہ قال واصاب عمر جارتین من سبی حنین فوضعهما فی بغض بیوت مکہ قال ثم قال رسول اللہ صلعم علی سبی حنین فجعلا فی سبک فقال عمر یا عبد اللہ انظر ما هذا فقال رسول اللہ صلعم علی السبی قال ذہب فارسل المہارتین قال نافع ولو یقر رسول اللہ صلعم من المہارتین ولو اعقر لم یصف علی عبد اللہ وذا حمیر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال من الخس ورواہ عمر عن نافع عن ابن عمر فی الذر ولو یقل یوم تحقیق کہ عمر بن الخطاب نے کہا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحقیق کہ تھا پھر اور پھر نکاح لیکرن کا زمانہ جاہلیت میں پس حکم میا عمر کو  
 پہنچا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پورا کرے اور سکو کہا اور پانی تھین عمر رضی اللہ عنہ نے دو چھو کر یاں نخلہ حبشہ میں  
 پس کھدیا تھا اونکو مکہ کے بعض گھروں میں کہا کہ پھر احسان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سب  
 حبشہ کے پھر پھر تھین کو چون میں پس کہا عمر نے ای عبد اللہ دیکھ تو یہ کیا ماہر پڑا کہ پانی  
 نے کہ احسان رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور دون سب کے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے جا تو پس چھوڑ دی اوٹوں  
 چھو کر یونکہ کہا نافع نے اور عمر بن عبد اللہ کیا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر سے اور اگر عمر کرتے تو نہ جھپٹا  
 عبد اللہ کہ بخاری کہتے ہیں اور روایت جریر بن زبیر عن الیوب عن نافع عن ابن عمر بن یہ لفظ اور بھی  
 ہیں (قال من الخمس) یعنی بعد لفظ من حبشہ کے الفاظ من الخمس بھی ہیں اور روایت  
 کیا ہے حدیث کو عمر نے نافع سے ابن عمر سے بانیہ میں اور ابو ایت میں لفظ یوم یعنی جو بعد  
 ان نکاح وایت سابقہ میں ہونہیں کہا اتھی غور کیجیے کہ روایت جریر بن زبیر عن نافع عن ابن عمر میں صاف لفظ  
 من الخمس کا موجود ہے جس سے ثابت ہو کہ یہ چھو کر یاں پنہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کو اپنے خمس میں  
 دی تھیں اور پانی تھین نے و لون چھو کر یاں من خطاب سے خمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کہ یہ کہ  
 جیسا مجتہد نے اونپر اقرار کیا ہے کہ اسے خود کپڑے لائے تھے اور روایت جریر بن زبیر عن نافع عن ابن عمر  
 زیادہ تر مؤثق ہو کہ یونکہ وہ مرفوع ہے اور حدیث حماد بن زید کی نافع پر موقوف ہے اگر حدیثوں  
 حدیثوں میں کچھ لغات میں نہیں ہے اور دونوں سند میں کچھ بھی حدیث جریر زیادہ تر مؤثق ہے  
 مھلا غور تو کیجیے ایسے جلیل القدر صحابی کہ تمام عربی حکم میں بلقظ فاروق اور عادل مروی  
 ہیں جنکی شان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا لَقِيتُكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا  
 فِجَاوِطُ الْأَسْلَافِ فِجَاوِطُ فِجَاوِطُ تَكْسِمُ بِي أَوْشَاتُكَ لِي كَبِي مِيرَاوُ سَكَمَ هَاتَمِ بْنِ هُرَيْرِ بْنِ مَلَا  
 شَكَاوِطُ الشَّيْطَانِ جَانَاوُ اسْمِ كَهَاتَمِ بْنِ مَلَاوُ كَهَاتَمِ بْنِ مَلَاوُ كَهَاتَمِ بْنِ مَلَاوُ كَهَاتَمِ بْنِ مَلَاوُ  
 غنیمت میں غلول کرے کہ دو چھو کر یاں کپڑے لائے اور چھو کر یاں کپڑے پاس رکھے اور چونکہ  
 دستور مشیر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ جب پاتے تھے غنیمت کو تو حکم کرتے تھے بلال رضی اللہ عنہ کو کہ نہ کوئی

کہ جس شخص کے پاس ان غنیمت کا ہو وہ حاضر لائے کہ اس کے بموجب سب لوگ جو کچھ غنیمت کو  
 پانچ تہائی تھی حاضر لائے تھے چنانچہ ابو داؤد عبد بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ ان  
 رسول اللہ صلعم اذا اصاب غنیمۃ امر بالانفاذ فی الناس فبحیثون بغنائمهم  
 فی خمسہ وبقسمہ الحدیث تھے پیغمبر خدا صلعم جب آپ تھے غنیمت تو حکم فرماتے تھے ہلال کو  
 کہ وہ منادی کرتے تھے رب گون میں پس لے آتے تھے سب لوگ اپنی اپنی غنیمت کو جس جس  
 کمال لیتے تھے پیغمبر خدا صلعم اور میں نے ان کو قسم فرمادیتے تھے اس کو اس حدیث پر تعجب ہو کہ  
 ایسا شخص ایک غنائم میں غلو کرے دوسرا جو منادی پیغمبر خدا صلعم کے اس کو حاضر  
 نہ کرے حال آنکہ خود وہی حضرت پیغمبر خدا صلعم روایت کرتے ہیں اذا وجدوا غنیمۃ  
 قد اغل فاحرقوا متاعہ وواضعہ رواہ ابو داؤد وحبیب باؤثم کسی آدمی کو کہ غلو کیا اس نے  
 تو جلا دو متاع اس کا اور باروا اس کو چنانچہ اپنی خلافت میں انھوں نے یہی عمل فرمایا یا انہم وہ  
 کو اس صاحب عقل اور صاحب ایمان ہو کہ ایسا گمان بد اور فکر کر سکتا ہو خود اس نے نہیں  
 مسلم میں بروایت مرفوعہ وہی ہجران عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سأل رسول اللہ صلعم  
 هو بالمجعد تبعدا ان رجوع من الطائف فقال یا رسول اللہ صلعم انی تدلت فی الحائۃ  
 ان اعتکف یوماً فی المسجد الحرام فکیف تری قال اذہب فاعتکف یوماً قال وکان رسول  
 اللہ صلعم قد اعطاه جائزۃ من الخمس فلما اعتق رسول اللہ صلعم سبا یا الناس  
 سمع عمر بن الخطاب اصواتہم یقولوا اعتقنا رسول اللہ صلعم فقال ما هذا فقال  
 اعتق رسول اللہ صلعم سبا یا الناس فقال عمر یا عبد اللہ اذہب الی تلال الجار فیکمل  
 سبیلہا عمر بن خطاب نے پوچھا رسول اللہ صلعم او حال میں کہ وہ جرانہ میں بعد رجوع کے  
 طائف کیسے کہ یا رسول اللہ صلعم میں نے نہ کی تھی جاہلیت میں اس کی کہ اعتکاف کروں لیکن  
 کامی جہرام میں پس کیا فرماتے ہیں آپ فرمایا کہ جا اور اعتکاف کر لیکن کلاور تھے پیغمبر خدا  
 صلعم کہ تحقیق وہی تھی پیغمبر صلعم نے عمر کو چھو کر یہی میں پھر جب آزاد کر دیا رسول اللہ صلعم

سبایا اون لوگوں کو تو نین عمر شریف نے آواز بنائی کہ کہتے تھے کہ آزاد کرو یا تم کو پیغمبر صلعم نے کہیں عمر شریف کیا ہی یہ پس کہا لوگوں نے کہ آزاد کرو یا رسول اللہ صلعم نے سبایا اون لوگوں کو پس کہا عمر شریف نے اے عبد اللہ جا اس چھو کر کے پاس لی جا کر دی رو او سکی یعنی جا دے او سکو بھی قرآن میں جناب مجتہد صاحب اب بھی کچھ غدر بانی رہ گیا اب پکوا لازم ہے کہ اس سے اجتناب سے تو بہر گنجیہ کہ جس صاحب سول اللہ صلعم پر کسی طرح کا الزام عائد ہو اور ہرگز نہیں ایسی بات زبان سے نہ نکالے جو موجب الزام صاحب کرام پر ہو ورنہ مشنوب ہے

دل میں اندسید گرد و ورق	گر نہ بندی زین سخن تو خلق را
دلے ادب تنہا نہ خود را داشت بد	بلکہ آتش در ہر کفایت زد
دل سیرت در وان مرد و دہشت	جب ہم سیرت امور ثابت کر چکے
آتش گر نداشت این وجہیت	

اور یہ بھی متحقق ہوا کہ اتفاق اقوال علماء اسلام اور بھی قبول مجتہد عصرہ واقعہ بنزول آیہ امانتا بعد و امانا فلاؤ کی واقعہ ہوا اور اس واقعہ میں پیغمبر صلعم نے سبایا پس خمس نجاتی لا اور اونکو غانغن پر تقسیم بھی کر دیا ایسا ثابت ہو گیا تو وہ آیت منسوخ ہی جیسا کہ قول علماء حنفیہ کا ہے یا من وفاد امر اختیار ہی بہر دو صورت دعویٰ مجتہد عصر کا باطل ہی اور تعویل رسول اللہ صلعم مفسدہ آیت مذکور کا ہو در باب عدم وجوب من وفاد کے اور یہی ہر دعا ہما را کہ سجدہ اللہ تعالیٰ ثابت ہو گیا فالحق یعلو ولا یغسلے اب ہم دیکھتے ہیں کہ مجتہد عصر نے دعویٰ جس بیٹ سے کس طرح ثابت کرتے ہیں قال ہم کو اپنے دعویٰ کے اثبات کے لیے بخاری کی حدیث پر استدلال ہی جس قیدیوں کا احسان رکھا کہ چھوڑنا ظاہر ہی اقوال سطح پر چھوڑ دین میں کہ بسط چھوڑنا ان کے سبایا کو چھوڑ دیا گیا علماء است میں کہ کسی کو کلام نہیں یعنی جب بی لوگ سلمان ہو کر امام کے پاس آویں اور توبہ کریں اور دار و اتحاد را حرب سے بکرا دار السلام ہو جاوے اور امام کو صلیت وقت میں معلوم ہووے کہ اونکے سبایا کو اونکے حوالے کر دے تو اسکو اختیار ہے کہ سبایا کو چھوڑ دے اور بشرط رضا مندی غانغن کے بن لوگوں کے



حصہ میں آیا آگئے ہوں اونسے بھی پھر وادی میں صراطِ احیاء نہیں ہو بلکہ حقیقت ایسا نہ  
 اعتقاد ہو چنانچہ حدیث مسلم میں اس حسان کو بلفظ اعتقاد بتیغہ میر کیا ہو اور اعتقاد علم  
 میں جائز ہو چھوڑ دینا از قسم حق مابہ النزاع نہیں اس قسم کے حق کو تو امام الامام ابوحنیفہ  
 بخفی ناجائز نہیں کہتے اونکے نزدیک بھی وہی حق ناجائز ہو جو برحالت کفر کے والہ حرب  
 جائز کو چھوڑ دیا جاوے چنانچہ صاحب ہدایہ عظمہ لکھتے ہیں کہ لایحی ان یردھو الی حال الحرب  
 لان فیہ تقویٰ یصلح علی المسلمین فان اسلموا لا یقتلھم لانہ فاع الشرب بدو نہ ولہ  
 ان یستقیم فیہم تقویٰ الملتفۃ بعد انعقاد سبب الملائکۃ بخلاف اسلامہم قبل  
 الانحلال لانہ لم یعتقد السبب بعد ولو اسلم لا یسلخ فی ایدیا لایفادی بمسلم اسلما  
 فی ایدہم لانہ لایفیدہ الا اذا طابت نفسہ وھو امون علی اسلامہ انتھے نہیں جائز  
 رہی پھر خیرا و نکاحا و حرب کو اسلیمہ کے اس پھر نہیں میں تقویٰ کفار کی پھر مسلمانوں پر اس اگر قیدی  
 مسلمان ہو جائیں تو قتل کرے او کو امام سبب کے کہ شریعت میں قتل بھی دفع ہو گئے اور  
 او کو جائز نہ کہ قیق بنالیوے واسطے تو غیر منفعت کے بعد انعقاد سبب ملک یعنی غلبہ  
 اور تیلہ کے برخلاف مسلمان ہو جائے اونکے کے قبل سیری کے یعنی اس حالت میں اگر  
 بھی جائز نہیں اسلیمہ کے سبب بعد اسلام کے منع نہیں ہوا اور اگر اسلام لاوا سیر بعد  
 کہ ہننے او کو پکڑ لیا تو نہیں جائز نہ کہ او کو قتل کرے میں کسی مسلمان کو کفار کے ہاتھ میں قید  
 ہو دیا جاوے کیونکہ اتنی کچھ فائدہ نہیں گرا و صورت میں کہ خود وہ اس بات پر راضی ہو اور  
 او سکے اسلام پراطمینان ہو کہ قال وراوی عن عیث کے ان الفاظ سے کہ میں جب مسلمان ہو  
 علی خطہ حتی نعطیہ ایامہ من اول یعنی ابدا علینا بخوبی ثابت ہو کہ غازیوں کا حق اس پر پھر فدیہ  
 لینے کے او کچھ نہیں ہو کہ قول کیا خوب بت لال ہو کہ نہ بعبارۃ النص ہی نہ بشارۃ النص نہ  
 نہ بدلالۃ النص ہی نہ باقتضاء النص ہی صرف ایک تو ہم جاہلانہ ہو غور کیجیے کہ اگر کوئی شخص واجب  
 التکرم ہے یہ فرماوے کہ اگر تم کو بہتر معلوم ہو تو زبانیہ گھوڑا زید کو دید و تم کو اپنے صاحب سے

اسکے بدلے کا گھوڑا دیدینگے اور ہم اس کے فرمان سے اپنا گھوڑا زید کو دیدیں تو کیا اس سے  
یہ بات لازم آتی ہو کہ ہمارا حق اپنے گھوڑے پر بھجرا سکے کہ ہم بدلے میں اس کے ایک گھوڑا  
لے لیں اور کچھ تھا صاحب مجتہد صاحب اگر یہی آپ کا اجتہاد ہو اور ایسے ایسے ہی استدلال پر  
آپ کے اجتہاد کی بنا ہو تو اپنے مقلدون کی بہت ہی حق تلفیاں کر رہے گے اگر خیر اللہ میں  
انصاف کریں تو سمجھ لیں کہ یہ کلمات حدیث کے مثبت قرینہ قبلہ میں کیونکہ غریبہ میں نے  
غائبین سے وعدہ فرمایا تھا کہ آئندہ جو کچھ غنیمت میں سبایا دیکھا تو انکی بدلے میں تم کو دینگے  
اگر آئندہ اشراف ممنوع ہوتا تو ایسا وعدہ ہرگز نہ فرماتے اور اس سبب بدلے کو جو مجتہد نے  
فدیہ سمجھا ہو غلطی فاش ہو دوسری غلطی یہ کہ یہ بھی کاتر جمہل کیا حال آنکہ لفظ عام  
ہو شامل ہو سبایا اور اموال کو جیسا کہ اوپر گذر گیا قال چہ ارماسا ثقیف ثقیف کے  
قیدیوں کو بھی سوال اس صلعم نے فرمایا کہ چھوڑ دیا اتقول قیدیوں کا لفظ بصیغہ جمع  
غلط ہے کہ ایک قیدی تھا کہ سبب سلمان بن عقیل کے چھوڑ دیا تھا اور اس کے بدلے دو آدمی ملے  
جو ثقیف نے قید کر لیے تھے منگالے تھے پس احتجاج مجتہد عصر کا اس واقعہ سے اونکے مدعا  
کے مفید نہیں بلکہ یہی حدیث ہو اخذ قول صاحب ہایہ مظہر کا ولو کان اسلم الا حسین  
ایدا ینالہ یفادی بمسلم اسکی فتح ایدہم لاند لا یفید الا اذا طابت نفسہ وہن امن  
علی اسلامہ انتھ ترجمہ کا ہم بھی اوپر لکھ چکے ہیں قال جب اپنے صحیح مسلم میں ہو کہ عمران  
بن حصین کہ کان ثقیف حلیفاً للنبی عقیل فاستأثر ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلعم  
واکسر اصحاب رسول اللہ صلعم رجلاً من بنی عقیل فاقولوا فطرحوا فی البحر فصریخ  
اللہ صلعم فناداہ یا محمد یا محمد فما اخذت قال یحییٰ بنہ حلفاء کم ثقیف فتی کہ وہ  
فناداہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلعم فرجعہ قال ما شانک فقال انی مسلم فقال لو  
قلنا وان انت امراک اقلحت کل انفا لحرہ قال فناداہ رسول اللہ صلعم یا رجلین الذین  
استأثما ثقیف کہ اتھول ترجمہ یہ کہ تھے ثقیف ہم عبد بنی عقیل کے پس پھر لیا ثقیف نے

دو آدمیوں کو ساتھ لے کر لیا اصحاب غیر صلعم نے ایک آدمی بنی عقیل  
 سے پاس لے کر لیا اور سکولین ڈال دیا اور سکودھوپ میں پس گزرے رسول اللہ صلعم  
 اور سکے پاس کو تو پکارا اور سنے ای محمد ای محمد کس سے پکارا گیا ہو نہیں فرمایا پیغمبر صلعم نے  
 گناہ میں ثقیف کے جو تھا کہ ہم عہد میں بھراؤ سکوا و طسح چھوڑے ہوئے چلے گئے  
 پیغمبر صلعم پکارا اور سنے ای محمد ای محمد پھر رحم فرمایا اور پیغمبر صلعم نے پھر پکارنے لگا کہ کیا  
 حال ہے تم کہ اسے کہیں مان ہوں نہ فرمایا پیغمبر صلعم نے اگر تو یہ کہتا اس حال میں کہ تو اپنے  
 اختیار میں تھا تو بھلائی پاتا یا تحقیق تو تمارے بھلائی کہا عمر ان جہنم میں کہ فیلیہ میں بھیج دیا  
 اور سکوا پیغمبر صلعم نے بعوض دل و دونوں آدمیوں کے جنکو قید کر رکھا تھا ثقیف نے دیکھ لو اس  
 حدیث سے کچھ بھی مدعا مجتہد عصر کا ثابت نہیں ہوتا یہ شخص سلمان ہو گیا تھا اور اس کا حکم وہی ہے  
 جیسا کہ اس کے ساتھ عمل میں آیا اور اسی بنا پر ہی وہ مسئلہ جو صاحب ہدایہ عظیم نے لکھا ہے اسکا  
 قتل ہو کر جائز تھا اس بیان پر جناب مجتہد عذر بدتر از گناہ پیش فرماتے ہیں قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم  
 چاہیے کہ اس شخص کو بوجہ سلمان ہو جانے کے چھوڑ دیا تھا اس لیے کہ وہ سلمان نہیں ہو تھا  
 جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ میں سلمان ہوں اقول صراحتہ ایک شخص کہتا ہے کہ میں سلمان ہوں اور اپنے قول  
 کو موکو بلفظ (اِنَّ) کرتا ہے اور پیغمبر خدا صلعم نے کذب اور سبکی نہیں فرماتے مجتہد ہر بھلا  
 اور سکے کہتے ہیں کہ جھوٹ موٹ کہتا تھا کہ میں سلمان ہوں اور سبکی کذب کی آپ کے پاس کیا  
 دلیل ہے یاد کرو احادیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کہ ایسی سمجھتے  
 کہ سعد بن زید بنحوئی ہی قال چنانچہ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ اس شخص کو رسول اللہ صلعم نے بعد  
 اس کے کہ اسے سے سلمان ہو گیا اقرار کیا اس لیے دار الحرب میں بھیج دیا کہ آجانتے تھے کہ وہ کس  
 نہیں ہی پس بات رسول خدا صلعم کے لیے خاص ہے اقول واہ جناب مجتہد رام اللہ علیہ السلام  
 کی تقلید سے تو شد الحار اور ان کے ایک تقلد کے بقدر فرمان بردار آپ تو یہ فرماتے تھے  
 کہ ہم کسی قتل کی تقلید سے گمراہی میں نہ پڑیں گے یہاں ملا علی کے ایک قول ضعیف کی تقلید

کیونکہ گمراہ ہو گئے حال آنکہ ملا علی قاری کا بھی یہ قول نہیں بلکہ اوہ خونِ بے لفظ قیل  
 اسکو لکھا ہے چنانچہ عبارت مرقاة بلفظہ یہی قیل انما کردہ صلحہ الی دارالعتق بعد اظہار  
 کلمۃ الاسلام لاندہ قد علم اندہ غیو صادق فیہذا الخاصۃ بد صلحہ کہا گیا ہے کہ اسکو  
 جو پیغمبر صلحہ نے دار حرب کو لوٹا دیا بعد اظہار کلمۃ اسلام کے تو صرف اسلیئے کہ پیغمبر صلحہ نے  
 جان لیا تھا کہ وہ سچا نہیں پس ایمر مخصوص ہے پیغمبر صلحہ کے ساتھ بعد اسکے دوسرے  
 قول میں آپ کے اس قول مستندہ کو خود وہی رد کرتے ہیں چنانچہ عبارت مرقاة بلفظ  
 کھجی جاتی ہے و قیل ردہ واخذہ الجلیلید لہ لانیانی اسلامہ لجانلان بیگون  
 الحد نشر کا بینہ صوفی المعادۃ انتھہ اور کہا گیا ہے کہ پھیرا اوسکا اور لے لینا وہ  
 آدمیوں کا اوسکے بدلے اوسکے اسلام کا منافی نہیں بسبب جائزہ ہونے اس بات کے  
 کہ پھیر دینا باہم معاہدہ میں شرط ٹھہرا ہوا ہے نہ اپنے نہان محض تقلید ہی پر اکتفا نہی بلکہ کچھ مرقاة  
 کی عبارت میں خیانت بھی کی اور اوس سے کچھ مدعا ثابت نہوا کہ دوسری قیل نے آپ کی  
 قیل کو رد کر دیا پس یہ قول آپ کا کہ وہ مسلمان نہیں ہوا تھا محض نے دلیل بلکہ محض چھوٹے  
 ہوا اور بلا شک شبہ ہی سمجھنا چاہیے کہ اوسکو جو مسلمان ہو گیا کچھ اور دیا تھا قال بنجم  
 اسار بنی تیمم بخاری نے ترجمۃ الباب میں لکھا ہے کہ ابن اسحق نے کہا ہے کہ ذکر یہ خبر وہ  
 عیث بن حصین بن حذیفہ بن بدر کا بنی العنبر بنی تیمم سے ہے رسول اللہ صلحہ نے  
 اون لوگوں پر اون کو بھیجا تھا اوہوں نے وہاں لوٹا اور آدمیوں کو مارا اور عورتوں کو  
 قیدی بنا لائے اقوال اگرچہ ہلکے اسکے ثبوت میں کلام یہی کہ ابن اسحق سے تابعی  
 ہیں اوہوں نے یہ واقعہ دیکھا نہیں اور اسناد کچھ بیان نہیں کی پس یہ بیان اون کا قابل  
 اسکے نہیں کہ ماخذ کسی سلفہ قدسیہ کا ہو سکے مگر ہم معتد عصر کی خاطر سے اسکو تسلیم  
 کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب یہ تو ہمارے مدعا کے موافق ہے اور جب تک کہ آپ یہ  
 بات ثابت نہ کر دیں کہ اون قیدیوں کو فدیہ لیکر یا احسان رکھ کر بحالت کفر دارالحرک

لوٹا دیا تب تک مدعا ہمارا ہی ثابت ہوتا ہوا اور کپ کے حق میں ضرر کو قال بخاری ہی عیث  
لکھی ہو کر عن ابی ہریرہ قال لا ازال احب لیسع بعد ثلاث سمعته عن رسول اللہ صلی  
یعنی لہا فیہم حم اشدا امتی علی الدجال وکانت منہم سیدۃ عند عائشہ فقال  
استقیہا فانہا من ولد اسمعیل وجاءت صدقاتہم فقال لہا صدقات قوم  
او قومی ابو ہریرہ کہہ کہ میں ہمیشہ بنی تمیم کو دوست رکھتا ہوں جب کہ وہ فی نسبت میں تین  
رسول اللہ صلیم سے سنی ہیں آپ ان کے حق میں فرماتے تھے کہ میری غلامی سے زیادہ سخت ہو  
بجال پر اور انھیں لوگوں میں سے ایک عورت حضرت عائشہؓ پاس بندی میں تھی تو بنی تمیم سے  
فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے کیونکہ وہ اسمعیل کی اولاد میں ہے اور ان کے پاس سے صدقات آئے  
تو آپ نے فرمایا کہ بلیک قوم کی صدقات ہیں یا فرمایا کہ میری قوم کی صدقات ہیں یا قول  
اگر حبیہ ترجمہ بہت ہی غلط ہو گا کہ ہم میں آخرین گفتگو کرینگے اس جگہ ہم اس ترجمہ کو بھی نہیں کرے  
بحث کرتے ہیں مختصریٰ نہ ہے کہ استدلال مجتہد عمر کا موقوف ہو اور پر ثبوت امور مفصلہ  
ذیل کے اول یہ کہ سبب جو حضرت عائشہؓ کے پاس تھی بطور کنیز کے نہ تھی بلکہ اونکی حریت  
میں ایک ثمرہ بطور قیدی کے تھی دوسری یہ کہ لفظ اعتقیہا جو حدیث میں آیا ہے اوسکے  
معنی نہیں ہیں کہ آزاد کر دے بلکہ معنی ہیں کہ قید سے رہائی دے دوسری یہ کہ یہ سبب بخلاف  
سبایا کہ تھی کہ جو بقول ابن اسحق بعث بنی تمیم میں لکری گئی تھی چوتھی یہ کہ بعد ہونے سبب  
نذکور کے مدینہ میں اوسکی روزیا اوس کی بخت ہی قریب پیغمبر خدا صلیم نے اوسکو چھڑوا دیا  
پانچویں یہ کہ حضرت عائشہؓ کی حوالات میں وہ کس جرم میں رکھی گئی تھی اور کیوں قید کی  
گئی تھی چھٹی یہ کہ وہ سبب مسلمان تھی بلکہ حالت کفر پر ہی چھڑوی گئی تھی ساتویں یہ کہ چونکہ ہم  
فانما من ولد اسمعیل تعلیل اعتقیہا کی نہیں ہے بلکہ لغوی لکرا کر قول ثابت ہو گا تو یہ حال  
قائم ہو گا کہ بطور کنیز کے وہ عائشہؓ کے پاس تھی قبیل عامرہ کا ثابت ہو گا بلکہ  
خلاف اس کے مدعا کے متحقق ہو گا اگر آخر وہ ثابت ہو گا تو یہ حال ہے کہ اگر

لفظ اعتقید سے یہ کہہ کر آدک کہ جسے تو اس کو پسین بالضرورت بدلاتے انصاف پر ثبوت قریب  
دلائل کر گیا اگر امتیر ثبات نہ ہوگا تو یہ احتمال ناشی ہوگا کہ وہ کسی و طرہ پر حضرت عائشہ  
کے پاس تھی نجلہ اون اس کا بنی تمیم کے تھی جو اس لڑائی میں بکریائی تھی یعنی محتمل ہے  
کہ بذریعہ خرید یا ہبہ یا ہیکے اون کے پاس تھی یا کسی اور جرم میں تعید تھی اور چونکہ یہاں بحث  
اس میں جو امین ہو لیں ناشی ہونا ایسے احتمال کا ہر آئینہ مبطل ہے لال مجتہد عمر کا ہو جاوے گا  
امر حیران کرنا ثبات نہ ہوگا تو فرضیت من و فدا ثبات نہ ہوگی کیونکہ امثال حکم جو بی کا بغیر  
در پیش ہونے کسی غدر کے بہت جلد ہونا چاہیے اور اس جو بکے لیے کوئی وقت معہود  
نہیں کہ اس وقت کو اس کا ظرف یا سمیٹا ڈھرایا جاوے کہ اس وقت تک اس کی تعمیل اختیار کی  
امر صحیح اگر کوئی جرم ثبات نہ ہوگا تو قید کرنا اس کا صاف دلیل اس کی ہر کہ سو اس من و فدا کے  
ایک اختیار کا بھی ہر کہ سیا کو قید کیا جاوے کہ جس حصہ جو اہم ٹی مجتہد عصر کو باطل ہو جاوے گا  
جھٹی بات اگر ثبات نہ ہوگی تو محتمل ہوگا کہ وہ سلام لائے اور جب وہ سلام لائے تو بیشک  
اوس کے چھوڑ دینے کے جواز میں کچھ کلام نہیں سنا تو ان امر اگر ثبات نہ ہوگا تو صاف ظاہر ہوگا  
کہ علت اتفاق وجوب من و فدا نہیں بلکہ سبب کرست اولاد اسماعیل ہم کے اس کو چھوڑ لگایا اور  
گو کہ چھوڑ دینا واجب نہ ہو مگر کرست مذکور تقضی احتجاج باوراد لویت چھوڑ دینے کی اس غلط  
یہ ہر کہ نسبت چھوڑ دینے اور و س کے چھوڑ دینا اولاد اسماعیل کا زیادہ تر وجوب ثواب کا نتیجہ  
علت احتجاج اتفاق کرست اولاد اسماعیل بہ وجوب من و فدا ہے نہ کہ ہم کہتے ہیں کہ نہ کوئی  
میں سے کہ میں کہ مجتہد عصر نے اونسے تعرض کیا اور کہ میں کہ اونسے کچھ بھی تعرض نہیں کیا  
اور مجھے تعرض کیا اونکو بدلائل قویہ ثبات پہونچا دیا یا بخر تقلید کے اور کچھ دلیل پیش کر کے  
اور تقلید بھی کی تو کسی مجتہد علیل القدر کی کی یا کسی غیر مجتہد قلم کی قال میں یہ سے  
نہ سمجھا جاوے کہ غزوہ بنی نہیم کے بعد کوئی عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے  
تھی اور اوس کے آزاد کرنا کا معاملہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا اقوال اگر ایسا سمجھا کچھ وجہ

لیکن اس محال کے نفی پر بھی کیا دلیل ہو اور جو کہ مجتہد متحمل ہیں اور اپنے دعوے پر اس  
واقعہ کو دلیل لائے ہیں اس وجہ بیان مرقوم مرسوم کے اُن پر اس احتمال کا قطع واجب نہیں  
پس جسے ہم سے کیا فرماتے ہیں کہ ایسا نہ سمجھنا چاہیے اور ویسا نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ نہ سمجھتے  
ہیں و سکا وثابت کرنا چاہیے تاکہ کوئی اور احتمال سطل استدلال باقی نہ رہے اثبات دعوے اون کے  
قسم پر ہمارے احتمال کے عدم ثبوت اور ان کا دعوے ثابت نہیں ہو سکتا فرما کر بھی کہ ہمارے احتمال  
ثابت نہیں مگر حرج ان کا بھی دعویٰ ثابت نہیں تو دعویٰ ان کا اور ہمارے احتمالات ایک طرح  
میں ہے فاذا قام الاحتمال بطل الاستدلال جب قائم ہو گیا برابر کا احتمال تو باطل ہو گیا استدلال  
قال بلکہ جب غزوہ بنی تمیم کے قیدی پکڑے آئے اسی میں سے ایک عورت حضرت عائشہؓ پر  
تھی اقول جناب اسی کا ثبوت تو ہم مرسوم میں طلب کرتے ہیں ثبوت اس کا پیش کیجیے  
بات پر تو ہم التفات بھی نہیں کرتے قال جس کو بلا فدیہ بیب اولاد نہ رہا ہم نے اس کے چھوڑ  
کو فرمایا تھا اقول جناب حدیث میں تو ولد اسمعیل ہی آئے اب یہ کس طرح چھوڑ دیا اور اس کی  
اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ سبب عناق ہونا اس کا اولاد نہ رہا ہم نے اس کو چھوڑ دیا تو وجہ من  
بجھ کر آپ سے استفسار کرتے ہیں کہ صیغہ ملعنی غنیمت واسطے وجوب کے ہوا یا استحباب کے اگر واسطے  
وجوب کے ہو تو اور قیدی جو اولاد اسمعیل مسم سے قریق بنائے گئے وہ کیوں نہ چھوڑے گئے کیونکہ  
علاء مضمونہ عناق کی تو ان میں بھی وجوہ بھی علاوہ برآن اگر امر وجوب کے واسطے ہو تو عناق  
ہی وجہ ہوا اور حکم فدا مسموع ہو گیا اور اگر استحبابی ہو تو کچھ کم حق میں مفید نہیں غایۃ  
الامر یہ ثلاث ہو گا کہ سبب ہو قال کیونکہ تمام قیدی بنی تمیم کے بلا فدیہ جہان رکھ کر  
ہوئی وقت چھوڑ دیے گئے تھے چنانچہ وجوب لدنیہ میں بالتفصیل لکھا ہوا اقول یہ قول مجتہد کا  
بے دلیل محض اور سبب عدم ثبوت کے اہل قابل تو جہاد التفات کے نہیں اور استدلال مسمول ہے نہ  
پر جناب مجتہد کو سامہ آتا ہوں جیسے مجتہد ویسا ہی فدیہ با بن شواہر اشوری کہ جناب  
پیغمبر صلی علیہ وسلم بھی نہ سنوں گا یا یہ دیکھی کہ ایک ایسی غیر سند کتاب کی نقیب کو کوئی غلط بھی

او سکوا خد حکام فقہین قرار دیتا مگر عہد بزرگ تو نہ دینا شرعیست بلکہ جناب اس  
 عہد اہل لدنیہ کو طاق میں رکھیے یہاں ایک نکتہ فقہ میں بحث ہو روایت معتبر صحیح میں ہے  
 سند لائیے چونکہ سینے التزام کیا ہو کہ غیر ثابت اقوال سے نہ خود من لا و نکاح نہ اپنی سند  
 قبول کرو مگر آئندہ آپ نے جو عبارت موہب لدنیہ کی نقل کی ہے وہ میں ایک نکتہ بھی ملاحظہ  
 نہیں کرتا اور خوب یقین کرتا ہوں کہ آپ اپنے قول کے اثبات سے ہر عاجز ہو گئے  
 قال سبی اور سبایا کا لفظ عام ہوا نہ کھلی طلاق کیا جاتا ہو جو قیدی لونڈی وغلام  
 بنائے گئے ہوں اور اونپر بھی بولا جاتا ہو جو قیدی ہوں اصل میں وہ لفظ لڑائی میں جو  
 لوگ کچڑے جاوین اور کچے لیے موضوع ہوا ہو مگر جو کہ عرب میں ہمیشہ لڑائی کے قیدی لونڈی  
 وغلام بنا لیے جاتے تھے اس لیے سبی سے لڑائی میں کچڑے ہو کونڈی وغلام مراد ہونے لگے  
 مگر وہ مطلق لڑائی کے قیدیوں کی نسبت بھی مستعمل ہیں اقوال آپ اس قرار سے ثابت  
 ہوا کہ لفظ سبی اگرچہ صحیح تحقیق نہیں ہو مگر یعنی لونڈی وغلام کے بطریق مجاز متعارف  
 کے مستعمل و حسیب یہ حال ہو تو آپ کے فقہی اثبات اسکا واجب تھا کہ معنی متعارف مراد میں  
 ہیں مگر وہ آپ نے نہ سکا قال عتق کا لفظ صرف غلام ہی کے آزاد کرنے پر نہیں بولا جاتا بلکہ  
 نہایت عام معنوں میں اور قیدیوں کے چھوڑ دینے میں بھی مستعمل ہوا قول نے سند بات تو  
 میں سننا بھی نہیں اور اسکو لغو شخص سمجھا اور سہارنے التفات بھی نہیں کرتا مجتہد عصر پر واجب تھا  
 کہ لغت کی روش سے اس معنی کو ثابت کرے تا وہ اگر ایسا ہی غلط ہو تو مجتہد صاحب کے اوائل  
 رسالہ میں جو ایک حدیث فصل کی ہے یا خلق اللہ شیخا علی وجہ الاصل حب الیمن الخفاق اور  
 اسکا ترجمہ کیا ہے کہ اس نے زمین کی چوڑی پر کوئی چیز غلام آزاد کرنے سے زیادہ پیاری نہیں کیا  
 کی ہاں ایسا ترجمہ کر دینا میں کیا کہ عام ہوتا ہو ضعیف قول مجتہد کا محض غلط ہو مگر ہم اس کا مد  
 بطرح مزین محال تسلیم کرنے کے قہر میں کہ ہم نے مانا کہ قیدیوں کے چھوڑ دینے میں بھی لفظ عتق  
 حقیقہ مستعمل ہو مگر چونکہ وہ آپ ہی کے فقہ سے ثابت ہو گا غلام کے آزاد کرنے میں بھی مستعمل



ہوتا ہو پس ثبات اسکا کہ اصل حدیث میں ارادہ آزادی غلام کا سبب کسی قرینہ قویہ کے مستحق ہو  
 اس کے فوجہ تھا مگر آپ پر بھی نہ ہو سکا میں یہ نہیں کہتا کہ لفظ اعتاق بمعنی اطلاق کسی مقام  
 پر مجازاً استعمال نہیں ہوا بلکہ میرا قول یہ ہے کہ اعتاق حقیقہ بمعنی آزاد کرنے رفیق کے ہے اور  
 عرف میں بھی نہیں معنی میں عمل ہے اور جب تک قرینہ اس پر قائم نہ ہو کہ معنی تحقیقی مراد نہیں ہے معنی  
 حقیقی متروک نہ ہو سکے اور جس طرح کہ لفظ اسد بدون قیام قرینہ مرد شجاع مراد نہیں ہو سکتا  
 اسی طرح لفظ اعتاق بمعنی اطلاق استعمال نہیں ہو سکتا چنانچہ یامرفن عانی اور اصول میں مبن  
 ہو چکا ہے تو قال اور کسیہ سمجھنا کہ وہ عورت لونڈی تھی ایک بہت بڑی فاش غلطی ہے تو قول  
 اگر یہ بہت بڑی غلطی فاش ہے تو یہ بھی سمجھنا کہ وہ عورت قیدی تھی زیادہ تر بہت بڑی غلطی  
 فاش ہے کیونکہ جب کوئی دلیل تعین احکامین کی نہیں ہے تو اگر تعین ایک معنی کا غلطی فاش  
 ہے تو تعین معنی دوسری کا بھی بہت بڑی غلطی فاش ہے پس دونوں احتمال علی السوئے قائم رہی اور  
 چونکہ آپ اس مقام میں متدل ہیں واذ قام الاحتمال لطلال الاستدلال جو کہ بیان تک  
 تقریر مجتہد صاحب کی تو یہ استدلال میں ختم ہو چکی تو اب ہم نظر کرتے ہیں کہ مجتہد صاحب نے یہ  
 سببہ مذکورہ میں کس کس امر کو ثابت کر دیا اور کس کس سے تعرض بھی کیا اسواو کی تقریر مذکورہ  
 بالا اور ہمارا مواخذات سے ظاہر ہے کہ نسبت امراول کے تو اوں بھون صرف یہی بیان کیا کہ  
 لفظ معنی مطلق لڑائی کے قیدیوں کی نسبت بھی عمل ہے اور لونڈی غلام کے معنی میں بھی بطور  
 متعارف کے استعمال ہے بلکہ یہاں حال ہے اور کوئی دلیل ارادہ قیدی کی نہیں تو دونوں احتمال  
 برابر موجود ہیں بلکہ مجاز متعارف ہے کہ ترجیح ہے چنانچہ بحث اسکی فن اصول میں مفصل الامم قوم ہے  
 احمد دوم کی بابت یہ فرمایا کہ لفظ اعتاق غلام کے آزاد کرنے میں بھی اور قیدی کے چھوڑ دینے  
 میں استعمال ہے اگرچہ یہ بات غلط ہے مگر غصے کی یہاں بھی دونوں احتمال برابر کے قائم رہے  
 ام سلمہ کا کچھ بھی ثبوت پیش کیا صرف دعویٰ ہی کہہ گئے کہ وہ سببہ صحیحہ اسلار کے  
 ہی ترجمہ کے تھی پس یہاں سبب احتمالات محالہ ہیں روئے ام حوازم کی بابت یہ تو فرمایا

کہ تمام قیدی کوئی وقت چھوڑ دے گئے تھے مگر کچھ ثبوت پیش کیا اور سچ و شہادت سے کچھ عرض  
 بھی کیا اور مقدمہ کا خود قرار کیا کہ جب تک اعتناق نہ ہو اس کا اولاد ابراہیم سے چنانچہ خود کہتے ہیں کہ  
 جس کو بلا فدیہ سبب اولاد ابراہیم بنو کے چھوڑ دینے کو فرمایا تھا آب ہم مجتہد صاحب سے تفہیم  
 کرتے ہیں کہ بعد از آپ کے واسطے اثبات اپنے مدعا کے کیوں پیش کی تھیں مآلہ احتمالات سے  
 اور مخالفہ دونوں برابر ہیں مگر حیکہ دونوں احتمال برابر کے ہیں تو آپ کا استدلال اس کیونکر  
 صحیح ہو سکتا ہے جب تک آپ سب احتمالات مخالفہ کو باطل کر دیں تب تک آپ کا مدعا کچھ ثابت نہیں  
 ہوتا اور یہ رخ نامہ فرسائی آپ کی ہر فائدہ محض یہ آب ہم سے سنیتے مابین ہمارے مدعا کی نسبت  
 امر اول کے ہم کہتے ہیں کہ مراد لفظ سبب سے زیر حالات نہیں کیونکہ محل حرج ہست میں لفظ  
 حرج سے عمل ہوتا ہے کما قال مراد القید سے حرج و ذلت احراسا الیہا بعشر علی ہر صا لویس و ن مقبلی  
 اور یہ ان لفظ حرج میں بلکہ لفظ عند ہر کہ جس کے کسی طرح حرج مراد نہیں لی جاسکتی علاوہ  
 برآن حضرت عائشہ کا مکان قید خانہ تھا نہ وہ قیدیوں کی حرمت پر مامور ہو سکتی ہیں اس لئے  
 ایسے احتمال بعید کا باوجود قائم ہونے قرینہ لفظی کے اور انتہائی اس لئے رادہ کے قطعاً ممنوع ہے  
 نسبت امر ثانی کے ہم کہتے ہیں کہ لفظ اعتناق قیدی کے چھوڑ دینے میں ہرگز حقیقتہً مستعمل  
 نہیں ہو سکتا بلکہ لفظ فاسد استعمال ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے فلو العافی بعضی الاسابین و اطعموا  
 الجائع و عو و المریض اور مجتہد رحمہ اللہ کوئی مسئلہ پر بھی مطلق چھوڑ دینے کے پیش نہیں کی  
 پس واجب آیا کہ اس کے معنی بھی تعین ہو ورنہ اگر آزاد کر دے تو اس کو قریب کیا کیونکہ آزاد و س  
 لغت کے معنی حقیقی اعتناق کے آزاد کرنا رقیق کا ہے اور جب تک کوئی قرینہ خلاف قائم ہوگا  
 معنی حقیقی کو ہرگز ترک نہیں کیا جاوے گا اور چونکہ خود مجتہد صاحب نے حدیث مالم خلق اللہ شیئاً  
 علی وجه الارض احب الیہ من العناق میں جو لفظ عناق ہے اس کے معنی غلام آزاد کرنے ہی  
 کے لیے ہیں لیکن کیوں وہی معنی مراد نہیں لیتے وہ ان کی کیا چیز دیتی تھی اور یہ ان کی کیا چیز نامہ  
 ہی ہر گاہ کہ یہ دونوں امر ہمارے مدعا کو افق علی ہو تو حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر ابھرنے ہمیشہ قریب



اوتنے کچھ کہیں تھے جو اپنا بیعت سہا کر گئے تھے قال تمام کام جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیے اور تمام کام جو رسول  
 مقبول نے صادر فرمائے سب کا منشا غلاموں کی آزادی اور غلامی کا معدوم کرنا تھا اقول  
 ہم اس کا جواب مجتہد عصر کو شروع میں دے چکے ہیں ضرورت اعادہ نہیں قال یہاں تک غزوہ  
 طائف میں عام منادی کر دی تھی کہ جو غلام کلک رہا اسے پاس آؤ گیارہ آدمی اقول اس وقت ہم  
 مجتہد عصر کا امتحان لیتے ہیں کہ آیا وہ اپنے عہد پر قائم ہیں یا نہیں اور اس معاملے میں ہوا کہ کتاب  
 معتبر کے لکھنے میں یا سوال اس قسم کے کتاب کہ سب کے اگر فرق تانی لانا ہو تو بڑی ہی طیش و  
 غضب سے فرماتے ہیں کہ یہ حدیث محض لغو اور سب سے بڑی آفت اب دیکھیے سند مجتہد صاحب کی قال  
 مؤاہلہ نہیں لکھا کہ رشاد ہی منادیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ای عبد بنزل علی الحسن  
 خیر الیافہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کرنے والوں کے منادی کی کہ جو غلام قلمے ہیں  
 کلک رہا اسے پاس چلا آؤ گیارہ آدمی اس جو کہ غلاموں کو ایسے عام منادی آواز دے کرنا تھا وہ  
 آوازوں کے غلام بنانے پر کبھی رضی تھا اقول اس کا جواب ہم مجتہد عصر کو الفاظ جناب  
 محمد دوم و مکرم الیں فی سیر احمد خان سلمہ اللہ تعالیٰ کے دیتے ہیں کہ یہ بات محض بے جوڑ اور  
 خلاف اصول و محض نامعتبر ہرگز اس سے لغویات پر مسائل اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ  
 انتہی + الحمد للہ و اللہ کہ اس باب میں بھی ہم مجتہد عصر کی غلط کاری اور ناواقفی اور انکی علوم  
 عربیہ بخوبی ثابت کر دی اور قبل شروع کرنے بحث اس باب میں یہ بھی بخوبی ثابت کر دیا کہ  
 بعد فتح مکہ کے بھی سبایا کو لونڈی غلام بنایا گیا اور مجتہد عصر کو کا دعویٰ اصل ثابت ہو گیا  
 بلکہ سن و فلان ہی اس قسم کا جس کو نام ابو حنیفہ رہنا جائز کہتے ہیں اور اسے سلفاً ثابت ہوا  
 اب اس سے اوپر ہوں جناب ہفتم میں کچھ اور ہوگی یہ وہ سب حرکت ہوئی ہو مگر ہم دیکھ چکے  
 ہیں کہ ہم اس بحث میں ان کو خوب جواب کریں گے لہذا اسلیٰ ہفتم میں بھی اپنے اجتہاد کی خبر  
 لیتے ہیں قال اب ہفتم اول حدیثوں اور روایتوں کے بیان میں منسبہ لونڈی غلام  
 بنانے کا فعل رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت منسوب کیا جاتا ہے تمام علماء اسلام کوئی حکم رسول صلی

کا نسبت جواز مترقاق کے بیان نہیں کر سکتے اور جیسا اسکے بیان سے عاجز ہوتے ہیں تو  
 کہتے ہیں کہ فعل رسول الصلعم ہا یہ حجت ہے اقول ان سے دن علماء اسلام اس بیان سے عاجز ہوئے ہیں آپ کے سامنے  
 کس عالم عجز بنیاں کیا علمائے آیات و احادیث صحیحہ حکم مترقاق قتل کو ثابت کر دیا اور مزید ان فعل  
 رسول الصلعم سے کہ جبکہ افعال امور دینیہ میں کو جب وحی کے واسطے ہدایت کا فہ انام کے  
 میں اپنے مدعا کو اور آپ کے دعوے کے بطلان کو یا حسن الوجہہ پایا اثبات کو ہو بوجہ دیا یا انہم  
 اگر آپ اپنی کتب حق کی طرف سے بند کر لیں تو مجبوری ہے کہ اقول اس بات کو تم تسلیم کرتے ہیں  
 اور فعل رسول الصلعم کو مثل آپ کے قول کے سر پر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں اقول شعرا  
 ای انگلا ت مینری از دل کہ عاشق مست پر طوبی لکے زبان تو بادل موافق مست ہو  
 قال مرفعل کی تفتیش پر وسوقت متوجہ ہو چکے ہیں کہ قولی حکم موجود ہوا قول واد کیا  
 خوب اپنے فعل کی تائید فرمائی ہے کیا نام ممانت ہے جس کے آپ عی تھے کہ فعل کو مثل قول کے  
 سر پر آنکھوں پر رکھتے ہیں اس سے عدم التفات اور عدم توجہ کی نام ہے سر پر آنکھوں پر دھرنایا  
 آپ مجتہد ہیں آپ ایسی کام ہے مجتہد کا کہ صرف قول یا حکم کو دیکھے اور فعل سے غفلت کرے کیا فعل  
 بغیر قول کے بر غلامت اقوال اور احکام کے جوتے ہیں کیا وہ مقدس لوگ کہتے کچھ ہیں کہتے  
 کچھ ہیں خیالات ظنی الذی کفرنا اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ افعال انبیای کرام تہا ستر  
 مطابق احکام کے ہیں اگر ایسا نہ تو ان میں اور فساد میں کیا فرق ہے اور افعال انبیای  
 کرام کے مرفستہ کلام اور احکام خدای تعالیٰ کے جوتے ہیں کہ بعض آیات و احادیث مجملہ و مبہم  
 اجمال سے کلک مرفستہ ہونے کے وجہ سے کو بوجہ جاتے ہیں پس کیا آپ اجتہاد ہے کہ ایک ٹہری  
 اصل سے آپ عدا غفلت کر رہے ہیں اور اس کی طرف توجہ نہیں فرماتے کیا وہ حدیث متفق  
 علیہ کی نظر نہیں پڑی ما بال اقوام یتشرعون عن الشیء الذی اصنعوا اللہ انی اعلم  
 بالک ما شدا ہم کہ خشیتہ کیا حال ہوا ان لوگوں کا ہوا ہے تین جنہ کہ تیسویں اور چھٹی  
 سے کہ میں کہنا ہوں پس قسم پر خدا کی کہ میں ہرگز نہ راہ تریا تے والا ہوں جب تک کہ

اور سب سے زیادہ خوف خدا کا کرتا ہوں وہ آیت قرآن کی بھی تاک آپ نے نہیں سمجھی لہذا کلام  
لَا تُقْرِئُوا السُّعُفَةَ اللَّهُمَّ حَسَنَةً بِيَشْكُ ہر تکویدی نیک سول خدا کی قال اور اس  
باب میں حکم قرآنی فاما متابعہ و اما فائدہ موجود ہے جس میں کچھ شبہ نہیں بقول حکم میں کچھ  
شبہ نہیں مگر وہ نہ صحیح سمجھو کچھ علان نہیں اس حکم کو سببنا واقفی کے زبان عربی سے  
انچہ دیکھیں سمجھ سکتے غلبہ تو حیات اور تقلید اگر انہوں نے کسبت میں سمجھنے سے نفرت کرتے  
ہو کیا بغیر خدا صلعم کا عمل اس آیت کے برخلاف تھا بغیر صلعم کے افعال کو مفسد اس آیت کا  
سمجھنا چاہئے برخلاف اول کے سمجھنا چاہیے اور تشریح معنی آیت کی ہر بخوبی کر چکے ہیں تقلید  
مگر انہوں نے اور اس طرح احباب دست بردار ہو کر اس کو ملاحظہ کیجیے اور اگر کچھ شک رہ جاوے  
تو ہتھسار کر دیجیے قال جو کام رسول خدا صلعم نے کیا آپ کے سامنے جوئے اور غیر زمانہ  
نبوی تک اس کے مخالف کوئی حکم آیا نہ اس کے برخلاف کوئی کام ہوا وہی کام کسی مسئلہ  
شرعی کے بنیاد ہو سکتے ہیں بقول ہدایا اللہ الی الرشاد ہم شروع سے ہی منادی کر رہے  
ہیں پر آپ بات زبان کو کہتے ہیں مگر دل سے نہیں مانتے اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں قال  
اس معاملے میں جس میں ہم بحث کر رہے ہیں ہم نے نص صریح قرآنی کو سند بڑا ہی اقول اول تو یہ کہنا  
لازم تھا کہ یہ نہ کہ وہ وجوب میں یا فدا میں نص ہو یا نہیں اور اگر نص ہونا معلوم ہو تو اس امر  
کا لحاظ ضرور رکھنا کہ آیا یہ حکم ہی یا منسوخ سو ہم دونوں شقوں پر آپ اور بحث کر چکے ہیں اور  
آپ کے استدلال کو باطل ٹھہرا چکے ہیں اور آپ نے ایک فن بھی اس آیت کا اور روایات کا جو  
اس بحث سے متعلق ہیں نہیں سمجھا قال اور یہ ثابت کیا ہی کہ اس کے بعد صلعم رسول خدا  
صلعم علیہ وسلم اسی آیت کے مطابق رہا ہو اور بھی اس کے برخلاف نہیں ہوا اقول بحث پہلی مختصر  
گزر چکی ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس آیت کے بعد ہر تفاق اور قیل و فعل فرمان پر صلعم  
کے ہوا قال تو حکم اس کے ماقبل کے فعل سول صلعم کی تفسیر کرنے کی ضرورت  
نہیں ہے کیونکہ اس حکم سے ماقبل کا فعل کیسا ہی ہو ہر صلعم شرعی کی بنیاد اسی حکم پر ہے

یا اس فعل پر جو باعد اس کے ہوا ہو قائم ہوگی اقول اس حکم کا زمانہ جو اپنے خود راہی سے قائم کیا ہو محض غلط اور نئے بنیاد پر کچھ اصل و سکی نہیں کر کوئی دلیل اپنے اس پر پیش نہیں کی پس مجرد قول آپ کا شرعیات میں کتب متبرہ ہو سکتا ہو دیکھو فائدہ جلیب بحث اول کا اور چنے اگر صحیح بالتعین تو نہیں مگر دلیل قطعی سے نزول و سکا پیش از واقعہ بدر ثبات کر دیا ہو پھر اس کے بعد جو افعال و اقوال جناب سات کتب صلعم کے ہیں اور جو آیات نازل ہوئی ہیں پہنچا دیکھتے ہیں و بعض و نہیں سے آپ کو بھی علوم ہیں بلکہ چنے تو غزوہ اوطاس اور طائف جو بفتح مکہ کے ہو اور آپ کے قول کے مطابق بھی بعد نزول آیت مذکورہ ہو وہاں تک کہ حالات سے اور اس روز کی اتوری ہوئی آیت اور اس روز کے اقوال وغیرہ خدا صلعم آپ کی تکذیب کی اور قول بغیر صلعم کے جو در باب ہذا اس کے نقل کیا ہو ثابت کر دیا ہو کہ حکم متراف تا قیام قائم ہو چکا ہو زسی انھیں کھو لکر دیکھے قال لیکن بالانہ ہمہ ہا و ان حدیثوں اور روایتوں کا بھی ذکر کریں گے جسے لوٹری و غلام بنائے کا فعل جناب رسول اللہ صلعم کی نسبت قبل نزول آیت انا منابہ و ما فائدہ کے منسوب کیا جاتا ہو اقول آپ یہاں مدعی اسکے ہوئے ہیں کہ وہ فعل قبل از آیت من و فدا کے ہو اور جو دھو نزول آیت کا بروز فتح مکہ اپنے پیشتر کیا تھا اور سکو ثابت نہ کر سکے لیکن ہر واقعہ میں اثبات اس کا لازم ہو کہ یہ واقعہ قبل از نزول آیت متلو ہو مگر عموماً ہم یہاں لکھ دیتے ہیں کہ آپ اثبات اس امر سے کہ یہ واقعہ قبل از نزول آیت متلو ہو قاصر ہے ہیں قال جو لطیف لطیف تھے انہیں میں ان کو بھی بغیر بیان انہیں چھوڑیں اقول ماشاء اللہ کلمات قرآن کو تو سمجھتے ہی نہیں احادیث کے ترجمے اکثر غلط فرماتے ہیں کلام عربیہ علم ادب کے کچھ بھی گاہ نہیں با اینہم محالات نکات اور لطائف کلام متحد کے ضروریان فرما دینگے البتہ من تحریف و تشبیہ میں جو درست گاہ کامل ہو گئی ہو و کوئی ایک بغیر بیان کیے چھوڑینگے قال سب بر ایتہ (الی قول) غزوہ تبی و غزوہ بدر و غزوہ قبل فتح مکہ کے ہی اقول سلم و شیک بڑا واقعہ ہو اور قبل از فتح مکہ ہی قال اور قبل از نزول آیت



حریب واقع ہوا قول اتنی ہی جو ٹھہرات ہوا اگر کچھ ثبوت رکھتے ہو تو بیان کرو قال  
 اور مکتبہ باریک آمین یہ ہے کہ جو کچھ معاملہ اساری بنی قریظہ کے ساتھ کیا گیا وہ خدا کے حکم سے  
 نہیں کیا گیا تھا بلکہ موافق رسم و عادت عرب کے جو اس زمانہ میں سجد بن حکم قرار دیتے  
 تھے اور یہ پھر اٹھا کہ نسبت بنی قریظہ کے جوڑا الی بن قید زمین ہو گئے تھے بلکہ خود انھوں نے  
 اپنے تئیں سپرد کر دیا تھا جو فیصلہ سعد بن معاذ کر دین اور جو حکم وہ دین وہ کیا جاوے پس کچھ  
 اٹھکے ساتھ ہوا وہ حکم سعد بن معاذ کا تھا نہ حکم خدا کا اقول کی بحث مفصل اوپر گذر چکی ہے  
 اور ہم سنوٹ کی تقریر کو بجز اذیہ باطل کر چکے ہیں ضرورت اعادہ کی نہیں مگر ہمارے قول  
 کی تصدیق در بیان اپنے باریک مکتبہ کے دیکھ لیجئے کہ آپ نے ایک الزام تو سعد بن معاذ صحابی  
 جلیل القدر پر عائد کیا کہ برخلاف حکم خدا تعالیٰ ایک جماعت کا خون اپنی گردن پر لیا اور وہاں  
 استرقاق و آیت کے مرتکب ہو کر غیر مسلموں کو کفر الزام آپ نے بغیر صلعم پر عائد کیا کہ ایسے ظالم کے  
 فیصلے پر جو کسرا برخلاف حکم خدا تعالیٰ اور بنی ہر ظلم عظیم متاعل فرما کر ایک جماعت کو قتل کر دیا  
 اور ذریت کو لونڈی غلام بنایا اور اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیا وہ کیا خوب مکتبہ باریک بیان  
 کیا کہ بڑا موٹا الزام بغیر صلعم اور بڑے صحابی جلیل القدر پر دھر دیا اینٹ کے لیے سنجی ہوا  
 قال روایات متعلق غزوہ بنی فزارہ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے عن سلمة قال غزوہنا  
 فزارہ وعلینا ابو بکر رضی اللہ عنہ اقرہ رسول اللہ صلعم علینا فلما کان بیننا و بین الماء  
 ساعة امرنا ابو بکر رضی اللہ عنہ فعرسنا ثمر بن العازرة فولد الماء فقتل من قتل  
 علیہ و سبنا و انظر لعمق من الناس فیہم الذلاری فحشید ان یسبغوا الی الجبل  
 فمر میت السهم ینہم و بین الجبل قل راہ السهم و قتلوا فحشید ہل سوت و موفیہ لواء  
 من بنی فزارہ علیہا قشعر من آدم قال القشعر النظم معھا ابنتہا من حسن العرب  
 فسقتہم حتی اتیت بہم ابابکر رضی اللہ عنہ فقتلہ ابو بکر رضی اللہ عنہا فقتل من الذلاری و ما  
 لھا ثوابا فلیقنی رسول اللہ صلعم فی السوق فقال یا سلمہ کتب لک امرؤ فقتلت یا رسول اللہ صلعم



لقد اعجبني وما اكتشف لها ثوبا شر لقيني رسول الله صلعم من الغدا في السوق فقال  
 يا سمية هب لي الرق الله ابواه فقلت هي لك يا رسول الله فوالله ما اكتشف لها ثوبا  
 بها رسول الله صلعم الى اهل مكة ففداها بمائتا ساع من المسلمين (كانوا اسرا وبعكتم)  
 ہم نبی فرزند سے لڑنے کو چلا اور رسول خدا صلعم ابو بکرؓ کو ہم پر سزا کیا تھا پس حکم لایم  
 اور پانی سے تھوڑا سا فاصلہ حکم دیا ہم کو ابو بکرؓ نے ٹھہر جائے گا پیش ہم سے ہم رات کو اور  
 پھر تفرق کیا چار طرف سے اور پانی پر آگئے لیج مع مقابل ہوا او سکو قتل کر دالا اور کچھ لوگوں کو  
 قید کیا اور ایک جماعت میں دیکھی کہ اس میں بچے اور عورتیں تھیں پس مجھ کو اندیشہ ہوا کہ یہ کیا کیا  
 پر نہ چڑھ جاؤں چنانچہ میں نے ایک تیر بھینکا کہ وہ اونکے اور پھاڑ کے درمیان میں گزرا  
 او بخون شیر دیکھا تو وہ کھڑے ہو گئے اسی عرصہ میں میں اوندکو جالیا اور اونکو اس طرف پھیرا  
 اور اس جماعت میں ایک عورت قوم نبی فرزند سے تھی اور وہ ایک چادر چڑے کی اوڑھے  
 تھی اور اس کے ساتھ ایک اوسکی بیٹی تھی نہایت خوبصورت پس مجھ کو گھیر کر میں حضرت ابو بکرؓ  
 پاس آیا حضرت ابو بکرؓ نے اوس لڑکی کو مجھے دیدیا اسکے بعد ہم سب مدینہ منورہ کو چلے  
 آئے اور میں نے اوس لڑکی کا کپڑا نک نہیں کھولا تھا کپڑا نہ کھولنا اشارہ ہی جماع نہ کرنے  
 کی طرف (اتفاقا مدینہ کے بازار میں مجھ کو حضرت رسول خدا صلعم نے اور شاد فربا کا ایسی ملہ تو وہ عورت  
 مجھ کو بخندے پس میں نے کہا کیا رسول اللہ عورت تو کھو نہ پاری گی ہی حال آنکہ میں نے بھی تاکہ اسکا کپڑا بھی  
 نہیں کھولا پھر دوبارہ میں نے مجھ کو رسول خدا صلعم کو مدینہ کے بازار میں اور پھر فربا کا ایسی ملہ  
 بخشا تو مجھ کو وہ عورت تو میں نے جواب دیا کہ میں آپ یا رسول اللہ اس قسم میں خدا کی کہ میں نے  
 ابھی تک اسکا کپڑا بھی نہیں کھولا پس حضرت نے اوسے لیکو مکہ کو بھیج دیا اور اہل مکہ نے  
 اوسے عوف میں بہت مسرت سے لیکو کفار کے قبیح بیچ چھوڑ دیا اتھول اگرچہ یہ حدیث  
 کا خوب صحیح نہیں ہے مگر اہل مدینہ اس کے کہ نام قبیلہ میں غلطی کی ہے فرزند بازار  
 البیعتہ المملکہ کی جگہ فرزند بالمجاہدۃ المجتہدہ یاہی اور کچھ غلطی نہیں ہے غرض کہ اس واقعہ سے

یہ بات ثابت ہو کہ اس لڑائی میں اس کے انکار لوٹدی غلام بنائے گئے اور غیر خدا صلعم کو بھی  
 اس کی اطلاع ہوئی اور غیر خدا صلعم کو حکم فرما دیا کہ اس کے قاتل کو قتل کر دے اور غلام کو مالک  
 مالک کے کنیز کو رہے یہ حال کیا کہ کنیز کو محکوم بنایا کہ اس کے مالک کو قتل کر دے اور غلام کو مالک  
 سلم کے نسبت کنیز کو رہے کہ اس کے محبت و عداوت کا یہ عذر کرتے ہیں قال اس حدیث سے  
 بھی بالمشبہہ مطلع ہونا رسول خدا صلعم کا اس بات سے کہ اس کا کہ بنی فزارہ لوٹدی وغلام بنائے  
 ثابت ہوتا ہے مگر خود اس حدیث سے ظاہر ہو کہ یہ واقعہ فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت واقع ہوا تھا اور  
 اس لیے ہمارے متنباط میں کچھ نقصان نہیں ڈالتا اقول یہ تو ایسا ایک عذریہ ہے  
 ہو کر بڑی قیمت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہاں آپ کے طعن سے بچ گئے ورنہ کچھ بعید تھا کہ اس  
 کا الزام مانند سعد بن عاصی کے اوپر دھرتیے اور غیر خدا صلعم کو جائز رکھنے میں اس فعل کے  
 تابع اونکی مرضی اور رسم جاہلیت کا کر دیتے لشعرا قتل ابن شہر بن شہر تو تقدیر نبو  
 ورنہ ہیچ انزل ہر تم تو تفسیر نبو ورنہ ہیچ اقول روایات غزوہ بنی المصطلق اقول بعد میں نے  
 عذر معمولی کے فرط میں قال معنایا تفصیل اس غزوہ کے اس کا کہ کی ہکونین بنی اور  
 جہاد بنی اور اس کو ہم جو یہ کے حال کے ساتھ بیان کر نیکی جو بخاریا غزوہ بنی المصطلق  
 جو بنی اقول اس میں ہی جہاد جہاد صاحب اس غزوہ کے اس کا کہ تفصیل بھول گئے ایک صفحہ  
 پہلے اس سے یعنی صفحہ چار پر خود حدیث بخاری کی ابن حجر سے نقل کر چکے ہو بیان بھول گئے  
 صلعم کو لکھتے ہیں عن ابن حجر قال لایت اباسعد بن فسالہ فقال نحن اعداء  
 اللہ صلعم فی غزوہ بنی المصطلق فاصبنا سیدنا من سبی العرافی اشتہد النساء  
 فاشتدت علینا العزوبۃ فاحببنا العزل فسالنا رسول اللہ صلعم قال ما علیکم الا  
 تفعلوا ما من نسیتہ کا تہالی یوم القیمۃ الا و می لکشتہ ابوسعد خدری کہ تہترین  
 کہ غیر صلعم کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق میں کہ پس یا اپنے سایا کو سبایا کہ پھر اس  
 کی کہنے عورتوں کی پس شہاد ہو اور پھر وہیں سبکی کہنے غزل کو پھر جو چاہئے رسول اللہ صلعم

فرمایا یہ غیر صلعم ہے کیا ہے تم پر کہ نہ کرو تم نہیں ہو کوئی جان پیدا ہو نبی الی قیامت دن تک  
وہ پیدا ہی ہوو گی دیکھ لیجیاس غزوہ میں بھی بہت عورتیں اونٹیاں بنائی گئیں اور باطلا  
یہ غیر صلعم ہے معاملہ ہو صحیح مسلم میں نافع سے روایت ہے کہ انا رسول اللہ صلعم علی بنے  
المصطافی وھذا غارون وانما ھو تسقی علی الماء فقتل مقاتلہم و سبی سبیہم  
واصابہم سبیل قال یحییٰ حسبہ قال جویریہ والبتہ بنت الحارث قال وحدثنی  
الحديث عبد اللہ عمہ کہ کان فی ذلک الجیش حدثنا محمد بن منشا قال حدثنا  
ابن ابی عدی عن ابن عثا بهذا الاسناد مثله وقال جویریہ بنت الحارث ولم یثبت  
تحقیق تاخت کی رسول اللہ صلعم نے بنی صطلق پر اور وہ غافل تھے اور چوٹا اونکے اپنی پالا  
جاتے تھے بانی پر پس قتل کیا لڑنے والوں کو اور لونڈی غلام بنالیا اونکے سبایا کو اور پاپا اور  
جویریہ بنت الحارث کو (یہی راوی یہاں شک کرتے ہیں کہ اونکے شیخ سلیم نے یا تو گمان  
جویریہ کیا یا بالیقین جویریہ بنت الحارث کہا) کہا نافع نے کہ یہ حدیث مجھ سے بیان کی عبد اللہ  
بن عمر نے اور وہ تھے اس شخص میں مسلم کہتے ہیں کہ حدیث کی ہمسے محمد بن منشا نے کہا حدیث کی  
ہمسے ابن ابی عدی نے ابن عثا سے اسناد مذکور حدیث سابق سے مانند ایسی حدیث مذکور ہے کہ  
کہا جویریہ بنت الحارث اور نہ شک کیا یعنی اس طریق میں وہ شک جو بھی ہے کیا تھا کہ سلیم نے  
کیا لفظ کہی تھی نہیں ہی بلکہ اس طریق میں جویریہ بنت الحارث بلا شک مروی ہے کہ میں جبران  
ہوں کہ مجھ پر باور کس تفصیل کے ہیں وہ اس میں کہہ کہ مذولت اور جمع احادیث نبوی سے  
محروم ہیں قال اور وہی کے ساتھ اون تمام احتمالات روایات کو بھی جو اس معاملے میں  
ہیں اور نہایت تمحیلاً لکھیں بیان کریں گے اقول ذرا کچھ سوچ کے نام اختلاف اور تعجب کا  
لیجیو ایسا نہ ہو کہ شیعائی اور عثمانی ٹبر سے قال ذرا آنحضرت کے سرسری کا ماریہ قرطبہ کے  
بطور تحفہ آئے ہیں اور نیز رسول خدا صلعم کے تصرف میں آئے ہیں اور ان سے حضرت ابو بکر  
کے پیدا ہوئے ہیں کچھ شیعہ نہیں ہو کر شہر اس بات میں ہو کہ آنحضرت صلعم کا ان کو آنحضرت

جواز اشتقاق کی دلیل یہ ہو سکتی ہے یا نہیں؟ قول اس میں کچھ شک نہیں کہ فعل یا غیر خدا صلعم کا محمول اور فاعل اور مفعول  
اور ترکیب از ما مشعر اور اتباع جاہلیت کے نیکو جو سکتا ہے جس فعل پر آپ زوفات تفاعل ہے اس کے جواز میں تو  
کسی طرح کوئی مسلمان کلام ہی نہیں کر سکتا قال ہم کہتے ہیں کہ نہیں ہو سکتے اس لیے کہ  
قرآن مجید میں یا حدیث نبوی میں تو حکم و علت اور مبدی طاری ہو کر قیت کا کسی جگہ مذکور  
نہیں ہے۔ قول حکم طاری ہو کر قیت کا تو قرآن و حدیث میں ایسا صاف موجود ہے کہ کوئی  
اس کے انکار نہیں کر سکتا اور جس جس صورت سے کیا معلوم کر دانی گئی وہ بھی بہت ظاہر ہوتی  
اور احادیث میں مذکور ہی خود مجتہد عمر اوس سے اقرار کرتے چلے آتے ہیں باقی رہا سبب قیت  
اس کا دریافت کرنا ہمارا اور آپ کا کام نہیں ہے کلام علماء مجتہدین کا ہی سوا و نیکے اقوال بھی ہم نے  
مع وجوہ ثبوت کے اوپر لکھ دیے ہیں علت و سبب قیت اور ملک یا ان کی بیان کیا بحث  
ہو یہاں تو یہ بحث ہے کہ فعل یا غیر صلعم کا لائق اقتدار کے ہے یا نہیں آپ کہتے ہیں کہ نہیں ہم کہتے ہیں  
کہ بیشک ہے جو کام غیر صلعم نے کیا اور ان کے حضور جہاں بھی نہ کرنے رہے اور کیا وہ اس کی نعمت  
نہ فرمائی گئی تو جواز اوس فعل کا بہر حال بت ہو گیا خواہ اس کی علت یا سبب کو معلوم ہو ہو  
یا نہ ہو و حدیث متفق علیہ میں آیا ہونے عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلعم شیخاً فخر خضع  
فمنع عنہ قوم فی صلعم ذلک رسول اللہ صلعم فخطب فحمد اللہ ثم قال ملأ بالاقوام  
تینین ہون عن الشیء صنعہ فواللہ انی لاعلمہم باللہ وانشد ہم اخشیتہ عائشہ  
روایت ہے کہ کیا غیر صلعم نے ایک کام نہیں اجازت دی وہ کسی پھر اپنے تئیں بچایا اور کلام  
کے کچھ لوگوں نے پھر پہنچی یہ بات غیر صلعم تک تب غیر صلعم خطبہ پڑھا خدا کی حمد کی پھر فرمایا  
کہ کیا حال لوگوں کا ہو کہ اپنے تئیں بچا ہوں اور کلام کے کہ جس کو میں کرنا ہوں تم ہی خدا کی کہ  
میں ہرگز نہیں سمجھتا ہوا نہ جاننے والا ہوں خدا کا نسبت ان کے اور زیادہ مخالفت ہوں بہت  
ان کے قرآن میں موجود ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّالَّذِينَ هُمْ يَرْغَبُونَ  
نیک پیروی اور ان کے غیر صلعم کی ہی آپ سے سیکھنا ہے مع علیہ میں علت و سبب کو معلوم نہ

کی کیا ضرورت ہو یا ان بیہ بات مجتہدوں پر واسطہ تفریح حکام غیر منصوصہ کے واجب ہو سکتا  
 ہے سبب علت سبک پرت لکایا ہوا پھر بحث کی اور فیصلہ لکھی قال اور ہکو قرآن مجید کی یہ بات  
 ثابت ہے کہ بعد شروع زمانہ اسلام بھی جب تک حکام ازواج نہ نکلیں تھی تمام ازواج حرام  
 رسم عرب کے جو اوس زمانہ میں جاری تھی ہوتی تھی قول ہکو قرآن ثابت ہے کہ بعد از شروع عرب میں  
 جاری تھے سب سب منع تھے بہت سے ائمہ حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہ السلام کے عمر کے شروع چلے  
 تھے اور بعض امور غیر شرع بھی باقیاء رسم آپ کے جاری ہوئے تھے سو جو امور کہ مبنی بر رسم جاری  
 تھے ابتداء زمانہ اسلام کو کلی جازت نہیں دی گئی اور نہ کبھی کوئی امر خجہ اون امور کے اسل  
 میں رائج ہوا اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ بقدر اقسام ناجائز نکاح کی تحمین اور مجوزہ  
 ناجائز ہترفاق کی تھی وہ سب باجہ اعتدال سے ہی منع تھی قال رد الوش برتون پر جو بعد  
 کو حرام ہو گیا خیال تھا نہ اوس بعد و کا جو بعد کو قرار پا اقول بعض شتون کا بیشک شبہ پہا  
 ہی خیال تھا مثلاً مانعت تروج زوجہ پدر اسکا پہلے ہی خیال تھا کبھی کسی بعد طہور اسلام کے  
 مسلمانوں میں نہیں کیا اور اگر کسی کیا تو اوس پر حکم قتل فذہواں بعض شتون کا خیال  
 اس سے تھا کہ وہ اوائل میں شروع تھے مثلاً جمع بین الاختین اسکی کچھ مانعت شریعت کے  
 میں تھی پس جب تک کہ وہ بات منسوخ نہ ہوئی تب تک ہم تائید مشروع تھی اسکو یہ نہ کہنا چاہیے کہ کابھی  
 رسم جاہلیت عرب سے بلا اجازت شارع یا خلاف مرضی خدا کے جاری تھی متحدہ ازواج میں اوائل  
 اسلام میں تھی بلکہ جہاں تک عورتیں کوئی نکاح میں لاسکتا مشروع تحمین اور غیر غائناہ تھا یہ  
 بات نہیں کہ سبب رواج اور رسم جاہلیت گناہ تھا بلکہ اجازت شرعی ہی تھی اور اسلئے سابقہ میں  
 بھی کچھ تخلیل ازواج میں نہ ہوئی تھی قال ورنہ اوس شرط اہم عدل کا جو تعدد ازواج کے لیے  
 مقرر ہوئی جس سے حقیقہ معدومیت تعدد ازواج لازم آتی ہوا قول اگرچہ اسکا کچھ ثبوت  
 معتبر ہے یا نہیں ہے کہ عدل کا کچھ خیال تھا مگر ہم نے فرض کیا کہ بیشیر عدل کا بھی خیال  
 تھا اور وہاں کسی یہ تھی کہ عدل فرض تھا دیکھو کہ روزے رمضان کے فرض تھے اس سے پہلے

کسی کو او کا خیال تھا اس کچھ یہ لازم نہیں آتا کہ اتباع رسم جاہلیت پیغمبر صلعم یا کوئی مسلمان  
 مروج کسی جرم قانون قدرت کا ہو گیا اور یہ امر قابل بھی تھا کہ مجتہد عصر کو بیان میں لائے  
 مگر ظاہر تقلید بعض کمزور طاعنین ہلکا کم عام و شاہد بطرف عقیدہ عدم جواز تعدد  
 نکاح کے ہو کہ جسکو خدا نے جائز رکھا ہو نظم حاشا الوقیب فحاشا لعدو ضاؤک وغیض الدمع  
 فانہلت بوادئہ وکاتل الحب یوم البین منہدک وصاحب الدمع لا یخفی سرہ  
 اگرچہ جی یہ چاہتا تھا کہ اس باب میں ہی جگہ مجتہد عصر کو ایسا روکا جاوے کہ آئینہ تعدد نکاح کے  
 باب میں مانند غلامی کے اوسکے باب میں کوئی کچھ نہ تیار کریں مگر چونکہ غلط بحث سے بچنا اور  
 تھا لہذا اس وقت اوس باب میں کچھ بحث نہیں کرتا منظر چھینے پر کاہوں اب تو بحث ماخض فیہ کی  
 طرف رجوع کرتا ہوں مجتہد صاحب نے یہ دعویٰ کیا کہ استرقاق کو جو غیر خدا صلعم نے جائز رکھا او  
 اوس کی بنا پر یار قبطیدہ کو سر پر بنایا تو فی فعل غیر خدا صلعم کا دلیل جواز استرقاق نہیں  
 ہو سکتا اور دین رازان ایک لفظ اس لیے لکھا کہ تین چار جملے اوسکے بعد قوم کے کہ جسکو منسے اوپر  
 نقل کیا ناظرین دیکھ لیں کہ ابھی تک کسی جملے سے یہ بات ثابت نہیں ہو سکی کہ اتباع اول وقت  
 پیغمبر صلعم کی نسبت اس فعل کے جائز نہیں اب ایک نئی طرز پر مجتہد صاحب نے قال معلوم ہوا کہ  
 کہ جناب دل خدا صلعم کی نسبت بھی کوئی احکام حاصل اس باب میں تھی اقول عجبت وافت  
 سے کام پڑا ہو کہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ شرع عام کے کام نہایت نخی و استرقاق و عتاق  
 وغیرہ شرائع کی عموماً مطابق وحی کے تھے شاذ و نادر ایسا ہوا ہو کہ کوئی فعل اجتہاد سے بعد  
 انتظار وحی کے کیا ہو مگر اوسکا بھی یہ حال ہو کہ اگر اجتہاد میں کچھ ذرا بھی ذلت لغزش ہوئی  
 ہو تو بہت ہی جلد وحی اوسکے تدارک میں نازل ہوئی ہو پس سرسری مجتہد کی ہو کہ کہتے  
 ہیں کہ معلوم ہوتا ہی الی آخر وہ میں حیران ہوں کہ اس علم پر کیا دلیل ہو کہ جس خیر سے انکو یہ  
 معلوم ہوتا ہو اگر کہیں کہ قرآن میں بیشتر کچھ ذکر اسکا نہیں اس سے معلوم ہوتا ہو تو جواب اسکا  
 یہ ہو کہ وحی کے واسطے یہ ضرور نہیں کہ قرآن ہی میں ہو و لا الہ الا انت القرآن معلوم

الحديث رواه ابو داود وابن ماجه اگاه ہو کہ میں دیکھ گیا ہوں قرآن اور شرع کے ساتھ  
 اوسکے قال اس لیے از دواج اور زیر سراری کا تصرف موانع ایسی رسم عرب کے ہوا تھا جو  
 محض نے عیب اور بگینا تھا اقول بزرگوار خدا کا یہ کہ مجتہد صاحب اسکے تو قائل ہو کہ  
 تصرف سراری کا نے عیب اور بگینا تھا آپ میں یہ کہتا ہوں کہ اس اقرار سے مجتہد کے  
 سبب عداوت و تمہیدات انکی جڑیں سے ہل کر گر پڑے کیونکہ یہ بات تو ظاہر ہے کہ رسم و عادات  
 بیشتر کبریٰ عرب جب بگینا ہی اور نے عیب کی نفس کی ہو نہیں سکتی تین بلکہ حسن و قبح ہر شے کا علی  
 اختلاف القولین یا عقلی یا شرعی ہی ان دونوں کے خالی نہیں پس اگر تصرف سراری مجتہد  
 جواز قریب ہو جس شخص عقلی ہو یعنی عقلاً اوس میں کچھ عیب و گناہ نہیں اور شرعاً ہم نے اوپر  
 عمل فرمایا تو استحسان اوس کا عقلاً اور شرعاً دونوں طور پر ثابت ہو گیا اور تمام  
 تمہیدات شروع رسالے مجتہد عصر و تمہیدات دیگر جو بیان گذر رہے ہیں باطل اور نے بنیاد  
 ہو گئیں اور اگر نے عیبی اور بگینا ہی امر شرعی ہی یعنی حکم شارع سے معلوم ہوتی ہو تو عین مدعا  
 ہمارا ہی پس نظر ہو کہ اتحاد سراری اور بیوت رقیبت ہو جب حکم شارع کے ہی اور رسم و دواج  
 عرب کو جو مجتہد عصر بار بار زبان پر لائیں محض لغو و فضول بات ہے کہ ثبوت نے عیبی اور  
 بگینا ہی میں اوسکو کچھ دخل نہیں بہر حال بعون اللہ تعالیٰ خود مجتہد صاحب اقرار سے  
 مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا والحید علی لک فالحق یعلو ولا یعلیٰ قال بعد اسکے  
 رسول خدا صلعم کی نسبت در باب ازدواج احکام صادر ہو اقول صادر ہونا احکام کا  
 بذریعہ وحی قرآنی کے مستلزم سکنا نہیں ہے کہ اوس سے پیشتر مطلقاً کوئی حکم نہ ہو سکتا  
 ہیں کہ بذریعہ ایسی وحی کے جو داخل قرآن نہیں ہوتا فاذلک ہے میں اس بات احکام جو نسبت  
 ازدواج پیغمبر صلعم کے قرآن میں نافذ ہوئے ہیں ان احکام سے یہ گمان کرنا کہ ابن راہی احکام  
 صادر ہوئے ہیں پیشتر ان سے کوئی حکم شرعی نسبت نخل پیغمبر صلعم سے اس سے زنا اور جملہ اور  
 جملہ احکام کو مجتہد ابن راہی ظاہر کرتے ہیں اس سے پیشتر تو نسبت تزیین زیب ہفت حش کے

قرآن میں ہی حکم موجود ہے لیکن اہل غفلت مجتہد عصر کی ہو کہ اوس حکم کو ابتدائی سمجھ سکتے ہیں  
**قال** اور وہ حکم یہ ہے کہ جہتہذا زوج و ساری تمھارے تصرف میں آچکے و نکو تو ہم حلال  
رکھتے ہیں مگر اب کوئی عورت مت کر و اقول جناب آپ کیسے مجتہد ہیں آپ کو افسوس بھی  
علم نہیں کہ وہ آیت جس کا آپ نے ترجمہ کیا اس کی بین سب سے پہلے نازل ہوئی ہے یا اس سے  
پہلے اور کوئی آیت بھی اور ترجمہ کی ہو ذری آٹھ کھلو اس آیت سے پہلے ایک اور آیت قرآن  
میں لکھی ہوئی موجود ہے اور غالب ہے کہ آپ بھی اوس آیت کو نزولاً اس آیت سے مقدم  
تذکرہ کریں گے پھر آپ پر واجب تھا کہ پہلے اوس کو بیان فرمایا ہوتا بعد اسکے اس آیت کا تذکرہ کیا  
ہوتا اور علامہ برآن آیت کے ترجمے میں آپ دیدہ و نہشت تحریف کو کام میں لے کر  
کہ **الاما ملکیت** نینک کا ترجمہ بالکل اڑا گئے ایسے ایسے ہی جوہ سے حقیقت آپ کی جو غشی  
تھی کھل گئی ترجمہ آیت کا یہ ہے کہ نہیں حلال ہیں تنجک و عورتیں بعد ان کے اور نہ یہ کہ تبدیل  
تو ان کے بدلے اور یہ بیان اگر چہ پڑا ہے محکم حسن و کما مکروہ کہ شک مالک ہو وین ہاتھ  
تیرے یعنی حکم نفی حل فاسد سے ملکات مستثنیٰ ہیں وہ حکم صرف نسبت زوج ہی کی ہو  
**قال** اس حکم سے صاف پایا جاتا ہے کہ اقعات سابقہ سب سے بہت سم و وجہ عرب ہو گئے تھے  
**اقول** یہ خوب اجتہاد ہے کہ تین چار باتیں از قسم تین یا تین یا تین لکھ کر لکھ دیا کہ اس سے  
پایا جاتا ہے اگر وہ کون سی دلیل ہو جس سے یہ بات پائی جاتی ہے کیا صرف قرآن میں موجود  
نہو یا کسی اور حکم کا دلیل اس کی ہو اگر صرف یہ ہی دلیل ہو تو یہ دلیل مثبت معانی میں چنانچہ  
بیان اوس کا اور پر گزیر گیا اور اگر کوئی اور دلیل ہو تو اوس کو کس من کے لیے دل میں رکھ  
بھڑا ہوا و سکو بیان کیجیے **قال** چنانچہ وہ آیتیں جن پر ہتدلال کیا یہ ہیں  
**اقول** ہتدلال کسی عوی پر ہوتا ہے اور ظاہر اور عوی آپ کا یہ ہے کہ تصرف ساری پر عوی خدا  
حکم پر و جن شری و در جن حکم خدا کے مرفوع بہت سم کہ نہ جاہل نہ تھی یا قطع نظر اوس سے  
کے وہ آیات ہیں جو آپ لکھتے ہیں ان میں سے ایک کلمہ بھی سن مدعا بر دلالت نہیں کرتا چنانچہ





شاید کوئی اوجھی ہو قال اللہ تعالیٰ نے اسی سورہ میں پہلی آیت کے بعد اپنے نبی کو حکم دیا  
 لَا يَحِلُّ لَكَ الْإِنْسَاءُ مِنْ بَعْدِ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَتَّخَذْتَ حَسَنَةً  
 إِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ طٰهٰنِ جلال میں تجکو عورتیں مل سکے بعد اور نہ یہ کہ اون جو رو و سچ کئے  
 اور جو روین کرے اگر چاہو نکاح حسن تجکو ابھی لگتا ہوا قول یہاں بھی ترجمے میں مجتہدین  
 باتباع ہوا نفسانی تحریف سے باز نہ لے کہ ترجمہ اَلَا مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ کا کیا تم لو اگئے  
 آپس جمہ صحیح یہ کہ نہیں جلال میں تجکو عورتیں بعد انکے اور نہ یہ کہ ان سے بدلے اور زوجات  
 اگر چہ پیدا کرے تجکو حسن و کمال کے مالک ہوئے ہیں ہاتھ تیرے اس آیت کی تفسیر مجتہدین  
 بالملکت یمنیک میں بہت اچھی طرح لکھ چکے ہیں ضرورت تکرار کی نہیں دیکھ لو اس سے بھی جو  
 مجتہد کہ سر پہ بنا صرف بوجہ ہم درواج جاہلیت عرب کے تھا ثابت نہیں ہوا کوئی کلمہ  
 اس آیت میں ایسا نہیں کہ ثبوت و نحو مجتہدین دلالت کرتا ہو بلکہ ہا را مدعا ثابت ہو کہ باوجود  
 احکام ازواج میں کچھ ترمیم ہوئی اور وہ اختیارات جو آیت اولے سے حاصل تھی باقی نرسہ مگر  
 ملکت یمنیک میں کچھ ترمیم نہیں ہوئی بلکہ مملوکات حکم نفی حل میں اس آیت میں مستثنیٰ نہیں  
 قال اس آیت میں جو لفظ انس کا تھا جس کے معنی عورتوں کے ہیں ایسا عام تھا جس سے بالملکت  
 یمنیک سے بھی حکم اتنا ہی تعلق ہوتا تھا اس لیے خدا تعالیٰ نے اس کو مستثنیٰ فرمایا اقول مسلم  
 ہم بھی کہتے ہیں کہ حکم نفی حل سے مملوکات مستثنیٰ ہیں یعنی یہ حکم کہ آئندہ مملوک عورتیں جلال  
 نہیں ہی مخصوص ہاتھ منکوحات کے ہوا اور مملوکات اس سے مستثنیٰ ہیں یعنی نکاح آئندہ کی ممانعت  
 ہو اور واسطے تصرف آئندہ کے نسبت مملوکات کی ممانعت نہیں قال اور وہ جو مستثنیٰ نہیں  
 صرف حضرت ماریہ بطیہ تھیں اقول تخصیص ماریہ بطیہ رضی کی جو مجتہدین نے فرمائی ہو اس پر کیا  
 قرینہ ہو لفظ عام ہو اس کو مخصوص فرد واحد کے ساتھ کرنا تا مشرعی ہو اور اگر تھوڑی سی  
 الیہ بعد کے (التسبیح) جیسا کہ بحثے اوپر کی ہو گیا ہو بلکہ اور کچھ تقدیر کیجا تو ماریہ سبب  
 قید بعد کے حکم نفی حل سے براہین محفوظ تھیں پھر استثنا ماریہ کا باوجود محفوظ ہونیکے کیا معنی

بجز اسکے کہ محفوظی سے مستثنی ہوں اور یہ بات بالبدیہ باطل ہو گی کہ وہ آخر غیر مصلح  
 تکلف و کمکی سر یہ ہیں اور حلال میں محفوظ ہونے سے کسی طرح مستثنی نہیں ہو سکتیں پس صحت  
 استثنائے ماریہ رضہ نہیں ہو سکتیں بلکہ یہ عام اجازت واسطے آئندہ کے ہو کہ تصرف سراری حکم نفی  
 حل آئندہ مستثنی ہو قال اب کہ ان آیتوں سے بات ثابت ہوئی کہ وہ واقعات موافق رسم  
 زمانہ عرب ہو گئے اور بعد وقوع ہاتھ بصر جائز رکھے گئے تھے اس لیے آئندہ کے استرقاق کی دلیل  
 نہیں ہو سکتی اقول جناب ہاتھ بصر جائز رہنے کے کیا معنی کوئی دلیل تخصیص بیان کیجیے  
 ورنہ ایسے لغویات تو قابل التفات کیجی نہیں ہم ہر فقرہ پر مجتہد صاحب کے تعرض کرتے چلتے  
 ہیں کہ اس سے دعوی ثابت نہیں ہوتا اور اب پھر کہتے ہیں کہ آیات مذکور کے کو صحیح لفظ سے  
 یہ دعوی مجتہد صاحب کا ثابت ہوتا ہوا اہل انصاف کھیلین کہ آیات میں ایک کلمہ بھی ایسا  
 نہیں کہ جس سے اس دعوی مجتہد صاحب کا ثبوت متواتر ہو جاوے جو ثابت ہو سکر  
 میں حیران ہوں کہ مجتہد صاحب کیا خیال پلاؤ پکا ہے میں غور کرو کہ جب آخر غیر مصلح  
 تکلف و کمکی سر یہ ہیں اور کوئی حکم مانعت سر یہ بنا کا نافذ نہوا بلکہ آیت اخیرہ میں صحت  
 اجازت عموماً واسطے آئندہ کے بھی دی گئی اور ایک ناپاک کلمہ رسم در و اج جاہلیت  
 کا جو زبان پر مجتہد عصر کو کسی چیز ثابت نہیں پس جمع امت کو جو از قادی اس طرز میں کیا  
 کلام رہا اگر فرض کیا جاوے کہ اس باب میں معاوضہ جیسا کہ مجتہد کا قول ہو غیر مصلح تمام عزائم رسم  
 جاہلیت سے ہو تو وہ رسم جاہلیت بھی جس کے تابع غیر مصلح ہے ہمارا حق میں سنت ہو اور وہ رسم  
 ہزاران درجہ رسوم علم سے بہتر و اسیات آن گل حسرت تو خوشنحوان پست  
 از عقلست مجنوش محوان کہ خون شہیدان را ز آب ولی ترست کہ این خطا از صد  
 صدو اب ولی ترست کہ قال خصوصاً جبکہ علیہ ستم ہوا جو نذر و ہدیہ میں بھی تحقق ہوتا ہو  
 باعث قیمت نہیں رہا اقول آپ کچھ سمجھتے بھی ہیں یا بقول آنکہ شعش حرف درویشان  
 بدرد و موزون ہوتا بخواند بر لبی صد شون کہ و لفظ فقہان کے یکہ کہ غیر سوچے سمجھے

او نیز حرف گیری کرنے لگے لشعرا منطق الطیر ان خاقانی صہ بہت ہر منطق الطیر  
 سلیمانی کجاست یہ کہ کون کتسا ہو کہ استیلا سبب قیمت ہر بات آپ کے کلام میں کچھ  
 کہیں ان تو دیکھیے یا یہ کہ اپنے ہی سے ایک بات گڑھتے ہر جہاں کہ قیمت او ملکیت  
 تمیز نہیں کیا خاک جہاد کر سکتے ہیں ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ سبب قیمت کفر یعنی یہ  
 بسبب کفر کے مبداء حریت اختیار کر لکھو دیا اور فتنہ بھی غالب کیا تو نہ اطمینان بھی کے ہو  
 کہ بھلا او نہ کیا خاصیت قابل التماک بھی ہو اور کچھ باقی نہ رہا اور عصمت حریت زائل ہو گئی  
 پہلے نہ اور بہائم وحشیہ کے اہل ہو گیا کہ جو کوئی او سپر غالب کر کے لے لے لے لے لے لے لے لے  
 پس سبب قیمت کفری اور سبب ملکیت استیلا ہو دیکھ لو کہ بہائم وحشیہ اور طیور اور جانور انسانی  
 و دریاں اگر قابل التماک ہیں مگر جب تک کہ کوئی او کو پکڑنے لے تاک سیل ملکوتین جب  
 کیسے او کو پکڑ لیا تو وہ او سکے ملکوت ہو گئے اور یہ ایسی اصل حکم ہو کہ اسی پر غلامی ہوئی ہو  
 اور شائع او سکے بازرگ کیا ہو چنانچہ ہم اس باب میں شروع رسالے میں کلام متصل لکھ چکے ہیں یہ  
 وہ مسیحی بات ہو کہ اسکے بابت ہم کہہ سکتے ہیں مَثَلُ كَلِمَةٍ طَائِفَةٍ كَلِمَةٍ طَائِفَةٍ اَصْلُهَا  
 ثَابِتٌ وَكَلِمَةٌ مَحْجَاةٌ فِي السَّمَاءِ ثَوَاتِي اَكْلُهَا كُلُّ حَيٍّ يَادِّنُ رَقَبًا بَرِّئًا فَكَيْفَ اَمْلُهَا  
 وروج جاہلیت کے کہ وہ جو شیعہ جمع انبیاء عرم اور اصحابِ غترت اہل بیت کے ہیں اور کہیں  
 مصادق مَثَلُ كَلِمَةٍ طَائِفَةٍ كَلِمَةٍ طَائِفَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَكَلِمَةٌ مَحْجَاةٌ فِي السَّمَاءِ ثَوَاتِي اَكْلُهَا كُلُّ حَيٍّ يَادِّنُ رَقَبًا بَرِّئًا فَكَيْفَ اَمْلُهَا  
 من قہار ہو اور یہ جواب فرماتے ہیں کہ نذر وہ ہیں بھی استیلا تحقق ہوا ہو غلط محض  
 نذر وہ ہیں سبب نقل ملکیت و مانند بیع کے بڑا تعجب ہو کہ کچھ مشیر خود آپ نے بحر الرائق کی  
 عبارت نقل بھی کی مگر پھر بھی اقسام تملک جو اس نے لکھے ہیں اب تک اس کو سمجھے  
 بحر الرائق کو پھر ملاحظہ کیجئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک کو  
 آخر تک پھر صلہ کے تصرف میں ہیں اور پھر صاحب کوئی دلیل اس پر آئندہ کے لیے ہو  
 بنا مانع کیا گیا کہ کوئی نہ کہے کہ شیعہ انہما خصا لہن غیر مسلم کے پر بھی ثابت نہ کر سکے



تعجب معلوم ہوتا ہے اقول خیر یہ جناب مجتہد صاحب کیساتھ معلوم ہوتا ہے ایسا عجیب  
 نہیں جیسا کہ ایک کریمہ نظر شخص نے آئینہ میں اپنا مونہ بھونڈا دیکھ کر تعجب سے  
 آئینہ کو بدکھل سمجھ کر بھینک دیا تھا مجھ کو تو کچھ ایسا ہی حال نظر آتا ہے جیسا بچہ جو کچھ  
 معاملہ ہو سامنے آیا جاتا ہے مخفی رہے کہ جناب فضیلت مآب مجتہد حضرت فرید دہر کاؤ  
 یہ کہ جب الزام دینے پر مسلمانوں کے کمر ہمت باندھتے ہیں تو ایسی ایسی کتابوں کے  
 حوالے سے الزام دیتے ہیں کہ اصلاً اہل اسلام کے نزدیک کچھ بھی قابل اعتبار کے  
 نہیں کبھی کسی مجتہد فقہیہ نے اونپر اعتماد نہیں کیا بلکہ علی العموم سب علما اونکو محض متہ  
 ٹھہرتے چلے آئے ہیں پس جو کچھ بھولا اون کتابوں کے مجتہد صاحب رحمہ فرماؤ  
 تو اونپر ہم کچھ بھی التفات نہ کریں گے اور اونکی بنا پر جو کچھ مجتہد صاحب لکھیں گے اوسکا  
 محض سمجھ کر اوس سے کچھ تعرض بھی نہ کریں گے مگر ان صحاح میں جو اختلاف نکالیں گے  
 تو اوسکے جوابدہی مسلمانوں کے ذمے ہے قال صحیح مسلم کی ایک حدیث سے معلوم  
 ہوتا ہے کہ حضرت جویریہ قبل ہجرت مکہ میں حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس تھیں اور کہا  
 جو غار چڑھنے میں آنحضرت صلم کو ستاتے تھے اوسمیں آنحضرت کی مدد کرتی تھیں  
 جس سے اونکے اسلام پر استدلال ہو سکتا ہے اقول خدا سے ڈرو کیا مونہ لیکر یہ بات کہتے  
 الا بوجہ لیس فیہ حیاء تم کیسے مجتہد دیانت دار ہو متنے تو غضب ہی کیا ہو کونسا صاحب  
 ایمان ہو گا کہ بعد دریافت کرنے اس تحریف و بدیانتی کے تمھاری بات پر اعتماد اور  
 شرح اس خیانت اور تحریف کی ضمن نقل حدیث میں کیا وگی اور ہم نے دو حدیثیں صحیح  
 اولیک بخاری کی اور بیاب بیان غزوہ بنی المصطلق میں نقل کی ہیں اونسے بخوبی ثابت  
 ہو کہ جویریہ بنیت الحارث غزوہ بنی المصطلق میں پڑائی میں تھیں قال بھراوسی صحیح  
 کی دوسری حدیث میں ہے کہ اونکو بنی المصطلق کے غزوے میں جناب رسول خدا  
 صلم نے بطور لونڈی کے قیدی کیا اقول بیشک یہ روایت موجود ہے صحیح مسلم

میں نے وہ کتاب لہجہ مدینہ میں کہا پھر ایک روایت میں آیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ  
 اونا کو چھوڑ دیا پھر وہ سلمان ہو گئیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسے نکاح کیا اقول :-  
 کسی روایت صحیح میں نہیں ہے کہ ایک روایت میں ہے کہ ثابت بن قیس کے قید میں  
 پھر میں اور انھوں نے لونڈی بنایا پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اونا کو ثابت سے مول لیا  
 پھر ارا دیا پھر نکاح کیا اقول یہ بھی صحیح روایت میں نہیں ہے کہ ایک روایت میں ہے  
 کہ ثابت نے اونا کو کتاب کیا وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئیں اور مدد چاہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 بدل کتابت کو ادا کر دیا اور نکاح کر لیا اقول البتہ یہ روایت ابو داؤد میں ہے کہ غزوہ  
 بنی المصطلق میں وہ بچڑی آئین اور قسمت غنائم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ  
 کے حصے میں آئین اور انھوں نے اونا کو کتابت کر دیا پھر وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور  
 بدل کتابت کیا حضرت صلعم نے کتابت کیا اور اونا کو لے کر دیا اور پھر ان کے ساتھ نکاح کر لیا چنانچہ الفاظ حدیث  
 یہ ہیں قالت انا جویہ بنت الحارث وانا ما کان من امری ما لا ینفخ علیک ولای  
 وقعت فی سہم ثابت بن قیس بن شماس وانی کا ثبت علی نفسی فحیث اسألت  
 فی کتابتی فقال هل اللالی ما جویہ منہ قالت وما هو یا رسول اللہ قال وددت  
 عندک کتابتک واتزوجک قالت قد فعلت للحدیث اور اس حدیث اور حدیث  
 مسلم میں کچھ تعارض نہیں ہے اور اس حدیث میں جویہ الفاظ میں اصحاب یومئذ جو یہ تیرا اوس سے  
 یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خمس میں وہ آئی ہوں یا حضرت صلعم کے سہم  
 صفی میں آئی ہوں اوس کے معنی یہ ہیں کہ پایا اوس روز جو یہ یہ کو سو اہلین کچھ شہادت  
 کہ وہ اوس روز پائی گئی تھیں نسبت پانے قیدیوں کے اور قتل کرنے کے حواریوں کے  
 اکثر بطرف امیر کے ہی کی جاتی ہے چنانچہ اسی حدیث میں ہے قتل مقاتلہم وحبس حبیرہم  
 یعنی قتل کیا اونسے لڑنے والوں کو اور لونڈی غلام بنایا اونسے سبایا کو حال آنکہ قتل  
 اونا کا اور لونڈی غلام بنانا اونسے سبایا کا خود نفس ہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی ہاتھ سے

واقع نہیں ہوا تھا ایسے ہی لفظ اصحاب کا بھی ہو قال چنانچہ یہ سب پریشان رویوں  
اس مقام پر بھی جاتی ہیں اقول شعر چونکہ برگردی و برگرد دست و عالمی گردنہ  
آید در برت و جناب محبت صاحب کیا خوب پریشان دیکھ رہے ہو آپ کی پریشانی آپ کے  
مقلد و کپی جمیعت پر بھی کھلی جاتی ہو مگر سیرت ہشامی اور وہاب نے اس پر تعاب کیوں  
میں بن کر کے پیغمبر پر رکھ لیجیے اور سکو بقابلہ سلسلہ انوکھ گھنٹہ لائیے ہم و مسکور  
استنباط مسائل فقہیہ کچھ نہ نہیں کرتے ہمارے ہاں چار اصول ہیں کتاب بعد سنت  
رسول اللہ جو بہ سند معتبر ثابت ہو اجماع امت قیاس مجتہدین ان چار اصول سے محبت  
لائیے کتب سیر و تواریخ کی روایات کا ہم کچھ بھی جواب نہ دینگے اور ہم پکے احوال سے  
جو سببی اور روایات غیر ثابتہ کتب سیر و تواریخ کے ہیں اسکا کچھ ترمز نہ کریں گے اور انکو محض  
محل اور غیر قابل التفات سمجھیں گے قال صحیح مسلم بن ابی سعید و فرسے یہ حدیث ابو عن ابن  
مسعود قال بینہما رسول اللہ ﷺ و سلمو یصلی عند البیت و ابو جہل و  
اصحاب جلوس و قد نضحوا بالاداس فقال ابو جہل انکم یقوم الی سلا  
جمر بنی فاذن فیماخذہ فیضعہ فی کفنی محمد اذا سجد فانبعت اشقی المقوم  
فاخذہ فلما سجد النبی صلی علیہ وسلم وضعہ بین کتفیه قال فاستضحکوا و جعل بعضهم  
یمیل الی بعض و انا فاشترطوا انکانت لی منعہ طرحتہ عن ظہر رسول اللہ صلی  
و النبی صلی علیہ وسلم ساجد ما یرفعہ و اسد حتی انطلق انسان فاخذہ فاطتہ فجاءت حی  
و حی یتیم فطرحتہ عندنا یک دفعہ رسول خدا نزدیکی خانہ کعبہ کے ناز پڑھتے تھے  
اور ابو جہل اپنے پیاروں میں بیٹھایا دیکھ رہا تھا اور وہاں اونٹ ڈھچھ ہوئے تھے  
ابو جہل نے اپنے پیاروں سے کہا کہ بھلا کون ایسا شخص ہے جو اونٹ کی اونٹنی وغیرہ  
آنحضرت کے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھ دے جبکہ آنحضرت سجدے میں  
جاوین ہیں ایک بچا شقی اٹھا اور جب آنحضرت سجدے میں گئے تو اسے وہ اونٹنی



آپ کے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھ دی اور پھر سب کے سب منہ سے اور ایک دوسرے  
 کو اشارہ کرنے لگا اور عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہوا دیکھتا تھا اگر محکو  
 مجال ہوتی تو میں اس کو بھینک دیتا پہلی حضرت سجدے میں ٹھہرے رہے آپ نے  
 سر نہ اٹھایا یہاں تک کہ ایک شخص نے حضرت فاطمہؓ کو خبر دی جب حضرت فاطمہؓ اور جوہرہؓ  
 نے اس کو بھینکا اقول اگرچہ ترجمہ بہت الفاظ کا غلط ہو کر چونکہ وہ لفظ مدارحت نہیں  
 ہم اور نسے تعرض نہیں کرتے مدارحت عرصہ کا یہ ہے کہ جویریہ رضی اللہ عنہا کے ہیں سلمان تھیں  
 پس جوہرہ کا پکڑا جانا غزوہ بنی المصطلق میں اور حصہ ثابت بن قیس کے میں آنا اور  
 روایات میں یہ اختلاف صریح تعجب انگیز ہے اور اس حدیث کو اس عابد سند لا  
 ہیں کہ اس سے ثابت ہے کہ جویریہ رضی اللہ عنہا حضرت فاطمہؓ کے ساتھ گئیں اور انھوں نے  
 اور حضرت فاطمہؓ نے وہ اونٹنی کے پھردان کی چھٹی جو کافروں نے حضرت صلعم کے  
 شانوں پر رکھی تھی اوتا کر بھینکی اور بائیں الفاظ حدیث کے نقل کی ہے  
 (فجاءت ہی وجویریہ فطر حتمہ) اب دیکھنا چاہیے کہ درحقیقت یہ الفاظ صحیح مسلم  
 میں ہیں یا مجتہد صاحب نے ارزاہ بدویانہ کے اپنی طرف سے گڑھ کر الفاظ حدیث کو  
 بدل ڈالا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ صحیح مسلم ایسی کتاب نہیں کہ کیا ہو کوئی ولایتی  
 نہوگی کہ جس میں اس کے متعدد نسخات موجود نہ ہوں اور میں ہرگز یہ الفاظ نہیں سمجھتا  
 صاحب کی تحریف ہے مسلمانوں پر اس سے مطبوعہ اور قلمی جمع کر دیکھ لو ان میں عبارت  
 منقولہ مجتہد صلا نہیں صلا نہیں صلا نہیں بلکہ یہ عبارت ہے کہ ارفا خیں فاطمہؓ  
 فجاءت وحی جیریہ فطر حتمہ (اور اس کے معنی یہ ہیں کہ خبر دی او سے  
 فاطمہؓ کو پھر آئی فاطمہؓ اور حال فاطمہؓ کا یہ تھا کہ وہ چھوٹی لڑکی تھی پھر اوتا کر بھینکا  
 نے اس کو پیچیدہ مسلم سے بھلا کہاں جویریہ علم غیر صرف کہاں جویریہ اسم منصرف  
 تصغیر جاریہ کہاں ہے؟ جویریہ وصل مطوف و مطوف علیہ ہوا و عاطفہ کہاں

وہی جویریتہ جملہ حالیہ ہو او حالیہ پھر ایک قہر یہ تو دیکھو کہ ترجمہ طرحہ کا لکھتے ہیں کہ فاطمہ  
اور جویریتہ نے اوسکو پھیلایا میں ان اصراف کا پڑھنے والا بھی سمجھتا ہو کہ طرحت واحد  
کا صیغہ ہو فاطرہ اور جویریتہ رضہ دو عورتیں اوسکی فاعل نہیں ہو سکتی ہیں اگر ایسا ہوتا  
تو لفظ طرحہ ہوتا جس سے یہ بات سمجھی جاتی کہ پھیلنے والی دو عورتیں تحصیل طرحہ کہ  
صاف باعلان تمام دلالت کر رہی ہو کہ پھیلنے والی صرف ایک ہی فاطمہ تحصیل افسانہ  
جناب مجتہد صاحب با اینصہ بددیانتی اور تحریف کتب مقدسہ کے آپ کو کیا توقع ہو کہ  
مسلمان آپ کو اپنا خیر خواہ اور مؤمن صادق سمجھنے میں مجتہد صاحب میں متمسک ہوں  
کہ آپ نے کہیں (وہی جویریتہ) کی جگہ (ہی جویریتہ) اصل کتاب میں تو نہیں بنا دیا  
اگر ایسا کیا ہو تو بہر خدا اوسکو صحیح کر دیجیے ورنہ آئندہ اسکا پڑا ہی وبال پکی گردن پر  
رہے گا آدم پر مطلق جب یہ بات ثابت ہوئی کہ مجتہد صاحب نے عبارت مسلم میں  
کی اور تحریف اپنا مستند کیا اور حقیقت مسلم میں جویریتہ ہو بلکہ وہی جویریتہ ہے اور جویریتہ غیر  
جاریہ ہو نہ علم تو مجتہد صاحب جو پڑے لاف و گداز سے مدعی اختلاف روایات ہو کر  
اوسکو معاملہ تعجب انگیز بیان فرما رہے ہیں حقیقت و حقیقت روئی انھیں کی ہو آئینہ کا  
قصو کچھ نہیں ہو و شئ ل من القرآن ما هو شفاء و رحمۃ للْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا  
یَزِیْدُ الظَّالِمِیْنَ اَلَا حَسْبُ لَکَ قَالَ با اینصہ ہم کہتے ہیں کہ وہ جو کچھ ہو قبل نزول  
آیت من و فدا ہوا اور اسلیے وہ واقعات کسی طرح پر ہو ہوں بنیاد سلسلہ ہر قاف  
نہیں ہو سکتی اقوال اتنا طویل پور پنے دیا عبث تھا یہی معمولی عذر پیش فرما کر خاموش  
ہو رہے ہوتے ہر گفتن میں اس سے کہ آپ میں اہل بیت پر حدیث کے الفاظ میں  
آپ نے کیوں تحریف کی صرف یہی معمولی عذر پیش کر دیا ہوتا قال حضرت صفیہ بنت  
حیی بن اخطب الیہودی اکثر روایتوں میں ہو کہ حضرت صفیہ خیمہ کی لڑائی میں پکڑی گئیں  
اور بطور لونڈی کے وحیدہ کلبی کے حصے میں آئیں اونسے مول لیکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم

انہ سے نکاح کیا اقول مول لینے کی تصریح تو کسی روایت میں نہیں ہو مگر یہ بات ہو  
 کہ صفیہ رضیہ خیر کی لڑائی میں پڑی گئیں اور وحیہ کلبی کے حصے میں آئیں اور پھر ان کے  
 پاس پہنچے بغیر صلعم کے پاس گئیں خواہ بذریعہ بیچ آئی ہوں خواہ حضرت صلعم نے خود  
 ان کے بدلے انھیں میں سے دوسری لونڈی دیدی ہو یا اور کسی طرح پھر حضرت صلعم نے  
 ان کو آزاد کر کے ان کے ساتھ نکاح کر لیا اور آزادی ان کی اور نکاح مقرر ہوا چنانچہ بخاری  
 میں روایت ہو عن انس رضی اللہ عنہ قال صلی اللہ علیہ وسلم الصبیہ قریباً من خیر فی فلس  
 شو قال للہ اکبر خیر انا اذا نزلنا لیساحۃ قوم فساء صباہ المندلین  
 فخرجوا یسعون فی السکات فقتل البنی صلعم المقاتلۃ وسمی الذاریۃ وكان فی السبیۃ  
 صفیۃ فصارت الی وحیۃ کلبی ثم صارت الی البنی صلعم فجع عتقھا صدا  
 الحدیث نماز پڑھی رسول اللہ صلعم نے صبح کی قریب خیر کے تارکی میں پھر کہا اسد الکبر  
 خراب ہو گیا خیر شیک ہم جب نازل ہوتے ہیں میدان میں کسی قوم کے تو کیا بُری ہو صبح  
 ڈرائے کیوں کی پس نکلتے وہ پھرتے تھے کو چون میں پھر قتل کیا بغیر صلعم نے لڑنے  
 والوں کو اور لونڈی غلام بنایا ذریت کو اور اوس ہی میں صفیہ بھی تھیں پس ہو گئیں  
 وہ وحیہ کلبی کی بعد اوس کے ہو گئیں بغیر صلعم کی پھر ان کی آزادی کو بغیر صلعم نے اور نکاح  
 مہر ٹھہرایا قال سب زیادہ بخاری کی حدیث کہ جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ حضرت  
 صفیہ کو کسی نے لونڈی یا مملکت یا ناکم میں سمجھا ہی نہیں اقول مجتہد صاحب کی سمجھ  
 غلط ہو اور بخاری کی حدیث جو جہنہ نقل کی ہو اوس سے ثابت ہو کہ وہ بچہ سبایا کے تھیں  
 اور پھر آزاد کر دی گئیں اور ان کی آزادی ہی اور نکاح مقرر پایا اب ہم دیکھتے ہیں کہ مجتہد صاحب کی  
 حدیث مستندہ سے یہ دعویٰ و کتابت ہوتا ہو کہ صفیہ رضیہ کو کسی نے لونڈی یا مملکت  
 یا ناکم میں سمجھا ہی نہیں یا بخلاف اوس کے ثابت ہوتا ہو اور وہ حدیث یہ ہو کہ آخبن فی  
 حمید سمع انس بن مالک قال البنی صلعم بن خیل والمدینۃ ثلاث لیل

یبني عليه بصفتي فدعوت المسلمين الى وليته وما كان فيها من خبي ولا حرم  
 وما كان فيها الا ان امر بالاعطاء فبسطت فالتقى عليها التمر والارقط  
 والسمن فقال المسلمون احدى امهات المؤمنين او ما ملكت يمينه قالوا  
 ان حجبا فهي احدى امهات المؤمنين وان لم يحجبا فهي ما ملكت يمينه فلما  
 ارتحل وطأ لها خلفه مسددا الجبابرة قيام فربا يغير صلعم نے درمیان خیلمو ودریہ  
 کے تین رات زفاف کرتے تھے ساتھ صفیہ رضی اللہ عنہا کے لیے بلایا مینے مسلمانوں کو ان کے  
 ویسے کے کھانیکہ طرف اور تھکی وں لیرمین کوئی چیز روٹی اور گوشت سے اور کچھ بھی  
 نہ تھا اوسین مگر یہ کہ حکم دیا یغیر صلعم نے ایک چٹے کی بساط کا بلال کو کہ بچائی گئی اس پر  
 رکھ دتے گئے اوسپر خرو اور نیبر اور کہ پس کہا مسلمانوں نے یہ ایک منجلا امات المؤمنین  
 کے ہیں یا ایک منجلا مملوک ہیں کے ہیں کہا لوگوں نے اگر پردہ میں رکھا او نکو یغیر صلعم نے  
 تو یہ ایک منجلا امات المؤمنین ہیں اور اگر پردہ میں رکھا تو یہ مملوک ہیں میں پس جب  
 کوچ کیا یغیر صلعم نے تو بیچھے اپنے سوار کیا او نکو اور کھنچ پیار دہ مجتہد عصر نے یہ حد  
 لکھ کر ترجمہ کیا ہو مجتہد کے ترجمے میں چند غلطیاں ہیں کہ ہم دوسرے تعرض نہیں کرتے  
 مگر ایک بات حقا و محض خلاف عدہ زبان عرب بھی ہم جس سے معلوم ہوتا ہو کہ او نکو  
 کچھ بھی حقیقت نہاں عرب سے نہیں ہوا و سکو ہم واسطے لکھا رکمالن ہاں دانی مجتہد کے  
 لکھتے ہیں اس عبارت کا (فدعوت المسلمين الى وليته) ترجمہ غلط دیتے ہیں کہ او نکو  
 ویسے کے واسطے خود یمنین ہی مسلمانوں کو بلایا یہ تصریح کا سر ہر غلط ہوا بسکہ تصریح  
 او نکو تو جہ زیادہ ہو اسلئے ہر جا کہ و سکو دخل دیتے ہیں یہاں کیا چیز ترجمہ کی دلالت کرتی ہے  
 او پر قصر الصفقة علی الموصوف کے یہ تو نہ باب انا سمعیت فی حاجتک سے ہی نہ کوئی حرف قصر  
 کا یہاں ہر ضمیر واحد تکمل کی کچھ کہ سبب ناواقفی کے بالفاظ قصر غلط ترجمہ کر دیا اب ہم  
 اصل مدعا کی طرف رجوع کرتے ہیں اس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں کہ صفیہ کی

ابتداءً کہ مملوک ہوئے پر دلالت کرے یا وہ حدیث جو ہم نے بخاری میں نقل کی ہے اس کی  
 معارض ہو بلکہ یہ حدیث تمام مؤید اس کی ہے کہ جب وہ ابتدا میں مملوک بنائی گئی تھیں  
 اور پھر غمیہ خد صلعم نے ان کے ساتھ زفاف کیا اور طعام ولیمہ کی دعوت کی تو جو لوگ  
 کہ ان کے آزاد کر دینے سے واقف تھے انھوں نے آمین شک کیا کہ آیا صفیہ بی بی  
 منکوحہ بنائی گئیں یا کہ بطور مملوکت نہیں کے ان کے ساتھ زفاف ہوا اگر یہ قول مجتہد  
 کا سچا ہوتا کہ حضرت صفیہ کو کسی نے لونڈی یا مملکت یا ناکم سمجھا ہی نہیں تو صاحب  
 صلعم اس میں شک کیوں کرتے بلکہ بالیقین ہی سمجھتے کہ یہ منکوحہ ہیں پس میں حیل  
 ہوں کہ مجتہد صاحب کی سمجھ کو ان تشریف لے گئی ہے کہ اسی صاف بات کو بھیجیں  
 سمجھتے اور غایت اعموجاج سے سیدھی بات کو اولیٰ سمجھ کر کچھ بھیجیے پس یہ ہو جاتے  
 ہیں قال مرسل واقعہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا شوہر خیر بنی لڑائی میں مارا گیا تھا  
 رہ گئیں ان سے حضرت نے نکاح کر لیا اقول بیان تک بیان مجتہد کا صحیح ہو واقع  
 میں ان کا شوہر جنگ خیر بنی مارا گیا تھا اور وہ نوع و س تھیں چنانچہ بخاری میں یہ روایت  
 موجود ہے اور نکاح کرنا بھی حضرت صلعم کا ان کے ساتھ ثابت ہے اور ہم خود اس کا اقرار کرتے  
 ہیں لیکن یہ مستلزم اس کے نہیں کہ وہ داخل سبا یا نہوں اگر داخل سبا یا تھیں تو لشکر  
 میں سے کس طرح لگیں کیا خیر سے کہیں اور چلی گئی تھیں اور وہاں خود بخود نشر لے آئیں  
 تھیں اگر کچھ ثبوت اس کا مجتہد کے پاس ہو تو پیش کرتی کہ ہم اس طرح مستلزم میں غیبا  
 سے ہم نے نقل کی ہے کس طرح کا شک کریں یا دونوں حدیثوں میں کسی قسم کا تعارض بھی  
 یا کسی وی کے سوا یا غلطی یا بناوٹ یا محمول کریں بلا وجہ موجب ثقات لوگوں پر تمت لگانا  
 گمراہ لوگوں کا کام ہے جیسا کہ مجتہد نے غایت تعصب عناد سے تمت لگائی چنانچہ  
 فرماتے ہیں قال راویوں نے ان کو سبا یا میں سمجھا اور اس پر قیاساً قصہ بنا دے  
 اقول آپ کی ہی بہادری ہے کہ یہ کلمہ بلا وجہ موجب ایسے ثقات لوگوں کی نسبت کہا جا

کہ جنکی روایت پر اکثر مسائل دینی میں ہین ایسا ہیودہ کلمہ نسبت اونکی کہنا گویا تمام صحیح بخاری  
بلکہ تمام صحاح کو لئے اعتبار ٹھہرانا ہو اور درپردہ عداوت دین متین کی بخودہ احادیث جنہیں  
صاف لفظ ہی کا نسبت صغیرہ کے موجود ہن انس بن مالک ہی مروی ہین لیکہ یہ  
کو ثبات دوسری کو عبد العزیز بن صعب یا انس سے روایت کرتے ہین عبد العزیز بن صعب  
لفظ سمعت بیان کرتے ہین اور ثبات یہ کہتے ہین عن انس قال یعنی ایک راوی کہتے ہین  
کہ میں نے انس سے دوسرے کہتے ہین کہا انس نے تو اور راویوں کا قصور کچھ نہیں معلوم  
ہوتا اگر قصہ قیاسی بنایا ہوگا تو انس بن مالک انصاری صحابی خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ہی بنایا ہوگا اور جب حضرت انس جو بڑے جلیل القدر صحابی اور خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
ایسے جھوٹے قصے حضرت پر بنانے لگے تو اور کس کا اعتبار رہا جناب مجتہد صاحب  
کچھ تو خدا سے ڈرو کہ ان تک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متہم کیسے چلے  
جاؤ گے مگر اہوں کی تقلید سے ہادیان دین کو کہان تک ملعون کر دے قدوسی

بوی کبر و بوی خشم و بوی آد	در سخن گفتن بیاید چون پیاز	گر بخوری سو گندین کی خورده
از پیاز و سیر تقوی کردہ	آن دم سو گند رخا ز کی کند	بر دین و عیش نشان بر زید
بس و عا ہار و شود از بوی آن	آن دل گزنی نماید دربان	آنسو آمد جواب آن دعا

چوب و باشد جزای ہر دفا

قال پس ان مختلف روایتوں سے یہ بات کہ در حقیقت  
کیا واقعہ پیش آیا اور فعل جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح اور کس جگہ واقع ہوا بخوبی ثابت  
اور متحقق نہیں ہوتا اقول جو واقعہ در حقیقت پیش آیا اور جس طرح فعل جناب رسول اللہ  
صلی اللہ علیہ وسلم واقع ہوا وہاں ہر حدیث صحیحہ سے ثابت و متحقق ہن ہم میں جانتے بخوبی ثابت ہونا  
مجتہد صاحب کے نزدیک کس چیز کا نام ہن قال در سلیہ یہ واقعات کسی ملہ عظیمہ عظیمہ  
کی بنیاد نہیں ہوکتے اقول واہ کیا خوب جتنا و مجتہد عصر کا ہے کہ افعال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم زیاد  
کسی ملہ شرعیہ کی نہیں ہوکتے اور طریقہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم لائق اقتداء نہیں جناب مجتہد صاحب

ہمارا توفیق ایمان اقتدا اور پیروی فعل غیر صلعم کی ہو اگر آپ سنا ارض میں تو آپ کو  
 اختیار ہو مگر صاف ظاہر ہو گیا کہ وہ بات جو پیشتر آپ نے فرمائی تھی کہ فعل سوال صلعم  
 مانند قول کے سرور انھوں پر صرف زبانی قول کو گون کے دکھانے کو بلا اعتقاد قلب لگنا  
 انما لنا و لکم اعمالکم لا حجة بیننا و بینکم واللہ یجمعہ بیننا و الیکہ المصیبت قال  
 معنی اگر فرض کیا جاوے کہ یہ بات قعات ہی طرح واقع ہوئے تھے اور استرقاق اسرار عمل  
 میں آیا تھا تو بھی یہ سب واقعات قابل نزول آیت میں وفاد کے ہیں اور اس لیے بنیاد مسئلہ  
 استرقاق اساری نہیں ہو سکتے اقول نے سبب اور عیث اس قدر باتیں لکھیں اور جو بھی  
 تکلیف تحریر جواب کی ہو یی معمولی غرض پیش کرنا تھا جس کے ہم پر گناہ نامنظور کرتے چلے آئے  
 ہیں قال روایات متفرقہ بخاری اور مسلم میں ابو ہریرہ سے یہ روایت ہو کہ اھد حتی انما  
 لیسوال اللہ صلعم غلاما یقال لہ صد غم یحیط ارحلہ لیسوال اللہ صلعم اذا اصابتہ  
 عاؤفۃ لیک شخص نے رسول خدا صلعم واسطہ ایک غلام بطور ہدیہ بھیجا جس کا نام غم تھا ایک تہہ تو حضرت صلعم  
 کا اسباب تازہ تھا کہ نگاہ اوس کے ایک مقام پر تیرا لگا اور اس سے کہہ گیا اقول مجھ سے خدا صاحبہم عاؤفۃ  
 کرتے ہیں اوس کے ایک مقام پر تیرا حال آنکہ تیرے غلط ہوئے تھے صاحبہم عاؤفۃ کے معنی معلوم نہیں ظاہر  
 (ایک مقام) جو ترجمہ میں لکھا ہو وہی معنی عاؤفۃ کے سمجھے ہیں حال آنکہ عاؤفۃ کے معنی ایک مقام  
 نہیں بلکہ سہم عاؤفۃ میں تیر کو کہتے ہیں کہ جس کا پھینکنے والا معلوم نہ ہو لیسوال اللہ صلعم  
 سہم عاؤفۃ اصابتہ و قلبی الی المعاطۃ علیک ناظر یعنی کہتی ہو تو کہ تیرے عاؤفۃ  
 تیرے آگاہی حال آنکہ دل میرا تیری ترجمہ نگاہوں کو دیکھ رہا ہو قال ابو ہریرہ العاؤفۃ  
 السہم والحقارة التی لا یدری من رماہ یقال سہم عاؤفۃ یعنی عاؤفۃ سہم اور حجارۃ وہ ہی  
 کہ نہ معلوم ہو کہ کس نے پھینکا کہا جاتا ہو صاحبہم عاؤفۃ یعنی آگاہ اوس کے ایک تیر کہ پھینکنے  
 والا اوس کا معلوم نہیں پس صحیح ترجمہ یہ ہو کہ ایک تیر جس کا پھینکنے والا معلوم نہیں آگاہ  
 یہ بات امر ناخن غریب سے کچھ تعلق نہیں رکھتی مگر ایسے ایسے ہو جو سمجھنے ظاہر کہ یہ ہیں اس کے

ظاہر ہو کہ رکن عظیم تمام قابلیت اجتماع کا یعنی مہارت اور داخلت عزیت میں مجتہد عصر سے  
فائز ہو اور اسی سبب سے وہ غلطی میں پڑے ہیں قال حدیث ہمارے عاکے مخالف نہیں ہو  
اسی لیے کہ ابتدائے اسلام میں جو لوگ غلام تھے وہ سب بطور غلام تسلیم کیے گئے تھے قول  
مگر اس حدیث سے یہ بات تو خوب معلوم ہوئی کہ ابتدائے ملکیت سے تا روز مرگ مدغم کہ تھوڑے  
دئون بعد غزوہ خیبر سے وہ تیر کے زخم سے مر گیا ہو یعنی مکہ ہجری تک بغیر صلہ نہ ہو  
اگر ان میں کیا ایسے معلوم ہوا کہ شاعری کو معدوم کر دینا غلامی کا جیسا کہ مجتہد صاحب اکثر  
جگہ دعویٰ کرتے ہیں منظور تھا گوکہ جمیع دعاوی مجتہد صاحب کی یہ حدیث خلاف نہ ہو پھر بھی  
بعض دعاوی کے تو بیشک مخالف ہیں ان تک مجتہد صاحب نے بحث آیات قرآن اور احادیث اور  
افعال بغیر صلہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں کیا اور بعون اللہ وقوتہ بمنہ ہر مقام پر ان کو خوب  
ہی مغلوب کیا یقیناً تو یہ ہو کہ بعد ملا خطہ اس رسالے کے اس بحث میں کوئی حرف زبان پر  
نہ لاوینگے مگر اب بھوکو یہ بھی منظور ہو کہ سمجھنا تعلیق کے قدرت بغیر صلہ کے حال سے بھی تلال  
کریں کیونکہ حضرت صلہ نے فرمایا ہوائی تارک فیکہ  ما ان تمسکتموہ لایقضوا  
دعائکم کذاب اللہ وعتبۃ اہل بیتی میں چھوڑے جاتا ہوں تم میں وہ چیز کہ اگر اوسکے  
ساتھ تمسک کرتے رہو گے میرے بعد گمراہ ہو گے ایک کتاب اس کی ہر دو سہ قدرت میرے  
اہل بیت میرے پس دیکھنا چاہیے کہ اہل بیت رسول صلہ کا بعد وفات بغیر صلہ کے اس باب میں  
کیا عمل رہا اور کیا حکم رہا بالعلم جناب علی مرتضیٰ کہ امام المتقین تھے خولہ بنت جعفر بن قیس  
حنفیہ وکی سر یہ تھی کہ جس سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے ایک روایت تسری علی بن ابیطالب  
کی عمل اور بھی لکھ چکے ہیں جناب سید الشہداء امام السیدین علی بن ابی حمزہ امام ہاشم بن علی رضی اللہ  
عنہ اوکی سہرہ بالود خضر ویزد بن شہر بار بادشاہ عجم تھیں اور کمال بلا خلاف سب کو معلوم ہے  
جناب امام ہاشم امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ اوکے تصرف میں جمیدہ ام ولد تھیں کہ جن سے قبا  
امام موسیٰ کاظم منقول ہوئے جناب امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد تھیں کہ جن سے



جناب امام علی رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جناب امام محمد تقی رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد اور انعاماتی  
تھیں جناب امام علی رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد تھیں جسے امام علی سکری متولد ہوگا امام حسن سکری  
انکے پاس بھی نرس بنامی ام ولد تھیں کہ جسکے بطن سے امام محمد مدنی متولد ہو چکا ہو یہ وہ ذوات  
مقدسہ و اہل علم انبیاء ہیں کہ انکی اقتداء و پیروی واجب ہے جو صحابہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کے ہماری ہوت  
و نجات کی موجب ہیں وہ پاک متقی ہیں کہ اگر ہم کہیں کہ وہ سب کے سب کتب میں خلاف احکام  
قرآن کے مرتکب ہو تو ہماری عین شقاوت ہے وہ ابواب بنیہ العظیمین کہ اگر ہم کہیں کہ وہ  
آخر تک قرآن کی سعادت کو سمجھے تو ہمارا جمل مرکب و باعث بدبختی ہو جسے جان اکابر و  
علوم و ولیدین آخرین نے ہستراق جائز رکھا تو بیشک شبہ جاننا چاہیے کہ فی الحقیقت ہستراق  
جائز ہی ہے اور جو انکے خلاف کہتا ہو وہ گمراہ ہے الغرض کہ ہم قرآن و حدیث اور افعال پیغمبر علیہ  
السلام و اصحاب کرام و رعیت ذوی الاحترام سے جواز ہستراق ثابت کر چکے اب  
اصل ثالث یعنی اجماع امت میں بحث رہی ہم یہ کہتے ہیں کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے آج تک  
بلا خلاف جواز ہستراق پر اجماع منعقد ہوا ہے کہ اس میں قرون ثلثہ و عہد رسول اللہ صلعم اور  
جمع ائمہ مجتہدین شامل ہیں اور کسی فقہ مجتہد محدث عالم نے اختلاف نہیں کیا پس اجماع ہر کثرت  
حجت ہے ان شاء اللہ تعالیٰ علی ضلالت و بدلائل علی الجحیم و من شد شد فی النار  
رواہ القصدی تحقیقی خارج فکر گلاش یہ کہ ہر جہاں پر اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہو جو جہاں پر  
پھیل گیا دوزخ میں اسعوا الشواذ اعظم فائدہ من شد شد فی النار سیر فی دوزخ  
گروہ اعظم کی تحقیق جو جہاں پر ہوا الا گیا دوزخ میں سر و اہل ملجئہ من فارق الملجئہ  
شد شد فقد حللہم رفقہ الاسلام عنقہ حسنہ فارق کی جماعت کی بالشت بھر پس  
تحقیق بحال لاریقہ اسلام کو اپنی گردن سے رواہ ابو داؤد و احمد حمید کہ ہجوم و دلائل  
قطعیہ حجت ہونا اجماع امت محمدیہ کا ثابت ہے اور اہل سنت اور ثنائیہ اور سب فرقہ وکی  
ہو نہ ہو تسلیم کرتے ہیں کہ جو کہ مجتہد جملہ اوس سے منکر ہیں پس یہ کہ بھی برہانی حجت ہے اجماع کے

کچھ بحث ضرور نہیں اس لیے کہ ہم اپنا مدعا قرآن اور حدیث سے ثابت کر چکے اگر ہم یہ سب محبت ہوتے  
 اجماع ہست کچھ بحث کریں تو ہم پر حقائق بات واجب ہوگی کہ ہم قرآن و حدیث سے حجت قطعی ہونا  
 اجماع کا ثابت کریں اور ایک طویل کلام بہرہ اسمیں لکھنا پڑے گا پس ہم اس قدر تطویل کی کچھ  
 ضرورت نہیں سمجھتے مگر ہم اس بنا پر بحث کرتے ہیں کہ آیا معنی قرآن کے قرون ثلثہ میں ایسے  
 ہی سمجھے گئے جیسے کہ جتنے سمجھے ہیں یا جیسے مجتہد عصر نے سمجھے ہیں اور علیٰ ہذا القیاس مجتہدین کہا  
 نے معانی آیات کے ہماری تفسیر کے مطابق سمجھے یا مطابق بیان مجتہد عصر کے اس بات کو گونا گونا  
 گونا جہت ہو کر یہ تو بیشک ماننا چاہیے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ اکثر اسی قوم میں تھے کہ جنکے  
 زبان میں قرآن نازل ہوا ہو لغت عربیا و طرق استعمال کلام کو ان سے زیادہ کوئی نہیں  
 جان سکتا اور بعض بعض تو اور زمین ایسے تھے کہ افصح الفصحی اور ایمیہ عربیت نزدیک سہند  
 چلے آتے ہیں اور بانی علوم عربیہ میں اسطیرائے مجتہدین کبار میں بھی اکثر خاص عرب بلکہ اوقم  
 کے تھے کہ جنکی زبان میں قرآن نازل ہوا ہو اور یہ بھی مسلم ہو کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم ایسے تھے اور  
 ائمہ مجتہدین فاسق فاجر بھی تھے کہ کسی غرض سے کتاب اللہ کو بغلاط او سکی مراد کے محمول کرتے  
 اور یہ بھی مسلم ہو کہ قرآن مجید عیشہ او فکی فراولت و ملاوت میں بہتا تھا اور وہی جامع قرآن بھی  
 تھے تیسرا باب لیکن چاہیے کہ او مھون نے معنی قرآن لیسے ہی سمجھے ہیں جیسے کہ ہم نے سمجھے ہیں  
 کہ آپ کچھ شک نہیں کہ اساری کا سترقاق کا کہ سینے انکار نہیں کیا اور اوس پر عمل ہوتا  
 رہا چنانچہ آپ بھی صفحہ ۱۰۷ پر اس کے معترف ہیں سوچ مدعا ہمارا تھا کہ انا جلا نامنا بعد ولما فدا  
 میں ہو یا اتفاق اہل بان اور باتفاق اون لوگوں کے جنکی زبان میں قرآن نازل ہوا ہو  
 مبطل سترقاق مفید صر حبیباً کہ اچھا دعویٰ ہو نہیں سکتا کہ اتفاق اہل بان اور باتفاق  
 ائمہ قریش کہ جنکی زبان میں قرآن نازل ہوا ہو لفظ اما کے معنی ہمارا کو اتفاق ثبات ہوے تو  
 برخلاف لغت کے معنی انا کے بیان کرنے اور اس کے مطابق قرآن کے تحریف پر اتباع  
 و تقلید مراد لوگوں کے آمادہ ہونا صاف صریح فضالت ہو آپ ہم بعض اقوال مجتہدین

اس باب میں متوجہ ہونے میں قال اگرچہ ہمارے اس تحریر سے بخوبی متفق ہوتی ہو کہ جناب سولیصلی اللہ علیہ وسلم نے غلامی کو نہ رہا بلکہ اس سے معذور کر دیا تب بھی بلاشبہ مسلمانوں کے دل میں دو شبہ پیدا ہو گئے اقول جھوٹی بات تو ہم سنا ہی نہیں کرتے ہم اس قول مجتہد کا جھوٹا ہونا ثابت کرنا نہیں قال یہ کو احکام مذہبی بجا لائیں اصل قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیے پھر حدیث پر پھر قیاس میں العلم پر اور اجتہاد پر اقول یہ سچ ہو گا اول یہی ہو میں قرآن کو مقدم رکھنا چاہیے پھر حدیث کو مگر اس میں کلام ہو کہ قیاس اجماع پر مقدم نہ آیا اجماع قیاس پر مقدم ہو مسلمانوں کا عقیدہ ہو کہ قیاس اجماع سے ترک کیا جاوے گا مجتہد عصر بر خلاف اس کے فرماتے ہیں بہر حال بحث دوسری ہو اس میں یہاں گفتگو ضرور میں اس جگہ جیسا مجتہد عصر فرماتے ہیں اوی کو فرض کر لیا جائے بعد فرض کرے اس امر کے ہم کہتے ہیں یہ شخص جس کے حق میں ہو جو قرآن و حدیث اور قیاس اور علہ منصوصہ و غیر منصوصہ سمجھتا ہو اور جو شخص آپ کے مانند ہیں کہ صرف خود کو تک نہیں سمجھتے کہ ان عرب سے آگاہ ہیں جو یہ تصنیع جاریہ کو نام جو یہ عالم المؤمنین کا سمجھتے ہیں طرح نص مؤنث واحد کو صیغہ تثنیہ مؤنث کا سمجھتے ہیں اصابتہ سهم غایر کے یہ معنی کہتے ہیں کہ ایک جگہ تہ آ لگالی غیہ ذلک اس لیے کہ اجتماع کرنا کسی طرح نہیں ہو چکتا اول کو تو برائینہ تقلید علما ہی واجب ہو کیونکہ وہ دلائل شرعیہ پر نظر کرنے سے بسبب واقعی اور عقلی کے معذور ہیں اور مراد ہماری تقلید سے یہ ہو کہ جو مسئلہ پیش آوے اور میں کسی عالم شائع سے دریافت کرے کہ اس میں حکم شریعت عطا کیا گیا ہو اور چونکہ وہ خود کلام خدا اور خدا کے رسول کو نہیں سمجھ سکتا پس اس کو اس عالم کے فتویٰ پر عمل ضرور ہو وفاقاً علیٰ اھل اللہ و ان کثر لکھتے لکھتے کہ آپ نے حدیث احسان کہنے قیاسی ہی میں نزول بخاری نقل کی کہ اعتقیدہا فانما من لدن رسول اس حدیث میں علت احسان منصوص ہو چکا ہے آپ کی اس علت کے معترف ہیں جیسا کہ آپ کے ترجمے سے ظاہر ہو باوجود اسکے اور بھی باوجود محمول کرنے صیغہ امر کے وجوب پر پھر آپ اپنی فاش غلطی میں پڑے کہ اولاد اسمعیل ہو کو باوجود علت منصوصہ ہو کے علت متفق قرآن میں ہے اور اسی بنا پر قول قدیر شافعی اور فقہ حنفی پر متفق ہیں

پس ایسے ناواقف غلط کار کو ہرگز اجتماع درویشین پر قال پھر جب کہ ہم ساری کی نسبت نص صریح  
قرآن مجید میں پائی فریدی بران ثابت ہوتا ہے کہ روز وفات تک وہی پر رسول خدا صلعم کامل  
سہا ہو تو اب ہم کو اس بات کی تفتیش کی کہ خلف راشدین کے زمانہ میں کیا ہوا کچھ حاجت نہیں  
رہی بقول یہاں تو آپ یفرماتے ہیں کہ نص صریح پائے ہیں جو دوسرے صفحے یعنی صفحہ ۱۶۰ کے نصف  
آخر سطر ۴۴ میں لکھتے ہو کہ وہ کا لوٹدی و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہیں باطل کیا گیا تھا  
اس کے نزدیک کلمات غیر ظاہر لالہ کا نام رض ٹھہرائی لیکن اہل تحقیق اولیٰ عقل کے نزدیک  
اس کا نام نص نہیں ہے بلکہ ایسے کلمات کو خفی یا مجمل کہتے ہیں آپ خود اس باب میں مذکور ہوئے  
ہیں کبھی کبھہ کہہ دیتے ہیں کبھی کبھہ کہہ دیتے ہیں ایسے ہی ایسے امور کی بنا پر تو ہم کہتے ہیں کہ  
آپ قرآن و حدیث کو نہیں سمجھ سکتے پس آپ کو ضرور ہو کہ جو مسئلہ پیش آئے اس میں کسی علم کی تقلید  
کرین اور جو عمل روز وفات تک سوال صلعم کا ہوا وہ بھی آپ کو تسری ماری قطبیہ اور واقعات کیا  
ہو اوزن اور اوطاس وغیرہ کے حالات دریافت کرنے سے معلوم ہو چکا ہے اس فی تحقیق  
نیا تفتیش کی ضرورت تھی مگر نظر فریاد احتیاط مناسب ہو کر دیکھا جاوے گا یا کہ سننے خلفا  
راشدین میں سے تو آپ کے خلاف نہیں کیا اور معنی آیت کے ویسے ہی سمجھتے رہے ہیں جیسا کہ  
حیات جناب صحتی باب میں لوگوں نے سمجھے تھے یا دوسرے خلاف اگر اوسطی جبر سمجھتے رہے ہیں  
اور اوسطی جبر عمل فرماتے رہے ہیں تو ہمارے قول کے نزدیک یہ بھی ہوئی اور اگر بالفرض آپ کے  
قرآن کے موافق کیا ہو تو آپ کو فی الحال ایک حجت ہاتھ لگی سواس نظر سے قطع نظر اس وقت  
لئے عمل کو بھی کچھ لیجیے قال کیونکہ اور علمائے میں کچھ ہی ہوا اور کچھ ہی سکا سبب قیہ دیا جاوے  
ہو کہ تو اپنے محبوب سول کی پیروی ضرور ہوگی اقول دعویٰ محبت کا لابی ہو کہ پند نہیں ہے  
ایں کہ لاف میر فی زبد کہ عاشق مست جو طوبی لک از زبان تو بادل موافق مست جو مہمان  
صداوق کی جو علامات ہیں خیم و خیمین لوگوں میں دیکھتے ہیں کہ جتنے افعال سے آپ یہاں متاثر  
ہو رہے ہیں آپ میں ان کی نسبت ایک ذرہ بھی نہیں پاتے دیکھو تو کہ وہ انھوں کی سی پیروی

کی ہوا یا بسا نام آپ کی ہی بیروی کی ہوا واقعی بیروی کی ہوا قال اور مسئلہ اسلام کا تو ہی  
 قرار پایا جو قرآن مجید میں ہونا اور کوئی اقول واقعی یہ بات ہو کہ جو کچھ دیکھ لو کہ وہ  
 نے اس مسئلہ کو قرآن کے موافق جاری رکھا ہوا خلاف قرآن کے قال مگر مشکل ہو کہ  
 جو محاربات کہ خلفائے خمسہ راشدین کے وقت میں ہوئے اور ہلالوں اعتماد اور طمانیت کے اطلاع حاصل  
 ہو نہ کیا کوئی ذریعہ موجود نہیں ہوا اقول یہ دوسری بات ہو پہلے ہی سے یہ بات کیوں نہیں  
 فرمائی اس داؤد پہ اور غلطیات سے جو پیشتر سے کرتے چلے آئے کیا حاصل ہو عمل خلفائے راشدین کو  
 جیسا کچھ کہ تھا جسکو ثابت کرنا منظور ہو گا ثابت کر دیکھا اسی صفحہ کے نصف اخیر کی سطر ان پر بار  
 داب کا اور اسکا اقرار کرتے ہو چنانچہ لکھتے ہو صحابہ کے زمانے میں وسیع خیالی نہ ہوا بلکہ جو بات مذکور  
 بالکے سمجھنے کی بات نہیں ہو معتدلتا نسبت حاد میں ہو جو نہ ہونا کسی چیز کا مستلزم عدم حجت ہو  
 چیز مذکور کا نہیں اگر با حجت متواترہ زبانی کو گونجے تو ترکوئی بات ثابت ہو جائے تو اس پر مزید مفید  
 یقین ہو مثلاً پکڑا جانا بانو دختر کسری کا غزوہ فارس میں اور دیا جانا اوکلہ جناب یلہ الشہدا  
 ریحانہ البغیہ سبط رسول اللہ صلعم امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اور متولد ہونا جناب  
 امام المؤمنین قدوة العارفین سید السادات مامرین العابدین رضی اللہ عنہ کا اون سے باخبر ہونا  
 متواترہ ثابت ہو سکتا ہو یقینی ہو میں کیا شک و شبہ ہو یقین تو یہ ہو کہ آپ بھی اسکا انکار نہ کریں  
 اور اپنے تئیں انہیں کی اولاد میں سے ظاہر کریں گے قال دایر حال کہ تب یہ ولادت کے لاون سے تو خبر  
 چند واقعات ناقابل الاشتبہ کے وقوع کے اطلاع کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اقول ہم  
 بھی یہی کہتے ہیں کہ لاون سے استدلال صحیح نہیں چنانچہ ہم نے اب تک لاون سے کسی واقعہ پر استدلال  
 نہیں کیا اور نہ کر سکیے مگر دایر حال جناب سامی کہ ابتدا سے فرماتے تو یہی ہے لیکن  
 استدلال بھی غلط کرتے رہے فعل کچا ایک قول کی ابتدا سے خلاف ہی رہا آپ یہ فرمائیے  
 کہ وہ چند واقعات ناقابل الاشتبہ جنکا آپ نے مذکور فرمایا کون کون سے ہیں کچھ تفصیل ہوگی معلوم ہو  
 فرمائیے یا وہ آپ کی رائے پر غرض میں جنکو آپ قابل الاشتبہ نہ کریں وہ ناقابل الاشتبہ ہو جاویں

اور جہلہ شتہ قرار دیں مہ شتہ ہو جاوین یا کوئی ضابطہ مستند اور غیر مستند کے دریافت کر لیا  
مقرر ہو اور اگر کوئی ضابطہ ہو تو ایسا ہی ضابطہ ہو جو جس نے لکھا ہو یہی تو اتر اخبار یا اور کچھ ہو اگر اور  
کچھ ہو تو اس کو بیان کیجیے قال اگر اون کتابوں کو ہم تنہا طوائف نہیں مین وصلدین  
تو ہم صاف صاف ہندوئوں کے نقلد ہوں گے جنھوں نے مہابھارت کو اپنے ہاں کتب مقدسہ  
میں داخل کر لیا تو قول ہم قول کو آپ کے بہت جانج دل سے پسند کرتے ہیں اور اہل  
کامیابی مقولہ ہمیشہ سے چلا آتا ہوا رہا قرآن و احادیث نبویہ بھی بات ثابت ہوا اور سید  
ہما علیہ السلام سے رجوع اللہ علیہم خبار کے معامہ میں بہت چھان بھون کی ہو اور روایت کے  
حال کی بہت ہی تحقیق کی ہو اور کچھ بہت شکر ادا کرتے ہیں کہ ان کی تحقیقات ہم صریح و صریح  
اور موضوع میں ہر وقت تیز کر سکتے ہیں مگر کیا یہ قول صرف زبانی ہی ہو کہ عمل اسکے برخلاف ہو  
چنانچہ مباحثہ سابقہ سے خوب ظاہر ہوا حال مہابھارت کا سو کیفیت و حکلی یہ ہو کہ اس کے  
مؤلف یعنی بیاس جی کو دے لوگ صاحب جی والہام بتاتے ہیں اور ان کے اعتقاد میں یہ نہیں  
کہ مہابھارت و بھگوت وغیرہ اٹھارہ پوران و مہی الہام لکھے گئے ہیں چنانچہ اسی مہابھارت  
میں لکھا ہو کہ بیاس جی کو ناراین بھگو گروہ ناراین نہوتے تو مہابھارت وغیرہ کس طرح تالیف کرتے  
اس باب میں اعتقاد نہ ہو کہ کچھ ایسا ہی ہو جیسا کہ کچھ اعتقاد ہو و رہا تالیف کے متنبہل  
کے کہ آپ بھی ان کے تالیف کو محمول ادیر ایسے لوگوں کے فرماتے ہیں کہ جو نبی تو نہیں مگر صاحب  
الہام ہیں اور جو حال کہ معدوم ہو سلسلہ روایت کا بیاس جی تک اور ثبات ہونا اس کا بہت  
مصحح و قوی متصل بیاس جی مہنود میں ہو و سب زبانیہ احباب کتب میں کامیاب و غرض ہماری اس تحریر سے بہت  
صرف کچھ اطلاع دینا ہو کہ ہم آپ اس مقولے کو تعلیقات میں بین الکلام میں محبت بڑھینے  
اور اسی قول کی بنا پر آپ کو اخذہ عظیم کیلئے یاد رکھو قال دوسرے نسخہ تو نہایت ہی معتبر  
اور تالیف انہی اوقات میں ہو قول دوسرے نسخہ مطابقت کی تحریر کے یہ ہو کہ تیسری صدی میں تمام  
اہل قبلہ اور جماع مسکینہ بر خلاف سنیہ کیوں نہ کر تسلیم ہو سکتا ہو اور مراد ان کی یہ ہو کہ معنی قرآن جو تمام

اہل قبلہ تیرہ سو برس برابر ایک خط پر محقق رہے ہیں اور انہیں بڑے بڑے زبان دان محاورہ دان عالم لغت قرآن واقف مواقع نزول اہل یمان میں اور ان معانی میں کینے اختلاف نہیں کیا آج ایک شخص نہ واقف بمعلم کے کہنے سے ان معانی کو ہم کہہ کر بدل سکتے ہیں یہ بات تو بہت ہی بلی اور سخی اور ہر ائمہ قابل التفات کے ہر ایک کو کس طرح لغو اور غیہ قابل التفات قرآن میں تعالیٰ سزا دے کہ اجماع ہے کوئی حکم شرعی قائم مثل حکم منزل میں لائق قائم ہو جاتا ہو غلط محض ہر اقوال ہوں کہتا ہوں کہ ہم حکم جماعتی حکم منزل میں اس کے لئے میں مکران یہ کہتے ہیں کہ اجماع تمام مت وحدیہ کا یہ جو جب خبر منحصر صادق کے گراہی اور غلط بات پر نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہو تو منہج صادق کی غلط ہو جائے اور محال ہو پس جماعت کا گراہی اور غلط بات پر بھی محال ہو قال لا تجتمع امتی علی الضلۃ اور من سئل عن شئ فی المنار کی صحت کی تسلیت کہ نیکے بعد بھی کجی انہی کے بلکہ خدا یا رسول خدا ہم نے جماعت کو دو سر شائع یا موجد احکام نہ رہا بلکہ یا تھا یا اسکو معصوم یا قابل سہو و غلط ٹھہرا یا تھا یا نہ تھا اقوال آریا و نکو بطور فرض تسلیم نہ کیجیے والی و نصین میں گفتگو کر لیجیے خواہ مطابق اور ضابطہ کے جواب پنے بتقلید خواہ ولی اللہ اور شاہ عبدالغفر زحمتہ اللہ علیہما کے قائم کیا ہو خواہ مطابق اور کسی ضابطہ کے ان احادیث میں گفتگو کر لیجیے کوئی بات باقی نہ رہے دل کی حستہ بن بھیجے بلکہ نکال لیجیے مسلمانوں کے ضوابط عقلیہ نسبت اجبار کے ایسے نہیں کہ کوئی صاحب عقل انہیں کچھ سے قہر نکال سکے اور یہ جواب پنے لاتے ہیں کہ خدا یا رسول خدا نے انہیں اسکو بھیجے لیجیے کہ یہ خبر صلہ فرماتے ہیں کہ ید اللہ علی الجماعۃ من سئل عن شئ فی المنار کہ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہو اور اس علی وہ ہوا وہ دوزخ میں ڈالا جاوے گا غور کر لیجیے کہ حسب خدا کا ہاتھ ہو یا اسکا غلطی میں پڑن محمل ہو یا نہیں اور اگر وہ غلطی میں پڑ سکتا ہو تو اسکا مخالف جو حق پڑے دوزخ میں کس طرح پڑ سکتا ہو اسکو سمجھ کر چاہے خدا کے ہاتھ کے نیچے ایسے خواہش ثنائی اختیار فرمائیے اور قیل وقال ضرور نہیں وصاعلنا الا البلاغ للمبین قال سکی بحث کے یہ ایک دوسرا رسالہ چاہیے اقوال دوسرا رسالہ بھی تحریر فرمائیے ہاتھ میں قلم موجود ہے ورنہ کوئی نہیں اسکو



بھی دیکھا جاوے گا قال مگر اس مقام پر اس قدر رکھنا چاہیے کہ صحیح مسئلہ اسلام کا یہ ہو کہ جس طرح ایک  
 آدمی کو خطا میں ڈالنا ممکن ہو اس طرح ایک گروہ کا بلکہ ایک مائے کے گوگون کا خطا میں ڈالنا ممکن ہو  
 اقوال اسلام کا تو یہ مسئلہ نہیں اپنی طبیعت کا گھڑا ہوا مسئلہ ہے شیوہ اسلام تو یہ مائے کے ہیں <sup>اللہ تعالیٰ</sup>  
 امتی علی الضلالتہ آپ کے خلاف کمالات علی علت اسلام پر لگاتے ہیں جب تک جو محض صادق  
 غیر ہائے ثبوت کو ہو سچ گئی تو ہم مسلمانوں کا اعتقاد صحیح مسئلہ یہ ہو کہ اس خطا پر جو متبع ہونا متنع ہو کہ وہ متنع ہو  
 نہ ہو مگر متنع بالغیر **قال** اس جماعت است ہر ایک شخص جو اول جماعت کو غلط یا غلط بنایا ہو چھٹا ہو وہ جب اس میں  
 اقوال اس شخص جماعت میں کہ غلط یا غلط بنایا ہو سمجھتے تو اس کی گھڑی غلطی پر اور اس سبب جو سبب غلطی میں وہ خدا کے  
 ہاتھ سے صواب ہو کہ وہ خود بخود غلط ہو کہ اس شخص کا اثر یہ تھا کہ وہ غلط ہونا متنع ہو اور اس کی گھڑی کا **قال** اقل  
 ہر جو جماعت است جو آپ اس کی غلطی علانہ ظاہر ہوتی ہے **قال** شیعہ غلطی علی کیا کرنے پر متنع ہوتے مگر خدا کی قدر دیکھو  
 کہ تھاری میسی غلطیاں نشان کریں گے اگر کوئی شخص جو ہر فعلہ کہتے ہوئے کسی کی غلطی پر نکالے گا تو نامہ لوگ وہ خدا  
 لم یستحق فاعمل ما تشاء اگر جماعت کی غلطی کے بیان پر چند ہو تو خیر فرماؤ کہ جو بھی کھینچ **قال** اول انصاف میں شرابی  
 کے برخلاف **قال** پہلی ہی چیز غلطی ہی ہے اور ان کی گھڑی غلطی پر صفر ہر نصف غلطی کے اوپر بھی تم لکھتے ہو کہ ان کی  
 غلام بنانا الفاظ صحیح باطل نہیں کیا گیا جب الفاظ صحیح نوٹ دی غلام بنانا باطل نہیں کیا گیا تو پھر جس کماں  
 میں جہاں کہ آپ جس کس کو کہتے ہیں ہر کیا خیال ہوا کہ آپ سے ہیں جن جماعتی ہوں نصیب ہوں جو قرانی کے جوہر  
 ہر اور جو باز استرقاق کے کہ وہ ہر شخص میں ان کے چکر میں ایک نص نہیں بلکہ بہت ہیں اور جو کوئی اول نص کو ملاحظہ کرے گا  
 آپ کی غلطی اور غلط فہمی اور سچوئی گھڑی **قال** دوسرا وہل جماعت کا سبب کوئی حکم حکام مذہبی  
 تھا بلکہ ایک اتفاقہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اس آیت سے غفلت ہو گئی **اقول**  
 کیسے غلطی میں پڑے ہو غلطی میں نہیں پڑے ہو بلکہ دیدہ و دانستہ مگر ہوں کی تقلید سے حق  
 بات چھپاتے ہو اور مجھو ٹھی بات زبان پر آکر وہ خلافت خلفائے راشدین کا عین عرصہ جلو کا  
 تھا اور وہ عین روزانہ معاملہ اساری کا واقع ہوتا تھا پھر اجماع صحابہ سے سوال نہ صلیح مسئلہ  
 اساری پر بلا سبب کس طرح کہا جاسکتا ہے اور اس کو اور اتفاق طبعی سچ کسی نادان کے کہ کو



کہہ سکتا ہو کیسے مجتہد اسلام ہو کہ عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجود اس  
شدید لحاظ آیت مذکورہ کے آیت مذکورہ سے غافل بنا کر اذن سب کو صدق آیت و  
الذین ہم عن ایاتنا غفلوا کا ٹھہرتے ہو وہی لوگ تھاری طرح بی علم اور نا فہم تھے  
کہ عین وقت ضرورت شدید میں حکم خدا سے غافل ہوتے فرض کرو کہ ابو بکر صدیق غافل  
ہو گئے تھے تو عمر بن خطابؓ اور عثمان بن عفانؓ اور علی بن ابی طالبؓ اور جمیع صحابہ کبار  
پر کیا پردہ غفلت کا پڑ گیا تھا اس قدر جرم غفیر کا غافل ہو جانا ایک ایسے حکم سے کہ قبول ایک  
نص صریح ہو پر آئینہ عادیہ محال اور متعین ہو قری قری ہی بات پر تو باریک گفتگو اور مشوگانیاں  
کرتے تھے اور برابر قرآن و حدیث سے تمسک کرتے تھے ایسی نص میریج سے اس قدر غفیر  
کہ نہ راہ پر نوبت ہو پوچھتی تھی کیونکر غافل ہو گئے کسی طرح یہ بات کسی صاحب عقل کے سمجھ  
میں نہیں آ سکتی اور پھر دلیل اسکی کیا ہو کہ وہ سب کے سب غافل ہو گئے بلا وجہ و جواز غفلت کا  
ایسے ایسے اہل ارادہ و اختیار پر وہ ہر سخت ناروا کی سے آتش گزنا دست این دو جہانیت  
جان سید گشت و روان مرد و حیثیت کو طرفہ ہو کہ بنی جذیمہ کی لڑائی کے بیان میں بیشتر  
اس سے خود یہ لکھ چکے ہو کہ ہمت اسی کا قتل ساری انکار کرنا دلیل اسکی ہو کہ وہ نزول آیت میں  
و فلا سے وقف تھے یہاں پر خلاف اسکے یہ کہتے ہو کہ اس حجاج کا سبب اتفاقیہ طبعی ایسا  
تھا کہ ناخستہ اس آیت سے غفلت ہو گئی کہ میں اونکو در وقت ٹھہرے تھو کہ میں ناوقت  
بناتے ہو عجبال ہوا کیا اپنی غلطی کا اقرار کیوں نہیں کرتے جو انرا غفلت کا دھرتے  
ہو قال جن روز اتفاق غفلت رہی اقول خدا سے ڈرو خود اقرار کرتے ہو کہ تم میں سے  
خلافت عدل ہی ان میں برس کو بوقت جہت روز جو تعبیر کرتے ہو کچھ بھی خدا کا خوف ہی  
بڑا تعجب ہو کہ ایسے عاقل ایسے ایسے خدا کا کلام سمجھنے والے قرآن کے جمع کرنے والے  
احکام قرآن کے بشدت تمام جاری کرنے والے متقی متوجہ میں جس تک غفلت اتفاقیہ میں  
پڑے ہیں قال اروس نما کے بعد کے لوگوں نے اوسنی ہول کو امر قصدی اور راوی سمجھا

اقول ہول کا ثبوت بھی کچھ نہ ہو بلکہ میں آتا ہوں کھڑے ہو واقع میں وہ ہول  
نہ تھا بلکہ عین مدعا قرآن تھا جیسے وہ نہ تھے اجماع کر کے عمل فرمایا اور واقع میں اس زمانہ کے  
لوگوں نے اس کے فعل کو امر تصدی اور ارادی ہی سمجھا تھا اور جیسا انہوں نے سمجھا تھا حقیقت  
میں ویسا ہی تھا اگر تھسا سے پاس کوئی دلیل غفلت کی ہو تو بیش کیوں نہیں کرتے قال  
اوسکے بعد ظلمت تقلید نے دنیا میں اندھیرا کر دیا اقول قبل ان ظلمت تقلید تو اندھیرا تھا  
اوس زمانہ میں اگر کہیں سے اصحاب کبار کے برخلاف مدعا آیت کا سمجھا تھا تو اسے کیوں نہیں  
مشعل روشن کی مگر یہ بھی آگ اپنے بارادہ اطفاف نور قدیم کے جلالی ہو کر نہ دیکھ سکے لطفاً  
لَقَدْ اَنذَرْتُمْ بِالْقُرْآنِ وَلَکُمْ فِي الْکَافِرِیْنَ اَلْاٰیٰتِ وَہی مثل ہے جو قرآن میں  
وارد ہو مثلاً لَقَدْ اَنذَرْتُمْ کَذٰلِکَ اَلَا تَاٰتٰکُمْ اَلْاٰیٰتِ مَا حٰوٰی کَذٰلِکَ اَنذَرْتُمْ اَللّٰہُ  
یَسُوْءُ دَہْشُوْرٍ وَّکَیْفَ لَکُمْ فِی ظُلُمٰتٍ لَّیْلِ تُصْبِحُوْنَ صُوْرٌ لِّکُمْ عُمٰی قُصُوْرٍ اَلَا یَسْتَعْجِلُوْنَ  
پھر یہ بھی غور فرمائیے کہ باب تقلید تو بہت مدت بعد کھلا ہوا ائمہ مجتہدین تو قلد اصحاب تھے امام  
شافعی رحمہ اللہ علیہ تو صحابی کی تقلید سے قیاس کو بھی ترک نہیں کرتے چنانچہ وہ فرماتے  
ہیں کہ نحن جال ہم جال ہم بھی آدمی ہیں اور وہ بھی آدمی تھے بھلا ایسا شخص جو قیاس کو بھی  
صحابی کے قول پر مقدم رکھتا ہو نص صریح کے مقابل میں اصحاب کی تقلید کس طرح کر سکتا ہو  
ہاں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ البتہ زیادہ تر متوجہ بظرف تقلید اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہیں  
سو وہ بھی سید قدر جائز رکھتے ہیں کہ قیاس کو ان کی تقلید سے چھوڑ دیا ہو نہ کہ نص صریح کے خلاف  
میں بھی تقلید صحابی کی کی جاوے چونکہ ائمہ اربعہ تک تقلید کا تذکرہ بھی نہ ہوتا ہی تھے اور بعد ان کے  
بھی ایک مدت مذہب تک علما ایسے ایسے مجتہد رہے کہ بابت تقلید تھے بلکہ اگر ائمہ اربعہ سے مسائل  
میں خلاف کرتے تھے پس قول مجتہد کا اگر اس کے بعد دنیا میں ظلمت تقلید نے اندھیرا کر دیا صاف  
غلط اور مضحک و حکا بازی اور ضلالت اور ضلال ہے قال اور از خود بلا قصد اجماع اس پر  
اجماع ہو گیا اقول بھلا کوئی شخص مجتہد یا سفیر کی بات کہہ سکتا ہو کیسا تصحیح

ہو گیا کیا یہ اقوال مجتہدین علیہ السلام است و باب جواز اشتقاق بلا قصد حالت خواب میں اونکی  
 زبان سے نکلے تھے یا بطور ہزل کے اور تھوکنے کے تھے جو یہ کہا جاوے کہ بلا قصد اجتماع ہو گیا ان  
 اغلوحات سے کچھ حاصل نہیں قال تفصیل و سکی یہ ہر قول اجمال تو دیکھا گیا کہ اس سے  
 سرسراہا و مجتہد کا پیدا تھا تفصیل کو بھی دیکھنا چاہیے کہ اس دیکھے کیا گنہگار ہے یہ قول  
 عرب میں رون لوندی غلام کا اور لڑائی کے قیدیوں کو لوندی و غلام بنایا ایسا قدیم  
 چلا آتا تھا اور ایسا عیب بھی جاتا تھا کہ کسی کے دل میں اسکا خیال بھی تھا کہ وہ کسی موقوف  
 ہوگی اقوال ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ شرع علیہ السلام ہر طرح کے مروج غلامی کو جائز و  
 رکھا صرف اسی غلامی کو جو بی بی برتو اور عدلیہ تھے جائز رکھا اور باقی کو بذریعہ حکم صاف کے  
 بند کر دیا اور وہ غلامی جو جائز رکھی گئی تھی صرف یہی تھی جو کفار عرب یا کفار دیگر لڑکر اور غلامی  
 و استیلا کے ایک دوسروں کو یا اونکی ذریت کو قید کر لاوین چنانچہ اب تک اس طرح غلامی  
 اتفاق علیہ جائز ہے اور یہ قول کہ ایسا قدیم چلا آتا تھا اگر صحاف غلط ہے مجتہد صاحب نے اب تک  
 کوئی دلیل پیش نہیں کی اور بلا دلیل تو ہم دینی بات پر اعتماد میں کرتے علماء وہ بران قدیم سے قلم اہل  
 کہ کسی کے دل میں خیال اسکی موقوفی کا گذرے اگر اس ملازم پر مجتہد صاحب کوئی دلیل تھی  
 ہوں تو پیش کریں سوائے اسکے کہ بہت سارے جاہلیت قدیم کی عرب میں تھیں اور نئے عیب شمار کی  
 جاتی تھیں یکے کے تحت موقوف ہو گئیں علاوہ ہر رسوم جاہلیت کے بعض امور جو شرع سابقہ میں بھی جائز  
 تھے اور قدیم سے چلتے تھے بھرا دیکھ کر کہ ایک آن میں موقوف ہو گئیں قدیمت کسی چیز کی  
 مستلزم اسکی نہیں کہ کسی کے دل میں خیال اسکی موقوفی کا نہ اسے اور پھر نگندنا خیال  
 موقوفی کا کسی کے دل میں مستلزم اسکا نہیں کہ بروقت صدور حکم تحریم کے موقوف نہ ہو جاوے  
 قال اس خیال کو بعض اصحاب آپ کے زمانہ اسلام نے نہیں لڑائی کے قیدیوں کو بطور  
 زمانہ قدیم لوندی و غلام سمجھا اور نیز مذکور اب تک غلام کے ان احکام میں سے وہ لوندی و غلام جو  
 قبل از ولایت حریت لوندی و غلام ہو چکے تھے بطور لوندی و غلام کے تسلیم کیے گئے تھے اگر

مستند احکام اور انکی نسبت قرآن و حدیث میں موجود تھے اور بھی زیادہ حکم اور سختی کر دیا تھا  
 اقول اس بنا وٹ کی تقریر سے جو سب الفاظ مجھوں پر کچھ دعائیات نہو ایہ جو کہتے ہو کہ لڑائی کے  
 قیدیوں کو بطور سزا مائدہ قیدیوں نہ دی و خدا تم سب اس سبھا کا فاعل کون ہے یعنی یہ سمجھنے والا کون  
 ہے یا پیغمبر صلعم میں یا کوئی اور تم اگر پیغمبر صلعم میں تو ہم لوچھتے ہیں کہ وہ ضوابط مطابق حکم خدا  
 ایسا سمجھا یا بخلاف حکم خدا کے اگر مطابق حکم خدا کے سمجھا تو میں شریعت اور وجہ الاتباع  
 ہو اور اگر کوئی شخص غیر خدا کی ایسی سمجھ کو برخلاف حکم خدا کے سمجھا تو وہ ہر آئینہ کا فروزد یوں ہے  
 اور اگر وہ سمجھنے والا کوئی اور ہو تو اسکی ایسی علیہت کی سمجھ کی قدر یا پیغمبر صلعم کیوں کی غور تو  
 کیجئے کہ جو شخص کہ باعلان تمام یہ فرمائے ابغض الناس الی اللہ مبتدئ فی الدنیا و الدنیا و الدنیا  
 الباطنیہ مبغوض ترین آدمیوں کا خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو ہر اسلام میں رسم جاہلیت کا  
 خوابان ہو بھلا وہ شخص کس طرح کسی کی تجویز کی ہوئی اور بھی ہوئی رسم جاہلیت کے اس پر کار و پا  
 ہو سکتا ہو جسکو یہ حکم صریح ہو گا اِنِّیْ کُنَّا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ لِنُحْکِمَ بِکَ النَّاسَ بِمَا  
 اَرٰی اللہ وَلَکُم مِّنْ کُلِّ شَیْءٍ حَکْمٌ عَظِیْمٌ قاری تجھ پر یہ کتاب حق کے ساتھ تاکہ تو حکم کر  
 آدمیوں میں مطابق اوسکے جو خدا نے تجھ کو دکھایا ہے اور وہ تو غیبات کرنے والوں کی طرف سے  
 بھگڑنے والا یعنی غیبات کرنے والوں کا درد کا نہو جسکو یہ حکم صریح ہو گا اِنِّیْ اَحْکَمُ بِکَ نَبِیِّہُمْ  
 بِمَا اَنْزَلَ اللہ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَیَہُمْ وَابْتَغِ فِیْہُمْ اَنْ تَقْلِبُوْا لَہُمْ عَیْنَ بَعْضٍ مَّا اَنْزَلَ  
 اللہ اِلَیْکَ اور یہ کہ حکم کر تو درمیان لوگوں کے مطابق اوسکے جو خدا نے نازل کیا ہے اور نہیری  
 کیجیو تو انکی خواہشوں کی اور پتہ چار ہر پادشہ کے محب و غشے میں نہو الین یعنی نہو ہر پادشہ میں بعض  
 اوس چیز سے کہ خدا نے اتاری ہے تجھ پر قیامت لگے کہ یا نبی کہ یہ بات شدید و دشمنانہ  
 اور محال کی پیروی کرے اور خدا کا حکم نہائے نَکَاذُ الشَّکُوْا تِمْ یَقْطُرْنَ عِیْنُہُ وَتَنْشَقُّ  
 اَلْاَہْرَیْضُ وَتُحْمِلُ اِلَیْہِ الْبَالُ حَلَا تَرْکِبُ تَرْکِبُ تَرْکِبُ اِسْمَانِ اِسْمَانِ اِسْمَانِ اِسْمَانِ اِسْمَانِ  
 نہیں اور کر پڑیں بہار شمس سے ہو کر اور جو کہتے ہو کہ یہ حکم اسلام کے اول احکام سے ہے جسکو

لونڈی وغلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی وغلام ہو چکے تھے بطور لونڈی وغلام کے  
 تسلیم کیے گئے تھے آپ ہی فرمائیے کہ یہ احکام قرآن و حدیث کے جسکی رو سے حریت اون رقیقہ کی  
 تسلیم کی گئی تھی کسی تھی ایسا خدا ہی کی تھی یا کسی اور کی تھی اگر خدا کی تھی تو جب بموجب احکام خدا  
 حریت تسلیم کی گئی اور جیسا ان احکام تسلیم حریت کو احکام ہوا تو یہ جو آپ دعوی کرتے تھے کہ  
 بموجب رسم زمانے کے تسلیم کی گئی تھی صاف جھوٹا ہوا گیا اور جب بموجب احکام خدا کے حریت تسلیم  
 کی گئی تو یہ تسلیم عین شریعت ہوا اور جب تک یہ تسلیم کلمات نفس منسوخ نہ ہو گئی تب تک ابدال الابداق  
 و دایم رہیگا کہ مبدل الحکمہ اوسکے حکم کا کوئی بدلنے والا نہیں اور یہ جو آپ فرماتے ہیں  
 متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث میں موجود تھے الخ اس مدعا ہمارا دعویٰ ثابت ہو گیا  
 یعنی بعد ان سببوں کے معاملہ حریت کا محض رسم و خیال ہی نہ رہا بلکہ جب احکام قرآن و حدیث انکی  
 نسبت متعدد و صادر ہوا و خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر نے اسکا کو لونڈی وغلام بنایا تو ابطال  
 شرعی ہو گیا اور خیال و رسم کا جو شہد ہوتا تھا وہ بھی فنا ہوا اور معاملہ کچا شرعی تند اور معاملات  
 شرعیہ کے بچتہ ہو گیا ایمان ایک بات اور بھی قابل میان ہوئے متعدد دین اور لکھا ہو کہ اس جماع کا سبب  
 کوئی حکم احکام مذہبی سے تھا بلکہ ایک اتفاق طبعی ایسا سبب تھا کہ نادستہ اسکی غفلت  
 ہو گئی یہاں یہ فرماتے ہیں مذہب اسلام کے ان احکام نے جن کو لونڈی وغلام جو قبل نزول آیت  
 حریت لونڈی وغلام ہو گئے تھے بطور لونڈی وغلام کے تسلیم کیے گئے اور متعدد احکام اونکی نسبت  
 قرآن و حدیث میں موجود تھے اس تقریر سے مجتہد ہر کی تقریر یا بقہ صاف باطل ہو گئی اور ظاہر  
 ہو گیا کہ سبب جماع ہی احکام مذہبی منصوصہ قرآن و حدیث ہیں اور جماع اہل سبب انجین احکام  
 سکنا اس پر موقوف ہوا کہ حریت بلا قید زمان کے عموماً شرعاً جائز ہے اور احکام منصوصہ مخصوص کسی  
 زمانہ کے ساتھ نہیں ہیں پس جو شخص کہ مدعی خصوصیت احکام مذکورہ کا ساتھ زمانہ بدو اسلام  
 کے ہی کر لے مخالف جماعت و جماع کے بخلاف قول اوسکا سبب مخالفت جماع اہل زمانہ مردود ہو  
 قال اخیر غزوات میں آیت من و قدامنا بل ہوئی اقول یہ بات غیر مسلم کہ اخیر غزوات میں نازل

ہوئی اتقدیر تحریر طویل مجتہد عصر نے کی مگر اب تک اس کے اثبات پر کوئی دلیل شرعی بجز توہمات و  
 تخیلات فاسدہ کے پیش نہیں کی گئے پس اسلام کی بھی ہم یہ کہتے ہیں کہ مجہدی تو اس کا لونڈی و غلام  
 بنانا یا غیر مسلم کے جان رکھا اور قتل بھی جائز رکھا چنانچہ ہوا زن کے ایک آدمی کو پکڑا اور قتل کر دیا  
 اور ذریعہ میں سے شمس آپ لیا اور باقی کو صاحب تپتہ سیم کو دیا اور خمس میں ایک یا دو لڑکیاں  
 عمر بن خطابؓ کو عطا فرمائیں اور غزوہ اوطاس میں جس قدر سبایا غنیمت میں آئیں ان کو عطا  
 کو بانٹ دیا چنانچہ یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ہم نے ثابت کر دیے ہیں پس بعد اس آیت کے بھی حکم  
 جواز قریت میں بعد جناب مالت مابین کچھ فرق نہ آیا اور بدستور بموجب فرمان غیر مسلم  
 کے جاری و نافذ ہا قال و س آیت میں بھی قیدیوں کی نسبت احکام محصورہ صادر ہوگا قبول  
 میں احکام محصورہ کو نہیں سمجھا ایسا یہ کوئی قسم احکام کی ہر جیسا منصوصہ اور مفسرہ اور محکمہ  
 اور ظاہرہ یا کچھ اور اس کے آپ کی کیا مراد ہو عنایت فرما اگر اس کی شرح فرما دیجیے قال اور فو کا لفظ  
 و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہیں بلکہ بوجہ صریح باطل کیا گیا اقول ہر گاہ کہ قبول مجتہد کے  
 رسم غلامی رسم قدیم تھی اور اس کے متروک ہو جائیگا کیسکونیاں بھی تھا اور احکام قرآن و احادیث  
 اور افغانی غیر مسلم سے زیادہ تر استحکام و سکا ہو گیا تھا پس مقتضای بلاغت قرآن و وقت قصار  
 حال تو یہ تھا کہ اس کے ترک اور ممانعت کا حکم بہت تصریح سے بالفاظ صریح بہت ہی تاکید کے  
 ساتھ نافذ نہ ہوتا جس طرح حکم حریت خمر و زنا نافذ نہ ہوا یہودیہ کہ بالفاظ صریح مجتہد غیبیہ سے او گڑھ  
 کہ احکام جواز قریت ایسی ہی منصوصہ اور صاف جواز قریت پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ نہیں  
 کسی بان دان کو شک نہ شبہ نہیں ہو پس فی الی اس سے نہیں کہ وہ احکام دالہ اور جواز قریت کے  
 منسوخ ہو گئی یا بدستور باقی ہیں اگر بدستور باقی ہیں تو دعوی بطلان کا باطل ہوگا اگر نسخ  
 ہو گئی تو یہ آیت دیکھنی مانتھری اور چونکہ آپ خود فرمیں کہ ابطال استرقاق بالفاظ صریح نہیں  
 پس وہ آیت کہ سطر جیزنا نسخ احکام منصوصہ مفسرہ کے جو ایسے صریح ہیں کہ ان کی صحت میں کس  
 کو بھی شبہ نہیں ہوگا اور انھیں احکام کی بنا پر آپ بھی فرمیں کہ اب اسے اسلام میں

رقت اسلام میں بھی تسلیم کی گئی نہیں ہو سکتی کیونکہ جو احکام منسلک اور بہت صاف ہیں وہ کسی دلیل  
 مجمل اور غفی سے منسوخ نہیں ہو سکتے آپ رہا حصر سوا و سکا بھی یہ حال کہ کوئی لفظ اور آیت میں  
 ایسا نہیں کہ حصر پر لائق کرنا ہو اگر آپ یہ کہیں کہ کلام انا واسطے حصر کے ہو تو ہم کہیں گے کہ غلط  
 بات ہے نیز اس پر ثابت کر دیا ہو کہ وہ مادہ مانعہ الجمع میں بھی جیسا کہ یہاں ہے استعمال ہوتا ہے اور دیگر  
 معانی میں بھی سوا حصر کے استعمال ہو پس اس دعا حصر بلا دلیل باطل ہو اگر آپ کہیں کہ فخر زاری نے  
 لکھا ہو کہ انا واسطے حصر کے ہو تو ہم کہیں گے کہ لغت عرب میں جیسے آپ ویسے فخر زاری فرق  
 اتنا ہی ہو کہ وہ بلدہ رنجو عراق بحر کے ہیں آپ بلدہ دہلی ہندوستان کے ہیں کسی عرب عرب کا  
 قول سند لائے یا کسی بخوی یا عالم لغت کے قول سے استدلال فرمائے اور ہر گاہ اہل حجاز و یثرب  
 اور دیگر عرب عرباء کلام انا کو مفید حصر نہیں سمجھا تو بالیقین جانتا چاہیے کہ وہ کلمہ ہرگز واسطے  
 حصر کے نہیں اگر وہ میں وہ کلمہ مخصوص واسطے حصر کے ہوتا تو اہل زبان کہ سنکی زبان میں قرآن  
 نازل ہوا ہو بلا شک ایسا ہی سمجھتے اور بے نقصاً حصر کے عمل فرماتے اور ہر جزاء مترفاق کے بلا فرق مان  
 اجماع نہ کرتے بھلا اور ان کا تو مذکور ہی کیا ہو خود صاحب حمی نے بھی کہ جنسے زیادہ کوئی ہو انکو  
 نہیں سمجھتا انا کو اس آیت میں یہ حصر نہیں سمجھا اگر ایسا سمجھتے تو اسکا ہوا زن اور واسطے  
 وغیرہا کو کیوں قیق بنا لیتے اور بعض ہوا زن کو کیوں قتل کر دیتے قال بعد نزول اس آیت  
 جناب سول خدا صلی علیہ وسلم اگر یہ تمام اسار کرپن و فدا کیا الہا ہو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا  
 تھا اس سے خیال حصر موجود ثابت پر نہوا اقول ہر اس حصر و ٹھہ بات ہی اسار مذکور کو فدیہ لیکر  
 چھوڑا تھا اس کی حکم صریح مانع تھا کہ فدا ہوا اور پھر کسی محارب یا قاتل کو نہ فدیہ لیکر چھوڑا نہ ہرمان  
 لٹکا ہوا فدیہ چھوڑا اپنا چرچت اسکی فصل گذر گئی اور محبت و عرصہ عویہ فرماتے ہیں خیال حصر موجودہ  
 آیت پر نہوا آئندہ اس قول کی خود انجین کے قول سے جو میان جنگ بنی خدیجہ میں فرمایا ہے ظاہر  
 اس قول سے ظاہر ہو کہ اکثر اصحاب کو اس پر اچھی طرح علم تھا اور چوتھی حدیث میں کہ سمجھے تھے علامہ  
 ہم کہتے ہیں کہ خیال حصر کے کیا معنی ہے خلاف حصر ہر شے عمل میں آتا ہے قصہ شہ طبرستان جناب مجتہد و ہر کا

کہ (جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھلی ایسا ہوتا تھا اس سبب خیال ضرور موجودہ آیت پر نہوا) عجیب  
 قضیہ قابل تماشہ ہے کہ مقدم کو تا کی کسی طرح لازم نہیں یعنی ہونا عمل کا اور قتل و استرقاق اور من و فدا  
 کے قبل از نزول آیت عدم جواز قتل و استرقاق و ضرر جواز من و فدا پر خیال نہوا دیکھو قبل از نزول آیت  
 تجدید نکاح و منع جمع بین الاختین کے عمل اور ازدواج مافوق الاربع اور ما دون الاربع اور جمع  
 بین الاختین اور عدم جمع پر ہوتا تھا اگر عمل سابقہ جب عدم لحاظ ہوتا تو لازم آتا کہ حسب طریق قبل  
 مجتہد آیت من و فدا میں خیال ضرور نہوا ایسی باتوں آیات میں تحریم مافوق الاربع اور تحریم جمع  
 بین الاختین پر کبھی خیال نہوا تا واللہ لازم باطل فالملکوم مثلاً غرض کہ سب قضیہ لائل مجتہد و دہرے  
 تاسر و ہیات بر خلاف ضوابط علوم اصول میزان و مناظرہ کے و سب ہیچ و بوج ہیں پھر ہم  
 یہ دریافت کرتے ہیں کہ ضرر پر کس کو خیال نہوا یا یا بغیر صلعم کو نہوا یا اصحاب کو نہوا اگر بغیر صلعم کو خیال  
 نہوا تو صاف ثابت ہو کہ واقع میں انکا ضرر غلط اور خلاف مراد صاحب جی کے ہوا اگر صاحب  
 کو خیال نہوا تو بغیر صلعم نے کیوں خیال نہ کر لیا اور کیوں خیال نہوا کیا تبلیغ اس آیت کی باعلان  
 تمام مثل تبلیغ دیگر آیات قرآن کے نہ فرمائی گئی تھی اور تمہیل حکم کیا اِنِّهَا الْاِنْشَاءُ بِلَغْمٍ مَّا  
 اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَاِنْ لَوْ تَفَعَّلْنَا بَلْغَتَ رَسَالَتِنَا لَیْ کَیْ کَیْ کَیْ دیکھو تو ہلکا  
 علم معانی و بیان اس آیت کی تفسیر میں کس نے خوبی کے ساتھ میں کلمات آیت سے اس بات کو ثابت  
 فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ میں بھی طبعی حکم غفلت نہیں کی اور جو احکام نازل ہوئے  
 انکا ایسا اعلان کیا کہ کسی طرح کا شک شبہ تبلیغ میں نہ رہا چنانچہ بتائیں کہ روئے بخاری روایت  
 کرتے ہیں عن عائشۃ قالت من حَدَّثَنَا ان مُحَمَّدًا عَلِيًّا لَمْ يَكُنْ يَتْلُو عَلَيْنَا الْقُرْآنَ عَلَيْهِ  
 فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُولُ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْآيَةُ عَائِشَةُ  
 فرماتی ہیں کہ سننے یہ بات تجھے کہی کہ محمد علیہ السلام نے اس میں جو خدا نے اوپر اتاری ہے کو کچھ  
 بھی چھپایا تو اس سے جو خط بولا نشان یہ کہ خدا فرماتا ہے اے رسول اچھی طرح سے پہنچا دو گو کہ ان کو عمل



اوس چیز کو جو تجھ پر توڑی ہو تیرے پروردگار کی طرف اور اگر ایسا نکلیا تو تو نے اوس کی پیروی کی کچھ  
 سچی تبلیغ کی اور اگر حقیقت تبلیغ کامل ہو گئی تھی تو باوجود سمجھ لینے حکم اور تبلیغ کامل کے کیا وجہ  
 تھی کہ سیکو بھی خیال نہ ہو پانچ خال سے خالی نہیں کہ یا کلمہ کا اذکر و کلمت عرب کے مفید حضرت  
 یا اور باجبر کے اوس میں کچھ اجمال ہی یا یہ کہ حکم ضروری نہیں یا کہ یہ وہ اسے اوس حکم کی تعمیل نہیں  
 کی یا یہ کہ وہ معنی اسی سے واقف تھے صورت خامسہ تو نہایت مستبعد ہی بلکہ مستغنی کہ ہو نہ کہ اصحاب  
 پیغمبر صلعم خاص تھے اور ان میں اکثر لوگ قریش تھے کہ جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا ہی قادس کا  
 کیسے کہنا چاہیے کہ ان کے الایہ صورت رابعہ کے قابل کو بہت بددین اور بدی سمجھتے ہیں اور واقع  
 میں اس کا قابل ایسا ہی ہے کہ پیغمبر صلعم اور حبلہ اصحاب کبار اور خیاری امت کو چھ خیر القرون ہونا بجز  
 منجبر صادق ثابت ہو چکا ہو اور انکو فاسق اور شر القرون کہتا ہے صورت ثالثہ ہمارے مفید ہے اور صورت  
 ثانیہ بھی ہمارے مدعا کی مفید ہے کیونکہ یہ صورت اجمال کے اصحاب ضواء ان عبدلیم پر ہی مراد جب تھا  
 کہ اوس اجمال کی تفسیر بیان قولی یا فعلی صاحب جی علیہ السلام دریافت کرتے اور چونکہ بیان فعلی  
 واقعہ ہوا اذن اور اوطاس وغیرہ یہاں بات ثابت ہو گئی کہ تا واسطے صبر کے نہیں تو جواز تشریف  
 بیرون اور انھوں نے عمل فرمایا ہرگز نہ عمل اور حکام طابق آریہ قسم کو ہو صورت اولیٰ عین مدعا ہمارا ہے  
 قال اولو سکے بعد قلیل طے میں رسول خدا صلعم حلت فرمائی اقول اگر قوت اضافی ملا ہے تو بڑا  
 انتہا تک خود راہ دنیا ہی قلیل اور چند روز ہی اور اگر فی نفسہ اوس میں ماند کو دیکھیے کہ جس روز سے آپ عی  
 خیر ثابت نزول آیت کا کرتے ہیں تا روز وفات پیغمبر صلعم کہنا ہو تو وہیں اور چار مہینے ہوتے ہیں  
 یہ کچھ زمانہ قلیل تھا ایت مدید میں بار بار سورہ محمد صلعم نماز میں اور تلاوت میں اسی پیغمبر صلعم نے سنی  
 حضرت ہو گئی اور چونکہ یہ آیت نہایت ایک امر بزم خلق جہاد کے نازل ہوئی تھی اور اس عرصہ میں  
 جہاد سے سیرا اور بیوٹ حضرت نے جہاد کے واسطے بھیجے ممکن تھا کہ اس حکم سے جو خملہ امور متعلقہ  
 جہاد تھا سیرا اور بیوٹ اور سیران لشکر کو اطلاع نہ دی ہو اس کے بعد جو حکام نازل ہوئے ہیں ان کی  
 صورت اطلاع کے ساتھ مذکور فرمائی گئی احکام سورہ برات کے واسطے ابو بکر صدیق اور علی رضی اللہ عنہما

[illegible]

حکم اجر کا نافر ہوا اصحاب میں ایسا کوئی نہ رہا کہ حسنہ حکم حرث نہ سمجھا ہو آیت تحریم سے پہلے کی  
آیت وہ ہر جو سورہ نسا میں ہے جو چاہے یہ بات حدیث ابو داؤد سے ثابت ہو اور وہ آیت یہ ہو گی اے  
الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْرُبُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا حَتَّى تَسْكُنُوا لِي حَتَّى تَقْعُدُوا مَا تَقُولُونَ ۝۱۰  
مومنو! نماز کے واسطے حال میں کہ تم نشہ میں نہ رہو تب تک نہ سمجھنے لگو اور بات کو جو تم کہتے ہو وہ  
اس کے کچھ حرث خمر کی ثابت نہیں ہوتی صرف حکم ہو کہ جب تک نشہ میں نہ رہو تب تک نماز کو نہ آؤ اور نہ  
یہ بیغیر صلعم کچھ ممانعت فرمائی تھی چنانچہ بعض صحابہ کرام نے اور حضرت صلعم کو بھی و سکی اطلاع تھی اگر منہج  
و حرام ہوتی ہو تو تو شیک بیغیر صلعم اونکا مذاکر کرتے اور بیغیر صلعم زوال آیت تحریم کے سنا دینی تشدد  
فرمایا پہلے ہی ایسا تشدد اور سنا دی کہ لے لے البتہ تقدیر شیک ہو کہ بیغیر صلعم ایسی سی غیر و کان کے مسئلہ  
میں غور و فساد آجاتا ہو اور ثبوت غفلت میں ہمیشہ تحریر سے ہمیں اور گوکار و ان کے حق میں قبل تحریم  
مباح سمجھتے تھے پھر حکم کی وجہ جانتے تھے مگر قبل ان زوال آیت تحریم حکم تحریم کا نہیں دیا اگر بطور فرض حال  
بجائے فرض کی کہ پہلے کسی نیت میں حرام ہوتی تھی اور سب کے قسم کے احوال کے سینے حرث سے اس میں بھی اور بیغیر صلعم کا  
رہی اور بیغیر صلعم کا آیت ثابت ہو گیا تو وہ نیت بھی غور ہو گی یہ باہر کا معاملہ تھی جو بعد از تحریم کی نیت کے یہ بات  
ثابت ہوئی کہ آیت میں وفادار بنے جو بے وفائے فعل کے فعل بیغیر صلعم تحریم تحریم محل تخلی و محتاج بیان کی  
اب کیا جاوے گی ان کا قول ایا فعلا شاع و کم طرک ہوا حبیب کیا بیان آیت تحریم حکم کا ہو گیا یا نہ ہوا اگر  
نہ ہوا تو تشاہدات میں داخل رہی اور حال سے متفرق نہ ہو گیا اور اگر بیان ہو گیا ہو تو غصہ ہو گئی سو ہم کو  
کرتے ہیں کہ اگر وہ بیان فعلی کے واقعہ ہوا زن اول و طاس اور بنی قریظہ وغیرہ کے بیان و سکا  
ہو گیا اور میں وفادار بنے ٹھہرا ہے کوئی بیان ایسا کہ میں وجوب میں وفاداریت ہو نہایت نہیں کیا  
بیغیر صلعم کی نیت کو فاق مدعا ہے کہ یہ ہم سکا انکار نہیں کرتے کہ کوئی کلام ایسا ہو جو سکا بیان نے  
خوب سمجھا ہو مگر اہل بیان نہ سمجھنے کے واسطے کوئی امر جو نافع فہم لغت ہو اور نہ ضرور ہو و نہ ہو و نہ ہو  
منہج صدر قال بیع اموات و اولاد ممنوع ہونے پر بعد از عمر خلافت حضرت عمرؓ کہ میں بیع ہوتی  
اقول اس کے ایک معانہات نہیں ہو سکتا ایک مدعا تو بیعت ہونا کہ جب صحابہ کا اجماع حضرت عمرؓ

کی خلافت تک پہنچا کہ بیچ اموات اولاد جائز نہ ہو اور چونکہ اجماع صحابہ کا اسپر بھی نہیں ہوا بلکہ دو میں بھی  
 کا یہ گمان تھا کہ بیچ اموات اولاد جائز نہ ہو اور چونکہ حکم تحریم نہیں ہوا نہ تھا اور وصی بہ لیس  
 حکم سے مطلع ہو گئے تھے پس با واقعیت دو تین آدمی کی بھلائی نہ ہونے کی وجہ سے بعد میں بخل  
 مانع نہیں کہہ کہ خود باعتبار آپ کوئی بھی قائل و جواب نہ ہوا کا نہیں ہوا علاوہ ہر ان وہ خبریں  
 ممانعت اموات اولاد کی نہ ہوا تو ان میں بلکہ خبر شہور بھی نہیں ہو لیکن بحالت عدم تواتر کے ناواقفیت  
 دو تین یا دس کی بھلائی نہ ہونے کی وجہ سے بعد میں مگر چونکہ آیت من و فرام تو تواتر ہوا اس ناواقفیت  
 پیغمبر صلی علیہ وسلم کی بالبدیہ باطل ہے قال متعہ کے غیر منع ہو چکا متعدد صحابہ بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی  
 خیال تھا اقول کلام میں بعینہ وہی کلام ہے جو بیچ اموات اولاد میں گذرا مگر یہ بات غلط ہے کہ حضرت  
 علی کو بھی خیال تھا کہ چونکہ بخاری اور مسلم اور عوطیہ میں راوی حدیث متعہ کے خود جناب علی رضی اللہ عنہ  
 عنہ ہیں اور کتب احادیث اثنا عشر میں بھی روایت حرمت متعہ کی خود انھیں علی جناب ہی گو کہ  
 وہ کسی طرز پر محمول ہوا اور یہ کہ تو کسی چیز لطیفہ ناواقف تھے مسئلہ مانع فدیہ کے نہیں ہو سکتا کیونکہ اب تک اس  
 میں حکم اسلام کا اختلاف باقی ہے ایک فرق اور مسلک جائز و وسر فرق ناجائز کہتا ہوا اس مسئلہ پر انعقاد  
 اجماع صحابہ میں بھی باہم کلام ہے قال خلقا رائدین کے زائیں اس خیال اندیشہ کا بھی سبب ہوا کہ ان کے  
 وقت میں اس مسئلہ پر بحث ہو چکا ہے کہ موقع ملا اقول اول تو دعویٰ نہ خیال ہونیکا اپنی باطل ہے  
 اور سپر مجتہد صاحب کے پاس کیا دلیل ہے جب برابر حکم ستر قاق جاری رہا تو نہ خیال ہونا مجتہد صاحب کا  
 خیال باطل ہے ثانی غلط موقع کا دعویٰ بھی سرسرا باطل ہے موقع بحث کا حکم متعلق جہاد میں صلح و قت  
 غلبہ جہاد جو خلقا رائدین کہی وقت میں تھا کو نشانہ دیا وہ ہو چکا اگر آیت من و فرام کا مطلب افق  
 خیال باطل مجتہد کے ہوتا تو شک نہ رہے ہی وقت تھا کہ ان وقت میں اس پر بحث و صلح و صلح و صلح زیادہ  
 ضرورت نہ تھی کہ وقت اب تک تو کوئی بھی پیش نہیں کیا ثالثا اسماعیل بن جعفر کے بحث میں خود اقرار  
 کرتے ہیں کہ یہ بحث صحیح آیت من و فرام سے و ان کے اولیٰ سبب سے انصاف قتل میں اس کا کیا  
 میں یہ کہ یہ ان کو بیان نہ ہوا ان کے دعویٰ خیال غلطی کا کہ ان میں وہ ہر گز نہیں پہنچا ہوا

کہ یہ سب لطفِ حق کا تقلید گراہوں کہ جو بوس قال حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ مرتدین کی طرح  
 کرنے میں ختم ہو گئی اقول جھوٹی بات اور سرافقہ ہو مرتدین کے گروہ معاملہ ہا فتوحِ شام اور ہندوستان  
 و بلادِ شوق و بعض بلادِ روم پس یہ سالاری خالد بن لید کی خلافت میں خلافتِ مرتدین کی مانند ہے اللہ جناب  
 تجھ کو جیسا اور علوم میں زیادہ تر دخل ہو تمام تاریخ و سیر میں بھی ادھر کچھ کہ نہیں علماء و براہِ معارف  
 رہنا بطرفِ مرتدین کے مانع اسکا نہیں کہ احکامِ قرآن کے اجراء سے غفلت کی جاوے اور فکری و فنی غفلت  
 بھی محو کر دیا جاوے آخر ہزاروں احکامِ شریعت کے جاری کیے جاتے تھے تعجب ہو کہ صرف سی ایک حکمِ ابراہیم  
 ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صحابہ کو غفلت ہو گئی قال اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ میں فی الواقع خلافت  
 سے بہت دور دور کا فاصلہ پڑا لیکن ان پر یہ قول اس سے عدمِ توجہی یا نہ ملنا متوقع بحث کا اہمیت میں  
 خدا پر کس طرح لازم آتا سنن و تجربات پر تو صد ہا مسائل میں بحث کا متوقع ملتا رہا کیا وجہ بھی کہ صرف  
 اسی ایک امر اہم کی نسبت کسی بات کا متوقع نہ ملا اور برخلاف اسکے عمل فرماتے رہے ایسے خلیفہ نامی کہ  
 جاری کرنا اور احکامِ قرآن کو پشت و کد و جہدِ عالم میں معروف و مشہور نہ ہو کس طرح برادرِ جاری  
 رہنے ایک امر نامشروع کے جو قرآن سے ممنوع ہو کہ ہو قال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت آپسکے بھگڑنے  
 میں انجام ہوئی اقول شاید مجتہد عصر کے ذہن میں یہ ہو کہ تمام مدت خلافت میں بھی انھوں نے  
 ختم قرآن نہ فرمایا اور پہلے اس جو قرآن پڑھا تھا یا سننا تھا وہ بھی دن بھر گھڑے میں بھول گئے کہ اگر  
 قرآنی خیال میں بھی نہیں قال ولما حم علی علیہ السلام کی خلافت تو آفتابِ یوم بارانِ مانند تھی  
 اقول جناب مجتہد صاحبِ کمال ان وجودِ فاسدہ کو یہ بات لازم آئی کہ موقعِ توجہ کا صرف اس آیت  
 کی طرف متعذر یا محال ہو گئی اچھکڑے بھی مانع توجہ کے ہیں خالی بیٹھنا بھی مانع توجہ ہو جہاں اور مرتدین  
 اور کفارِ بدلتہ و غیرہ کے بھی مانع ہو بلا و بعد یہ پر جہاں کے لیے لشکر بھیجنا بھی مانع توجہ ہو تھوڑے دنوں کی  
 خلافت بھی مانع بہت دنوں تک کی خلافت بھی مانع ہو ایک حکایت ایک نیل گو دھوئے  
 والے کی کہ صورتِ شیر کی اپنے جسم پر کھینچا چاہتا تھا آپسکے لڑنے بھی نہیں اور وہ بھی نہیں پر یاد آئی  
 کہ لکھا ہوں مہشِ نوئی این حکایت بشنوا صاحبِ بیان در طریق و عادتِ قزوینیان

بر تن دست گفتما بید رنگ  
 از سر سوزن کبودیها ز نمد  
 گفت چه صورت ز غم ای بهلوان  
 بھد کن رنگ کبودی شیر زن  
 چونکہ او سوزن فرو بردن گرفت  
 مر مرا گشتی چه صورت میسر نی  
 گفت از دنگاه آغازیده ام  
 دُم گمہ او دیگر ہم محکم گرفت  
 جانب دیگر گرفت آن شخص زخم  
 گفت این گوش است ای مرد و کو  
 جانب دیگر خنک است ز کرد  
 گفت نیست اشکم شیرای غم  
 خیرہ شد لاکہ لبس حیلان بماند  
 گفت در عالم کسی را این فقاو  
 چون نداری طاق سوزن تو

میزنند از صورت شیر و لپنگ  
 سومی لاکہ بشد قزوینی  
 گفت بر زن صورت شیر بیان  
 گفت بر چه فصاحت صورت خرم  
 در آن در شانہ گم سسک گرفت  
 گفت آخر شیر سر مودی مرا  
 گفت دُم بگذازنی و دیدہ ام  
 شیر بیدم باش گوا شیر ساد  
 بیجا باد و مواسای و جرم  
 گفت گو گوشش نباشد بھام  
 باز قزوینی فغان را سا کرد  
 گفت تا اشکم نباشد شیر را  
 تا بدیر انگشت درد ندان بماند  
 شیر شے گوش و دُم و شکم کہ دید  
 از چنین شیر زبان بس دُم زن

بر چنان صورت پای ز شے گوید  
 کہ کبود مزن بگو شیر سنے  
 طالع شم شیرت نقش شیر زن  
 گفت بر شانہ گم زن آن رقم  
 ای بهلوان دنا لہ آمد کای سنی  
 گفت از چھ فغو کردی ابتدا  
 از دُم دُمگا د شیر م دُم گرفت  
 کہ دُم سستی گرفت از زخم کار  
 بانگ کردش کہ چنانہ امت ازو  
 گوش را بگذارد و کوتہ کن کلام  
 اکین سوم جانب چہندہ استیز  
 گشت افزون درد لہم زنجہا  
 بر زمین زد سوزن از شمشاد  
 یا بچنین شیر خد خودنا فرید  
 اعتبار مجتہد صاحب بلا پانچ

صحابیوں کی نسبت تو اپنے عذرات بدتر از گناہ پیش کیے مگر نیز ارون مرد اور نہار لون عورت کہ مین  
 بڑے بڑے فقیہ و فقیہ تھیں اور مچھ نیا لکھو کیا عذر ہو ذری ذری سی باتوں پر ایک ایک عورت حلفاً  
 عہد سے مسئلہ شرعی میں خوب مچھ کرتی تھی باہم مسائل شرعیہ اور تنہا طاقان پر بہت گفتگو تھی لکھن  
 آیت میں انا مفید معنی حصہ تھا تو کیا وجہ ہو کہ اور و لکھن جو از مسئلہ استرقاق پر کہ بڑی دھوم دھام  
 جاری تھا اعتراض پیش کیا اور و لکھن کی طرف بھی تو کچھ عذر پیش کیجیے عبد الباقی نے لکھن و دیگر صحابہ کی جنکی  
 نسبت در بیان جناب بنی حدیث کہ بھی فرماتے ہیں کہ وہ نزول آیت سن و قد اسعد و افصح و خیر کی

[illegible]



اور تھے تو کسی واسطے بھی تھے پس لازم آتا ہے کہ انکو معنی لا اور الذی بھی ہو کہ لا الہ الا اللہ میں نہ ہوں  
تیسری میں بسبب باب قویۃ کے خیال نہ رہا ہوگا علیٰ ذلک الفیاض کوئی اور نسخہ کچھ بات کہتا ہو گا تو اوپر  
بھی بسبب باب قویۃ مذکورہ کے کچھ خیال کرتے ہوئے فیصل قضایا بھی بدو مثال کرنے کا الفاظ و نحو  
اور جوابیہ شہادت پر فرمایا کرتے ہوئے کیونکہ سابق یہ مذکورہ کو کچھ خصوصیت کلمات قرآن سے غلطی  
ہی اگر مؤثر ہیں تو سبکیات میں مؤثر ہیں اور نہیں تو نہیں اغراض اوس خیر القرون میں بڑی اندر حکومت اسلام  
میں قبول بل ہند بہرہوم کالج ہمدیا ہوگا اور بان زیادہ تر کیفیت قابل تماشا کے یہ ہوگی کہ مدعی اور متدعا  
اور گواہی تو اسی از مہور خیال کرنے والوں ہی ہو گئے پس ایک عجیب کیفیت عجب رسم میں صحا اب کہا کی  
ہو گی اور سابق یہ مشتبہ جو معتقدین کی کیا باغفلت کی ہو گی کہ نہ دکھا رہے ہو گئے واہ جناب مجتہد  
صاحب تعظیم کی اصحاب راو خیر القرون و خلافت خلفاء عدل کی آپسے دوست کے ہوتے دشمن کی  
تو کچھ حاجت نہیں بیان تاکہ جناب مجتہد صاحب کے بیان خیر القرون کی مناقب و خوبیوں وعدیم  
تو بھی بطرف التباس کے ظاہر ہوئی آپ و متوجہ ہو کر طرف قرن ثانی الذین یلوہم جہنما پختہ فرماتے ہیں قال  
اوس زمانے کے بعد لوگوں کی توجہ بات پر زیادہ تر تھی کہ اوس زمانے کے واقعات کو جہان تک  
ہو سکے دلائل قوی کریں اسلیئے غلامی کی نسبت آیات تلاش ہو لیں اور صحیحی آیت من فکرم سنوخ  
بتانے لگا قول خلاصہ میں تقریر کیا یہ ہوا کہ زمانہ پیغمبر صلعم میں تو تبلیغ اس حکم کی نہ تھی جیسے کہ اول احکام  
کی ہوتی تھی اور زمانہ صحابہ میں جو از غلامی کا باعث غفلت صحابہ پیغمبر صلعم کی ہونی زمانہ تابعین میں نہ ہو  
و نہ مستحکم حکم اور ابطال حق کے باز دی گئی اور جب کوئی اور بات نہ بنائی تو کتاب اللہ کی آیت  
محکم کو اپنی ہوا نفسانی کے سبب سنوخ ٹھہرایا گیا غرض کہ پیغمبر صلعم کے عہد سے ہی اس ریت کا یہ حال رہا  
کہ درجہ بدرجہ اور پیغمبر بار برہوتا رہا اور وہی سبب ترک گناہ کی صورت ہے پیغمبر صلعم نے تو تبلیغ کی  
جیسی اوپر فرض تھی ویسی نیک اور قریب مخالفت یا انھا الذین سئلوا بلغ ما اؤزل ایضا میں  
آیات کے ہوئے صحابہ کمال غفلت دشمن کی اور صدق والدین محمد عن آیاتنا غافلون  
اور بکنی انکنا محمد بن محمد عن ذکرہم و عنہم ضنون کہ ہوتے تابعین نوید قمر کیا



کہ حکم کا اور نص صریح کو اپنی ہو کر باطل کی تائید کے لیے منسوخ ٹھہرا دیا جائے نہ ہو کہ سلطان تم واد  
 زندگیاں لاشہ زہر مرغ بیخ پارس کوئی قرن قدون ثلاثہ سے ایسا نہ کہ محمد صاحب کی طرح سچ ہو  
 اور درجہ بدرجہ صلیب سے قریب قرن تک محمد دہر سب ہی پر کئی اشارہ و صراحت طعنہ و تشنیع و ملامت  
 الی الہ ہو چکے اسکا شکوہ نہیں جبکہ وہ خود جو خدا تعالیٰ کو ہی تقلید خوشامد ہوں کے مطعون کیا  
 کہ اس نے توریت میں اجازت غلامی کی جو قبیح القباہ اور مجرّم ہادیوں کی اور خلاف قانون قدرت کہہ کر  
 وی اسحق صلیب اور اصحاب غیبی صلیب اور اتباع ان کے اور علما و صلحا کفار میں گئے ہیں اپنے اجتہاد اور  
 کوشش میں تو متقی الوسع اور خود کو کچھ کوتاہی نہیں کی اب تو نظر اور متوقع حلول عید فک کے اندر  
 سکندراع ان کا کئی کے رہیں پس قال ہر حال جو کچھ ہوا اس کی نسبت یہ بات تسلیم ہو سکتی ہے کہ اس  
 زمانے کے لوگوں کی غلامی نسبت یہ راسخی ہو رہا ہے کہ وہ راسخ ہوں کہ اسلام کا مسئلہ اور حکم منزل میں کئی نہیں قرار  
 پاسکتا اقول جناب تمہاری یہ بھی وہ راسخی ہے کہ اس پر کیا حکم سے اولیٰ حدیث و احادیث و انصاف و غیر مسلم  
 کے بھی اس مسئلہ ہر حال میں ملین و جی میں اس کے ہر مخالفت اس کی مخالفت خدا اور رسول و جمیع انبیاء  
 علیہم السلام اور جمیع کتب سماویہ کی ہر اور آپ کے اس قرار سے ثابت ہو کہ کلام انما مفید حصہ ہوں اگر ایسا ہوتا  
 تو اس قدر و تشکیک بالاتفاق اس کے خلاف پر کیونکہ یہ سچی تھی لیا اون ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمیوں  
 کوئی ایک غبی مسوق سے غالی تھا قال اور نہ اسلام پر اون لوگوں کی اس سے کچھ دفاع لگ سکتا ہے اقول  
 امین کیا شک ہو ان کے مل تو قدیم سے منور تھے لیکن فکی راسخی تھی کہ اس سے اسلام اور شیوایان  
 اسلام اور جمیع انبیاء علیہم السلام اور خود ملک عظیم ہر دفاع لگ گئے مٹا دیا اس سے تو آپ ہی کی نئی آگ کی  
 چمکا رہا ہیں کہ جس نے خدا لیکر انہار و ابراز کیا کہ سچی و انجیل کے ہون سچ نہیں سچا قال کہ وہ با  
 ظاہر کہ یہ بحث جو تیسرے شروع کی ایک بحث ہو کہ علم غیبی اور سوہن کے درمیان میں شاید کہ سنیے نہیں کی  
 اور بلاشبہ اس وقت ہر فرقہ جماع اور خلف جماع کا الزام لگایا جاتا ہے اقول جناب یہ تو نہایت  
 کفری اور تزلزل اس قول میں کام میں لایا کچھ اور معنی کیجیے منع بالاکن کہ از لانی ہر منور و سادھے  
 بارہ سو میں بلکہ عدد ابراہیم علیہ السلام فرمائیے کہ جس کو کئی ہزار برس گذرے اور شاید کہ کیا موقع ہو

فقہانہ فرمائیے کہ شیک کسینہ نہیں کی اور الزام مخالفت اجماع پر چوں کہ تقاضا نہ کیجیے بلکہ مخالفت نصوص  
 صحیحہ اور مکملہ ساتھ شامل کیجیو اور جو کہ جان تک کتب سماویہ اور تواریخ سے معلوم ہوا تو اس پر ہم بھی  
 کہہ سکتے ہیں کہ واقعہ میں ایسی بحث خلاف نص اجماع ابتداء میں نہیں آدوم عمم یا آپ کی ہر ایک ایک اور شخص اپنے  
 خلاف اجماع ملا لگا اور نص کے ابتداء میں آپ آدوم عمم کے وقت کی تھی سو آدوم عمم کے وقت کی تھی سو آدوم عمم کے وقت کی تھی سو  
 جو آپ سے بہت کا ہم نہ بنے نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا قال مگر جو کہ مسلمانوں کا مقرر کیا ہوا یہ ایک  
 ہو کہ جماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کر دیتا ہوا قول مسئلہ مسلم جو موقوفہ امین بنی بلکہ صرف فخر الاسلام  
 اسکے قائل ہیں مگر ہم نے اس کو تسلیم کیا قال اور اجماع ثانی شروع ہونے کے لیے ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی شخص  
 اجماع اول کے خلاف کرے اقول یہ کچھ جمل کی کیفیت و ماہیت اجماع مصطلح سے اجماع اجماع کا نام  
 کہ ایک شخص میں جماعت مجتہدین است محمدیہ ایک مسئلہ پر متفق ہوں پس اگر ایک عصر کے مجتہدین کا اتفاق ہوا  
 تو اجماع منعقد ہوا اور اگر عوام الناس جیسے کہ آپ ہیں کسی مسئلہ پر متفق ہوئے اور نسبی اجماع منعقد  
 نہیں ہو سکتا اور اگر اسو اعلیٰ است محمدیہ کے کچھ لوگ جو خارج از امت ہوں متفق کسی مسئلہ پر ہوئے  
 تب بھی اجماع منعقد نہیں ہو سکتا یہ ایک شخص اگر اجماع سابقہ کے خلاف کیا اور اجماع جماعت مجتہدان عظماء  
 اور پیغمبروں اور اسکا قول اس وقت مردود ہو گیا اور وہ قول اس وقت نہ آئیں کہ بھی قبول ہو سکتا ہے  
 در صورت قابلیت احتجاج اور متساویہ واسطے انعقاد اجماع آئندہ کے نہیں کہتا ہاں اگر اسی زمانہ میں  
 مجتہدین است بہر اتفاق کر لیں تو اجماع ثانی منعقد ہو سکتا ہی اور یہ صورت اجماع کی نہیں کہ  
 ایک شخص کے خلاف اجماع ہو کہ کچھ کہا جائے بعد دو گئے یہ اجماع نہیں ہو بلکہ اجماع اولیٰ فروری مگر اجماع  
 اول جب کبھی نہ جائے و جبکہ اس وقت بسبب مخالفت اجماع اول کے مردود ہو جائے و جبکہ اجماع ثانی ایک  
 صورت فرضیہ ممکن بالذات ہوا ہے اس میں کہ حکم اسلام شرقی سے غرب تک و متباعد یہ متفق شرعی اجماع  
 ثانی پر خلاف اجماع اول کے عادیہ متعلقہ اصول بلکہ محال معلوم ہوا ہو جیسا کہ اس وقت یہ کچھ قول مخالف اجماع  
 پایا گیا ہے لہذا اگر آپ مجتہدان است محمدیہ سے بھی ہوں تب بھی یہ قول کچھ بسبب افراد کے ایسا مردود ہو کہ نہ  
 اس وقت اور نہ کبھی آئندہ و رہا انعقاد اجماع آئندہ کے و نہ تو یہ قول اپنی ہی شخص میں ہوں اقول احتجاج



# حافظ الطبع

معنايت بر غيايت نيز و تعالى و اعانت لانه ايت قاد و لاجال ان كتاب بهيت نصاب  
روالشقاق في جواز الاسترقاق تصنيف نحر عيلا م حرم قوام مام و مكيه ع  
مقدم مناظر في هرو و الراي القضايت جنابك لالت انتساب لانا ملوى محمد علي صاحب

تصميم دار پر گند بلاري ضلع مراد آباد جواب بهيات دفع شبهات رساله

تبرية الاسلام عن مشين الامه والغلامه که مصنف مدوح الاصدر في نصاب

قطعيه قرآنيه اور عاويت محمديه نبويه قلع قمع زيا والي دكا کيا

ایک لکشت برده هم کا کچھ طرق جواب بیا بیا غلاما طاش

مصنف تبرية الاسلام ثابت کین آری متین و نظیر

جواب این واسطه دفع شبهات منکر جی و امرت

که کتابت باطلع اور دفع خدشات

متوکلین کجاست طبع و سطر طبع

واقع کانپور و پانچام

امیر ارحمت رب غفور عابده محمد عبدالرحمن صاحب محمد روشن خان مسبر در عشره اولی شعبان المعظم ۱۲۹۱  
مین تصدیق و نظر ثانی مصنف علامه طبریز هوئی مومنین مخلصین کو پسند و مرغوبی فی الحمد لندرت العالی

و خجسته بر خاتمہ

واسطه سند ملات کے کیریتا لا جواب میں مدوح الاصل  
چچی ہوئی مطبع غفالی کلاکو منور سند مستحکم کہ لکے گئے قطع

محمد روشن خان حنفی  
محمد عبدالرحمن بن ح

الحمد لله  
نور محمد روشن خان صاحب محمد روشن خان صاحب محمد روشن خان صاحب

# جست نامہ روز الشقاق

صفحہ	صفحہ	عناص	صحیح	صفحہ	صفحہ	عناص	صحیح
۹	۱	نہوے	نہوی	۱۵۵	۲	لانیق	لاحق
۵۳	۶	غیر	غیر	۱۶۱	۲۰	رکفل	رکفل
۷	۹	تکون	تکون	۱۸۱	۱۳	بین	من
۶۳	۲۲	لا	لا	۱۹۳	۱۹	الرسول	رسول
۷۲	۹۰	متبع	متبع	۱۹۷	۱	تمام	کہ تمام
۹۵	۲۱	قطعہ	ابیات	۳۰۰	۱۳	قائل	قائل
۱۰۲	۹	بالکون	بالکون	۲۲۴	۱۳	تقلاً	تقلاً
۱۰۵	۲۱	مسل	سسی	۷	۱۵	ترجیع	فرجیع
۱۱۰	۱۶	لما	اما	۲۴۰	۱۰	آیت	فرتہ
۱۱۷	۱۱	نہو	نہو	۲۴۳	۱۹	می	رحی
۱۲۱	۱۲	فی	فی	۳۸۰	۱۱	امہات	امہات
۷	۱۹	نہین	نہین				
۱۲۳	۱۲	اکثر	اگر				
۱۲۹	۷	تجدید	تجدید				
۱۳۲	۱۳	قابل	قابل	۳۸۷	۱۲	اصابتہ	اصابہ
۱۳۶	۱۵	اوسکا	اوسکا	۲۹۲	۳	لاکیتع	الکیتع
۱۴۳	۱۷	ایسی	ایسا	۲۹۹	۱۶	مذکرہ	بدر
۱۴۹	۹	مکت	مکت	۳۰۰	۵	تجدید	تجدید
۱۵۰	۶	نہو	نہو	۷	۹	مہول میزان	مہول میزان

صفحہ	صفحہ	صحیح	صحیح	صفحہ	صفحہ	صحیح	صحیح
۳۰۴	۹	حدیث	حررت	۳۱۰	۱۴	کیواسط	کیواسط

## انتباہ

صفحہ ۲۱۲ سطر ۶ لغایت ۵۱ پر جو حدیث مع شرح نقل ہوئی ہو اس کی  
 شرح و متن کے تمیز کے نشان اسی صفحہ کی سطر ۳۴ میں  
 ہوئے تھے مگر چونکہ چھاپے کے وقت وہ علامات  
 نہ بن سکی کہ سزا زریخ خط جو عبارت ہو  
 اور نیز سطر ۳۴ کی اس سطر  
 عبارت فَاِنَّكَ لَفِي  
 الْخَمْسِ الْاَثَمِ مِنْ ذَلِكَ  
 عبارت متن سمجھنی  
 چاہئے اور باقی عبارت  
 شرح فقط

قطعة تاریخ طبع

رود الشواق بمجہ زیارات سنکرین	از طبع گشت قابل تحسین و آفرین
ہاتف زعیب دادندا بھر سال طبع	رود اشتاق دافع برہان لمحدین



